اَوضحُ التّسہیل

لِشرح ابنِ عقیل

- مُقدّمۃ النحو
- شرح ابن عقیل کا با محاورہ ترجمہ و تشریح
- اشعار کا با محاورہ ترجمہ
- اشعار کی ترکیب
- اشعار کے مفردات مشکلہ کی تشریح
- محلِ استشہاد کی وضاحت
- ضرورت کے مطابق شانِ ورود
- غیر ضروری طوالت سے اجتناب

تالیف

مفتی علی الرحمٰن فاروقی

زمزم پبلشرز

جدید کتابت نظر ثانی شدہ اور اضافہ شدہ ایڈیشن

اَوضحُ التّسہیل

لشرح ابن عقیل

(جلد اوّل)

تألیف

مفتی علی الرحمٰن فاروقی

فاضل و تخصص جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

- مقدمۃ النحو
- شرح ابن عقیل کا بامحاورہ ترجمہ و تشریح
- اشعار کا بامحاورہ ترجمہ
- اشعار کی ترکیب
- اشعار کے مفردات مشکلہ کی تشریح
- محل استشہاد کی وضاحت
- ضرورت کے مطابق شان ورود
- غیر ضروری طوالت سے اجتناب

زمزم پبلشرز

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام ـــــ اوضح التسہیل لشرح ابن عقیلؒ جلد اوّل

تاریخ اشاعت ـــــ نومبر ۲۰۱۰ء

باہتمام ـــــ احباب زمزم پبلشرز

ناشر ـــــ زمزم پبلشرز کراچی

شاہ زیب سینٹر نزد مقدس مسجد، اُردو بازار کراچی

فون: 021-32729089

فیکس: 021-32725673

ای میل: zamzam01@cyber.net.pk

ویب سائٹ: www.zamzampublishers.com

ملنے کے دیگر پتے

- مکتبہ بیت العلم، اردو بازار کراچی۔ فون: 32726509
- مکتبہ دار الھدیٰ، اردو بازار کراچی۔ فون: 32711814
- دار الاشاعت، اُردو بازار کراچی
- قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ کراچی
- مکتبہ رحمانیہ، اُردو بازار لاہور

- **Darul Uloom Zakaria**
  P.O. Box 10786, Lenasia
  1820 Gauteng
  South Africa
- **Azhar Academy Ltd.**
  54-68 Little Ilford Lane
  Manor Park London E12 5QA
  Phone: 020-8911-9797
- **ISLAMIC BOOK CENTRE**
  119-121 Halliwell Road, Bolton Bl1 3NE
  U.K
  Tel/Fax : 01204-389080

فہرست مضامین

اوضح التسہیل لشرح ابن عقیل

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	تقریظ استاذ محترم حضرت مولانا محمد انور بدخشانی صاحب دامت برکاتہم	۸	۱۴	طبقات نحاۃ اور علم نحو کی اشاعت	۲۳
۲	تقریظ استاذ محترم حضرت مولانا محمد زیب صاحب دامت برکاتہم	۱۰	۱۵	پہلی صدی میں مشہور علماء نحو	۲۵
۳	دعائیہ کلمات استاذ محترم شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا سعید الرحمٰن دام ظلہم	۱۲	۱۶	دوسری صدی میں مشہور علماء نحو	۲۶
۴	کلمات خیر استاذ محترم حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمن صاحب	۱۳	۱۷	تیسری صدی میں	۲۷
۵	تقریظ حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب	۱۴	۱۸	چوتھی صدی میں	۲۹
۶	انتساب	۱۶	۱۹	پانچویں صدی میں	۳۱
۷	عرض مؤلف (طبع اوّل)	۱۷	۲۰	چھٹی صدی میں	۳۱
۸	عرض مؤلف (طبع دوم)	۱۹	۲۱	ساتویں صدی میں	۳۱
۹	مقدمۃ النحو	۲۰	۲۲	آٹھویں صدی میں	۳۲
۱۰	علم نحو کی اہمیت	۲۰	۲۳	نویں صدی میں	۳۳
۱۱	نحو کے چند معانی	۲۱	۲۴	علم نحو میں چند مشہور کتابیں	۳۴
۱۲	وجہ تسمیہ نحو	۲۱	۲۵	علم النحو کی تعریف	۳۵
۱۳	علم نحو کا ایجاد کیوں ہوا؟	۲۱	۲۶	علم النحو کا موضوع	۳۵

نمبر	مضامین	صفحہ	نمبر	مضامین	صفحہ
۲۷	علم النحو کی غرض	۳۵	۴۶	اسماء ستہ مکبرہ کا اعراب	۷۲
۲۸	حالات مصنف "شرح ابن عقیل"	۳۶	۴۷	اسماء ستہ مکبرہ کے اعراب کیلئے چار شرطیں	۸۰
۲۹	الفیہ کے مصنف" کا خطبہ	۳۷	۴۸	تثنیہ کا اعراب	۸۳
۳۰	کلام کی تعریف	۴۰	۴۹	جمع مذکر سالم کا اعراب	۸۶
۳۱	کلام کی ترکیب میں احتمالات	۴۱	۵۰	جامد کی شرطیں	۸۷
۳۲	کلم کی تحقیق	۴۲	۵۱	صفت کی شرطیں	۸۸
۳۳	اسم کی علامتیں	۴۶	۵۲	جمع کا نون مفتوح ہوتا ہے	۹۵
۳۴	تنوین کی اقسام	۴۶	۵۳	جمع مؤنث سالم کا اعراب	۱۰۱
۳۵	فعل کی علامتیں	۵۲	۵۴	جمع مؤنث سالم کے ملحقات کا اعراب	۱۰۴
۳۶	حرف کی علامت	۵۴	۵۵	غیر منصرف کا اعراب اور اس کی وجہ	۱۰۶
۳۷	فعل مضارع کی علامت	۵۴	۵۶	معتل کا اعراب	۱۱۰
۳۸	فعل ماضی کی علامت	۵۵	۵۷	اسم مقصور کا اعراب اور اس کی وجہ	۱۱۱
۳۹	فعل امر کی علامت	۵۵	۵۸	اسم مقصور کی تعریف	۱۱۱
۴۰	معرب مبنی کی تعریف	۵۶	۵۹	اسم منقوص کی تعریف	۱۱۱
۴۱	معرب مبنی کی تعریف میں وجہ حصر	۵۷	۶۰	اسم منقوص کا اعراب اور اس کی وجہ	۱۱۲
۴۲	وجوہ مشابہت	۵۷	۶۱	معتل من الافعال کی تعریف	۱۱۳
۴۳	افعال میں معرب ومبنی	۶۶	۶۲	معتل من الافعال کا اعراب	۱۱۴
۴۴	حروف کا مبنی ہونا	۶۹	۶۳	معتل من الافعال کے اعراب کا نقشہ	۱۱۵
۴۵	اعراب کی اقسام	۷۱	۶۴	نکرہ کی تعریف	۱۱۶

نمبر	مضامین	صفحہ	نمبر	مضامین	صفحہ
۶۵	معرفہ کی تعریف اور اس کی قسمیں	۱۱۷	۸۲	اسم کی تقدیم لقب پر ضروری ہے	۱۵۰
۶۶	ضمیر کی تعریف	۱۱۸	۸۳	اگر اسم اور لقب دونوں مفرد ہوں تو انکا حکم	۱۵۲
۶۷	ضمیر بارز کی قسمیں	۱۱۹	۸۴	اگر دونوں مفرد نہ ہوں	۱۵۳
۶۸	ضمیر مستتر اور بارز	۱۲۶	۸۵	اعلام کی قسمیں	۱۵۵
۶۹	ضمیر متصل سے بلا ضرورت عدول جائز نہیں	۱۳۰	۸۶	مرتجل کی تعریف	۱۵۵
۷۰	وہ جگہیں جہاں ضمیر منفصل لانا بھی جائز ہے	۱۳۲	۸۷	منقول کی تعریف	۱۵۵
۷۱	نون وقایہ اور اس کی وجہ تسمیہ	۱۳۹	۸۸	ترکیب امتزاجی کی تعریف	۱۵۵
۷۲	فعل تعجب کے ساتھ نون وقایہ کا حکم	۱۴۰	۸۹	ترکیب کی قسموں میں کونسی غیر منصرف ہے	۱۵۶
۷۳	حروف کے ساتھ نون وقایہ کا حکم	۱۴۲	۹۰	بَعْلَبَكَّ میں اعراب کی تین صورتیں	۱۵۶
۷۴	لَیْتَ کے ساتھ نون وقایہ کا حکم	۱۴۱	۹۱	لفظ سیبویہ میں اعراب کی دو صورتیں	۱۵۷
۷۵	لَعَلَّ کے ساتھ نون وقایہ کا حکم	۱۴۲	۹۲	علم شخص کی تعریف اور اس کے احکام	۱۵۹
۷۶	لیتَ کے باقی اخوات کے ساتھ کا حکم	۱۴۴	۹۳	علم جنس کی تعریف اور اسم جنس ونکرہ کا فرق	۱۵۹
۷۷	مِنْ اور عَنْ کے ساتھ نون وقایہ کا حکم	۱۴۴	۹۴	علم جنس کے احکام	۱۵۹
۷۸	لَدُنِّی کے ساتھ نون وقایہ کا حکم	۱۴۵	۹۵	اسم اشارہ کی قسمیں	۱۶۰
۷۹	قَدْ اور قَطْ کے ساتھ نون وقایہ کا حکم	۱۴۵	۹۶	موصول کی قسمیں	۱۶۸
۸۰	علم کی تعریف	۱۴۷	۹۷	موصول حرفی کی تعریف اور اس کی قسمیں	۱۶۹
۸۱	علم کی قسمیں	۱۴۹	۹۸	موصولات اسمیہ	۱۷۱

نمبر	مضامین	صفحہ	نمبر	مضامین	صفحہ
۹۹	الذین کا اعراب	۱۷۳	۱۱۷	کبھی علم غلبہ کے لئے آتا ہے	۲۱۴
۱۰۰	اللات اور اللاءِ کا استعمال	۱۷۴	۱۱۸	مبتدا کی قسمیں	۲۱۷
۱۰۱	ما اور مَن کا استعمال	۱۷۷	۱۱۹	وصف اور فاعل میں مطابقت	۲۲۲
۱۰۲	الف لام کا استعمال	۱۷۸	۱۲۰	اکلونی البراغیث والی لغت کی تفصیل	۲۲۳
۱۰۳	ذو کا استعمال	۱۸۰	۱۲۱	مبتدا خبر کے عامل میں اختلاف	۲۲۵
۱۰۴	ذو کا اعراب	۱۸۱	۱۲۲	خبر کی تعریف	۲۲۶
۱۰۵	ذات کا اعراب	۱۸۲	۱۲۳	خبر کی قسمیں	۲۲۸
۱۰۶	ذا اسم اشارہ کا استعمال	۱۸۳	۱۲۴	اسم زمان ذات سے خبر واقع نہیں ہوتا	۲۳۷
۱۰۷	موصول کیلئے صلہ کا ہونا ضروری ہے	۱۸۴	۱۲۵	مبتدا میں اصل معرفہ ہونا ہے	۲۴۱
۱۰۸	صلہ کا جملہ یا شبہ جملہ ہونا ضروری ہے	۱۸۶	۱۲۶	کبھی مبتدا بھی نکرہ واقع ہوتا ہے	۲۴۱
۱۰۹	کیا صفت مشبہ پر داخل ہونے والا الف لام موصولہ ہے؟	۱۸۸	۱۲۷	مبتدا کا مقدم ہونا اصل ہے	۲۴۹
۱۱۰	ایّ کی چار حالتیں	۱۹۲	۱۲۸	جہاں خبر کی تاخیر ضروری ہے	۲۵۳
۱۱۱	ایّ، ایّۃ کے معرب ومبنی ہونے کی وجوہات	۱۹۳	۱۲۸	جہاں خبر کی تقدیم ضروری ہے	۲۵۹
۱۱۲	موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر کا حذف	۱۹۷	۱۳۰	جہاں مبتدا اور خبر دونوں کا حذف جائز ہے	۲۶۳
۱۱۳	حرف تعریف میں نحویوں کا اختلاف	۲۰۵	۱۳۱	جہاں خبر کو حذف کرنا ضروری ہے	۲۶۷
۱۱۴	الف لام کی قسمیں	۲۰۵	۱۳۲	جہاں مبتدا کو حذف کرنا ضروری ہے	۲۷۱
۱۱۵	الآن کے مبنی ہونے کا سبب	۲۰۸	۱۳۳	تعدد خبر میں اختلاف	۲۷۲
۱۱۶	کبھی علم پر بھی الف لام آتا ہے	۲۱۲	۱۳۴	کان واخواتہا کی تفصیل	۲۷۴

نمبر	مضامین	صفحہ	نمبر	مضامین	صفحہ
۱۳۵	افعال ناقصہ کے عمل کی شرائط	۲۷۷	۱۵۴	عسیٰ اور کادَ کی خبر اکثر فعل مضارع آتی ہے	۳۲۸
۱۳۶	افعال ناقصہ کے معانی	۲۸۰	۱۵۵	عسیٰ کی خبر میں اَن کا آنا	۳۳۱
۱۳۷	افعال متصرفہ وغیر متصرفہ	۲۸۱	۱۵۶	کادَ کی خبر میں اَن کا آنا	۳۳۳
۱۳۸	کانَ کی خبر کی تقدیم وتاخیر	۲۸۵	۲۵۷	کربَ کی خبر میں اَن کا آنا	۳۳۸
۱۳۹	مانافیہ والے افعال ناقصہ پر خبر کی تقدیم	۲۸۸	۱۵۸	افعال مقاربہ کا ماضی کے بغیر استعمال ہونا	۳۴۱
۱۴۰	لَیسَ کی خبر کی تقدیم	۲۸۹	۱۵۹	عسیٰ وغیرہ کا تامہ استعمال ہونا	۳۴۴
۱۴۱	کانَ زائدہ کی تفصیل	۲۹۶	۱۶۰	عسیٰ کی خصوصیت	۳۴۶
۱۴۲	کان کا اسم سمیت حذف	۳۰۰	۱۶۱	عسیٰ میں سین کا کسرہ بھی جائز ہے	۳۴۶
۱۴۳	کان کو حذف کرکے اس کی جگہ مَا کو لانا جائز ہے	۳۰۳	۱۶۲	حروف مشبہ بالفعل اور ان کی وجہ تسمیہ	۳۴۹
۱۴۴	کان کے مضارع مجزوم میں نون کو حذف کرنا جائز ہے	۳۰۶	۱۶۳	جہاں أنَّ (بالفتح) پڑھنا واجب ہے	۳۵۳
۱۴۵	ماولاالمشبہتین بلیس کی بحث	۳۰۹	۱۶۴	جہاں اِنَّ (بالکسر) پڑھنا واجب ہے	۳۵۶
۱۴۶	ما کے عمل میں بنوتمیم اور اہل حجاز کا اختلاف	۳۱۰	۱۶۵	جہاں دونوں جائز ہیں	۳۶۰
۱۴۷	مانافیہ حجازیہ کے عمل کی شرائط	۳۱۱	۱۶۶	لام ابتداء کہاں آتا ہے	۳۶۵
۱۴۸	مَا کی خبر کے بعد حرف عاطف کا آجانا	۳۱۴	۱۶۷	حروف مشبہ بالفعل کے ساتھ مَا کافہ کا آنا	۳۷۴
۱۴۹	لیس اور ما کی خبر میں باء کا زائد ہونا	۳۱۵	۱۶۸	انَّ کے اسم پر معطوف کا اعراب	۳۷۵
۱۵۰	لا کا عمل اور اس میں حجازیین وبنوتمیم کا اختلاف	۳۲۰	۱۶۹	اِنْ مخففہ کے متعلق چند جزئیات	۳۷۸
۱۵۱	اِنْ نافیہ کے عمل کے بارے میں اختلاف	۳۲۳	۱۷۰	لام ابتداء اور لام فارقہ	۳۸۰
۱۵۲	لاتَ اور اس کا عمل	۳۲۵	۱۷۱	اِنْ (مخفف) کے بعد آنے والے افعال	۳۸۱
۱۵۳	افعال مقاربہ اور ان کا عمل	۳۲۸	۱۷۲	کانْ مخفف کی وضاحت	۳۸۹

☆☆☆

تقریظ

استاذ محترم حضرت مولانا محمد انور بدخشانی صاحب دامت برکاتهم العالیة

استاذ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوریؒ ٹاؤن کراچی۔

بسم الله الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آله وصحبه ومن تبعهم باحسان الیٰ یوم الدین.

اما بعد!

یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ "علوم القرآن" (وہ علوم جن پر قرآن کریم کے سمجھنے کا دارومدار ہے) کی کئی شاخیں ہیں اُن میں سے ایک علم النحو ہے یعنی اوّلاً قرآن مقدس کی ترکیب واعراب کا جاننا اور ثانیاً اس کے حقائق ومعارف کا سمجھنا نحوی اصول وقواعد پر ہی موقوف ہے۔ اس لئے کہ جب تک کسی لفظ کا اعراب اور پھر اس کی وجہ ترکیب دوسرے الفاظ کے ساتھ سمجھ میں نہ آئے تو اس کے مفہوم کا سمجھنا قریب قریب ناممکن ہے۔ اس لحاظ سے "علم النحو" ان علوم میں سرفہرست ہے جن کے بغیر قرآن کریم کا سمجھنا مشکل ہے اس لحاظ سے علم نحو کی خدمت درحقیقت قرآن کریم کی خدمت ہے۔

پہلی صدی ہجری سے علماء اسلام نے علم نحو کو مختلف طریقوں سے (شروح، متون، تعلیقات، اور حواشی کے ذریعے سے) نظماً ونثراً موضوع بحث بنایا ہے، چنانچہ درسی وغیر درسی بے شمار کتابیں معرض وجود میں آئیں اور ہر ایک کی اپنی افادیت ہے۔

ہمارے درس نظامی میں سالہاسال سے کافیہ ابن حاجب اور شرح ملا جامی شامل نصاب ہیں لیکن زمانہ گزرنے اور اقدار واذہان کی تبدیلی سے نظام ونصاب تعلیم میں تبدیلی ایک فطری عمل ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کافیہ میں ادبی پہلو، سماعی امثلہ، کلام فصحاء عرب سے استشہاد اور قواعد کی تطبیق تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے، اسلوب بھی منطقی اور معقد ہے۔

لہٰذا ہمارے اکابر نے خصوصاً محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری نوّر اللّٰہ مرقدہ اور موجودہ دور میں نصاب تعلیم کے ماہرین نے یہ فیصلہ کیا کہ درجہ ثالثہ میں کافیہ کی جگہ شرح ابن عقیل کو رکھا جائے چنانچہ یہ کتاب کافی عرصہ سے پاکستان کے اکثر مدارس میں داخل نصاب ہے، طلبہ کی سہولت کے پیش نظر جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل اور متخصص مولوی علی الرحمٰن فاروقی صاحب نے شرح ابن عقیل کا اردو میں عمدہ ترجمہ اور تشریح کر کے معلّمین اور متعلّمین پر بوجھ کم کر دیا، ماشاء اللہ ترجمہ وتشریح علمی انداز میں ہے اور مناسب ہے، تدریسی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے کتاب ''شرح ابن عقیل'' کی عمدہ تسہیل کی ہے۔

﴿هٰذا رأيي وَلا أُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ اَحَدًا﴾

محمد انور بدخشانی

۹/۳/ ۱۴۲۴ھ

تقریظ

استاذ محترم حضرت مولانا محمد زیب صاحب دامت برکاتہم العالیۃ

استاذ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ محمد یوسف بنوریؒ ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لانبیّ بعدہ.

وبعد!

علم نحو کی اہمیت کسی سے مخفی نہیں ہے قرآن وحدیث کو سمجھنے کیلئے جس قدر اس علم کی ضرورت ہے یہی اس کی فضیلت کیلئے کافی ہے۔

ایک شاعر کا قول ہے:

اَنَّمَا النَّحوُفی مَجلسہ
کَشِہَابٍ ثَاقِبٍ بیْنَ السَّدف
یَخْرُجُ القرآنُ من فِیْہ کما
تَخْرُجُ الدرَّۃُ مِن بین الصدف

اہل علم نے اس علم کی اہمیت کی وجہ سے ابتداء سے اس علم کی خدمت متون، شروح، تعلیقات کے ذریعہ سے کی ہے جو اکثر دینی جامعات ومدارس میں شامل نصاب ہیں، عرب اسلامی جامعات میں الفیہ ابن مالک اور اس کی شرح ''شرح ابن عقیل'' کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے یہاں تک کہ بعض جامعات میں کلیہ کے داخلہ کیلئے الفیہ کا زبانی یاد ہونا شرط ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ الفیہ ابن مالک اور اس کی شرح شرح ابن عقیل علم نحو کی کتابوں میں مسائل نحو کے سمجھنے کیلئے بہت مفید ہیں جن

میں صرف مسائل نحو کی وضاحت مثالوں سے کی گئی ہے کسی دوسرے فن کے مسائل کا ذکر اس میں نہیں ہے نہ کافیہ اور شرح ملا جامی جیسے معقد اور منطقی اسالیب کا ذکر ہے اسی وجہ سے ہمارے بعض اکابر نے شرح ابن عقیل کی اہمیت کی وجہ سے درجہ ثالثہ میں کافیہ کی جگہ اس کو رکھا ہے۔

اگر چہ شرح ابن عقیل آسان اور عام فہم کتاب ہے لیکن دن بدن استعداد کی کمی اور تسہیلات کی عادت کی وجہ سے اردو میں ہمارے مخلص بھائی، فاضل و تخصص جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن مولانا علی الرحمٰن صاحب نے انتہائی علمی اور عمدہ انداز میں اس کا ترجمہ اور تشریح کی ہے اگر چہ بالاستیعاب میں موصوف کی شرح و ترجمہ کو نہ دیکھ سکا البتہ بعض جگہیں دیکھی ہیں امید ہے کہ یہ کتاب طلباء علوم دینیہ کیلئے مفید ہوگی۔

اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس کاوش و محنت کو شرف قبولیت بخشیں اور ہر خاص و عام کیلئے مفید بنائے۔

هذا ما رأيته في الظاهر والله اعلم بالسرائر

کتبہ:

(حضرت مولانا) محمد زیب عفی عنہ

۱۳/۳/ ۱۴۲۴ھ

دعائیہ کلمات

استاذ محترم شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا سعید الرحمٰن دامت برکاتہم العالیۃ (عرف خطیب صاحب)

مہتمم دار العلوم سعیدیہ اوگی صوبہ سرحد پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم!

امابعد!

اللہ تعالیٰ جس کسی سے کام لینا چاہتا ہے تو اس کو ہر قسم کی توفیق عنایت فرماتے ہیں اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے **ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔**

محترم حضرت مولانا علی الرحمن مدظلہ العالی کی کتاب شرح ابن عقیل کی شرح (اوضح التسھیل لشرح ابن عقیل) پر کچھ اوراق دیکھ کر از حد خوشی ہوئی بوجہ کثرت مشاغل مطالعہ کرنے کا موقع نہیں ملا" موصوف بحمد اللہ اچھے ذکی اور قابل ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو تا زیست درس وتدریس کے ساتھ علوم دینیہ پر لکھنے' تصنیف وتالیف کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین۔

احقر سعید الرحمٰن

اوگی ضلع مانسہرہ حالاً وارد کراچی

۲۲ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

کلمات خیر

استاذ محترم حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیۃ

نائب مہتمم دار العلوم سعیدیہ اوگی، (مؤلف کتب کثیرہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفیٰ ۔

امابعد!

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی کوئی انتہا نہیں اللہ کی مرضی جس سے علم دین کی خدمت لینا چاہتا ہے اس کو توفیق مرحمت فرمادیتے ہیں دینی خدمات کے کئی شعبے ہیں مگر تصنیف وتالیف جیسی خدمت ہمیشہ باقی رہنے والی خدمت ہے اور باقیات صالحات میں سے شمار ہوتی ہے، اور اس شخص کا مشغلہ بہت عظیم ہوتا ہے جس کا تعلق کتاب سے ہواور خصوصاً دینی کتابوں کے ساتھ محبت رکھتا ہو کسی نے خوب کہا ہے!

اعز مکان فی الدنیٰ سرج سابح

وخیر جلیس فی الزمان کتاب

اسی سلسلہ کی ایک کڑی محترم ومکرم حضرت مولانا علی الرحمٰن صاحب زید مجدہ کی کتاب ”اوضح التسہیل لشرح ابن عقیل“ ہے وقت کی مناسبت سے ضرورت تھی کہ شرح ابن عقیل جیسی کتاب کی ایک عام فہم شرح منظر عام پر آجائے، اللہ کا شکر ہے کہ یہ سعادت محترم موصوف کو ملی، مجھے امید ہے کہ موصوف کی یہ شرح علماء طلباء میں مقبول ہوگی اور علم نحو کے شیدائی اس کتاب سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش وزبردست محنت کو قبولیت سے نواز کر علوم وفنون کی خدمت کے اس میدان میں اعلیٰ مقام عطا فرمادے۔ آمین۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم.

(حضرت مولانا مفتی) حفیظ الرحمٰن عفی عنہ

حالاً کراچی۔

۲۲/رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

تقریظ

حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب دامت برکاتہم

استاذ مدرسہ گلشن عمر شاخ: جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی۔ ومدیر مدرسہ ارشاد العلوم یوسفیہ جونا مارکیٹ کراچی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ والصلوۃ والسلام الأتمان الأکملان علی النبی المختار وعلی آلہ وصحبہ الاتقیاء البررۃ.

اما بعد!

کسی بھی زبان کو سیکھنے کیلئے نحو وصرف (گرامر) کی اہمیت وضرورت محتاج بیان نہیں، خصوصاً عربی زبان جو قرآن وحدیث کی زبان ہے جسے فصاحت وبلاغت میں بلاشبہ تمام زبانوں پر فوقیت وبرتری حاصل ہے' چنانچہ ہر دور میں علماء کرام نے اس زبان کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے' اور ہزاروں چھوٹی بڑی کتابیں اس زبان کو سیکھنے اور سمجھنے کیلئے تالیف وتصنیف کی ہیں: اسی سلسلہ کی ایک کڑی ساتویں ہجری میں ابن مالکؒ کی الفیہ ہے اور اس کی شرح علامہ ابن عقیلؒ نے تحریر فرمائی ہے، یہ متن وشرح بے شک علم نحو وصرف کی عظیم الشان خدمت ہے، خصوصاً بلاد عرب میں اس کتاب کو جو پذیرائی حاصل ہوئی وہ کسی سے مخفی نہیں، سینکڑوں برس سے یہ کتاب نصاب میں شامل رہی۔

برصغیر پاک وہند میں اس کتاب کو سب سے پہلے محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ نے اپنی بے نظیر جامعہ "جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ محمد یوسف بنوریؒ ٹاؤن کراچی" میں کافیہ کی جگہ داخل نصاب کیا، جامعہ کی اتباع کرتے ہوئے دیگر بہت سے ارباب مدارس نے اس کتاب کی اہمیت کو محسوس کیا اور اپنے اپنے مدارس وجامعات میں نصاب کا حصہ بنایا، کتاب بلاشبہ فن نحو وصرف پر جامع کتاب ہے جس میں علم نحو کی تمام اہم جزئیات کا احاطہ کیا گیا ہے نیز مسائل کو آیات قرآنیہ، احادیث مبارکہ عربی زبان کے محاورات وضرب الامثال، فصیح وبلیغ اشعار سے مدلل ومبرہن کر کے آراستہ کیا گیا ہے، گویا کہ شارح مسائل نحو سکھانے کے ساتھ ساتھ دلائل اور اجراء وتمرین پر بھی خصوصی توجہ دے رہے ہیں، چونکہ الفیہ اور اس کی شرح ابن عقیل اور حواشی عربی زبان میں ہیں جن سے استفادہ عجمی طلبہ کیلئے قدرے دشوار تھا عرصہ سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اردو زبان (جو ہماری قومی اور درسی زبان ہے) میں کتاب کی ایسی خدمت کی جائے جس سے استفادہ زیادہ بہتر اور آسان ہو جائے۔

الحمدللہ یہ ضرورت محترم مولانا علی الرحمٰن فاروقی صاحب نے بہتر طریقے سے پوری کی اور مدرسہ ارشاد العلوم یوسفیہ میں عرصہ چار سال سے شرح ابن عقیل کی تدریس کے ساتھ ساتھ شرح پر بھی کام کرتے رہے، جس کی پہلی جلد اس وقت پیش نظر ہے جس میں مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں۔

۱...مقدمۃ النحو۔

۲...شرح ابن عقیل کا با محاورہ ترجمہ وتشریح۔

۳...اشعار کا با محاورہ ترجمہ۔

۴......اشعار کی ترکیب۔

۵......اشعار کے مفردات مشکلہ کی تشریح۔

۶...محل استشہاد کی وضاحت۔

۷...ضرورت کے مطابق شان ورود۔

۸......غیر ضروری طوالت سے اجتناب۔

اللہ پاک مولانا کی اس سعی کو قبول فرمائیں اور طلبہ وعلماء کو اس شرح سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کتبہ:

(حضرت مولانا) محمد یٰسین غفرلہ

۳/شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ

انتساب

میں اپنی اس معمولی سی کاوش کو اپنے جملہ اساتذہ کرام کے نام منسوب کرتا ہوں خصوصا ان اساتذہ کرام کے نام جن سے سیکھ کر بندہ بفضلہ تعالیٰ علم نحو سے قدرے آشنا ہوا۔ فللہ الحمد۔

١......شیخ الصرف والنحو حضرت مولانا نصر اللہ خان صاحب	توحید آباد پنجاب
٢. حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب	جامعہ ربانیہ قصبہ کالونی کراچی۔
٣... حضرت مولانا نور الوکیل صاحب	جامعہ ربانیہ قصبہ کالونی کراچی۔
٤... حضرت مولانا محمد نذیر صاحب	یوسفیہ بنوریہ بہادر آباد کراچی۔
٥... حضرت مولانا عبد المنان صاحب	یوسفیہ بنوریہ بہادر آباد کراچی۔
٦......حضرت مولانا تاج اللہ صاحب	دار العلوم سعیدیہ اوگی صوبہ سرحد۔
٧... حضرت مولانا محمد گلشن صاحب	دار العلوم سعیدیہ اوگی صوبہ سرحد۔
٨... حضرت مولانا ملا جان صاحب	دار العلوم سعیدیہ اوگی صوبہ سرحد۔
٩......حضرت مولانا غنی احمد صاحب	دار العلوم سعیدیہ اوگی صوبہ سرحد۔

عرض مؤلف (طبع اول)

الحمدللہ ربّ العالمین والصلوٰۃ والسلام علی افضل الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ الفائزین والراشدین وعلیٰ من تبعھم الیٰ یوم الدّین من الفقھاء والاولیاء وعلماء العربیّۃ وکل تقی نقی ذی الحبل المتین.

امّا بعد!

بندہ جب جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ محمد یوسف بنوریؒ ٹاؤن کراچی سے ۱۴۲۰ھ کو تخصص فی الفقہ سے فارغ ہوا تو اگلے سال تدریس کیلئے مدرسہ ارشاد العلوم یوسفیہ جوتا مارکیٹ کراچی میں تقرری ہوئی۔

تدریس کیلئے جہاں دیگر کتابیں سونپی گئیں وہاں ان میں بعض مدارس میں درجہ ثالثہ کے نصاب میں نحو کی مشہور کتاب شرح ابن عقیل بھی شامل تھی (جو کافیہ کی جگہ پڑھائی جاتی ہے)

سہ ماہی امتحان سے پہلے طلبہ نے اصرار کیا کہ شرح ابن عقیل کے اشعار کا ترجمہ، ترکیب مختصر تشریح لکھ کر ہمیں دے دی جائے تو امتحان کی تیاری میں آسانی ہوگی، کسی حد تک اختصار کے ساتھ بندہ نے لکھ کر فراہم کیا۔

اگلے سال دوبارہ جب شرح ابن عقیل پڑھانے کی ذمہ داری سونپی گئی تو کچھ علماء کرام اور طلبہ کرام نے مشورہ دیا کہ اس کتاب کی اردو میں باقاعدہ کوئی شرح نہیں اس وجہ سے ضعیف الاستعداد طلبہ کیلئے اس کا ہونا بے حد ضروری ہے، کم علمی و نا تجربہ کاری کے باوجود ۲۳/ رجب ۱۴۲۲ھ کو اللہ کا نام لیکر بندہ نے اس کی باقاعدہ ابتداء کی۔

پھر تیسرے سال شرح ابن عقیل کی تدریس کے ساتھ ساتھ بندہ کا یہ طرز رہا کہ دن کو جو سبق پڑھانا ہوتا وہ پہلے سے ہی رات کو لکھ دیتا الحمد للہ یہ سلسلہ چلتا رہا اور ۱۴/ ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ کو بفضلہ تعالیٰ پہلی جلد مکمل ہوئی۔

اس سلسلہ میں میں ان تمام مخلص علماء کرام کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس ناتجربہ کار کو مفید مشوروں اور حوصلہ افزائی سے نوازا جن میں امسال کے مدرسہ ارشاد العلوم یوسفیہ کے اساتذہ کرام قابل ذکر ہیں۔ خصوصاً حضرت مولانا محب اللہ صاحب دامت برکاتہم (استاذ مدرسہ گلشن عمر سہراب گوٹھ شاخ بنوری ٹاؤن کراچی) کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مکمل ہونے سے پہلے

نظر ثانی کر کے راہنمائی کی اور قیمتی مشورے دیئے اور محترم محسن حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب دام ظلہم العالی (استاذ مدرسہ گلشن عمر سہراب گوٹھ شاخ بنوری ٹاؤن) کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے مخلصانہ اور علمی مشوروں کے ساتھ ساتھ کتابوں کی راہمی میں بندہ کی مدد کی۔ نیز بندہ کے مخلص ساتھی مولانا مفتی عبداللہ جان صاحب (استاذ مدرسہ ارشاد العلوم یوسفیہ) اور جناب خطیب الرحمٰن صاحب (منتظم درجہ ثالثہ ارشاد العلوم یوسفیہ) کا بھی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے پروف ریڈنگ میں مدد کی ور کمپوزنگ کی پیچیدہ غلطیاں نکالیں۔

اللہ رب العزت ان تمام حضرات کو جزائے خیر دے اور بندہ کی اس حقیر کوشش کو اپنے دربار عالی میں مقبول ومنظور رمائے اور طلبہ کو اس سے صحیح طریقے سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کتبہ:

علی الرحمٰن فاروقی

فاضل و متخصص: جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ محمد یوسف بنوریؒ ٹاؤن کراچی۔

مدرّس: مدرسہ ارشاد العلوم یوسفیہ جونا مارکیٹ کراچی۔

عرض مؤلف (طبع دوم)

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسوله الکریم.

امّا بعد!

ربّ کریم کا بندہ پر بے حد فضل واحسان ہے کہ "اوضح التسہیل لشرح ابن عقیل" کی دونوں جلدیں مکمل نصاب کے ساتھ منظرعام پر آئیں، احباب وطلبہ کی جانب سے اس کو جو پذیرائی حاصل ہوئی وہ بلاشبہ ایک خوش آئند امر ہے۔

پہلی جلد کی منظرعام پر آنے کے بعد پڑھاتے وقت اس پر خصوصی نظر رہی پہلے ایڈیشن میں بعض جگہوں میں جہاں قدرے طوالت تھی اس کو اس دوسرے ایڈیشن میں مختصر کر دیا گیا اور جہاں مزید وضاحت کی ضرورت محسوس کی وہاں اضافہ بھی کر دیا گیا۔(واضح رہے کہ پہلے ایڈیشن میں ترکیبوں میں بعض جگہ غلطی سے ضمیر بارز کو مستتر لکھ دیا گیا تھا اب کی بار اس کی تصحیح ہوگئی ہے)

الغرض اس طرح اوضح التسہیل لشرح ابن عقیل جلد اوّل کا یہ تصحیح شدہ جدید ایڈیشن تیار ہوا۔

فللّٰه الحمد وما توفیقی الا باللّٰه۔

ربّ کریم بندہ کی اس کوشش کو اپنے دربار میں قبول فرمائے۔(آمین)

کتبہ:

ابوالصلاح علی الرحمٰن فاروقی۔

۲۰ صفر ۱۴۲۸ھ

مُقَدِّمَۃُ النحو

علم نحو کی اہمیت:

علم نحو اور اس جیسے دیگر علوم آلیہ کی فضیلت کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ علوم قرآن وحدیث کے سمجھنے کیلئے ذریعہ ہیں تاہم علم نحو کے متعلق چند فضائل درج ذیل ہیں۔

۱..حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے۔

"تعَلّمُوا النحوَ کمَا تعَلّمُونَ السُّنَنَ وَالفرائِضَ"

علم نحو کو اس طرح حاصل کرو جیسے تم فرائض اور سنن کو سیکھتے ہو۔

۲...امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

انّما النحو قیاسٌ یتبع

وبہ فی کلّ علم یُنتفَع

علم نحو ایک ایسا ضروری آلہ ہے جس کی اتباع ہر علم میں فائدہ دیتی ہے۔

۳......مشہور مقولہ ہے۔

"النحو فی الکلامِ کالمِلحِ فی الطّعَام"

علم نحو کلام میں ایسا ہے جیسا کہ کھانے میں نمک۔

۴..بعض حضرات نے علم نحو کی تعریف میں مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں۔

أحِبِ النحو مِن العلم فقد	یُدرکُ المرءُ بہ اعلی الشرف
انّما النحوُ فی مجلِسہٖ	کشِھَابٍ ثاقبٍ بینَ السدف
یَخرُجُ القرآنُ مِنْ فِیہِ کما	تخرج الدرّۃُ من بین الصدف

ترجمہ:...اے مخاطب علوم آلیہ میں سے صرف نحو کو پسند اور اختیار کر کیونکہ اس کے ذریعہ انسان اعلیٰ مرتبہ حاصل کر لیتا ہے مجلس میں۔ علم نحو ایسا ہے جیسا کہ چمکتا ہوا شہاب ثاقب ہے۔ اس کے ذریعہ منہ سے قرآن کریم اس طرح آسانی سے بغیر غلطی ادا ہوتا ہے جس طرح سیپی کے منہ سے موتی۔

نحو کے چند معانی:

نحو لغت کے اعتبار سے کئی معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

﴿۱﴾ بمعنی قصد وارادہ:..... جیسے نحوتُ ھذا۔ میں نے اس کا ارادہ کیا۔

﴿۲﴾ بمعنی راستہ:..... جیسے النحو السوِی۔ سیدھا راستہ۔

﴿۳﴾ بمعنی طرف، جہت:..... جیسے ذَھَبَ نحو المسجد۔ وہ مسجد کی طرف گیا۔

﴿۴﴾ بمعنی پھیرانا:..... جیسے نحوت بصری الیہ۔ میں نے اپنی نظر اس کی طرف پھیرا دیں۔

﴿۵﴾ بمعنی نوع، قسم:..... جیسے ھذا علیٰ اربعۃِ انحاء۔ یہ چار قسم پر ہے۔

﴿۶﴾ بمعنی مثل:..... جیسے نحوُہ اس کی مثال۔

﴿۷﴾ بمعنی فصاحت:..... جیسے "ما احسن نحوَک فی الکلام۔ یعنی تمہاری فصاحت کلام میں کیا ہی خوب ہے۔

وجہ تسمیہ نحو:

خلیفہ رابع حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابوالاسود رحمہ اللہ تعالیٰ کی کوشش سے جب علم نحو مدوّن ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔

"ما احسن ھذا النحو قد نحوتُ"

یہ قصد کیا اچھا تھا جس کا میں نے ارادہ کیا،

چونکہ یہ کلمات آپ کی زبان مبارک سے نکلے تھے اس لئے تبرکاً اس علم کا نام نحو پڑ گیا۔

علم نحو کا ایجاد کیوں ہوا؟

اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔

۱:..... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک اعرابی نے لوگوں سے کہا کہ کوئی شخص ہے جو مجھے نبی اکرم ﷺ پر نازل شدہ قرآن پاک کا کچھ حصہ پڑھائے اس پر ایک شخص نے اس کو سورۃ توبہ کی ابتدائی آیتیں سنائیں اور آیت۔

"إنّ اللہ بریءٌ من المشرکین ورسولہ"

میں لفظ رسولہ کو جر کے ساتھ پڑھا جس کا مطلب یہ ہے کہ بے شک اللہ مشرکین اور اپنے رسول ﷺ سے بری

ہے تو اعرابی نے کہا کہ جب اللہ خود اپنے رسول سے بری ہے تو میں بھی اس سے بری ہوں، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اس اعرابی کو بلا کر کہا کہ "رسولہ" پر ضمہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ مشرکین سے بری ہیں۔ اس کے بعد آپ نے ابوالاسود دوئلی رحمہ اللہ تعالیٰ کو نحو وضع کرنے کا حکم دیا اور ابوالاسود رحمہ اللہ تعالیٰ نے نحو کے قواعد جمع کیے۔

۲:...... ابوالاسود دوئلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ آپ کے دست مبارک میں ایک رقعہ ہے میں نے عرض کی امیر المؤمنین یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے کلام عرب میں غور کیا اور دیکھا کہ وہ عجمیوں کے اختلاط کی وجہ سے بگڑ گیا ہے اس لئے میں نے کچھ اصول جمع کئے ہیں تا کہ ان کی طرف رجوع کرنے سے اس خرابی کا ازالہ ہو سکے یہ فرما کر آپ نے یہ رقعہ مجھے عنایت فرمایا اور حکم کیا کہ اس کے مطابق قواعد جمع کرو اور مزید باتوں کو بھی شامل کرو۔ میں نے جب رقعہ دیکھا تو اس میں یہ مضمون تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الکلام کلّه اسمٌ وفعلٌ وحرف فالاسمُ ماانبأ عن المسمّٰی والفعل ماانبأعن حرکة المسمّٰی والحرف ماانبأ عن معنی لیس باسم ولافعل الخ

چنانچہ میں نے آپ کے اصول کی روشنی میں عطف، نعت، تعجب استفہام وغیرہ کے چند ابواب مرتب کئے اور جب باب "انّ" تک پہنچا تو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا آپ نے فرمایا کہ باب "لکنّ" کو بھی اس میں شامل کرلو۔ میں آپ کی ہدایات کے مطابق ابواب نحو مرتب کر رہا تھا یہاں تک کہ جب وہ مجموعہ تیار ہو گیا تو آپ نے دیکھ کر فرمایا۔

"مااحسن هذاالنحو الذی قد نحوت"

۳:...... ایک روز ابوالاسود رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیٹی نے ان کے سامنے کہا مَااحسنُ السمآءِ (کس چیز نے آسمان کو خوبصورت کیا) تو والد نے کہا ستارے نے بیٹی نے کہا کہ میں تو یہ نہیں پوچھ رہی ہوں کہ کس چیز نے آسمان کو خوبصورت کیا، بلکہ میں تو اس کی خوبصورتی پر تعجب کر رہی ہوں۔ تو والد نے کہا کہ پھر یہ کہا کرو "مَااَحسَنَ السمآءَ" (یعنی آسمان کیا ہی خوبصورت ہے) اس غلطی کو محسوس کرتے ہوئے ابوالاسود رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب تعجب، باب استفہام تحریر فرمایا۔

اس واقعہ کے بعد ابوالاسود رحمہ اللہ تعالیٰ نے تدوین نحو کی طرف بھرپور توجہ دی جس سے نحو کی بنیاد مضبوط ہو گئی۔

۴:...... منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک اعرابی کو لایاکله الاّ الخاطئون کے بجائے الا الخاطئین پڑھتے سنا تو آپ تدوین نحو کی طرف متوجہ ہوئے۔ اسی طرح روز بروز علم نحو کی ضرورت بڑھتی گئی حتی کہ ہر دور کے علماء نے اپنی پوری کوشش سے علم نحو کی اشاعت کی۔

۵:......بعض لوگوں کا خیال ہے کہ علم نحو کا واضع اوّل عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج ہے اور بعض نے نصر بن عاصم کو واضع اوّل مانا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ واضع اوّل حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہی ہیں آپ ہی کے بتائے ہوئے چند اصول کو سامنے رکھ کر ابوالاسود دؤلی رحمہ اللہ نے قواعد نحویہ جمع کیے ہیں۔

طبقات نحاۃ اور علم نحو کی اشاعت

پہلا طبقہ:

اس طبقہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ متوفی ۲۳ھ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ متوفی ۴۰ھ اور حضرت ابوالاسود دؤلی متوفی ۶۹ھ قابل ذکر ہیں انہوں نے سب سے پہلے علم نحو کی تدوین اور اشاعت نحو میں خوب کوشش کی۔

دوسرا طبقہ:

اس کے بعد ابوالاسود رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کے مشہور شاگردوں کا دور شروع ہوتا ہے آپ کے قابل شاگرد عنبۃ الفیل، میمون الاقرن، نصر بن عاصم، عبدالرحمٰن بن ہرمز۔ یحییٰ بن یعمر ہیں۔ ان کے دور میں علم نحو نے ایک مستقل مقام حاصل کر لیا۔

تیسرا طبقہ:

اس کے بعد ابوالاسود رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کے دو صاحبزادوں اور ان کے شاگردوں کا دور شروع ہوا جو اپنے وقت کے امام تھے۔ آپ کے صاحبزادے ابوالحرب عطاء ہیں ان کے شاگرد عبداللہ ابن اسحاق، عیسیٰ ابن عمرو الثقفی اور ابو عمرو بن العلاء ہیں۔ اس دور میں علم نحو اس قدر مشہور ہوا کہ اس میں علم نحو کی تصانیف شروع ہو گئیں لیکن وہ ضائع ہو گئیں تاہم اس دور میں یہ علم کتابی صورت میں وجود میں آیا۔

چوتھا طبقہ:

اس کے بعد علامہ خلیل رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نحوی پھر علامہ سیبویہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی اور علامہ کسائی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کا زمانہ شروع ہوا اس دور میں نحو کے مسائل پر مباحثے شروع ہوئے۔

پانچواں طبقہ:

ان کے بعد امام اخفش اور امام فراء رحمہما اللہ آئے اس وقت علماء کے دو فریق ہو گئے بصری اور کوفی۔ ہوا یوں کہ جب علم نحو بصرہ اور اس کے قرب و جوار کے علاقہ میں پھیل گیا تو اہل کوفہ نے بھی اس میں حصہ لینا شروع

کیا اور انہوں نے پہلے یہ علم بصریوں سے ہی سیکھا تھا پھر اس کے پڑھنے پڑھانے شرح وتفصیل میں انہوں نے بصریوں سے مقابلہ شروع کر دیا یہاں تک کہ فریقین میں کافی کشمکش ہونے لگی اور فریقین میں سے ہر ایک کا جداگانہ مذہب ہو گیا، مخالفت کی بنیاد یہ تھی کہ اہل بصرہ سماع کو ترجیح دیتے اور صرف بصورت مجبوری قیاس کی اجازت دیتے تھے روایت کے تحت سے پابند اور صرف خالص فصیح عربوں کو قابل سند سمجھتے تھے، اور اہل کوفہ بیشتر مسائل میں قیاس پر اعتماد کرتے اور ان عرب دیہاتیوں کو بھی قابل سند سمجھتے تھے جن کی فصاحت بصری تسلیم نہیں کرتے تھے۔

بہر حال ان ہی کے بدولت ائمہ نحو دور دراز تک پھیل گئے اور دیگر نحو مذاہب کی بنیاد پڑ گئی۔

چھٹا طبقہ:

اس کے بعد علامہ صالح بن اسحاق جرمی رحمہ اللہ تعالیٰ، بکر بن عثمان مازنی رحمہ اللہ تعالیٰ کا دور شروع ہوا اس دور میں ایسی ترقی ہوئی کہ عورتیں بھی مسائل نحو جانتی تھیں۔

ساتواں طبقہ:

اس کے بعد نحو کے مشہور عالم امام مبرد رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام ثعلب رحمہ اللہ تعالیٰ آئے ان کے دور میں انہوں نے اس علم کو بہت عروج دیا۔

آٹھواں طبقہ:

اس کے بعد ابو اسحاق زجاج رحمہ اللہ تعالیٰ، محمد بن سراج رحمہ اللہ تعالیٰ، ابن درستویہ رحمہ اللہ تعالیٰ مبرمان رحمہ اللہ تعالیٰ کا دور شروع ہوا، اس میں بھی نحو کو نمایاں ترقی ملی۔

نواں طبقہ:

اس کے بعد ابو علی فارسی رحمہ اللہ تعالیٰ، حسن سیرافی رحمہ اللہ تعالیٰ کا دور شروع ہوا اس دور میں اس علم کا اتنا چرچا ہوا کہ گلی گلی عالم نحو ملتا تھا ہر جگہ مناظرے ہوتے تھے۔ نحو کی مجالس منعقد کی جاتی تھیں۔

دسواں طبقہ:

اس کے بعد حضرت شیخ عبد القاہر جرجانی رحمہ اللہ تعالیٰ، علامہ ابن حاجب رحمہ اللہ تعالیٰ اور علامہ ابن ہشام رحمہ اللہ تعالیٰ کا شاندار دور شروع ہوا ان کی خدمات سے عربیت کا ایسا قانون اور ترازو بنا جو قیامت تک کیلئے کافی شافی ہے۔

ہندوستان میں علم نحو

۸۲۷ھ میں علم نحو کے ماہر علامہ بدرالدین محمد بن محمد دمامینی رحمۃ اللہ تعالیٰ ہندوستان تشریف لائے عرصہ ایک سال کے بعد انتقال کر گئے تاہم اتنے عرصہ کیلئے آنا اشاعت نحو کا ایک موجب بنا۔

پھر ایک دوسرے عالم قاضی شہاب الدین دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ ہیں جنہوں نے علم نحو کو خوب ہندوستان میں رائج کیا۔

ان ہی کی بدولت آج علماء وطلبہ علوم نبویہ علےٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام سے سیراب ہو رہے ہیں۔

"فجزاهم الله خير الجزاء وادخلهم جنّٰت النعيم"

پہلی صدی میں مشہور علماء نحو

(نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نحو کے مشہور علماء کا ذکر بھی اختصار کے ساتھ ہو جائے اس لئے کہ خود شرح ابن عقیل میں جا بجا ان کا ذکر آتا ہے۔ واضح رہے کہ یہاں صدی سے مراد وہ صدی ہے جس میں ان حضرات کا انتقال ہوا ہے)

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ متوفی ۲۳ھ۔ (۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ متوفی ۴۰ھ۔

ان دونوں صحابہ کرامؓ کے حالات مشہور ہیں اور اکثر کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔

(۳) ابوالاسود دئلی رحمہ اللہ:

ابوالاسود ظالم بن عمرو دئلی نام ہے دئِل (دال کے ضمہ اور ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ)

ایک جانور کا نام ہے جو نیولے جانور کی مانند ہے اس سے تشبیہ دیتے ہوئے ایک شخص کا نام دُئِل رکھا گیا پھر ابن ابی بکر بن کنانہ کے قبیلہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے دُئلی پڑھا چونکہ ابوالاسود اسی قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اسلئے دُئلی کہلانے لگے۔ نسبت کے وقت امام اخفش رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دُئَلی (ہمزہ کے کسرہ کو فتح کے ساتھ پڑھتے ہیں تاکہ توالی کسرات لازم نہ آئے یا تخفیف کیلئے ہمزہ کو واؤ سے بدل کر دُوَلی پڑھتے ہیں۔

مختصر حالات:

یہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد ایک نحوی عالم کے نام سے مشہور ہوئے اور یہ بڑے تابعین میں سے تھے۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ یہ ایام جاہلیت میں پیدا ہوئے اور انہوں نے اسلام کا اوّل زمانہ پایا اور جنگ بدر میں شریک ہوئے اس سے ان کی صحابیت معلوم ہوتی ہے۔ لیکن صحیح قول کے مطابق یہ تابعی تھے، بصرہ میں طاعون کے مرض میں ۶۹ھ کو وفات پائی۔

دوسری صدی میں مشہور علماء نحو

علامہ خلیل رحمہ اللہ:

خلیل بن احمد بصری ازدی:

۱۰۰ھ میں پیدا ہوئے متقی صاحب عقل اور حلیم الطبع تھے فقر وفاقہ افلاس کی زندگی گزاری بادشاہوں کے در پر بھی نہ جاتے تھے۔انہوں نے دعا کی تھی کہ اے اللہ مجھے ایسا علم عطا فرما جو کہ آج تک کسی نے ایجاد نہ کیا ہو چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی اس کے بعد آپ نے علم عروض کے قواعد ایجاد کئے۔آپ کے مشہور شاگرد علامہ سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ، ابوسعید اصمعی رحمہ اللہ تعالیٰ نضر بن شمیل رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔

ان کی وفات بعض کے قول کے مطابق ۱۳۰ھ اور بعض کے نزدیک ۱۷۰ یا ۱۶۰ میں ہوئی۔

علامہ کسائی رحمہ اللہ:

ابوالحسن علی بن حمزہ لقب کسائی،

کساء (بفتح الکاف) بزرگی کو کہتے ہیں نسبت کرتے وقت کسائی بولا جاتا ہے یا کسائی (کسرہ کاف) بمعنی کمبل کے ہے۔

وجہ تسمیہ کسائی:

(۱) انہوں نے ایک بار کمبل اوڑھ کر احرام باندھا تو لوگوں نے کسائی کہنا شروع کیا۔

(۲) ایک مجلس میں کمبل اوڑھ کر بیٹھے تھے کسی نے پوچھا کہ یہ کون ہیں ظاہری حالت دیکھ کر کسی نے کہا کسائی ہیں۔واللہ اعلم

امام کسائی اور فراء رحمہما اللہ کی محنت نے کوفہ کو علم نحو کا مرکز بنایا اس لئے کہ یہ دونوں کوفی تھے ادھر سے علامہ سیبویہ اور اخفش رحمہما اللہ نے بصرہ کو نحوی مرکز بنایا اسی میں علماء نحو کے دو فریق بنے ایک بصری دوسرے کوفی۔

ان کی وفات ۱۸۲ھ اور یا ۱۸۹ میں ہوئی بعض نے ۱۸۳ بھی لکھا ہے۔

علامہ سیبویہ رحمہ اللہ:

ابوبشر عمر بن عثمان،

لقب سیبویہ ہے یہ لقب کیوں پڑ گیا اس کی کئی وجوہات ہیں۔

(۱) آپ کے جسم مبارک سے سیب جیسی خوشبو آتی تھی اس لئے سیبویہ سے مشہور ہوئے۔

(۲) آپ سیب زیادہ تر سونگھا کرتے تھے اس لئے سیبویہ لقب ہوا۔

(۳) یا خوبصورتی کی وجہ سے آپ کے رخسار مبارک سیب کی طرح مزین اور خوبصورت تھے اس وجہ سے آپ کو سیبویہ پکارا جاتا تھا۔ آپ نے بصرہ میں تربیت پائی نحوی کمال حاصل کیا، یہانتک کہ آپ نے جنات کو بھی علم نحو سکھایا۔

علامہ موصوف کی تصنیف بنام کتاب سیبویہ بہت مشہور ہے یہ ایسی کتاب ہے جو نحو کے مرکز کی حیثیت رکھتی ہے لیکن ہر کسی ناکس اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ بصرہ میں انتقال ہوا ۱۶۱ھ یا ۱۸۰ھ یا ۱۷۷ھ یا ۱۸۸ھ سن وفات ہیں۔

علاّمہ حمّاد رحمہ اللہ:

حماد بن سلمہ بصری نحوی رحمۃ اللہ علیہ:

اپنے وقت کے علم نحو کے بڑے شیخ تھے علماء نے ان کو بصریین میں ذکر کیا ہے فصاحت و بلاغت میں یکتا تھے۔

۱۶۹ھ میں آپ نے وفات پائی۔

تیسری صدی میں نحو کے مشہور علماء

علاّمہ فراء رحمہ اللہ:

ابوزکریا یحییٰ، لقب فراء اور کوفی تھا" مالداری کی وجہ سے آپ کو فراء کہا جاتا تھا۔

اہل کوفہ علامہ کسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے بعد فراء رحمہ اللہ کو امام نحو کی حیثیت دیتے تصنیف کرتے وقت ان کے پاس کوئی کتاب نہ ہوتی اور بعد میں بھی نظر ثانی کی ضرورت پیش نہ آتی۔

حضرت کسائی اور یونس رحمہما اللہ آپ کے اساتذہ میں سے ہیں آپ بمقام کوفہ ۱۴۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۳ سال کی عمر میں ۲۰۷ھ کو اس دنیائے فانی سے رحلت کر گئے۔

علاّمہ مبرّد رحمہ اللہ:

ابوالعباس محمد بن یزید ازدی بصری، لقب مبرّد تھا اور اسی سے آپ کی شہرت ہوئی۔

مبرّد کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کا معنی ہے حق کو ثابت کرنے والا چونکہ انہوں نے حق کو ثابت کیا تھا اس وجہ سے یہ لقب پڑ گیا۔ یا بمعنی کمبل والا۔

انتہائی فصیح بلیغ اور حاضر جواب تھے اپنے وقت میں نحو کے امام تھے زجاج رحمہ اللہ آپ کے مشہور شاگردوں میں سے ہیں۔ بروز اتوار ۲۱۰ھ ذی الحجہ کو امام صاحب پیدا ہوئے۔

اور بروز اتوار ہی علامہ کا انتقال ہوا امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

علامہ مازنی رحمہ اللہ:

ابو عثمان بکر بن محمد عرف مازنی،

چونکہ آپ قبیلہ بنی مازن میں قیام پزیر تھے اس لئے مازنی مشہور ہوئے۔ اپنے زمانے میں علم نحو کے امام، متقی، پرہیزگار تھے۔

علامہ موصوف نحوی ہونے کے باوجود علم صرف کے بھی بڑے امام تھے آپ کے اساتذہ میں ابو عبیدۃ رحمہ اللہ تعالیٰ، اصمعی رحمہ اللہ تعالیٰ، اخفش رحمہ اللہ تعالیٰ مشہور ہیں اور شاگردوں میں امام مبرد زیادہ مشہور ہیں۔

۲۴۹ھ یا ۲۴۸ھ میں علامہ مازنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وفات پائی۔

علامہ اصمعی رحمہ اللہ:

ابو سعید اصمعی نحوی، بصری، لغوی رحمہ اللہ، علم نحو کی مہارت کے ساتھ اشعار ان کو بہت یاد تھے۔

ابو حاتم سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ہارون الرشید رحمہ اللہ تعالیٰ ان کے مشہور شاگرد ہیں۔ ۲۳۷ھ کو وفات کر گئے۔

علامہ جاحظ رحمہ اللہ:

ابو عثمان جاحظ،

آپ کی آنکھیں مبارک ابھری ہوئی تھیں اس لئے ان کو جاحظ کہا جاتا تھا۔ نحو کے بڑے اماموں میں سے تھے۔

ان کو ۹۶ سال کی عمر میں فالج ہو گیا اسی مرض میں بمقام بصرہ ۲۵۵ھ میں آپ نے وفات پائی۔

علامہ ثعلب رحمہ اللہ:

ابو العباس ثعلب رحمہ اللہ تعالیٰ،

قوت حافظہ رکھنے کے باوجود منکسر المزاج تھے، علم نحو میں خصوصی مہارت رکھتے تھے۔

ہر وقت کتابوں کا مطالعہ فرمایا کرتے تھے ایک دفعہ کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے بروز جمعہ بعد نماز عصر جامع مسجد سے اپنے گھر کی طرف جا رہے تھے اچانک گھوڑے کی ٹاپ سر میں لگنے سے بے ہوش ہو کر گر پڑے اسی حادثہ سے بروز ہفتہ

جمادی الاخریٰ ۲۹۱ھ میں انتقال کر گئے۔ دو لاکھ دینار اور اکیس ہزار درہم کی کتابیں اور دکان میں تیس لاکھ دینار کا مال وراثت میں چھوڑا۔

علامہ ابن سِکّیت رحمہ اللہ:

یعقوب بن اسحاق، ابو یوسف، ابن السکیت مشہور نحوی لغوی سکّیت (سین کے کسرہ اور کاف کی تشدید کے ساتھ بروزن فعیل) زیادہ خاموش کو کہا جاتا ہے۔

کوفہ کے علماء میں آپ بڑے عالم تھے نحو کے ساتھ لغت، تفسیر میں بھی ماہر تھے والد کے علاوہ امام کسائی، رحمہ اللہ تعالیٰ امام فراء رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام ابن الاعرابی رحمہ اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کیا ۵۸ برس کی عمر میں ۲۵ رجب ۲۴۴ھ کو انتقال کر گئے۔

علامہ ابن کیسان رحمہ اللہ:

ابو الحسن ابن کیسان، والد کا لقب کیسان تھا، نحوی بصری، انہوں نے نحوی مسائل میں کوفی اور بصری مذہب کو خلط ملط کر دیا ظاہراً ان کا میلان بصریین کی طرف تھا،

آپ کی ملاقات کیلئے سینکڑوں لوگوں کا مجمع لگا رہتا تھا امیر غریب سب سے برابر ملاقات کرتے آپ کے اساتذہ میں امام مبرد اور ثعلب رحمہما اللہ مشہور ہیں ۲۹۹ھ کو وفات پائی۔

چوتھی صدی میں نحو کے مشہور علماء

امام اخفش رحمہ اللہ تعالیٰ بصری۔

جس کی آنکھیں چھوٹی ہوں اس کو اخفش کہا جاتا ہے شاید ان کی آنکھیں چھوٹی ہونگی اس لئے اخفش ان کا لقب ہوا۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ کے قول کے مطابق کل گیارہ اخفش گزرے ہیں لیکن تین ان میں زیادہ مشہور ہیں۔

فرق کرنے کیلئے اوّل کو اکبر دوسرے کو اوسط تیسرے کو اصغر کہتے ہیں۔

اکبر:...... ابو الخطاب عبد الحمید اخفش اکبر، یہ علامہ سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاد ہیں۔

اوسط:...... ابو الحسن سعید بن سعد مجاشعی بصری۔

اصغر:……ابوالحسن علی بن سلیمان بغدادی اخفش اصغر ہیں، امام ثعلب اور مبرّد کے شاگرد ہیں جو علم نحو میں مشہور ہیں وہ اخفش اوسط ہیں، اخفش اوسط کی عمر بڑی تھی۔

کسائی اور فراء رحمہما اللہ ان کے زمانے میں تھے لیکن ان کا مرتبہ سب سے زیادہ تھا، ۳۱۵ھ کو ان کا انتقال ہوا۔

۱۳ مہ زجاج رحمہ اللہ:

ابواسحاق زجاج ابراہیم بن محمد نحوی،

شیشہ گری کا کام کرتے تھے اس وجہ سے ان کو زجاج کہا جاتا تھا۔

امام مبرّد کے خصوصی تلامذہ میں سے تھے، علامہ ثعلب رحمہ اللہ بھی ان کے اساتذہ میں سے ہیں۔

آپ کی وفات بروز جمعہ بمقام بغداد ۹ جمادی الثانی ۳۱۱ھ کو ہوئی۔

علامہ ابن جنی رحمہ اللہ:

ابوعثمان بن جنی، ابوالفتح نحوی

آپ نحو کے ساتھ ساتھ ادب، صرف میں بھی مہارت رکھتے تھے ابوعلی فارسی رحمہ اللہ کی خدمت میں عرصہ چالیس سال تک علم حاصل کرتے رہے پھر ان کی جگہ قائمقام ہوئے۔ موصل میں ۳۳۰ھ کو پیدا ہوئے اور ۳۹۱ھ کو انتقال کر گئے۔

علامہ ابن انباری رحمہ اللہ:

ابوبکر محمد بن قاسم بن بشار انباری رحمہ اللہ تعالیٰ،

کوفی مسلک کے نحوی عالم تھے آپ علم وتقویٰ انکساری عاجزی میں مشہور تھے سادے کھانے کو پسند فرماتے،

قوت حافظہ کے متعلق وہ خود کہتے ہیں کہ میرے پاس تیرہ صندوق کتب کی بھری ہوئی ہیں اور وہ سب مجھے یاد ہیں۔

تین لاکھ اشعار کے علاوہ ایک سو بیس تفسیریں یاد تھیں۔

امام ثعلب رحمہ اللہ آپ کے استاذوں میں سے تھے، نحاس مرادی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۳۳۸ھ آپ کے مشہور شاگرد ہیں۔

ماہ رجب ۲۹۱ھ میں پیدا ہوئے اور ماہ ذی الحجہ ۳۲۸ھ کو انتقال کر گئے۔

اس صدی میں علامہ ابن درید بصری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۳۲۱ھ اور علامہ ابوبکر بن سراج رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۳۱۶ھ علامہ نفطویہ رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۳۲۸ھ جیسے علماء بھی گزرے ہیں۔

پانچویں صدی میں نحو کے مشہور علماء

علامہ جرجانی رحمہ اللہ:

عبدالقاہر بن عبدالرحمن الجرجانی رحمہ اللہ۔

مذہب کے اعتبار سے شافعی تھے، اکابر نحاۃ میں سے تھے علوم عربیہ میں آپ کی شخصیت مانی جاتی ہے۔

الجمل، اسرار البلاغۃ، مأۃ عامل موصوف کی مشہور تصانیف ہیں ۴۷۱ھ میں آپ نے وفات پائی۔

ان کے علاوہ اس صدی میں علامہ ابن وراق متوفی ۳۲۵ھ، علامہ ربعی نحوی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۴۲۰ھ علامہ خطیب متوفی ۶۴۲ھ علامہ ابوالقاسم متوفی ۴۳۲ھ جیسے حضرات بھی گذرے ہیں۔

چھٹی صدی میں نحو کے مشہور علماء

علامہ زمخشری:

ابوالقاسم محمود بن عمر بن محمد بن عمر نحوی لغوی

علم نحو میں مہارت کے ساتھ ساتھ تفسیر، حدیث لغت کے بھی امام تھے فروعی مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک پر عمل کرتے تھے اور عقیدہ کے اعتبار سے معتزلی تھے اور اپنے معتزلی ہونے کا برملا اعلان کرتے اپنی جوانی میں علم کے حصول کیلئے گھوڑے پر سوار جارہے تھے راستہ میں گھوڑے سے گر گئے جس کی وجہ سے پاؤں ٹوٹ گیا۔

ان کی تصانیف میں تفسیر کشاف، مفصّل، اساس البلاغۃ انموذ، شرح ابیات سیبویہ مشہور ہیں۔

بروز بدھ ۲۷ رجب ۴۶۷ھ کو پیدا ہوئے اور جرجانیہ کے مقام میں ۵۳۸ھ کو ان کا انتقال ہوا۔

ان کے علاوہ علامہ زبیدی رحمہ اللہ متوفی ۵۵۵ھ بھی اسی صدی میں گزرے ہیں۔

ساتویں صدی میں نحو کے مشہور علماء

علامہ ابن مالک رحمہ اللہ تعالیٰ (صاحب الفیہ)

ابوعبداللہ جمال الدین محمد بن عبداللہ بن مالک الطائی الشافعی رحمہ اللہ اندلس کے شہر جیان نامی مقام پر پیدا ہوئے اپنے دور کے تمام علماء پر فائق تھے۔

علم نحو میں خصوصی مہارت کے ساتھ ساتھ شعر کہنے پر ایک ماہرانہ قدرت تھی، استدلال کرتے وقت برجستہ اشعار پڑھ دیتے تھے۔ وقت کے بڑے پابند تھے ایک منٹ بھی ضائع نہیں ہونے دیتے ہر وقت معروف رہتے تھے یا تو قرآن کریم کی تلاوت کر رہے ہوتے یا تصنیف میں مشغول نظر آتے۔ آپ ایک جگہ امام تھے نماز پڑھانے کے بعد احباب ان کو گھر تک چھوڑتے۔

ابن مالک رحمہ اللہ کی بہت تصانیف ہیں منجملہ ان کے الفیہ (جن کی بہت زیادہ شروحات ہیں ایک ان میں سے شرح ابن عقیل بھی ہے) نامی کتاب ہے چونکہ اس میں نظم کے اشعار ایک ہزار ہیں اس وجہ سے الفیہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ علامہ سخاوی رحمہ ان کے استادوں میں سے ہیں علامہ شلوبین رحمہ اللہ سے بھی تقریباً ۱۳ دن پڑھتے رہے۔ ان کی وفات کے بارے میں بعض حضرات نے لکھا ہے کہ وہ سیر و تفریح کیلئے کہیں دوستوں کے ساتھ گئے تھے راستہ میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے، جب ساتھی جمع ہوئے دیکھا کہ علامہ موصوف کی میت درخت کے پتوں پر ہے۔

۶۷۲ھ یا ۶۷۱ کو ان کا سن وفات ہے ان کی وفات سے نحو کی ترقی کو ایک بڑا دھچکہ لگا۔

علامہ شلوبین رحمہ اللہ:

عمر بن محمد استاد ابو علی الشبیلی المعروف بہ شلوبین (شین کے فتح واؤ کے سکون اور یاء کے کسرہ کے ساتھ) نحو کے امام تھے ۵۶۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۴۵ھ میں وفات پائے۔

علامہ رضی:

شیخ رضی الدین، لقب نجم الائمۃ۔ سخت متعصب شیعہ تھے صرف نحوی کمال کی وجہ سے علماء ان کی قدر و عزت کرتے تھے۔ آپ کی مشہور تصنیف رضی ہے جو کافیہ کی شرح ہے بہت ہی کامیاب اور تحقیق مسائل میں اچھی کتاب ہے۔

۶۸۴ھ یا ۶۸۶ھ میں انتقال ہو گیا اس صدی میں علامہ سکاکی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۶۲۶ھ اور علامہ ابن حاجب متوفی ۶۴۶ھ صاحب کافیہ بھی گزرے ہیں۔

آٹھویں صدی میں نحو کے مشہور علماء

علامہ جاربردی رحمہ اللہ:

فاضل احمد بن الحسن فخر الدین جاربردی،

نحو میں خاص مہارت رکھتے تھے آپ کی شروحات میں مشہور شرح جاربردی ہے یہ شافیہ کی مقبول شرح ہے ۷۴۶ھ میں انتقال کر گئے۔ علامہ نظام رحمہ اللہ متوفی ۸۰۰ بھی اس زمانہ کے ہیں۔

علاّمہ ابن ھشام رحمہ اللہ:

آپ ۷۰۸ھ کو پیدا ہوئے فن نحو میں اپنے وقت کے بڑے بڑے شیوخ سے سبقت لے گئے' عربیت میں حد درجہ مہارت رکھتے تھے ابن خلدون ان کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"مَازِلْنَا ونحن بالمغرب نسمع الله ظَهَرَ عالِم بمصر عالم بالعربية يقال له ابن هشام انحیٰ من سيبويه"

ہم سنا کرتے تھے کہ مغرب میں ایک عالم ہیں جن کا نام ابن ہشام ہے جو علاّمہ سیبویہ رحمہ اللہ سے بھی بڑے نحوی ہیں۔

آپ نے زیادہ تر وقت تصنیف میں گزارا۔

آپ مشہور تصانیف یہ ہیں جو بہت ہی اہم ہیں۔

(۱) مغنی اللبیب عن کتب الاعاریب (۲) الاعراب عن قواعد الاعراب (۳) اوضح المسالک الیٰ الفیۃ ابن مالک (۴) دفع الخصاصۃ عن قراء الخلاصۃ (۵) شذور الذھب (۶) شرح شذور الذھب (۷) قطر النّدی وبلّ الصّدی۔(۸) شرح قطر النّدی وبلّ الصّدی۔

اس کے علاوہ الفیہ پر بھی کچھ حواشی ہیں۔ ۵ ذیقعدہ ۷۶۱ھ میں وفات پائی۔

نویں صدی کے مشہور علماء نحو

علاّمہ بدر الدین محمد بن محمد دمامینی رحمہ اللہ:

علم نحو میں ماہر تھے ۸۲۷ھ میں ہندوستان آئے اور گلبرگہ میں قیام فرمایا۔

۷۶۳ھ کو اسکندریہ میں پیدا ہوئے اور ۸۲۷ھ کو انتقال ہو گیا۔

علاّمہ جامی رحمہ اللہ:

عبدالرحمٰن بن شمس الدین احمد اصفہانی رحمہ اللہ ۸۱۷ھ کو شہر جام میں پیدا ہوئے۔ مشہور تصنیف شرح جامی ہے بروز جمعہ ۱۸ محرم الحرام ۸۹۸ھ کو وفات پا کر ہرات میں مدفون ہوئے۔

(ماخوذ از تاریخ علم نحو اور علمائے نحو کے حالات' مقدمات علوم درسیہ' ظفر المحصلین باحوال المصنفین (ملخصاً)

علم نحو میں چند مشہور کتابیں

جن کو نحو کا طالب علم پڑھ کر علم نحو میں مہارت حاصل کرسکتا ہے۔

(۱) علم النحو: . .اردو میں بالکل ابتدائی طالب علم کیلئے آسان کتاب ہے اس کے پڑھنے سے نحو پڑھنے میں مدد ملے گی۔

(۲) نحو میر: . . مبتدی کیلئے ضروری اور انتہائی اہم کتاب ہے فارسی میں ہے۔(بندہ نے بفضلہ تعالیٰ مختصر تشریح کے ساتھ نحو میر کو اردو زبان آسان انداز میں کردیا ہے جو عنقریب شائع ہو جائے گی انشاءاللہ)

(۳) ہدایۃ النحو:......درس نظامی میں شامل مشہور کتاب ہے اس کے پڑھنے سے کافیہ آسان ہو جاتی ہے۔

(۴) کافیہ: . .انتہائی مختصر مگر جامع کتاب ہے اس کے پڑھنے سے نحو کے تمام ضروری مسائل کا علم ہو جاتا ہے۔

(۵) رضی:......یہ کافیہ کی مشہور شرح ہے۔

(۶) تحریر سنبٹ:......یہ بھی کافیہ کی شرح ہے عربی میں ہے۔

(۷) خادمۃ الکافیہ:......یہ بھی کافیہ کی شرح ہے عربی میں ہے۔ان کے مصنف باباجی صاحب لاخار کے نام سے مشہور ہیں ۱۳۹۰ھ کو انتقال کر گئے ہیں۔

(۸) ایضاح المطالب:......اردو میں کافیہ کی بہترین شرح ہے۔

(۹) شرح ابن عقیل......(قاضی القضاۃ بھاءالدین عبداللہ بن عقیل متوفی ۷۶۹ھ کی کتاب ہے حقیقت یہ ہے کہ اس میں نحو کے عجائبات اور نایاب جزئیات جمع ہیں انداز بیان سہل ہے)

(۱۰) النحو الواضح فی قواعد اللغة العربية:......جس میں مثالوں کے ساتھ قواعد کو بیان کیا گیا ہے۔

(۱۱) قطر الندى وبلّ الصدى۔

(۱۲) شرح قطر الندى وبلّ الصدى۔

(۱۳) مغني اللبيب عن كتب الاعاريب:

(۱۴) اوضح المسالك إلى الفية ابن مالك۔

(۱۵) شذور الذهب في معرفة كلام العرب۔

(۱۶) شرح شذور الذهب في معرفة كلام العرب۔

مؤخر الذکر کتابیں علامہ ابن ہشام رحمہ اللہ کی ہیں جو علم نحو میں مہارت حاصل کرنے کیلئے ضروری ہیں۔

(۱۷) شرح جامی:.....کافیہ کے طرز پر بہترین کتاب ہے درس نظامی میں داخل ہے۔

علم النحو کی تعریف:

علمٌ باُصولٍ یُعْرَفُ بھَااحوالُ اواخِرِ الکلِمِ الثلٰث مِنْ حَیْثُ الاعرابِ والبِناء وکیفیّۃ ترکیبِ بعضھا مع بعضٍ.

ترجمہ: علم نحو ایسے چند قاعدوں کے جاننے کا نام ہے جن کے ذریعہ تینوں کلموں (اسم، فعل، حرف) کے اخیر کے حالات پہچانے جاتے ہیں یہ باعتبار معرب اور مبنی ہونے کے اور نام ہے بعض کلموں کو دوسرے بعض کے ساتھ مرکب کرنے کی کیفیت کے جاننے کا۔

علم النحو کا موضوع:

علم نحو کا موضوع: کلمہ اور کلام ہے۔

علم النحو کی غرض:

"صیانۃ الذھنِ عن الخطأ اللفظی فی کلام العرب"

ذہن کو بچانا ہے لفظی خطا سے کلام عرب میں۔

حالات مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ شرح ابن عقیل

(چونکہ الفیہ کے مصنف علامہ ابن مالک رحمہ اللہ کے حالات ساتویں صدی کے علماء میں گزر چکے ہیں اس لئے یہاں صرف شرح ابن عقیل کے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات ذکر کئے جا رہے ہیں)

ان کا پورا نام بہاء الدین عبداللہ بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن محمد ہے چونکہ یہ حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے اس وجہ سے ابن عقیل کی کنیت سے مشہور ہوئے۔

آپ کے اباء واجداد ہمدان شہر میں مقیم تھے ان میں سے ایک مصر آیا جن کی نسل سے موصوف پیدا ہوئے بعض حضرات کے نزدیک سن پیدائش ۶۹۸ بروز جمعہ ہے اور بعض کے نزدیک سن پیدائش ۶۹۴ ہے۔

علمی مقام:...... نحو کے ائمہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے علم نحو میں خصوصی مہارت رکھتے تھے طلبہ کا ایک بڑا مجمع ہر وقت ان کے ہاں لگا رہتا تھا۔ بعض علماء نے آپ کے متعلق کہا ہے۔

"ماتحت ادیم السماء انحیٰ من ابن عقیل"

آسمان کے نیچے ابن عقیل رحمہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی نحوی نہیں۔ یہ قاہرہ میں نائب قاضی بھی رہے۔

وفات:......۲۳ ربیع الاول ۷۶۹ھ کو قاہرہ میں وفات ہو گئے۔

تصانیف:..... ان کی کافی تصانیف ہیں جن میں زیادہ مشہور شرح ابن عقیل ہے جو الفیہ کی بہترین شرح ہے۔

اس کے علاوہ کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱ .... التعلیق الوجیز علی الکتاب العزیز۔

۲ ..... تیسیر الاستعداد۔

۳ ... المساعد فی شرح التسہیل۔

الفیہ کے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ

قَالَ مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ مَالِكِ   أَحْمَدُ رَبِّيَ اللّٰهَ خَيْرَ مَالِكِ

فرمایا محمد بن مالک نے میں تعریف کرتا ہوں اپنے رب کی اللہ کی جو کہ بہتر مالک ہیں

مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفَىٰ   وَآلِهِ الْمُسْتَكْمِلِيْنَ الشَّرَفَا

اس حال میں کہ درود بھیجنے والا ہوں اس نبی پر جو کہ چنا ہوا ہے اور اس کی آل پر جو بزرگی کو مکمل کرنے والے ہیں۔

وَأَسْتَعِيْنُ اللّٰهَ فِي أَلْفِيَّةْ   مَقَاصِدُ النَّحْوِ بِهَا مَحْوِيَّةْ

اور میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہوں الفیہ (نامی کتاب کے لکھنے) میں جس میں نحو کے اہم مقاصد جمع ہیں۔

تُقَرِّبُ الْأَقْصَىٰ بِلَفْظٍ مُوْجَزِ   وَتَبْسُطُ الْبَذْلَ بِوَعْدٍ مُنْجَزِ

یہ کتاب (الفیہ) دور (معانی) کو مختصر لفظ کے ساتھ قریب کرتی ہے۔ اور پھیلاتی ہے اپنے دیئے ہوئے کو ایسے وعدہ کے ساتھ جو فوری (جلدی) ہے۔

وَتَقْتَضِيْ رِضًا بِغَيْرِ سُخْطِ   فَائِقَةً أَلْفِيَّةَ ابْنِ مُعْطِ

اور یہ رضا کو طلب کرتی ہے (اللہ سے) نہ کہ ناراضگی کو اور یہ ابن معطی رحمہ اللہ تعالیٰ کے الفیہ پر فائق (بلند) ہے۔

وَهُوَ بِسَبْقٍ حَائِزٌ تَفْضِيْلًا   مُسْتَوْجِبٌ ثَنَائِيَ الْجَمِيْلَا

اور وہ (ابن معطی رحمہ اللہ تعالیٰ) پہلے ہونے کی وجہ سے (یعنی زمانہ میں) جمع کرنے والے ہیں فضیلت کو اور وہ میری اچھی تعریف کے مستحق ہیں۔

وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِهِبَاتٍ وَافِرَةْ   لِيْ وَلَهُ فِيْ دَرَجَاتِ الْآخِرَةْ

اور اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے مکمل عطیوں کے ساتھ میرے لئے اور ان کے لئے آخرت کے درجات میں۔

اَلْكَلَامُ وَمَا يَتَأَلَّفُ مِنْهُ

كَلَامُنَا لَفْظٌ مُفِيْدٌ كَاسْتَقِمْ   وَاسْمٌ وَفِعْلٌ ثُمَّ حَرْفٌ الْكَلِمْ

وَاحِدُهُ كَلِمَةٌ وَالْقَوْلُ عَمْ   وَكِلْمَةٌ بِهَا كَلَامٌ قَدْ يُؤَمْ

ترجمہ:- یہ باب کلام، اور جس سے کلام مرکب ہوتا ہے اس کی تشریح میں ہے۔ ہمارا کلام ایسا لفظ ہے جو کہ فائدہ دیتا ہو جیسے استقم۔ اور اسم فعل حرف کلمے ہیں۔ (کلِم) کا واحد کلمہ ہے اور قول عام ہے۔ اور کبھی کلمہ سے کلام بھی مراد لیا جاتا ہے۔

ترکیب:

الکلامُ میں اختصار کی وجہ سے حذف ہوا ہے اصل میں عبارت یوں تھی ھذا بابُ شرحِ الکلام وشرحِ مایتاً لفُ الکلام منہ۔

ھذا ترکیب کے اعتبار سے مبتدا تھا اس کو حذف کر کے خبر (یعنی بابُ) کو اس کے قائمقام کر دیا پھر خبر کو حذف کر کے اس کی جگہ لفظ شرح کو لایا اور شرح کی حرکت الکلام کی طرف منتقل کیا پھر شرح کو حذف کر کے اس کی حرکت الکلام کو دی، و حرف عطف ما موصولہ مضاف الیہ شرح مضاف یہاں محذوف ہے) یتالف فعل واحد مذکر غائب مضارع ھو ضمیر مستتر اس کیلئے فاعل منہ جار مجرور متعلق ہوا یتالف کے ساتھ، یتالف فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر صلہ ہوا موصول کا، موصل صلہ سے مل کر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے مل کر تفصیل مذکور پر خبر ہوئی مبتدا کیلئے۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

کلامنا:

کلام مضاف نا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا لفظ موصوف مفید صفت، موصوف صفت سے مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ کاستقم ک حرف جر استقم صیغہ واحد مذکر امر حاضر از باب استفعال، انت ضمیر مستتر اس کیلئے فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر محلاً مجرور ہوا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا (کائن) کے ساتھ، کائن صیغہ اسم فاعل اس کے اندر ضمیر مستتر اس کیلئے فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ خبر ہوا۔ مبتدا محذوف ذالک کیلئے مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

واسم معطوف علیہ و فعل ثم حرف معطوف، معطوف معطوف علیہ مل کر خبر مقدم، (الکلم) مبتدا مؤخر۔

واحدۃ کلمۃ الخ:

واحد مضاف (ہ) ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا (کلمۃٌ) خبر۔

(والقول) مبتدا (عم) واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف، اس میں (ھو) ضمیر مستتر ہے جو کہ راجع ہے قول کی طرف وہ اس کیلئے فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کیلئے۔

واضح رہے کہ عمّ کے اندر اسم تفضیل ہونے کا بھی احتمال ہے اس صورت میں اس کی اصل (اعمُّ) ہے۔ اس کے

شروع سے ہمزہ کو حذف کیا گیا جیسا کہ خیرٌ و شرٌّ دونوں اسم تفضیل کے صیغوں میں کثرت استعمال کی وجہ سے ہمزہ کو حذف کیا گیا ہے اصل میں اخیر و اشر تھے، چنانچہ ایک شاعر نے اپنے شعر میں خیر کی اصل کی طرف اشارہ کیا ہے۔

"بلالٌ خیرُ النّاسِ و ابنُ الاخیرِ"

(و کلمة) مبتدا اوّل (بھا) جار مجرور متعلق ہوا بعد والے (یُؤمّ) کے ساتھ کلامٌ مبتدا ثانی قد حرف تقلیل (یُؤمّ) فعل مضارع مجہول، اس کے اندر (ھو) ضمیر مستتر ہے وہ اس کیلئے نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر محلا مرفوع ہو کر خبر ہوا مبتدا ثانی کیلئے، مبتدا ثانی اپنی خبر سے مل کر خبر ہوئی مبتدا اوّل کیلئے۔

(ش) الكلام المصطلح عليه عند النحاة عبارة عن ((اللفظِ المفيدفائدة يحسن السكوت عليها)) فاللفظ: جنس يشمل الكلامَ، والكلمة، والكلم، ويشمل المهل كـ(ديز) والمستعمل ((عَمْرٍو)) ومفيد: أخرج المهمَلَ، و ((فائدة يحسنُ السكوت عليها)) أخرج الكلمة، وبعض الكلم– وهوما تركب من ثلاث كلمات فأكثر ولم يحسن السكوت عليه – نحو ((إن قام زيدٌ))

ولايتركب الكلام إلامن اسمين، نحو ((زيدقائم))، أومن فعل واسم كـ ((قامَ زيدٌ)) وكقول المصنِّف استقم)) فإنه كلام مركب من فعل إمروفاعل مستتر، والتقدير: استقم أنت؛ فاستغنى بالمثال عن أن يقول ((فائدة يحسن السكوت عليها)) فكأنه قال: ((الكلام هو اللفظ المفيدفائدة كفائدة استقم))

وإنما قال المصنف ((كلامنا)) ليعلم أن التعريف إنماهو الكلام في اصطلاح النحويين؛ لافي اصطلاح اللغويين، وهوفي اللغة: اسم لكل مايتكلم به، مفيداكان أوغيرمفيد.

والكلم اسم جنس واحده كلمة، وهي: إمااسم، وإمافعل، وإماحرف؛ لأنهاإن دلت على معنى في نفسهاغيرمقترنةبزمان فهي الاسم، وإن اقترنت بزمان فهي الفعل، وإن لم تدل على معنى في نفهسا–بل في غيرها–فهي الحرف.

والكلم: ماتركب من ثلاث كلمات فأكثر، كقولك: إن قام زيدٌ.

والكلمة هي اللفظ الموضوع لمعنى مفرد؛ فقولنا ((الموضوع لمعنى)) أخرج المهمل كديز، وقولنا ((مفرد) أخرج الكلام؛ فإنه موضوع لمعنى غيرمفرد.

ثم ذكر المصنف–رحمه الله تعالىٰ!–أن القول يعم الجميع، والمرادأنه يقع على الكلام أنه قول، ويقع أيضاعلى الكلم والكلمة أنه قول، وزعم بعضهم أن الأصل استعماله في المفرد.

ثم ذكر المصنف أن الكلمة قد يقصد بها الكلام، كقولهم في ((لا إله إلا الله)): ((كلمة الإخلاص))

وقد يجتمع الكلام والكلم في الصدق، وقد ينفرد أحدهما.

فمثال اجتماعهما ((قد قام زيدٌ)) فإنه كلام؛ لإفادته معنى يحسن السكوت عليه، وكلم؛ لأنه مركب من ثلاث كلمات.

ومثال انفراد الكلم ((إن قام زيدٌ)). ومثال انفراد الكلام ((زيدٌ قائمٌ)).

ترجمہ وتشریح:..........کلام کی تعریف:

کلام کی تعریف مختلف مصنفین کتب نحو نے مختلف انداز میں کی ہے مثلاً صاحب نحو میر نے ان الفاظ میں کی ہے کہ "چوں قائل براں سکوت کند سامع راخبرے یا طلبی معلوم شود وآں راجملہ گویند وکلام نیز۔یعنی جب بات کرنے والا بات کرکے خاموش ہوجائے تو سننے والے کو خبر یا طلب معلوم ہو۔اور صاحب ہدایۃ النحو نے ان الفاظ میں کی ہے۔

الكلامُ لفظٌ تضمّن كلمتين بالاسناد والاسناد نسبة إحدى الكلمتين إلىٰ الاخرى بحيث تفيد المخاطب فائدة تامةً يَصِحُّ السكوتُ عليها۔

کہ کلام ایک لفظ ہے جو متضمن ہوتا ہے دو کلموں کو اسناد کے ساتھ اور اسناد نسبت کرتا ہے ایک کلمہ کا دوسرے کلمہ کی طرف اس طور پر کہ مخاطب کو پورا فائدہ پہنچے اور چپ ہونا اس پر صحیح ہو، بہر حال ان سب کا مطلب ایک ہے اگر چہ تعبیر مختلف ہیں شارح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نحویوں کی اصطلاح میں کلام عبارت ہے۔"اللفظ المفيد فائدة يحسن السكوت عليها" سے تو لفظ اسم جنس ہے کلام،کلمۃ،کلم (کلم کی وضاحت آگے آرہی ہے) سب کو شامل ہے کیونکہ یہ سب الفاظ ہیں اور اسی طرح لفظ کی دونوں قسموں مہمل، مستعمل کو بھی شامل ہے،مہمل کی مثال دیز ہے اس میں د۔ی۔ز لفظ ہیں اگر چہ بے معنی ہیں اور مستعمل کو بھی شامل ہے جیسا کہ عمرو ہے،مفید کہا تو لفظ مہمل نکل گیا کیونکہ مہمل لفظ فائدہ نہیں دیتا۔

"فائدة يحسن السكوت عليها" کہکر کلمہ کو نکالا مثلاً صرف زید کلمہ ہے لیکن اس سے مخاطب کو فائدہ تامہ نہیں پہنچتا اور اسی طرح فائدۃ الخ کہکر بعض کلم کو بھی خارج کیا۔کلم اس کو کہتے ہیں جو تین کلمات سے مرکب ہو،

واضح رہے کہ کہ شارح بعد میں فرمائینگے کہ بعض کلم ایسے بھی ہیں جو فائدہ تامہ پہنچاتے ہیں جیسے قَدْ قَامَ زَيْدٌ.

(تحقیق زید کھڑا ہے ہوا) لیکن یہاں جن بعض کلم سے احتراز ہے یہ وہ کلم ہیں جو فائدہ نہ پہنچائیں جیسے: إِنْ قَامَ زَيْدٌ (اگر زید کھڑا ہو جائے) اس میں مخاطب کو فائدہ تامہ نہیں پہنچ رہا ہے۔

شارح رحمہ اللہ نے کلام کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ "الکلام المصطلح علیه عند النحاة عبارة عن اللفظ المفید فائدة یحسن السکوت علیها"

(کلام وہ لفظ ہے جو ایسا فائدہ دے جس پر سننے والے کا سکوت صحیح ہو یعنی بات کرنے والا بات کرلے تو سننے والے کو خبر یا طلب ملنے کی وجہ سے خاموش ہونا پڑے یعنی اس کو مکمل فائدہ پہنچے جیسے: قَامَ زَیْدٌ.

اور اسی کو نحویوں کے ہاں اسناد کہا جاتا ہے (جیسا کہ صاحب ھدایۃ النحو نے اس کی تفسیر کی ہے والاسناد نسبة احدی الکلمتین الی الاخری بحیث تفید المخاطب فائدۃً تامّۃ) تو حاصل یہ ہوا کہ کلام کیلئے اسناد کا ہونا ضروری ہے اور اسناد صرف دو اسموں اور ایک فعل اور اسم میں پایا جاتا ہے اس کے علاوہ نہیں پایا جاتا اسی وجہ سے شارح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کلام مرکب نہیں ہوتا مگر دو اسموں اور ایک فعل اور اسم سے، دو اسموں کی مثال جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ، ایک فعل اور ایک اسم کی مثال جیسے قَامَ زَیْدٌ، اور مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول استقمْ، یہاں تقدیر عبارت اِسْتَقِمْ انت ہے یہ بھی کلام ہے کیونکہ اس میں ایک تو فعل (امر) ہے اور ایک اسم (انت ضمیر فاعل مستتر) ہے، چونکہ اس مثال سے مخاطب کو فائدہ تامہ پہنچتا ہے اس لئے شارح رحمہ اللہ فرما رہے ہیں کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے یہ مثال پیش کر کے "الکلام ھو اللفظ المفید فائدۃً کفائدة استقم" کی عبارت سے اپنے آپ کو مستغنی کر دیا (لأنّ بناء المتون علی الاختصار)

کلام کی ترکیب میں احتمالات

واضح رہے کہ باعتبار عقل ترکیب میں چھ احتمالات ہیں دو اسموں سے مرکب ہو۔ دو فعلوں سے مرکب ہو، دو حرفوں سے مرکب ہو، ایک فعل اور ایک اسم سے مرکب ہو، ایک اسم اور ایک حرف سے مرکب ہو، ایک فعل اور ایک حرف سے مرکب ہو جس کو کسی نے اس شعر میں جمع کیا ہے۔

اسم اسم فعل فعل حرف حرف		اسم فعل اسم حرف فعل حرف

چونکہ کلام میں مسند الیہ اور مسند دونوں کا ہونا ضروری ہے لہٰذا کلام کی ترکیب پہلی اور چوتھی صورت سے ہوگی اور باقی چار صورتوں میں سے کسی ایک سے بھی کلام کی ترکیب نہیں ہوگی اس لئے کہ حرف نہ مسند ہوتا ہے اور نہ مسند الیہ اور فعل صرف مسند ہوتا ہے نہ مسند الیہ، اور کلام کیلئے مسند الیہ اور مسند دونوں کا ہونا ضروری ہے۔

شارح فرماتے ہیں کہ مصنف رحمہ اللہ نے کلامنا اضافت کے ساتھ کہا ہے (یعنی ہمارا کلام) حالانکہ اس کی ضرورت نہیں تھی اس لئے کہ یہ کتاب ویسے بھی نحو میں ہے جیسا کہ خطبہ میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔

لیکن اس کی وجہ مختلف اصطلاحات کی طرح اشارہ کرنا ہے کیونکہ لغت والوں کے ہاں کلام پھر اس اسم کو کہتے ہیں جس پر تکلم کیا جائے چاہے وہ مفید ہو یا نہ ہو حالانکہ نحویوں کے ہاں کلام میں مفید ہونا ضروری ہے۔

کَلِمُ کی تحقیق:

والکلم اسم جنس الخ:

کَلِمٌ کا لفظ متن میں گزرا تھا، شارح فرمارہے ہیں کہ کلم اسم جنس ہے واحد اسم کا کلمہ ہے، اب یہاں یہ جاننا چاہیے کہ اسم جنس کی دو قسمیں ہیں ایک اسم جنس جمعی ہے اور ایک اسم جنس افرادی ہے جمعی اس کو کہتے ہیں جو دو سے اوپر دلالت کرے، اس کے مفرد میں اکثر تا ہوتی ہے جیسے کَلِم اسم جنس جمعی ہے اس میں تاء آتی ہے لیکن وہ کثرت کے معنی کو بتانے کیلئے آتی ہے جیسے کما ایک کیلئے اور کماۃ کثیر کیلئے ہے لیکن اس طرح بہت کم ہوتا ہے۔ اسم جنس افرادی اس کو کہتے ہیں جو لفظ کے اعتبار سے واحد ہو لیکن اس کا اطلاق سب پر ہوتا ہو۔

یہاں یہ اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ یہ جو فرق بیان کیا گیا کہ اسم جنس جمعی اور اس کے مفرد میں تاء کے ذریعے سے فرق کیا جاتا ہے یہی فرق جمع تکسیر اور اس کے مفرد میں بھی ہوتا ہے جیسے قُرٰی جمع تکسیر ہے اس میں تا نہیں ہے اور قریۃ اس کا مفرد ہے اس میں تاء ہے تو اسم جنس جمعی اور جمع تکسیر میں صحیح فرق کیا ہے؟ اس اس کا جواب یہ ہے کہ اسم جنس جمعی اور جمع تکسیر میں فرق دو وجوں سے ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ جمع کے معین اور چند خاص اوزان ہوا کرتے ہیں۔

چنانچہ جمع قلت کے اوزان: اَفْعُلٌ، اَفْعَالٌ، اَفْعِلَةٌ، فِعْلَةٌ ہیں

اور جمع کثرت کے اوزان: فُعْلٌ، فُعُلٌ، فُعَلٌ، فِعَلٌ، فُعَلَةٌ، فَعَلَةٌ، فَعْلٰی، فِعَلَةٌ، فُعَّلٌ، فُعَّالٌ، فِعَالٌ، فُعُولٌ، فِعْلَانٌ، فُعْلَان، فُعَلاءُ، اَفْعِلاءُ، فَوَاعِلُ، فَعَائِلُ، فَعَالِی، فَعَالٰی، فَعَالِیُّ، فَعَالِلُ، اور فَعَالِلُ کے مشابہ جیسے مفاعِلُ، فَوَاعِلُ، فَیَاعِلُ ھیں.

(بحوالہ شذ االعرف فی فن الصرف از ص ۶۸ تا ص ۷۶)

اور اسم جنس جمعی میں کوئی خاص وزن مقرر نہیں، بقر شجر جمع کے اوزان میں سے کسی وزن پر نہیں ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ عربی لغت اور عرب کے استعمال میں اسم جنس جمعی کی طرف جو ضمیر لوٹتی ہے وہ مذکر کی ہوتی ہے جیسے قرآن کریم میں ہے "اِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا" (بنی اسرائیل کو جب اللہ رب العزت نے گائے ذبح کرنے کا حکم دیا انہوں نے ذبح کے حکم کو مختلف طریقوں سے ٹالنا چاہا آخر میں انہوں نے کہا کہ جنس بقر کی پہچان میں ہم کو قدرے اشتباہ ہے)

اب یہاں بقر کی طرف واحد مذکر کی ضمیر لوٹ رہی ہے کیونکہ تشابہ اصل میں تَشَابَہَ یَتَشَابَہُ تشابُھًا باب تفاعل سے واحد مذکر غائب ماضی معلوم کا صیغہ ہے اسی طرح الکلم اسم جنس جمعی ہے اس کی طرف واحد مذکر کی ضمیر لوٹتی ہے قرآن کریم میں الیہ یصعد الکلم الطیب میں بھی کلم کیلئے واحد مذکر غائب کا صیغہ لایا گیا۔ اور جمع کی طرف جو ضمیریں لوٹتی ہیں وہ مؤنث کی ہوتی ہیں جیسے "لَھُمْ غُرف من فوقھا غُرَف مَبنِیّۃ" یہاں غرف جمع ہے اس کی طرف ھا مؤنث کی ضمیر لوٹ رہی ہے اسی طرح قرآن کریم اور احادیث نبویہ علے صاحبہا الصلاۃ والسلام اور استعمال عرب میں اس کے علاوہ اور بھی مثالیں ملتی ہیں۔

والکلم الی آخرہ:

اور کلم اس کو کہتے ہیں جو تین سے یا تین سے زیادہ کلمات سے مرکب ہو جیسے: اِنْ قَامَ زیدٌ (یہاں اِنْ ایک کلمہ ہے اور قَامَ دوسرا کلمہ ہے اور زیدٌ تیسرا کلمہ ہے) اور کلمہ وہ لفظ ہے جس کو مفرد معنی کیلئے وضع کیا گیا ہو۔

الموضوع لمعنی: کے قول سے مہمل کو نکالدیا جیسے دیز ہے (کیونکہ یہ کسی معنی کیلئے وضع نہیں بلکہ بے معنی ہے جس کو مہمل کہتے ہیں) اور مفرد کہا تو کلام کو نکالدیا کیونکہ یہ مفرد کے علاوہ کے معنی کیلئے وضع ہے، پھر مصنف رحمہ اللہ نے متن میں یہ ذکر کیا کہ قول سب کو شامل ہے تو ان کی مراد یہ ہے کہ کلام کے اوپر بھی قول کا اطلاق ہوتا ہے اور کلم، کلمہ پر بھی۔ اگر چہ بعض حضرات کے زعم کے مطابق قول کا استعمال مفرد ہی میں کیا جاتا ہے جیسے لا الٰہ الا اللہ کو کلمہ اخلاص کہتے ہیں (یعنی لا الٰہ الا اللہ اگر چہ کلام ہے لیکن اس کو کلمہ کہا جاتا ہے (اسی طرح نبی اکرم ﷺ کے فرمان مبارک میں کلمۃ سے مراد کلام ہے چنانچہ آپ سے روایت ہے "اَفْضَلُ کَلِمَۃٍ قَالَھَا شَاعِرٌ کلمۃُ لبید" بہتر کلمہ جس کو شاعر نے کہا وہ لبید کا کلمہ ہے اب یہاں کلمہ سے مراد کلام ہے اور وہ لبید کا شعر ہے۔

اَلاکُلُّ شَیٍٔ مَاخَلااللّٰہ بَاطِلٌ
وَکُلُّ نَعِیْمٍ لامَحَالَۃَ زَائِلٌ

ترجمہ: خبردار ہر چیز اللہ کے سوا باطل ہے اور ہر نعمت ضرور ختم ہونے والی ہے۔

اور کبھی کلمہ وکلام دونوں ایک ساتھ صادق ہوتے ہیں اور کبھی صرف مفرد مراد لیا جاتا ہے، کلمہ وکلام ایک ساتھ دونوں جمع ہوں جیسے قَدْ قَامَ زیدٌ یہ کلام اسلئے ہے کہ اس پر کلام کی تعریف صادق آرہی ہے اس لئے کہ یہ ایسے معنی کا فائدہ دیتا ہے جس پر خاموشی صحیح ہے اور یہ کلم اس لئے ہے کہ یہ تین کلمات سے مرکب ہے۔

صرف کلم کی مثال "ان قـامَ زيدٌ" یہاں یہ تین کلمات سے مرکب ہے اس لئے کلم ہے اور چونکہ فائدہ تامہ نہیں دیتا اس لئے کلام نہیں ہے اور صرف کلام کی مثال جیسے "زيدٌ قائِمٌ" فائدہ تامہ دینے کی وجہ سے کلام ہے اور تین کلمات نہ ہونے کی وجہ سے "كَلِمٌ" نہیں ہے۔

بِـالجـرِّ والتنوين والنداء وَالْ وَمُسْنَدٍ للإسْمِ تَـمييـزٌ حَصَلْ

ترجمہ: ... جر، تنوین، نداء، الف لام، اور اسناد یعنی مسند الیہ ہونے سے اسم کی تمیز حاصل ہوتی ہے۔

ترکیب:

آسان ترکیب کے اعتبار سے اصل عبارت یوں ہے حَـصَـلَ تـمييـزٌ لـلاسـم بالجرِّ والتنوين والنداء وَالْ ومُسْنَدٍ.

(حَصَلَ) فعل واحد مذکر غائب (تـمييـزٌ) اس کا فاعل ہے (لـلاسم) جار ومجرور متعلق اوّل ہوا (حَـصَـلَ) کے ساتھ (بالجر) "ب" جار (الجر) معطوف علیہ واو حرف عطف (التنوين، النداء، ال، مسند) جملہ معطوفات، معطوف علیہ اپنے جملہ معطوفات سے مل کر مجرور ہوا جار کا، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ثانی ہوا (حَصَل) کا۔

(ش) ذكر المصنف –رحمه الله تعالىٰ– في هذا البيت علاماتِ الاسمِ .

فمنها الجر، وهو يشمل الجرَّ بالحرف والإضافة والتبعية، نحو ((مَرَرْتُ بغلامِ زيدٍ الفاضلِ)) فالغلام: مجرور بالحرف وزيدٍ: مجرور بالإضافة، والفاضلِ: مجرور بالتّبعة، وهو أشمل من قول غيره ((بحرف الجر))؛ لأن هذا لايتناول الجرَّ بالإضافة، ولا الجرَّ بالتبعة.

ومنها التنوين، وهو على أربعة أقسام: تنوين التمكين، وهو اللاحق للأسماء المعربة، كزيد، ورجل، إلا جمع المؤنث السالم، نحو ((مسلمات)) وإلا نحو ((جوار، وغواش)) وسيأتي حكمهما. وتنوين التنكير، وهو اللاحق للأسماء المبنى فرقابين معرفتها ونكرتها، نحو: ((مررت بسيبويه وبسيبويه آخر)). وتنوين المقابلة، وهو اللاحق لجمع المؤنث السالم، نحو: ((مسلمات)) فإنه في مقابلة النون في جمع المذكر السالم كمسلمين وتنوين العوض، وهو على ثلاثة أقسام: عوض عن جملة، وهو الذي يلحق ((إذ)) عوضا عن جملة تكون بعدها، كقوله تعالىٰ: (وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ) أي: حين إذ بلغت الروح الحلقوم، فحذف ((بلغت الروح الحلقوم)) وأتى بالتنوين عوضا عنه؛ وقسم يكون عوضا عن اسم، وهو اللاحق لِ

((كل)) عوضاعما تضاف إليه، نحو: ((كلٌّ قَائِمٌ)) أى: ((كلُّ إنسان قائِمٌ)) فحذف ((إنسانٌ)) وأتى بالتنوين عوضا عنه وقسم يكون عوضا عن حرف، وهو اللاحق لِ ((جوار، وغواش)) ونحوهما رفعًا وجرا، نحو: هؤلاء جوار، ومررت بجوار)) فحذفت الياء وأتى بالتنوين عوضا عنها.

وتنوين الترنم، وهو الذى يلحق القوافى المطلقة بحرف علة، كقوله

أَقِلِّـي اللَّـومَ عـاذِلَ والعِتَـابَنْ

وَقُولِـيْ إِنْ أَصبْـتُ لَقَـدْ أَصَابَنْ

فجيئ بالتنوين بدلا من الألف لأجل الترنم، وكقوله:

٢-أَزِفَ التَّـرَحُّلُ غَيْرَ أَنَّ رِكَابَنَا

لَـمَّا تَـزُلْ بِـرِحَالِـنَـا وَكَأَنْ قَدِنْ

والتنوين الغالى-وأثبته الأخفش-وهو الذى يلحق القوافى المقيدة، كقوله:

٣..... وَقَـاتِـمِ الأَعْـمَـاقِ خَاوِيَ الـمُخْـتَرَقَنْ

وظاهر كلام المصنف أن التنوين كله من خواص الاسم، وليس كذالك، بل الذى يختص به الاسم إنما هو تنوين التمكين، والتنكير، والمقابلة، والعوض، وأما تنوين الترنم والغالى فيكونان فى الاسم والفعل والحرف .

ومن خواص الاسم: النداء، نحو ((يازيد)) والألف واللام، نحو ((الرجل)) والإسناد إليه، نحو ((زيدٌقائمٌ))

فمعنى البيت: حصل للاسم تمييز عن الفعل والحرف: بالجر، والتنوين، والنداء، والألف واللام، والإسناد إليه: أى الإخبار عنه.

واستعمل المصنف ((أل)) مكان الإلف واللام، وقد وقع ذلك فى عبارة بعض المتقدمين- وهو الخليل-واستعمل المصنف ((مسند)) مكان ((الإسنادله)).

ترجمہ وتشریح:

اسم کی علامتیں:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمۃ ان علامات کو ذکر فرما رہے ہیں جن سے اسم فعل اور حرف سے الگ ہو جائے اس کی علامات کو اس لئے پہلے ذکر فرما رہے ہیں کہ اسم فعل اور حرف کے بنسبت شرافت والا ہے اس لئے کہ اسم محکوم علیہ اور محکوم بہ دونوں واقع ہوتا ہے بخلاف فعل، حرف کے۔ چنانچہ شارح اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان علامات میں سے ایک جر ہے (جر کا لفظ اس جر کو بھی شامل ہے جو جر حرف کی وجہ سے آیا ہو اور اس جر کو بھی شامل ہے جو اضافت کی وجہ سے آیا ہو اور اس جر کو بھی شامل ہے جو تابع ہونے کی وجہ سے آیا ہو، مندرجہ ذیل مثال میں تینوں قسم کے جر موجود ہیں چنانچہ مَرَرْتُ بِغُلَامِ زَیْدٍ الفاضلِ میں (غلام) حرف کے داخل ہونے کی وجہ سے مجرور ہے اور (زید) اضافت کی وجہ سے اور (الفاضل) تابع ہونے کی وجہ سے مجرور ہے اس لئے زید اس کیلئے متبوع ہے اور تابع متبوع دونوں کا اعراب ایک ہوتا ہے (شارح فرماتے ہیں کہ) مصنف علیہ الرحمۃ کا قول (بالجرّ) حرف جر کی تعبیر سے زیادہ مناسب اور شامل ہے اس لئے کہ حرف جر کی تعبیر اس جر کو شامل نہیں جو جر اضافت یا تابع ہونے کی وجہ سے آیا ہو۔

تنوین کی اقسام

اسم کی علامات میں تنوین بھی ہے اور جو تنوین اسم کے ساتھ خاص ہے اس کی چار قسمیں ہیں۔

۱... تنوین تمکین' اور یہ اس تنوین کو کہتے ہیں جو اسماء معربہ کے آخر میں آئے۔ جیسے زیدٌ، رَجلٌ اور جمع مؤنث سالم مسلماتٌ کی تنوین یا جو تنوین جَوَارٍ اور غَوَاشٍ میں ہے یہ اسماء معرب ہونے کے باوجود تنوین تمکین نہیں ہے بلکہ یہ اس سے مستثنیٰ ہیں (ان کا حکم آگے آرہا ہے کہ مسلماتٌ میں تنوین مقابلہ ہے اور جوارٍ، غواشٍ میں تنوین عوضی ہے)۔

۲...... تنوین تنکیر' اور یہ اسماء مبنیہ کے آخر میں نکرہ اور معرفہ میں فرق کرنے کیلئے آتی ہے۔ یعنی تنوین تنکیر اس پر دلالت کرتی ہے کہ یہ جس پر داخل ہے وہ غیر معیّن ہے جیسے مَرَرْتُ بِسیبویہِ وبسیبویہٍ آخرَ یہاں سیبویہ بغیر تنوین کے مبنی ہے اور معرفہ ہے جب اس سے معیّن شخص مراد لیا جائے جس کا نام سیبویہ ہو اور کوئی بھی شخص مراد لیا جائے جس کا نام سیبویہ ہے تو اس میں تنوین آئے گی جو نکرہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

۳ ..... تنوین مقابلہ وہ ہے جو جمع مؤنث سالم کے ساتھ ملحق ہو جیسے مُسْلِمَاتٌ اس میں الف جمع کی علامت ہے جس طرح

جمع مذکر سالم مُسْلِمُوْنَ میں واؤ جمع کی علامت ہے اور جمع مؤنث سالم میں ایسی کوئی چیز نہیں تھی جو جمع مذکر سالم کے نون کا مقابلہ کر سکے اس لئے اس کے مقابلہ کیلئے اس کے آخر میں تنوین بڑھادی گئی اس وجہ سے اس کو تنوین مقابلہ کہتے ہیں۔

۴......تنوین عوض: جو کسی کے عوض میں آجائے اور اس کی تین قسمیں ہیں۔

ایک قسم وہ ہے جو جملہ کے عوض آئے اور یہ تنوین (اذ) کے آخر میں اس جملہ کے عوض آتی ہے جو اس کے بعد ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول۔ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ یہاں تنوین اِذْ بلغت الروح الحلقوم کے عوض آئی ہے۔

اور دوسری قسم وہ ہے جو اسم کے عوض آئے اور یہ تنوین کل کے ساتھ مضاف الیہ کے عوض آتی ہے جیسے کلٌّ قائِمٌ عبارت اصل میں یوں تھی کلُّ انسانٍ قائمٌ ۔انسان کو حذف کر کے اس کے عوض کل پر تنوین لائے، اور تیسری قسم وہ ہے جو حرف کے عوض آئے اور یہ وہ تنوین ہے جو جــوارٍ اور غــواشٍ جیسی مثالوں کے ساتھ ملحق ہے جیسے هؤلاء جوارٍ حالت رفعی میں: اور مررتُ بجوارٍ حالت جری میں تنوین یاء کے عوض آئی ہے (اور حالت نصبی میں یاء ذکر ہوتی ہے)

۵......پانچویں قسم تنوین ترنم ہے اور یہ تنوین قافیہ مطلقہ کے آخر میں آتی ہے جس قافیہ کے آخر میں حرف علت ہو اس کو مطلقہ کہتے ہیں اور جس کے آخر میں حرف صحیح ساکن ہو اس کو قافیہ مقیدہ کہتے ہیں۔

جیسے شاعر کا یہ قول ہے

اَقِلِّي اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ	وَقُوْلِي اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ

ترجمہ: اگر اِنْ اصبتُ واحد متکلم کا صیغہ مراد لیا جائے تو معنی یہ ہوگا اے ملامت کرنے والی تو ملامت اور عتاب کو کم کر (یعنی بالکل چھوڑ) اگر میں صواب میں (درستگی) کو پہنچوں تو تو کہہ کہ یہ صواب کو پہنچا (یعنی انصاف کر) اور اگر واحد مؤنث مخاطب کا صیغہ مراد لیا جائے تو معنی یہ ہوگا۔ اگر تو حق کو پہنچنا چاہتی ہے تو کہہ دے کہ تحقیق وہ (شاعر عاشق) حق کو پہنچا۔

تشریح المفردات:

(اقلّی) الـر کی چھوڑ دو کے معنی میں ہے عرب قلت کو نفی کے معنی میں استعمال کرتے ہیں، (اللوم) ملامتی، (العتاب) بھی ملامتی کو کہتے ہیں لوم اور عتاب الفاظ مترادفہ ہیں یعنی الفاظ مختلف ہیں اور معنی ان کا ایک ہے (عَاذِلَ) اصل میں یَا عَاذِلَةُ تھا تاء کو ترخیم کی وجہ سے حذف کر کے یاء حرف نداء کو بھی حذف کیا (قُوْلِی) اقلّی پر عطف ہے

(ان اصبتُ) تاء کے ضمہ کے ساتھ بھی پڑھا جاتا ہے اور تاء کے کسرہ کے ساتھ بھی دونوں صورتوں میں شعر کا معنی مختلف ہے جس کا ذکر ہو گیا۔

ترکیب:

(اَقِلّی) واحد مؤنث حاضر امر حاضر معروف، (ی) مؤنث مخاطب کی ضمیر اس کا فاعل (اللوم) معطوف علیہ (و) حرف عطف (العتابن) معطوف، معطوف معطوف علیہ سے مل کر پھر معطوف علیہ (و) حرف عطف (قولی) واحد مؤنث امر حاضر (ی) مؤنث مخاطب کی ضمیر اس کا فاعل (ان اصبتُ) فعل با فاعل شرط (قد) حرف تحقیق (اصاب) فعل با فاعل قول کا مقولہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ معطوف مل کر مفعول بہ ہوا (اقلی) کیلئے۔ اور جواب شرط محذوف، تقدیر عبارت یوں ہے "ان اصبت فقولی لقد اصابا" شرط اور جزاء دونوں مل کر جملہ معترضہ۔

محل استشہاد:

یہاں العتاب اسم اور اصاب فعل دونوں پر تنوین آئی ہے اصل میں العتابا اصابا الف اطلاق کے ساتھ تھے الف کو حذف کر کے اس کی جگہ تنوین ترنم کو لایا گیا۔

اور شاعر کا یہ قول:

اَزِفَ التَّرَحُّلُ غَيْرَ اَنَّ رِكَابَنَا
لَمَّا تَزُلْ بِرِحَالِنَا وَكَاَنْ قَدِنْ

ترجمہ: کوچ کرنے وقت قریب آیا مگر یہ کہ ہماری سواریوں نے ہمارے سامان کو منتقل نہیں کیا اور گویا کہ وہ منتقل کیا۔

یہ ترجمہ اس وقت ہے جب (باء) اپنے اصلی معنی پر ہو اور (رحال) سے مسافر کا سامان مراد ہو، اور اگر رحال سے اس کا اصلی معنی یعنی گھر لیا جائے اور باء من کے معنی میں ہو تو ترجمہ یوں ہوگا۔

کوچ (سفر) کرنے کا وقت قریب آیا مگر یہ کہ ہماری سواریاں ہمارے گھروں سے نہیں چل پڑیں اور گویا کہ وہ چل پڑیں۔

تشریح المفردات:

(اَزِفَ) قریب ہونے کے معنی میں آتا ہے بعض نے (اَفِدَ) نقل کیا ہے دونوں کا معنی ایک ہے (الترحل) کوچ کرنا۔(غیر) منصوب بنا بر استثناء منقطع یا متصل (رکاب) اونٹ (تزُلْ) اصل میں تزوُلُ تھا۔(لمّا) کی وجہ سے آخر میں جزم آیا جس کی وجہ سے واؤ گر گیا، انتقال کے معنی میں ہے (رِحـال) اصل میں وطن اقامت میں آدمی کے گھر کو کہتے ہیں پھر مسافر کے سامان پر اس کا اطلاق ہونے لگا اور یہاں بھی یہی مراد ہے لیکن یہ اس وقت ہے جب باء اپنے اصلی معنی پر ہو اگر باء (مِن) کے معنی میں لیا جائے تو (رحال) سے اس کا اصلی معنیٰ مراد ہے۔(کان) میں (اَنْ) مخفف عن المثقل ہے اور اس کا اسم ضمیر شان ہے اور خبر اس کی محذوف ہے ای کان قدزالتْ۔

محل استشہاد:

(قدن) ہے (قد) حرف ہے اور اس پر تنوین ترنم آئی ہے۔

ترکیب:

(ازف) فعل ماضی (الترحل) اس کا فاعل (غیر) منصوب بنا بر استثناء (ان) حرف تاکید (رکـابنا) مضاف مضاف الیہ (انّ) کا اسم (لـما) حرف نفی وجزم (تزُلْ) فعل مضارع مجزوم بافاعل (برحـالـنا) جار مجرور متعلق تزُل کے ساتھ ہوا (کـان) حرف تشبیہ اس کا اسم ضمیر شان محذوف ہے اور اس کی خبر محذوف ہے تقدیر عبارت یوں ہے ای کان قد زالت (فعل فاعل کو حذف کر کے قدکو اس کی جگہ قائم مقام کر دیا)۔

۲..... ایک تنوین غالی ہے جس کو اخفش رحمہ اللہ نے ثابت کیا ہے تنوین غالی اس کو کہتے ہیں جو قافیہ مقیدہ کے آخر میں ہوتی ہے جس کے بارے میں پہلے ذکر کیا گیا کہ جس کلمہ کے آخر میں حرف صحیح ساکن ہو اس کو قافیہ مقیدہ کہتے ہیں۔جیسے شاعر کا قول ہے۔

۳.....وَقاتِمِ الأعماقِ خاوِیَ المخترقنْ

ترجمہ: بہت سے ایسے مکان جس کے اطراف سخت اندھیرے والے ہیں اور ان کے گزرنے کی جگہیں خالی ہیں (ان کو میں نے طے کیا) (شاعر اس میں اپنی بہادری بیان کر رہا ہے کہ ایسی جگہیں جہاں کسی کا جانا آسان نہیں ان جگہوں کو میں سفر کے ذریعہ طے کر چکا ہوں)

تشریح المفردات وترکیب:

(وقاتم) میں واو (رُبَّ) کے معنی میں ہے تقدیر عبارت یوں ہے۔ (وَرُبَّ مکان قاتم الاعماق) یہ مجموعی اعتبار سے مبتدا ہے اور خبر اس کی محذوف ہے جو کہ قَطَعْتُہُ ہے (قاتم) بمعنی شدید اندھیرے والا (الاعماق) عمق کی جمع ہے (بیابان کے دور علاقے کو کہا جاتا ہے (خاوی) خالی کے معنی میں ہے (المخترقن) گزرنے کی وسیع جگہ۔

محل استشہاد:

(المخترقن) ہے یہ قافیہ مقیدہ ہے اس لئے کہ اصل میں المخترق بسکون القاف تھا تنوین غالی آخر میں بڑھا دی گئی التقاء ساکنین کی وجہ سے (قاف) کو کسرہ دیا۔

وظاهر كلام المصنف الخ:

شارح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مصنف رحمہ اللہ کے کلام کا ظاہر یہ ہے کہ تنوین کی جتنی قسمیں ہیں وہ ساری اسم کے خواص میں سے ہیں حالانکہ اسم کے ساتھ تنوین تمکن، تنکیر، مقابلہ، عوض خاص ہیں اور تنوین ترنم اور تنوین غالی دونوں اسم فعل حرف تینوں میں پائی جاتی ہیں (شاید مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے للاکثر حکم الکل کی وجہ سے مطلقاً تنوین کو ذکر کیا ہو) اور اس کے خواص میں سے نداء بھی ہے اسلئے کہ ندا حرف ندا کا اثر ہے اور حرف نداء اسم ہی پر داخل ہوتا ہے لہٰذا نداء بھی اسم کے ساتھ خاص ہوگی۔ جیسے یا زید اور الف لام بھی اسم کے خواص میں سے ہے جیسے الرجل (الف لام کی تفصیل انشاء اللہ آگے آئے گی) اور مسند الیہ ہونا بھی اسم کے ساتھ خاص ہے جیسے زیدٌ قائمٌ۔ مصنف رحمہ اللہ کے پورے بیت کا ترجمہ یوں ہوا۔ اسم کی تمیز فعل اور حرف سے جر تنوین ندا الف لام مسند الیہ ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔

اور مصنف علیہ الرحمۃ نے (ال) کو الف لام کی جگہ استعمال کیا ہے۔

بعض متقدمین کی عبارتوں میں اسی طرح ذکر ہے جیسا کہ خلیل رحمہ اللہ ہیں یہاں شارح رحمہ اللہ تعالیٰ ایک اختلاف کی طرف اشارہ فرمار ہے ہیں جو حرف تعریف میں ہے سیبویہ رحمہ اللہ اس طرف گئے ہیں کہ حرف تعریف صرف لام ہے اور ہمزہ شروع میں ابتداء بسکون کے متعذر ہونے کی وجہ سے زیادہ کیا جاتا ہے اور خلیل رحمہ اللہ کے نزدیک حرف تعریف مجموعہ الف ولام ہے یعنی (اَل)، شارح ابن عقیل کی بھی یہی رائے ہے اور مبرد رحمہ اللہ کے نزدیک حرف تعریف صرف ہمزہ ہے اور لام کو اس کے بعد ہمزہ تعریف اور ہمزہ استفہام کے درمیان فرق کر دینے کیلئے زیادہ کیا گیا ہے (اس کی مزید وضاحت ''المعرف باداة التعریف'' میں آئے گی انشاء اللہ)

الاسنادله کی جگہ مصنف رحمہ اللہ نے مسند استعمال کیا ہے اسلئے کہ مقصود دونوں کا ایک ہے۔

بِتَا فَعَلْتَ وَأَتَتْ وَيَا افْعَلِي
وَنُونِ أَقْبِلَنَّ فِعْلٌ يَنْجَلِي

ترجمہ: ..... فَعَلْتَ کی اور أَتَتْ کی تاء اور افعلی کی یاء اور أَقْبِلَنَّ کے نون سے فعل واضح ہوتا ہے۔

ترکیب:

(ب) جار (تا) باعتبار لفظ مضاف (فعلت) باعتبار لفظ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف علیہ (واو) حرف عطف (اتت ویاافعلی ونونِ اقبلن معطوفات اپنے معطوف علیہ سے مل کر مجرور ہوا جار کا، جار مجرور مل کر متعلق ہوا بعد والے ینجلی فعل کے ساتھ۔ (فعل) مبتدا (ینجلی) فعل با فاعل و متعلق خبر ہوا مبتدا کیلئے۔

(ش) ثم ذكر المصنف أن الفعل يمتاز عن الاسم والحرف بتاء ((فعلت)) والمراد بها تاء الفاعل، وهي المضمومة للمتكلّم، نحو ((فعلتُ)) والمفتوحة للمخاطب، نحو ((تباركتَ)) والمكسورة المخاطبة، نحو ((فعلتِ))

ويمتاز أيضا بتاء ((أتت)) والمراد بها تاء التأنيث الساكنة، نحو ((نعمت)) و((بئست)) فاحترزنا بالساكنة عن اللاحقة للأسماء، فإنها تكون متحركة بحركة الإعراب، نحو ((هذه مسلمة، ورأيت مسلمة، ومررت بمسلمة)) ومن اللاحقة للحرف، نحو ((لاتَ، ورُبَّتَ، وثمتَ ((۲)) وأما تسكينها مع رب وثم فقليل، نحو ((ربت، وثمت))

ويمتاز أيضا بياء ((افعلي)) والمراد بها ياء الفاعلة، وتلحق فعل الأمر، نحو ((اضربي)) والفعل المضارع، نحو ((تضربين)) ولا تلحق الماضي.

وإنما قال المصنف ((يا افعلي)) ولم يقل ((ياء الضمير)) لأن هذه تدخل فيها ياء المتكلم، وهي لا تختص بالفعل، بل تكون فيه نحو ((أكرمني)) وفي الاسم نحو ((غلامي)) وفي الحرف نحو ((إني))، بخلاف ياء ((افعلي)) فإن المراد بها ياء الفاعلة على ما تقدم، وهي لا تكون إلا في الفعل.

ومما يميز الفعل نون ((أقبلن)) والمراد بها نون التوكيد: خفيفة كانت، أو ثقيلة، فالخفيفة نحو قوله تعالى: (لنسفعا بالناصية) والثقيلة نحو قوله تعالى: (لنخرجنك يا شعيب). فمعنى البيت: ينجلي الفعل بتاء الفاعل، وتاء التأنيث الساكنة (۱)، وياء الفاعلة، ونون التوكيد.

ترجمہ وتشریح:............فعل کی علامتیں:

پہلے مصنف علیہ الرحمۃ نے اسم کے خواص ذکر کئے اب فعل کے خواص ذکر فرما رہے ہیں کہ چنانچہ شارح فرماتے ہیں کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا کہ فعل اسم اور حرف سے ممتاز ہوتا ہے فعلتُ کی تاء کے ساتھ، مراد اس سے وہ تاء ہے جو فاعل کی ہے جو متکلم میں مضموم ہوتی ہے جیسے فَعَلْتُ اور مخاطب مذکر میں مفتوح ہوتی ہے۔ جیسے فَعَلْتَ اور مخاطب مؤنث میں مکسور جیسے: فَعَلْتِ۔

اور اسی طرح فعل، اسم اور حرف سے ممتاز ہوتا ہے اتَتْ کی تاء کے ساتھ اور مراد اس سے ہر وہ تاء ہے جو تانیث کے لئے ہو اور ساکن ہو جیسے: نِعْمَتْ، بِئْسَتْ، ساکنہ کہکر اس تاء سے احتراز کیا جو اسماء کے ساتھ پیوست ہوتی ہے اس لئے کہ وہ متحرک ہوتی ہے حرکت اعرابی کے ساتھ جیسے: هذه مُسْلِمَةٌ، رأيتُ مسلِمَةً، مررْتُ بمُسْلِمَةٍ اور اس سے احتراز کیا اس تاء سے جو حرف کے ساتھ پیوست ہوتی ہے جیسے لَاتَ رُبَّتَ ثُمَّتَ یہاں لا، رُبَّ، ثُمَّ تینوں حرف ہیں جس کے ساتھ تاء متحرکہ آئی ہے رہا یہ کہ رُبَّ اور ثُمَّ، کے ساتھ جو تاء ساکن ہوکر آتی ہے جیسے رُبَّتْ، ثُمَّتْ تو یہ قلیل ہے۔

اور اسی طرح فعل اسم اور حرف سے ممتاز ہوتا ہے اِفْعَلِيْ کی یاء کے ساتھ اور مراد اس سے فاعل کی یاء ہے جو فعل امر کے ساتھ ملحق ہوتی ہے جیسے: اِضْرِبِي اور فعل مضارع کے ساتھ جیسے تضربینَ اور ماضی کے ساتھ ملحق نہیں ہوتی۔

مصنف رحمہ اللہ نے یاافعلی کہا اور یاء ضمیر نہیں کہا اس لئے اگر یاء ضمیر کہتے تو اس میں یاء متکلم بھی داخل ہوتی حالانکہ یاء متکلم فعل کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ کبھی تو فعل کے ساتھ ہوتی ہے جیسے اکرمنی اور کبھی اسم کے ساتھ جیسے غُلامِيَ اور کبھی حرف کے ساتھ جیسے انّی بخلاف یاء افعلی کے کہ مراد اس سے فاعل کی یاء ہے اور فاعل کی یاء فعل کے علاوہ کہیں اور نہیں ہوتی۔

اور فعل ممتاز ہوتا ہے اسم سے اَقْبِلَنَّ کے نون کے ساتھ، اور مراد اس سے نون تاکید ہے خفیفہ ہو یا ثقیلہ، خفیفہ کی مثال جیسے: لَنَسْفَعًا بالنَّاصِيَةِ اور ثقیلہ کی مثال جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "لَنُخرجنك يا شعيبُ"۔

متن کے شعر کا معنی یہ ہوا کہ فعل تاء فاعل اور تاء تانیث ساکنہ اور یاء فاعل کے ذریعہ واضح اور روشن ہوتا ہے۔

سِوَاهُمَا الحرفُ كَهَلْ وَفِيْ وَلَمْ
فِعْلٌ مُضَارِعٌ يَلِيْ لَمْ يَشَمْ

ترجمہ: .... اسم اور فعل کے علاوہ حرف ہے جیسے (هل) اور (في) اور (لَمْ) فعل مضارع (لَمْ) سے ملتا ہے جیسے: يَشَمْ (میں لم يشم پڑھنا)

ترکیب:

(سوی) مضاف (هما) مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر خبر مقدم (الحرف) مبتدا مؤخر اور اس کا عکس بھی جائز ہے۔

(ک) حرف جر (هل) معطوف علیہ (و) حرف عطف (فی) اور (لم) اس پر معطوف، معطوف علیہ معطوف مل کر مجرور ہوا جار کا، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائن کے ساتھ کائن صیغہ اسم فاعل اس کے اندر (هو) ضمیر مستتر ہے وہ اس کیلئے فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر ہوا مبتدا محذوف (ذالک) کیلئے۔

(فِعْلٌ) موصوف (مضارع) صفت، موصوف صفت مل کر مبتدا (یلی) واحد مذکر فعل مضارع معلوم اس کے اندر ضمیر مستتر ہے جو کہ (هُوَ) ہے (فعل مضارع) کی طرف راجع ہے وہ اس کیلئے فاعل، (لم) باعتبار لفظ (یلی) کا مفعول بہ، فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کے لئے (کیشم ای وذالک کائنٌ کیشم ماقبل کی طرح ہے)

وَمَاضِيَ الأَفْعَالِ بِالتَّامِزْ وَسِمْ
بِالنُّوْنِ فِعْلَ الأَمْرِ إِنْ أَمْرٌ فُهِم

ترجمہ: اورافعال کے ماضی کو ممتاز کیجئے (تاء) کے ساتھ۔ اور فعل امر پر نون کے ساتھ علامت لگائیے اگر امر کا معنی سمجھا جائے۔

ترکیب:

(ماضی الافعال) مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ مقدم (بالتا) جار مجرور متعلق ہوا بعد والے (مِزْ) کے ساتھ ساتھ (مز) فعل امر با فاعل، اصل عبارت یوں ہے مِزْ ماضی الافعال بالتاء (سِمْ) فعل امر (انت) ضمیر مستتر اس کے لئے فاعل (بالنون) جار مجرور متعلق ہوا (سم) کے ساتھ (فعل الامر) مضاف مضاف الیہ مفعول بہ،

(ان امرٌ فهم) (ان) حرف شرط (امرٌ) نائب فاعل مقدم (فُهِم) کیلئے، فُهِم فعل ماضی مجہول اپنے نائب فاعل سے مل کر شرط، جزا اس کی محذوف ہے جو کہ فَسِمْ بالنون الخ ہے ماقبل کی عبارت اس پر دال ہے۔

(ش) يشير إلى أن الحرف يمتاز عن الاسم والفعل بخلوه عن علامات الأسماء، وعلاماتِ الأفعال، ثم مثل بِ((هل وفي ولم)) منبها على أن الحرف ينقسم إلى قسمين: مختص، وغير مختص،

فاشار بهل إلى غير المختص، وهو الذي يدخل على الأسماء والأفعال. نحو ((هَلْ زَيْدٌ قَائِمٌ)) و((هَلْ قَامَ زَيْدٌ))، واشار بفي ولم إلى المختص، وهو قسمان: مختص بالأسماء كفي، نحو ((زيد في الدار))، ومختص بالأفعال كلم، نحو ((لَمْ يَقُمْ زَيْدٌ)).

ثم شرح في تبيين أن الفعل ينقسم إلى ماض ومضارع وامر؛ فجعل علامة المضارع صحة دخول ((لم)) عليه، كقولك في يَشَم لَمْ يَشم وفي يضرب: ((لَمْ يَضْرِبْ))، واليه أشار بقوله: ((فعل مضارع يَلي لم كيَشَم)).

ثم أشار إلى مايميز الفعل الماضيَ بقوله: ((وماضِيَ الأفعال بالتَّامِزْ)) أى: مَيِّزْ ماضيَ الأفعال بالتاء، والمراد بها تاء الفاعل، وتاء التانيث الساكنة، وكل منهما لايدخل إلا على ماضى اللفظ، نحو ((تباركت يَاذَا الجلال والإكرام)) و((نِعْمت المَرْأَةُ هند)) و((بئستِ المرأة دَعْدٌ)).

ثم ذكر في بقية البيت أن علامة فعل الأمر: قبول نون التوكيد، والدلالة على الأمر بصيغته، نحو ((اضْرِبن، واخرجنّ)).

فإن دلّتِ الكلمة على الأمر ولم تقبل نون التوكيد فهي اسم فعل، وإلى ذلك أشار بقوله:

ترجمہ وتشریح: .... حرف کی علامت:

مصنف علیہ الرحمۃ ان اشعار میں اشارہ فرمارہے ہیں اس بات کی طرف کہ حرف اسم اور فعل سے ممتاز ہوتا ہے جب وہ اسم اور فعل کی علامات سے خالی ہو، پھر (ھل) اور (فی) اور (لم) کی مثال دیکر اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ حرف کی دو قسمیں ہیں مختص ۲- غیر مختص۔ (ھل) کے ذریعہ اشارہ کیا غیر مختص کی طرف، یعنی وہ کسی چیز کے ساتھ خاص نہ ہو چنانچہ (ھل) اسم پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے: ھل زیدٌ قائمٌ اور فعل پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے ھَلْ قامَ زیدٌ اور (فی) اور (لم) کے ذریعہ سے اشارہ کیا حرف کی دوسری قسم مختص کی طرف۔ پھر مختص کی دو قسمیں ذکر کردیں ایک وہ جو خاص ہے اسم کے ساتھ جیسے (فی) اور دوسری قسم وہ ہے جو خاص ہے فعل کے ساتھ جیسے: لَمْ یَقُمْ زیدٌ۔

پھر مصنف نے اس بات کو بیان میں شروع کیا کہ فعل کی تین قسمیں ہیں ماضی، مضارع، امر۔

فعل مضارع کی علامت:

یہ ہے کہ اس پر لَمْ کا داخل ہونا صحیح ہو جیسے: یَشَمُّ مضارع میں لم یشم پڑھنا صحیح ہے اور یضرِبُ میں لم یضرِب، فعل مضارع یلی لم میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

فعل ماضی کی علامت:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے (وماضی الافعال بالتامز) سے اس طرف اشارہ کیا کہ جو فعل ماضی کو ممتاز کرے چنانچہ فرمایا کہ افعال کے ماضی کو تاء کے ذریعہ الگ کرو اور اس تاء سے مراد فاعل کی تاء ہے اور تاء تانیث ساکنہ ہے اور یہ دونوں باعتبار لفظ ماضی پر داخل ہوتے ہیں جیسے: تبارکت یاذاالجلالِ والاکرام، نِعْمَتِ المراۃُ هندٌ، بئسَتِ المرءۃُ دَعْدٌ.

فعل امر کی علامت:

مصنف رحمہ اللہ نے باقی شعر میں اس بات کو ذکر کیا کہ فعل امر کی علامت نون تاکید کو قبول کرنا اور امر پر دلالت کرنا ہے جیسے: اِضْرِبَنَّ اخرُجَنَّ اگر امر پر دلالت تو کرے لیکن نون تاکید کو قبول نہ کرتا ہو تو وہ اسم فعل ہے اور اسی کی طرف مصنف رحمہ اللہ نے اپنے اس قول سے اشارہ کیا ہے۔

والأمر إن لم يك للنون محلّ
فيه هوَ اسمٌ نحوَ صَهْ وَحَيَّهَلْ

ترجمہ:۔ امر میں اگر نون کیلئے جگہ نہ ہو تو وہ اسم ہے جیسے: صَهْ اور حَيَّهَلْ۔

ترکیب:

(واو) استئنافیہ (الامر) مبتدا (ان) حرف شرط (لم یک) فعل ناقص (للنون) جار مجرور خبر مقدم لم یک کیلئے (محل) موصوف (فیہ) صفت' موصوف صفت سے مل کر اسم مؤخر ہوا، (لم یک) اپنے اسم اور خبر سے مل کر شرط، (ھو اسم) مبتدا خبر مل کر جزاء (جزاء میں فاء ہوا کرتی ہے یہاں ضرورت شعری کی وجہ سے محذوف ہے) شرط جزاء سے مل کر خبر ہوا الامر مبتدا کیلئے۔ (نحو صه وحیّھل) ای وذالک کائن نحو صه وحیّھل، (مرّمثله)

(ش) فصه وحيَّهَلْ: اسمان وإن دلاّعلى الأمر؛ لعدم قبولهما نون التوكيد؛ فلاتقول: صهنّ ولاحيهلنّ، وإنكانت صه بمعنى اسكت، وحيهل بمعنى اقبل؛ فالفارق بينهماقبول نون التوكيد وعدمه، نحو ((اسكتن، واقبلن))، ولايجوز ذلك في ((صه، وحيهل)).

ترجمہ وتشریح:

شارح رحمہ اللہ مصنف رحمہ اللہ کے شعر میں ذکر کردہ مثالوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صَــــہ اور حیّھَل اگر چہ امر پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ صَہ اُسکتْ (چپ ہو جاؤ) اور حیّھَلْ اَقْبِلْ (آگے آ جاؤ) کے معنی میں ہے لیکن چونکہ یہ نون تاکید کو قبول نہیں کرتے چنانچہ آپ صَہَنْ حَیّھَلَنْ نہیں کہہ سکتے تو اس وجہ سے اس کو افعال نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ اسم ہے (یعنی اسم فعل) پس ان میں فرق کرنے والی چیز نون تاکید کو قبول کرنا یا نہ کرنا ہے چنانچہ اسکُتَنْ اقبِلَنْ جائز ہے اور صہ اور حیّھَلْ میں یہ جائز نہیں ہے۔

المعرَبُ والمبنیّ

والاِسمُ منہ مُعرب ومبنی

لشبہٍ من الحروف مدنی

ترجمہ:... اور اسم میں بعض معرب ہیں اور بعض مبنی ہیں، اس مشابہت کی وجہ سے جو حروف کے قریب کرنے والی ہے۔

ترکیب:

(واو) استینافیہ (الاسم) مبتدا اوّل (منہ) جار مجرور خبر مقدم (معرب) مبتدا مؤخر، خبر مقدم مبتدا مؤخر مل کر پھر خبر ہوا مبتدا کیلئے۔ (ومبنی) (مبنی) مبتدا، خبر اس کی محذوف ہے تقدیر عبارت یوں ہے ومنہ مبنی، یہاں (ومبنی) کا عطف ماقبل پر صحیح نہیں ہے کیونکہ پھر معنی یوں ہوگا کہ اسم میں بعض معرب ہیں اور بعض مبنی ہیں تو لازم آئے گا کہ بعض اسم ایک ہی وقت میں معرب اور مبنی ہیں حالانکہ ایسا نہیں یا یہ لازم آئے گا کہ بعض اسم معرب اور مبنی ہیں اور باقی جو اسماء ہیں وہ نہ معرب ہیں اور نہ مبنی اور یہ بعض نحویوں کا ضعیف مسلک ہے (لشبہ) (لام) جار (شبہ) موصوف (مدنی) صفت، متعلق (مبنی) یا مدنی کے ساتھ، (من الحروف بھی) جار مجرور متعلق مبنی یا مدنی کے ساتھ۔

(ش) یشیر إلی أن الاسم ینقسم إلی قسمین: أحدھما المعرب، وھو: ماسلم من شَبَہِ الحروف، والثانی المبنی، وھو: ماأشبہ الحروف، وھُوَ المعنِیُّ بقولہ: ((لشبہ من الحروف مدنی)) أی: لشبہ مقرب من الحروف؛ فعلّة البناء منحصرة –عند المصنف رحمہ اللّٰہ تعالیٰ– فی شبہ الحرف، ثم نوع المصنف وجوہ الشبہ فی البیتین اللذین بعد ھذا البیت، وھذا قریب من مذھب أبی علی الفارسی حیث جعل البناء

منحصر افي شبه الحرف أو ماتضمن معناه، وقد نص سيبويه-رحمه الله-على أن علة البناء كلها ترجع إلى شبه الحرف، وممن ذكره ابن ابى الربيع.

ترجمہ وتشریح: .... معرب' مبنی کی تعریف:

مصنف علیہ الرحمۃ ان اشعار میں اشارہ کررہے ہیں اس بات کی طرف کہ اسم کی دو قسمیں ہیں ایک معرب ہے جو حروف کی مشابہت سے سالم ہو اور دوسرا مبنی ہے جو حروف کے مشابہ ہو اور یہی مصنف علیہ الرحمۃ کے قول **لشبـــه مــن الحروف مدنی** سے مراد ہے۔

معرب ومبنی کی تعریف میں وجہ حصر:

مصنف رحمہ اللہ کے قول کی تشریح سے پہلے بطور تمہید معرب اور مبنی میں وجہ حصر اور کتب نحو میں موجود وجوہ مشابہت ذکر کی جاتی ہیں تاکہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول واضح ہو جائے چنانچہ ان میں وجہ حصر یہ ہے کہ اسم یا تو غیر کے ساتھ مرکب ہوگا یا نہیں دوسرا مبنی ہے اور اگر غیر کے ساتھ مرکب ہے تو یا اس کے ساتھ عامل متحقق (ثابت) ہوگا یا نہیں دوسرا مبنی ہے اور اگر اس کے ساتھ عامل متحقق ہے تو یا مبنی الاصل کے ساتھ مشابہ ہوگا یا نہیں اگر مبنی الاصل کے ساتھ مشابہ ہے تو مبنی ہے ورنہ تو معرب۔ مبنی الاصل چونکہ تین ہیں ماضی، امر حاضر، جملہ حروف اس میں چونکہ حروف بھی داخل ہیں اسوجہ سے مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مبنی وہ ہے جو حروف کے مشابہ ہو۔

وجوہ مشابہت:

چونکہ مبنی ہونے کی علت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حرف کے ساتھ مشابہت ہے اسلئے اس کو سمجھنے کے لئے یہ بات جاننا ضروری ہے کہ وجوہ مشابہت بنا بر استقراء سات ہیں۔

اول:.. یہ کہ اسم معنی مبنی اصل کو متضمن ہو جیسے: أَیْنَ' کہ ھمزہ استفہام کے معنی کو متضمن ہے اور ہمزہ استفہام حرف ہے اور حرف مبنی الاصل ہے۔

دوم:... یہ کہ اسم اپنے معنی پر دلالت کرنے میں قرینہ کا محتاج ہو جیسے اسم اشارہ اور اسم موصول اپنے معنی پر دلالت کرنے میں اشارہ حسیہ اور صلہ کے محتاج ہیں تو جس طرح حرف میں احتیاج الی الغیر پائی جاتی ہے اسی طرح یہاں بھی احتیاج ہے۔

سوم:..... یہ کہ اسم مبنی اصل کی جگہ واقع ہو جیسے کہ نزالِ اسم فعل انزل کی جگہ واقع ہے۔

چہارم:...... یہ کہ کوئی اسم ہم شکل اس اسم کے ہو جو مبنی اصل کی جگہ واقع ہو جیسے فَجَارِ نزالِ کے ہم شکل اور ہم وزن ہے اور نزالِ اِنزِل کی جگہ واقع ہے جیسا کہ گزر چکا۔

پنجم: . . یہ کہ کوئی اسم اس اسم کی جگہ واقع ہو جو مبنی اصل کے مشابہ ہے جیسے منادیٰ مضموم یازیدُ اور یارَجلُ، کہ یہ کاف خطاب اُدْعُوْکَ کی جگہ واقع ہیں اور کاف خطاب جو اسم ہے مشابہ کاف حرفیہ کے ساتھ ہے۔

ششم:. . . یہ کو کوئی اسم مبنی اصل کی طرف مضاف ہو خواہ بواسطہ مضاف ہو خواہ بلا واسطہ جیسے :یَوْمَئِذٍ کہ اصل میں یَوْمَ اِذْ کَانَ کَذَا تھا اس میں یومَ بفتح المیم بواسطہ اِذْ جملہ کَانَ کَذَا کی طرف مضاف ہے اور مبنی ہے اور جملہ صاحب مفصّل کے نزدیک مبنی اصل ہے۔

ہفتم: ...... یہ کہ اسم کی بناء تین حرف سے کم ہو جیسے ضَرَبْتُ میں تُ مبنی ہے اس لئے کہ یہ بناء میں حرف کے ساتھ مشابہ ہے جیسے باء من لام جارہ۔ یا اکرمنا میں ناتبنی ہے مِنْ، عَنْ جیسے حروف کے ساتھ مشابہ ہے۔

مصنف رحمہ اللہ کے ہاں مبنی ہونے کی علت صرف حرف کے ساتھ مشابہت ہے مذکورہ تمام وجوہات کی رجع بھی اس کی طرف ہوتی ہے کہ ان تمام میں چونکہ ہر ایک میں حرف کے ساتھ کسی قدر مشابہت ضرور ہے اس لئے مبنی ہے البتہ صرف اسماء کا افعال میں کچھ اشکال ہوتا ہے کہ اس میں حرف کے ساتھ مشابہت کیسی ہے تو اس کی وضاحت آگے مصنف رحمہ اللہ فرمائینگے کہ اسماء افعال دَرَاکِ وغیرہ حرف کے ساتھ مشابہ ہیں اس بات میں کہ خود تو عمل کرتے ہیں لیکن اس میں کوئی عمل نہیں کرتا جیسا کہ حرف بھی خود عمل کرتا ہے اس میں کوئی عمل نہیں کرتا۔

مصنف علیہ الرحمۃ نے بعد میں مشابہت کی قسمیں ذکر کی ہیں اور ابو علی فارسی رحمہ اللہ کے مسلک کے قریب ہے انہوں نے بھی بناء کو حرف کی مشابہت یا اس کے معنیٰ کو متضمن ہونے میں منحصر کیا ہے اور سیبویہ رحمہ اللہ نے تو تصریح کی ہے کہ بناء کی ساری علتیں حرف کی مشابہت کی طرف لوٹتی ہیں ابن ابی الربیع نے بھی اس کو ذکر کیا ہے

كَالشِّبْهِ الوَضعِيِّ فِي اسمَي جِئتَنَا

وَالمَعنَوِي فِي مَتَى وَفِي هُنَا

وَكَنِيَابَةٍ عَنِ الفِعلِ بِلَا

تَأَثُّرٍ وَكَافتِقَارٍ اُصِّلَا

ترجمہ:۔۔ جیسے وضعی مشابہت جو جئتنا کے دونوں اسموں میں اور معنوی مشابہت متی اور ھُنا میں اور عامل کا اثر قبول کے بغیر فعل سے نائب ہونے کی مشابہت میں اور احتیاج میں مشابہت جو کہ لازم ہے۔

ترکیب:

(ک) جار (الشبہ) موصوف (الوضعی) صفت، موصوف صفت مل کر مجرور ہوا جار کا جار مجرور مل کر متعلق اوّل ہوا کائنٌ کے لئے (فی) جار (اسمی) مضاف (جئتنا) باعتبار لفظ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور ہوا جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ثانی ہوا کائنٌ کیلئے تقدیر عبارت یوں ہے وذالک کائن کالشبہ الوضعی الخ یہ معطوف علیہ (والمعنوی) (واو) حرف عطف (المعنوی) صفت ہے (الشبہ) محذوف کیلئے (فی متی وفی ھنا) جار مجرور کائنٌ کے ساتھ متعلق ہیں مجموعی اعتبار سے معطوف۔

(وکنیابۃ) یہ بھی (الشبہ) پر عطف ہے نیابۃ موصوف (عن الفعل) (نیابۃ) کے متعلق ہے (بلاتاثر) (ب) جار (لا) بمعنی غیر (تاثر) مجرور سب ملکر صفت ہے (نیابۃ) کیلئے، موصوف صفت ملکر مجرور ہوا جار کے لئے جار مجرور ملکر معطوف علیہ (و) حرف عطف (ک) جار (افتقار) موصوف (أُصّلا) فعل ماضی مجہول، الف اشباعی ہے، (ھو) ضمیر نائب فاعل، سب مل کر صفت ہوا موصوف کیلئے، موصوف صفت ملکر مجرور ہوا جار کیلئے، جار مجرور ملکر معطوف۔

ش) ذکر فی ھذین البیتین وجوہ شبہ الاسم بالحرف فی أربعۃ موضع:

(فالأول) شبھُہ لہ فی الْوَضْعِ، کأن یکون الأسمُ موضوعًا علی حرف (واحدٍ) کالتاء فی ضَرَبْتُ، أو علی حرفین کـ((نا))، فی أکرمنا، وإلی ذلک أشار بقولہ: ((فی اسمَیْ جِئْتَنَا)) فالتاء فی جئتنا اسم؛ لأنہ فاعل، وھو مبنی؛ لأنہ أشبہ الحرفَ فی الوضع فی کونہ علی حرفٍ واحدٍ، وکذلک ((نا)) اسمٌ؛ لأنھا مفعول، وھو مبنی؛ لشبھہ بالحرف فی الوضع فی کونہ علی حرفین .

(والثانی) شَبَہ لاسم لہ فی المعنی، وھو قسمان: أحدھما ما أشبہ حرفا موجودا، والثانی ما أشبہ حرفا غیر موجودٍ؛ فمثال الأول ((مَتی)) فإنھا مبنیۃ لشبھھا الحرف فی المعنی؛ فإنھا تستعمل للاستفھام، نحو ((متی تقوم؟)) وللشرط، نحو ((متی تقم أقم)) وفی الحالتین ھی مشبھۃ لحرف موجود؛ لأنھا فی الاستفھام کالھمزۃ، وفی الشرط کإن، ومثال الثانی ((ھنا)) فإنھا مبنیۃ لشبھھا حرفا کان ینبغی أن یوضع فلم یوضع، وذلک لأن الإشارۃ مَعْنًی من المعانی؛ فحقھا أن یوضع لھا حرف یدلُّ علیھا، کما وضعوا للنفی ((ما))

وللنهي ((لا)) وللتمنّي ((لَيْتَ)) وللترجّي ((لَعَلَّ)) ونحو ذلك؛ فبنيت أسماء الإشارة لشبهها في المعنى حرفًا مُقدّرًا.

(والثالث) شبهه له في النِّيَابَةِ عن الفعل وعدم التأثر بالعامل، وذلك كأسماء الأفعال، نحو ((دَرَاكِ زَيْدًا)) فَدَرَاكِ: مبنيٌّ لشبهه بالحرف في كونه يَعْمل ولا يَعْمَلُ فيه غيره كما أن الحرف كذلك.

واشار بقوله: ((بلاتأثر)) عما ناب عن الفعل وهو متأثر بالعامل، نحو ((ضَرْبًا زَيْدًا، فإنه نائب مَنَابَ ((اضْرِبْ)) وليس بمبني؛ لتأثره بالعامل، فإنه منصوب بالفعل المحذوف، بخلاف ((دراكِ)) فإنه وإن كان نائبا عن أدرك)) فليس متأثرًا بالعامل.

وحاصلُ ماذكره المصنف أن المصدر الموضوعَ موضعَ الفعلِ وأسماء الافعال اشتركا في النيابة مناب الفعل، لكن المصدر متأثر بالعامل؛ فأعرب لعدم مشابهته الحرف، وأسماء الأفعال غير متأثرة بالعامل؛ فبنيت لمشابهتها الحرف في أنها نائبة عن الفعل وغير متأثرة به .

وهذا الذي ذكره المصنف مبنيٌّ على أن أسماء الأفعال لامحل لها من الإعراب، والمسألة خلافية، وسنذكر ذلك في باب أسماء الأفعال.

(والرابع) شبه الحرف في الافتقار اللازم، وإليه أشار بقوله: ((وكافتقار أصلا)) وذلك كالأسماء الموصولة، نحو ((الذي)) فإنها مفتقرة في سائر أحوالها إلى الصّلة؛ فأشبهت الحرف في ملازمة الافتقار، فبنيت.

وحاصل البيتين أن البناء يكون في ستة أبواب: المضمرات، وأسماء الشرط، وأسماء الاستفهام، وأسماء الأفعال، والأسماء الموصولة.

ترجمہ وتشریح:

چونکہ مصنف علیہ الرحمۃ کے نزدیک بناء کی علت اسم کا مشابہ ہونا حرف کے ساتھ ہے اس وجہ سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ ان ابیات میں اسم کی مشابہت ذکر کرتے ہیں کہ وہ حرف کے ساتھ کس چیز میں مشابہ ہے۔ چنانچہ ان ابیات میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے چار جگہوں میں حرف کے ساتھ مشابہت ذکر کی ہے۔

......حرف میں اصل باعتبار وضع کے یہ ہے کہ وہ تہجی کا ایک حرف ہو جیسے باء جارہ، لام جارہ، کاف جارہ، فاء عاطفہ، وغیرہ یا دو حرف تہجی ہو جیسے مِنْ، عَنْ، فِیْ۔ اور اسم میں باعتبار اصل وضع کے یہ ہے کہ وہ تین یا تین سے زیادہ حرف پر مشتمل ہو۔ تو اگر کوئی اسم ایسا پایا گیا جو ایک حرف پر وضع ہو جیسے ضربتُ میں تاء ایک ہے اور اکرمنا میں نا دو ہیں تو یہ حرف کے ساتھ باعتبار وضع مشابہت کی وجہ سے مبنی ہوئے تو جئتنا میں تاء اسم مبنی ہے اس لئے کہ ایک ہونے میں یہ باء جارہ وغیرہ کے ساتھ مشابہ ہے اور اکرمنا میں نا مفعول مبنی ہے اس لئے کہ دو حرفوں پر مشتمل ہونے میں یہ حرف کے ساتھ میں مشابہ ہے۔

۲:......دوسری مشابہت اسم کی حرف کے ساتھ معنیٰ میں ہے یعنی اگر کوئی اسم معنیٰ میں حرف کے ساتھ مشابہ ہو جائے بایں طور کہ اسم اور حرف کا معنیٰ ایک ہو تو یہ اسم معنیٰ میں مشابہت کی وجہ سے مبنی ہوگا۔

پھر جس حرف کے ساتھ معنیٰ میں مشابہت پائی جاتی ہے اس حرف کی دو قسمیں ہیں یا تو وہ حرف (خارج میں) موجود ہوگا یا نہیں، پہلے کی مثال متیٰ ہے یہ اسم مبنی ہے اس لئے کے یہ حرف کے ساتھ معنیٰ میں مشابہ ہے اس لئے کہ متیٰ استفہام کے لئے آتا ہے جیسے متیٰ تقوم اور شرط کیلئے بھی آتا ہے جیسے متیٰ تقُمْ اقُمْ اور دونوں صورتوں میں یہ موجود حرف کے ساتھ مشابہ ہے سلئے کہ استفہام کی صورت میں یہ ھمزہ استفہام کے مشابہ ہے اور شرط کی صورت میں اِنْ حرفی کے ساتھ مشابہ ہے۔

اور دوسرے کی مثال: ھُنَا ہے یہ اسماء اشارہ میں سے ہے۔ جیسے نحویوں نے نفی کیلئے ما اور نہی کیلئے لا اور تمنی کیلئے لیتَ اور ترجی کیلئے لعلّ وضع کیا ہے تو اسم اشارہ کا حق یہ تھا کہ اس کیلئے بھی کوئی حرف وضع ہوتا جو اشارہ پر دلالت کرتا لیکن اس کیلئے حرف وضع نہیں ہوا ہے اسلئے اسماء اشارات کو مبنی کیا گیا کہ یہ ایک مقدر حرف کے ساتھ معنیٰ میں مشابہ ہے۔

۳. وجوہ مشابہت میں سے تیسری وجہ اسم کا مشابہ ہونا ہے حرف کے ساتھ فعل سے نائب ہونے اور عامل کا اثر قبول نہ کرنے میں جیسے اسماء افعال ہیں یہ اس لئے مبنی ہیں کہ یہ حرف کے ساتھ مشابہ ہیں جیسے حرف اوروں میں تو عمل کرتا ہے اور خود اس میں کوئی عمل نہیں کرتا اسی طرح اسماء افعال دوسروں میں تو عمل کرتے ہیں خود اس میں کوئی عمل نہیں کرتا، جیسے: دَرَاکِ زیداً یہاں دراکِ اسم فعل مبنی ہے ادرک فعل امر کی جگہ آیا ہے اس نے زیداً میں عمل کیا ہے بایں طور کہ اس کو نصب دیا ہے اور خود اس میں عمل نہیں ہوا ہے۔

بلا تاثر کی قید لگا کر مصنف علیہ الرحمۃ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اسم کے مبنی ہونے کی اس مشابہت میں

کہ فعل کی جگہ واقع ہو کر دوسروں میں عمل کرے یہ بھی ضروری ہے کہ خود یہ عامل سے متاثر نہ ہو یعنی کسی دوسرے عامل کا اس میں کوئی اثر نہ ہو جیسے ضربا زیدًا یہاں ضربًا اِضرِبْ فعل امر کی جگہ واقع ہے لیکن مبنی نہیں اس لئے کہ یہ عامل سے متاثر ہے اس لئے کہ یہ فعل محذوف (اِضْـرِب) کی وجہ سے منصوب ہے۔ دراکِ زیـدًا میں اگرچہ یہ اُدرِک کی جگہ واقع ہے لیکن عامل سے متاثر نہیں ہے اسی وجہ سے مبنی ہے۔

مصنف علیہ الرحمۃ نے جو ذکر کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ فعل کی جگہ واقع ہونے والا مصدر اور اسماء افعال فعل کے قائم مقام ہونے میں تو برابر ہیں لیکن مصدر عامل سے متاثر ہے تو معرب ہوا اسلئے کہ حرف کے ساتھ مشابہ نہیں ہے اور اسماء افعال عامل سے متاثر نہیں ہیں تو مبنی ہو گئے اس لئے کہ یہ حرف کے ساتھ مشابہ ہیں اس میں کہ وہ فعل کی جگہ واقع ہیں اور عامل سے متاثر نہیں ہیں۔

اور مصنف علیہ الرحمۃ نے اسماء افعال کے بارے میں جو ذکر کیا ہے یہ اس پر مبنی ہے کہ اسماء افعال کیلئے اعراب میں سے کوئی محل نہیں ہے حالانکہ یہ مسئلہ اختلافی ہے شارح فرماتے ہیں کہ اسماء افعال کی بحث میں ہم اس کو ذکر کرینگے۔

مختصر ا یہ کہ اسماء افعال کے اعراب میں تین قسم کی رائے پائی جاتی ہے۔

۱ ... پہلی اخفش رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے ہے۔ جمہور نحویوں نے اسی کو ترجیح دی ہے کہ ھیھات زیدٌ میں ھیھات اسم فعل ماضی مبنی بر فتح ہے اور اعراب میں اس کیلئے کوئی محل نہیں اور (زیـدٌ) فاعل ہے۔ اور مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول بھی یہی ہے کہ اسماء افعال اس لئے مبنی ہیں کہ یہ فعل کی جگہ آئے ہیں اور عامل سے متاثر نہیں ہے نہ عامل لفظی سے نہ عامل تقدیری سے۔

۲ ... دوسری رائے سیبویہ رحمہ اللہ کی ہے کہ (ھیھات) مبتدا ہے مبنی بر فتح ہے لیکن محلا مرفوع ہے اس قول پر (ھیھات اسم فعل عامل معنوی ابتداء سے متاثر ہے اور (زید) فاعل ہے لیکن خبر کی جگہ واقع ہے۔

۳ ... تیسری رائے مازنی رحمہ اللہ کی ہے کہ (ھیھـات) مفعول مطلق ہے اور اس کا فعل محذوف ہے۔ اور زیـدًا اس فعل محذوف کا فاعل ہے گویا کہ یوں ہے بَـعُـدَ بُعْدًا زیدٌ یہاں (ھیھات) اسم فعل عامل لفظی سے متاثر ہے جس کو کلام سے حذف کیا گیا ہے۔ پہلا قول راجح ہے۔

۴ ... چوتھی مشابہت حرف کے ساتھ احتیاج لازم میں ہے جس کی طرف مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے وکافتقارٍ اصّلا سے اشارہ کیا ہے جیسے: الّـذی یہ اسماء موصولہ میں سے ہے مبنی اس لئے ہے کہ یہ اپنے تمام حالات میں صلہ کی طرف محتاج

ہے اور حرف بھی اپنے معنی پر بغیر کسی کے ملائے دلالت نہیں کرتا تو اس احتیاج میں مشابہت کی وجہ سے اسماء موصولہ بھی مبنی ہو گئے۔

دونوں شعروں کا حاصل یہ ہوا کہ بناء چھ ابواب میں پائی جاتی ہے مضمرات: اسماء شرط، اسماء استفہام اسماء اشارہ اسماء افعال، اسماء موصولہ۔

وَمُعْرَبُ الْأَسْمَاءِ مَا قَدْ سَلِمَا
مِنْ شَبَهِ الحرفِ كَأَرْضٍ وَسُمَا

ترجمہ:......اسماء میں معرب وہ ہے جو سالم ہو حرف کی مشابہت سے جیسے: ارض اور سُمًا۔

ترکیب:

(معرب) مضاف (الاسماء) مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا (ما) موصولہ (قد) حرف تحقیق (سلم) فعل ماضی ھو ضمیر مستتر اس کیلئے فاعل (الف اشباعی ہے ضرورت شعری کی وجہ سے آیا ہے) (من شبہ الحرف) جار مجرور متعلق ہوا۔ سَلِمَ کے ساتھ سلِمَ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر صلہ ہوا موصول صلہ سے مل کر خبر ہوا مبتدا کیلئے۔ (کارض وسما) ای وذالک کائن کارض الخ:

(ش) يريد أن المعرب خلاف المبنيّ، وقد تقدم أن المبني ما أشبه الحرف، فالمعرب ما لم يُشبه الحرف، وينقسم إلى صحيح —وهو: ما ليس آخره حرف علة كأرض، وإلى معتل —وهو: ما آخره حرف علة كسُما —وسما: لغة في الاسم، وفيه ست لغات: اسم —بضم الهمزة وكسرها، وسم— بضم السين وكسرها، وسما —بضم السين وكسرها أيضا.

وينقسم المعرب أيضا إلى متمكن أمكن —وهو المنصرف— كزيد وعمرو، وإلى متمكن غير أمكن — وهو غير المنصرف —نحو: أحمد ومساجد ومصابيح، فغير المتمكن هو المبني، والمتمكن: هو المعرب، وهو قسمان: متمكن أمكن، ومتمكن غير أمكن.

ترجمہ وتشریح:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ترجمۃ الباب میں معرب کو پہلے ذکر کیا اور کہا المعرب والمبني پھر تقسیم میں بھی معرب کو پہلے ذکر کیا اور کہا والاسم منہ معرب ومبنی لیکن مذکورہ بالا اشعار میں معرب کی تعریف وتفصیل کو بعد میں

ذکر کیا اور مبنی کو پہلے، اس کا جواب یہ ہے کہ مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے معرب کو اس لئے پہلے ذکر کیا ہے کہ معرب مبنی سے اشرف ہے اسلئے کہ معرب اسماء میں اصل ہے لیکن تعریف میں مبنی کو اس لئے پہلے ذکر کیا کہ اس کی تفصیل قلیل اور منحصر ہے اور معرب غیر منحصر ہے۔

شارح مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ کے شعر کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مصنف کا مقصد اس شعر سے یہ ہے کہ معرب مبنی کے خلاف ہے اور پہلے گزر چکا کہ مبنی اس کو کہتے ہیں جو حرف کے مشابہ ہو تو معرب وہ ہے جو حرف کے مشابہ نہ ہو پھر معرب کی دو قسمیں ہیں ایک صحیح ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو جیسے: اَرض اور ایک معتل ہے جس کے آخر میں حرف علت ہو جیسے سمًا۔ سُمًا، اسم میں ایک لغت ہے اور اسم میں چھ لغتیں ہیں۔ اسم ہمزہ کے ضمہ اور کسرہ کے ساتھ۔ سُمٌ سین کے ضمہ اور کسرہ کے ساتھ۔ سُمًا سین کے ضمہ اور کسرہ کے ساتھ۔ پھر معرب کی دو قسمیں اور بھی ہیں ایک متمکن امکن جو کہ منصرف ہے جیسے زید، عمرو اور ایک متمکن غیر امکنَ جو غیر منصرف ہے جیسے احمد مساجد مصابیح تو غیر متمکن مبنی ہے اور متمکن معرب ہے جس کی دو قسمیں ہیں متمکن امکن، متمکن غیر امکن۔

وَفِعْلُ امْرٍ وَمُضِيٍّ بُنِيَا
وَاعْرَبُوا مُضَارِعًا اِنْ عَرِيَا
مِنْ نُونِ تَوكِيدٍ مُبَاشِرٍ وَمِنْ
نُونِ اناثٍ كَيَرُعْنَ مَنْ فُتِنَ

ترجمہ:۔ اور فعل امر اور فعل ماضی مبنی ہیں اور نحویوں نے مضارع کو معرب قرار دیا ہے جب وہ خالی ہو ایسے نون تاکید سے جو متصل ہو مضارع کے ساتھ اور نون جمع مؤنث سے جیسے: یَرُعْنَ مَنْ فُتِنَ (میں یَرُعْنَ ہے)

ترکیب:

(فعل) مضاف (امر) معطوف علیہ (و) حرف عطف (مضی) معطوف، معطوف معطوف علیہ مل کر مضاف الیہ ہوا، مضاف مضاف الیہ ملکر مبتدا (بُنِیا) فعل ماضی مجہول واحد مذکر غائب (الف اشباعی ہے تثنیہ کا نہیں) اس کے اندر ھُو ضمیر مستتر ہے (اور بر تقدیر تثنیہ الف ضمیر بارز اس کا نائب فاعل ہے تثنیہ کی ضمیر فعل امر اور فعل نہی دونوں کی طرف لوٹے گی) فعل نائب فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبر ہوا مبتدا کیلئے۔

اعـربـوا فعل ماضی معروف جمع مذکر غائب واؤ ضمیر بارز مرفوع متصل اس کا فاعل ہے (جو راجع ہے نحویوں کی طرف) (مُضَارِعًا) مفعول بہ اِن حرف شرط عرِیَا واحد مذکر غائب (الف اشباعی ہے) ھُوَ ضمیر اس کے اندر مستتر وہ اس کے لئے فاعل من حرف جر نون مضاف تو کید موصوف مباشرٍ صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مضاف الیہ ہوا مضاف کا۔ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ (و) حرف عطف مـن حرف جر نـون مضاف انـاثٍ مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور۔ جار مجرور سے ملکر عرِیَ کے ساتھ متعلق ہو کر معطوف ہوا۔ معطوف علیہ معطوف ملکر مجرور ہوا جار کا، من جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا عریَ کے ساتھ عَرِیَ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شرط اور اُعرِبَ اس کی جزاء محذوف ہے (اعربوا مضارعًا کی عبارت اس پر دال ہے) کیرعن من فتن ای وذالک کائنٌ کیرُعَنْ مَنْ فُتِن۔

(ش) لـمّافـرغ مـن بيان المعرب والمبنى من الأسماء شرع في بيان المعرب والمبنى من الأفعال، ومذهب البصريين أن الإعراب أصل في الأسماء، فرع في الأفعال؛ فالأصل في الفعل البناء عندهم، وذهب الكوفيون إلى أن الإعراب أصل في الأسماء وفي الأفعال، والأول هو الصحيح، ونقل ضياء الدين بن العلج في البسيط أن بعض النحويين ذهب إلى أن الإعراب أصل في الأفعال، فرع في الأسماء.

والمبني من الأفعال ضربان:

(أحدهما) ما اتفق على بنائه، وهو الماضي، وهو مبني على الفتح نحو ((ضَرَبَ وانطلق)) مالم يتصل به واو جمع فيضم، أو ضمير رفع متحرك فيسكن.

(والثاني) ما اختلف في بنائه والراجح أنه مبني، وهو فعل الأمر نحو ((اضرب)) وهو مبني عند البصريين، ومعرّب عند الكوفيين.

والمعرب من الأفعال هو المضارع، ولا يعرب إلا إذا لم تتصل به نون التوكيد أو نون الإناث؛ فمثال نون التوكيد المباشرة ((هل تضربنّ)) والفعل معها مبني على الفتح، ولا فرق في ذلك بين الخفيفة والثقيلة فإن لم تتصل به لم يبن، وذلك كما إذا فصل بينه وبينها ألف اثنين نحو ((هل تضربانّ))، وأصله: هل تضربانن، فاجتمعت ثلاث نونات؛ فحذفت الأولى – وهي نون الرفع – كراهة توالي الأمثال؛ فصار ((هل تضربانّ)).

وكذلك يعرب الفعل المضارع إذا فصل بينه وبين نون التوكيد واو جمع أو ياء مخاطبة، نحو

((هل تضربن يازيدون)) و ((هل تضربن ياهند)) واصل ((تضربون)) تضربوننّ، فحذفت النون الأولى لتوالي الأمثال، كما سبق، فصار تضربونّ، فحذفت الواو لالتقاء الساكنين فصار تضربُنّ، وكذلك ((تضربِنّ)) أصله تضربينَنّ، ففعل به مافعل بتضربونن.

وهذا هو المراد بقوله: ((وأعربوا مضارعاً إن عريا من نون توكيد مباشر)) فشرط في إعرابه ان يعرى من ذلك، ومفهومه انه إذا لم يعر منه يكون مبنيا.

فعلم أن مذهبه أن الفعل المضارع لايبنى إلا إذا باشرته نون التوكيد، نحو ((هل تضربن يازيد)) فإن لم تباشره أعرب، وهذا هو مذهب الجمهور.

وذهب الأخفش إلى أنه مبنى مع نون التوكيد، سواء اتصلت به نون التوكيد أو لم تتصل، ونقل عن بعضهم انه معرب وإن اتصلت به نون التوكيد.

ومثال ما اتصلت به نون الإناث ((الهندات يضربن)) والفعل معها مبنى على السكون، ونقل المصنف -رحمه الله تعالى- في بعض كتبه أنه لاخلاف في بناء الفعل المضارع مع نون الإناث، وليس كذلك، بل الخلاف موجود، وممن نقله الأستاذ أبو الحسن بن عصفور في شرح الإيضاح.

ترجمہ وتشریح:............ افعال میں معرب ومبنی:

پہلے مصنف علیہ الرحمۃ نے اسماء میں معرب ومبنی کو بتایا اب ان اشعار میں افعال کے معرب ومبنی کو بتا رہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ فعل امر فعل ماضی مبنی ہیں اور فعل مضارع جب نون تاکید اور نون جمع مؤنث سے خالی ہو تو وہ معرب ہے۔ افعال کے مبنی کی تشریح کرنے سے پہلے شارح نے ایک اختلاف کی طرف اشارہ کیا گیا، وہ یہ کہ اسماء میں اعراب اصل ہے یا فرع، بصرہ والوں کا مسلک یہ ہے کہ معرب ہونا اسماء میں اصل اور افعال میں فرع ہے تو گویا ان کے ہاں فعل میں مبنی ہونا اصل ہے۔ جب بصرہ والوں کے ہاں اسماء میں اعراب اصل ہے تو جو اسم معرب پایا جائے تو اس کے معرب ہونے کی علت نہیں پوچھی جائے گی اسلئے کہ وہ اپنی اصل پر آیا ہے اور جو اسم مبنی پایا جائے تو اس کے مبنی ہونے کی علت پوچھی جائے گی اس لئے کہ وہ اپنی اصل پر نہیں چنانچہ جو اسماء مبنی ہیں ان کی علت مصنف رحمہ اللہ نے پہلے ذکر کردی یعنی حرف کے ساتھ مشابہت۔ اسی طرح جب بصرہ والوں کے ہاں افعال میں مبنی ہونا اصل ہے تو جو فعل مبنی پایا جائے تو اس کی بناء کی علت نہیں پوچھی جائے گی کیونکہ وہ اپنی اصل پر ہے ہاں اگر افعال میں سے کوئی معرب پایا جائے تو اپنی اصل پر نہ ہونے کی علت سے اس کے اعراب کی علت پوچھی جائے گی اور افعال میں فعل مضارع معرب ہے اس کے معرب ہونے کی علت یہ ہے

کہ فعل مضارع اسم کے ساتھ حروف حرکات سکنات میں مشابہ ہے مثلاً یضرِبُ فعل ہے اور ضاربٌ اسم، یہاں فعل مضارع میں جو حروف ہیں وہ بھی چار ہیں اور اسم میں جو حروف ہیں وہ بھی چار ہیں۔ حرکات سکنات میں بھی غور کریں تو ان میں بھی مشابہت نظر آئے گی نیز جس طرح اسم کے شروع میں لام تاکید آتا ہے جیسے اِنَّ زیداً لقائِمٌ اسی طرح فعل میں بھی آتا ہے جیسے: اِنَّ زیدًا لَیَقُوْمُ یہ تو لفظی مشابہت ہوئی معنوی مشابہت یہ ہے جس طرح اسم فاعل میں حال اور استقبال کا معنیٰ پایا جاتا ہے اسی طرح فعل مضارع میں بھی حال اور استقبال کا معنیٰ پایا جاتا ہے (اس کے علاوہ بھی علتیں ہیں) الغرض جب فعل مضارع اسم کے مشابہ ہوا تو اسم میں اصل اعراب ہے تو فعل مضارع بھی معرب ہوگیا (بشرطیکہ نون تاکید اور نون جمع مؤنث سے خالی ہو اس کی تفصیل آگے آئے گی انشاء اللہ) یہاں تک بصرہ والوں کے مسلک کی وضاحت تھی اور کوفہ والے کہتے ہیں کہ اسماء اور افعال دونوں میں اعراب اصل ہے لیکن شارح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بصرہ والوں کا مسلک صحیح ہے اور ضیاء الدین بن علج نے بسیط میں نقل کیا ہے کہ بعض نحویوں کا مسلک یہ ہے کہ اعراب افعال میں اصل اور اسماء میں فرع ہے۔

والمبنی من الافعال الخ:

افعال میں جو مبنی ہیں اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ ہے جس کے مبنی ہونے پر اتفاق ہے اور وہ فعل ماضی ہے اور فعل ماضی مبنی ہے اسلئے کہ بناء ہی افعال میں اصل ہے باقی رہا یہ اعتراض کہ اصل تو بناء میں سکون ہے حالانکہ فعل ماضی مبنی بر فتح ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ فعل ماضی، فعل مضارع معرب کے ساتھ خبر، صفت، صلہ، حال کے واقع ہونے میں مشابہ ہے اور اصل اعراب میں اعراب بالحرکۃ ہے اس لئے فعل ماضی کو مبنی بالحرکۃ کردیا البتہ حرکت میں پھر فتحہ کو اس لئے خاص کردیا کہ فعل چونکہ ثقیل ہے اسلئے کہ اس کا معنیٰ مرکب ہے اور وہ یہ کہ فعل حدث نسبت اور زمان پر دلالت کرتا ہے اور فتحہ اخف الحرکات ہے اس لئے فعل ماضی کو اخف الحرکات کے ساتھ مبنی کردیا جیسے: ضَرَبَ انطَلَقَ اور اگر ماضی کے ساتھ واو جمع آجائے تو پھر ماضی کو ضمہ دیا جائے گا جیسے ضَرَبُوْا اور اگر ضمیر مرفوع متحرک آجائے تو ماضی ساکن ہوگا جیسے: ضَرَبْتَ۔

اور دوسری قسم افعال کی وہ ہے جس کے مبنی ہونے میں اختلاف ہے اور وہ فعل امر ہے جیسے: اضْرِبْ بصرہ والوں کے ہاں یہ مبنی ہے اور کوفہ والوں کے ہاں معرب ہے اگرچہ پہلا مسلک راجح ہے۔

اور افعال میں فعل مضارع معرب ہے اور یہ اس صورت میں جب اس کے ساتھ نون تاکید اور نون جمع مؤنث نہ ہو اس لئے کہ نون تاکید (ثقیلہ ہو یا خفیفہ) اور نون جمع مؤنث کے لاحق ہونے کے وقت فعل مضارع مبنی ہوتا ہے اس لئے

کہ نون تاکید شدت اتصال کی وجہ سے بمنزلہ جزء کلمہ ہے پس اگر اعراب ماقبل نون پر داخل ہوگا تو وسط کلمہ میں اعراب کا جاری ہونا لازم آئے گا اور اگر نون پر داخل ہوگا تو چونکہ وہ حقیقت کے اعتبار سے دوسرا کلمہ ہے اس لئے دوسرے کلمہ پر اعراب کا داخل ہونا لازم آئے گا لہٰذا اعراب ممتنع ہوا اور یہی حال نون جمع مؤنث کا ہے۔ فعل مضارع کے ساتھ نون تاکید کی مثال جیسے: هَلْ تضربَنّ فعل یہاں مبنی بر فتح ہے۔

مصنف رحمہ اللہ نے ومن نون توکید مباشر کی قید لگا کر اس کی طرف اشارہ کیا کہ نون کا اتصال فعل مضارع کے مبنی ہونے کے لئے ضروری ہے اور اگر فعل مضارع کے ساتھ نون تاکید متصل نہ ہو تو مبنی نہیں ہوگا جیسے: هل تضربان یہاں فعل مضارع اور نون تاکید کے درمیان الف تثنیہ فاصل ہے اصل میں هل تضربانن تھا تین نون جمع ہوگئے پہلے کو حذف کیا جو نون رفع ہے اس لئے کہ ایک جیسے نونوں کا پے درپے آنا ناپسندیدہ ہے تو هل تضربان ہوا اسی طرح فعل مضارع معرب ہوگا جب اس کے اور نون تاکید کے درمیان واو جمع یا مخاطب کی یاء آجائے جیسے: هَلْ تضرِبُنّ یازیدون یاهَلْ تضرِبِنّ یاهند. تضربُنّ اصل میں تضربونن تھا امثال کے پے درپے کی کراہت کی وجہ سے پہلے نون کو حذف کیا تضربون ہوگیا واو کو التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف کیا تو تضربن ہوگیا۔ تضربن بھی اسی طرح ہے اصل میں تضربینّ تھا پھر اس کے ساتھ وہی معاملہ ہوگا جو تضربونن کے ساتھ ہوا تھا' مصنف کے قول واعربوا مضارعا ان عریامن نون توکید مباشر کا یہی مطلب ہے کہ مصنف نے فعل مضارع کے معرب ہونے کیلئے یہ شرط لگائی کہ وہ نون تاکید سے خالی ہو جس کا مفہوم یہی ہے کہ جب اس سے خالی نہ ہو تو مبنی ہوگا۔

تو معلوم ہوا کہ مصنف کا مسلک یہ ہے کہ فعل مضارع مبنی نہیں ہوگا مگر جب اس کے ساتھ نون تاکید متصل آجائے اور یہی جمہور کا مسلک ہے اور اخفش رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ فعل مضارع کے ساتھ نون تاکید ہو تو مبنی ہوگا چاہے متصل ہو یا نہ ہو اور بعض حضرات سے نقل کیا گیا ہے کہ نون تاکید متصل ہو جب بھی معرب ہوگا۔

نون جمع مؤنث کے متصل ہونے کی مثال جیسے الھندات یضربن یہاں فعل مبنی بر سکون ہے مصنف رحمہ اللہ نے نون جمع مؤنث کے متصل ہونے والے فعل مضارع کے مبنی ہونے پر اتفاق نقل کیا ہے (شارح فرماتے ہیں کہ) حالانکہ اس میں بھی اختلاف ہے استاذ ابوالحسن بن عصفور نے شرح الایضاح میں اس کو نقل کیا ہے۔

وكُلُّ حرفٍ مُستَحِقٌّ لِلبِناء
والاصلُ فِي المبنيِّ ان يُسكّنا
وَمِنهُ ذوفتحٍ وذُو كَسرٍ وَضَم
كأينَ اَمسِ حَيثُ والسَّاكِنُ كَم

ترجمہ: ۔ اور ہر حرف بناء کا مستحق ہے اور اصل مبنی میں ساکن ہونا ہے۔ اور ان (حروف) میں فتح والے بھی ہیں اور کسرہ اور ضمہ والے بھی جیسے اینَ ،امس ہے اور ساکن کی مثال کَمْ ہے۔

ترکیب:

(کل حرف) مضاف مضاف الیہ مبتدا (مستحق) خبر (للبناء) جار مجرور مستحق کے ساتھ متعلق ہوا۔
(الاصل) مبتدا (فی المبنی) جار مجرور متعلق ہوا (الاصل) کے ساتھ (ان یسکنا) مضارع مجہول ھو ضمیر مستتر اس کا نائب فاعل، فعل مضارع بتاویل مصدر خبر ہوا مبتدا کیلئے۔ (منہ) خبر مقدم (ذوفتح وذوکسر وضم) معطوف علیہ معطوف مل کر مبتدا مؤخر۔ (کاین امس حیث) ای وذالک کائن کامس الخ (الساکن) مبتدا (کمْ) باعتبار لفظ خبر۔

(ش) الحروف كلها مبنية؛ إذ لا يعتورها ما تفتقر في دلالتها عليه إلى إعراب، نحو: ((أخذت من الدراهم)) فالتبعيض مستفاد من لفظ ((من)) بدون الإعراب.
والأصل في البناء أن يكون على السكون؛ لأنه أخف من الحركت، ولا يحرك المبني إلاّ لسبب كالتخلص من التقاء الساكنين، وقد تكون الحركة فتحة، كاين وقام وإن، وقد تكون كسرة، كأمس وجير، وقد تكون ضمة، كحيث، وهو اسم، و((منذ)) وهو حرف (إذا جررت به) وأما السكون فنحو((كم، واضرب، وأجل)).
وعلم مما مثلنا به أن البناء على الكسر والضم لا يكون في الفعل، بل في الاسم والحرف، و أن البناء على الفتح أو السكون: يكون في الاسم، والفعل والحرف.

ترجمہ وتشریح: ....حروف کا مبنی ہونا:

حروف سارے کے سارے مبنی ہیں (جیسا کہ نحو میر میں ہے جملہ حروف مبنی است) اس لئے کہ اس پر ایسے معانی وارد نہیں ہوتے جن پر دلالت کرنے میں یہ اعراب کے محتاج ہوں جیسے: اَخذتُ من الدراھم (میں نے بعض دراہم لئے) یہاں تبعیض کا معنی (من) سے حاصل ہے جس پر دلالت کرنے کیلئے اعراب کی ضرورت نہیں۔
اور اصل مبنی میں سکون ہے اس لئے کہ یہ حرکت سے زیادہ خفیف ہے البتہ بعض اوقات مبنی کو اجتماع ساکنین سے

بچنے کیلئے حرکت دی جاتی ہے کبھی وہ حرکت فتحہ ہوتی ہے جیسے این 'قام ان اور کبھی کسرہ جیسے امس 'جیر اور کبھی ضمہ جیسے حیث یہ اسم ہے اور منذ اور یہ حرف ہے جب اس کے ذریعہ جر دیا جائے یہ قید احترازی ہے اس لئے کہ منذ جارہ حرف ہے اور جو رفع دیتا ہو وہ اسم ہے (شارح فرماتے ہیں کہ) ہم نے جو مثالیں دی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسرہ اور ضمہ پر مبنی ہونا فعل میں نہیں ہوتا (اس لئے کہ ضمہ اور کسرہ بہ نسبت فتحہ کے ثقیل ہے اور فعل خود بھی ثقیل ہے اسلئے اخف الحرکات کے ساتھ فعل کو مبنی کر دیا) بلکہ اسم اور حرف میں ہوتا ہے اور فتح اور سکون پر مبنی ہونا اسم اور فعل اور حرف تینوں میں ہوتا ہے۔

والرَّفعَ والنَّصبَ اجعَلَن اعرابًا
لِاسم وفعلٍ نحولَنْ اَهَابَا
والاسمُ قَدْ خُصِّصَ بالجرّ کما
قَدْ خُصِّص الفعلُ بان ینجزمَا
فارفَعْ بضمّ وانصبَن فتحًا وجُرّ
کسرًا کذِکرُ اللّٰہِ عَبْدَہ یَسُرّ
واجزم بتسکین وغیرُمَاذُکِر
یَنُوْبُ نحو جاء اخوبنی نمر

ترجمہ: آپ رفع اور نصب کو اسم اور فعل کیلئے اعراب بنائیں جیسے لَنْ اَهَابَا (لَن ناصبہ کی وجہ سے فعل پر نصب آیا ہے) اور اسم کو جر کے ساتھ خاص کیا گیا ہے جیسے فعل کو جزم کے ساتھ خاص کیا ہے۔ پس آپ حالت رفعی میں ضمہ اور نصبی میں فتحہ اور جری میں کسرہ دیں جیسے ذکر اللہ عبدہ یسر۔

(یہاں ذکر پر حالت رفعی ہونے کی وجہ سے ضمہ ہے اور لفظ (اللّٰہ) پر حالت جری ہونے کی وجہ سے کسرہ ہے اور (عبدہ) میں حالت نصبی کی وجہ سے فتحہ آیا ہے ای ذکر اللّٰہ عبدہ یسر العبد. اللہ کا اپنے بندے کو یاد کرنا خوش کرتا ہے بندے کو) اور حالت جزمی میں سکون دیں اور اس کے علاوہ جو ذکر ہے وہ نائب ہوتا ہے جیسے جاء اخو بنی نمر۔

یعنی اصل اعراب ضمہ فتحہ کسرہ والا ہے اس کے علاوہ اعراب بالحرف (مثلاً واؤ الف یاء کے ساتھ) وہ نیابۃ اعراب ہے اس میں کچھ اختلاف ہے اگلے متن کی تشریح میں اس کو ذکر کیا جائے گا انشاء اللہ، جاء اخو بنی نمر میں حالت رفعی میں ضمہ کے بجائے واؤ ہے اور (بنی) میں حالت نصبی میں یاء کسرہ کے عوض آئی ہے۔

ترکیب:

(الرفع) والنصب) معطوف علیہ معطوف ملکر مفعول بہ اوّل مقدم (اجعلن) کے لئے (اجعلن) فعل (انت) ضمیر مستتر اس کیلئے فاعل (اعرابا) مفعول بہ ثانی ہوا (لاسم وفعل) اس کے ساتھ متعلق ہوا (نحو لن اهابا) ای و ذالک کائن نحو لن اهابا الخ الاسم) مبتدا قد حرف تحقیق (خصص) ماضی مجہول (هو) ضمیر نائب فاعل (بالجر) متعلق ہوا خصص کے ساتھ (ک) جارہ (ما) مصدریہ (خصص الفعل) فعل ماضی مجہول با نائب فاعل (بان ینجزما) اس کے ساتھ متعلق ہوکر مجرور ہوا جار کا۔

(فارفع بضم) فعل امر با فاعل و متعلق معطوف علیہ (وانصبن فتحاوجر كسرا) معطوف (كذكر الله) ای وذالک کائن کذکر الله عبده یسر (واجزم) بتسکین بھی فارفع بضم پر عطف ہے (غیر مضاف ما موصلہ (ذکر) فعل با نائب فاعل جملہ ہوکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتدا (ینوب) فعل با فاعل خبر۔ (نحو جاء اخوبنی نمر ای وذالک کائن نحو جاء اخوبنی نمر)

(ش) انواع الاعراب أربعة: الرفع، والنصب، والجر، والجزم؛ فأما الرفع والنصب فيشترک فيهما الأسماء والأفعال نحو ((زيدٌ يقوم، وإن زيدًا لن يقوم)) وأما الجر فيختص بالأسماء؛ نحو ((بزيد)) وأما الجزم فيختص بالأفعال، نحو ((لم يضرب))

والرفع يكون بالضمة، والنصب يكون بالفتحة، والجر يكون بالكسرة، والجزم يكون بالسكون، وماعدا ذلک يكون نائبا عنه، كما نابت الواو عن الضمة في ((أخو)) والياء عن الكسرة في ((بني)) من قوله: ((جا أخو بني نمر)) وسيذكر بعد هذا مواضع النيابة.

ترجمہ وتشریح:........... اعراب کی اقسام:

اعراب کی چار قسمیں ہیں رفع نصب جر جزم، رفع نصب والا اعراب میں اسماء اور افعال دونوں مشترک ہیں جیسے زید یقوم ان زیدا لن یقوم یہاں زید اسم ہے جس پر حالت رفعی میں ضمہ اور حالت نصبی میں فتحہ آیا ہے اور یقوم فعل ہے حالت رفعی میں ضمہ اور لن یقومَ میں حالت نصبی میں فتحہ آیا ہے تو رفع نصب کا اعراب اسم اور فعل دونوں میں مشترک ہوا۔ اور جر کا اعراب صرف اسماء کے ساتھ خاص ہے جیسے بزید اور فعل میں نہیں آتا اور جزم افعال کے ساتھ خاص ہے جیسے لم یضرب اور (شارح کے مسلک کے مطابق) حالت رفعی میں ضمہ اور حالت نصبی میں فتحہ اور حالت جری میں کسرہ اور حالت

جزمی میں سکون ہوگا اور اس کے علاوہ جو اعراب ہے جیسا کہ اعراب بالحرف تو وہ اعراب نیابۃ ہے اصلا نہیں ہے۔
مصنف کی ذکر کردہ مثال میں جاء اخو بنی نمر میں واؤ ضمہ سے اور یاء کسرہ سے نائب ہو کر آئی ہے (اس میں اختلاف کی تفصیل آ رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ)

وَارفع بـواوٍ وانـصبَـنّ بـالالف
واجرُربيـاء مَـامِنَ الاسمـاء أصِف

ترجمہ: ...رفع واؤ اور نصب الف اور جر یاء کے ساتھ دوان اسماء کو جن کا میں بعد میں ذکر کروں گا۔(یعنی اسماء ستہ مکبرہ)

ترکیب:

(ارفع) فعل امر (انت) ضمیر مستتر اس کیلئے فاعل (بواو) جار مجرور متعلق ہوا (ارفع) کے ساتھ، معطوف علیہ (وانصبَنّ بالالف واجرر بیاء) ترکیب مذکور کی طرح ہو کر معطوف (ما) موصولہ (من الاسماء) جار مجرور متعلق ہوا بعد والے (اَصِف) فعل فاعل کے ساتھ۔

(ش) شرع فی بيان مايعرب بالنيابة عماسبق ذكره، والمراد بالأسماء التي سيصفها الأسماء الستة، وهي أبٌ وأخٌ، وحمٌ، وهنٌ، وفوه، وذومالٍ؛ فهذه ترفع بالواو نحو ((جاء ابوزيد)) وتنصب بالألف نحو ((رأيت أباه)) وتجر بالياء نحو ((مررت بأبيه)) والمشهور أنهامعربة بالحروف؛ فالواو نائبة عن الضمة، والألف نائبة عن الفتحة، والياء نائبة عن الكسرة، وهذا هو الذي أشار اليه المصنف بقوله: ((وارفع بواو — إلى آخر البيت))، والصحيح أنهامعربة بحركات مقدرة على الواو والألف والياء؛ فالرفع بضمة مقدرة على الواو، والنصب بفتحة مقدرة على الألف، والجر بكسرة مقدرة على الياء؛ فعلى هذا المذهب لاصحيح لم ينب شيء عن شيء مماسبق ذكره.

ترجمہ وتشریح:...........اسماء ستہ مکبرہ کا اعراب:

مصنف علیہ الرحمۃ نے پہلے اصالۃً اعراب کا ذکر کیا اب اس اعراب کا ذکر فرما رہے ہیں جو نیابۃً ہے مصنف کی (مامن الاسماء اصف) سے مراد اسماء ستہ مکبرہ ہیں جو کہ ابٌ، اخٌ، حمٌ، ھنٌ، فوہُ، ذو مال ہیں یہاں حالت رفعی واؤ کے ساتھ ہے جیسے: جاء ابوزید اور حالت نصبی الف کے ساتھ جیسے رأیتُ اباہ اور حالت جری یاء کے ساتھ جیسے: مررت بابیہ۔

جاننا چاہئے کہ واؤ الف یاء والے اعراب میں تین اقوال ہیں۔

۱...... پہلا مسلک مصنف علیہ الرحمۃ کا ہے وہ یہ ہے کہ واؤ الف یاء بذات خود حروف اعراب ہیں اور یہ جمہور بصریین کا مسلک ہے ان کے ہاں یہاں اعراب بالحرف ہے۔

۲..... دوسرا مسلک یہ ہے کہ یہاں اعراب بالحرکت تقدیری ہے حالت رفعی میں واؤ پر ضمہ تقدیری نصبی میں الف پر فتحہ تقدیری جری میں یاء پر کسرہ تقدیری ہے اور یہ سیبویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مسلک ہے اور شارح کے ہاں یہی مسلک صحیح ہے۔

۳..... تیسرا مسلک جمہور کوفیین کا ہے جس طرح اسماء ستہ مکبرہ میں مفرد ہونے کی صورت میں اعراب بالحرکت لفظی جاری ہوتا ہے جیسے: ھٰذا اَبٌ رأیت اَبًا مَرَرْتُ بابٍ اسی طرح حالت اضافت میں وہی ضمہ فتحہ کسرہ برقرار رہے گا مثلاً ھٰذا ابوک اضافت کی حالت ہے اور ھٰذا اب افراد کی حالت ہے (مفرد سے مراد جو مضاف شبہ مضاف کے مشابہ ہو) ھٰذا اب میں افراد کی حالت میں ضمہ ہے تو وہی ضمہ ھٰذا ابوک میں بھی باقی ہے اس لئے کہ مفرد ہوتے وقت جو اعراب جاری ہوا کرتا ہے وہی اضافت کی صورت میں بھی ہوتا ہے لیکن اسماء ستہ مکبرہ کی اضافت کے وقت چونکہ واؤ الف یاء بھی ضمہ فتحہ کسرہ کی طرح بدلتے رہتے ہیں اس لئے یہ بھی گویا کہ اعراب ہوگئے تو ضمہ اور واؤ حالت رفعی اور فتحہ الف حالت نصبی اور کسرہ یاء حالت جری کی علامتیں ہیں۔

پہلا مسلک مشہور ہے اور عام کتابوں میں اسی کو پسند کیا گیا ہے۔

مِنْ ذاکَ ذوإنْ صُحْبَةً اَبانَا
والفَمُ حیثُ المیمُ منه بَانا

ترجمہ: اور ان ہی (اسماء ستہ مکبرہ) میں سے ذو بھی ہے اگر صحبت کے معنی کو ظاہر کرے اور ان میں فم بھی ہے جب اس سے نون الگ ہو جائے۔

ترکیب:

(من) جار (ذاک) مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوا محذوف کے ساتھ خبر مقدم (ذو) مبتدا مؤخر۔

(ان) حرف شرط (صحبۃً) مفعول بہ بعد والے فعل (ابان) کیلئے (اَبَانَ) فعل واحد مذکر غائب (الف تثنیہ کا نہیں) اس کے اندر ھو ضمیر مستتر ہے وہ اس کیلئے فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شرط اور (فاد فعہ) فعل امر

با فاعل ومفعول بہ جزاء۔ شرط جزاء مل کر معطوف علیہ (واو) حرف عطف (الفم) معطوف، (حیث) ظرف مکان (المیم) مبتدا (منه) جار مجرور متعلق ہوا بعد والے فعل (بان) کے ساتھ، فعل فاعل مل کر خبر ہوا مبتدا (المیم) کیلئے۔

(ش) أی: من الأسماء التی ترفع بالواو، وتنصب بالألف، وتجر بالیاء – ذو وفم، ولکن یشترط فی ((ذو)) أن تکون بمعنی صاحب، نحو ((جاء نی ذو مالٍ)) أی: صاحب مالٍ، وهو المراد بقوله: ((إن صحبة أبانا)) أی: إن أفهم صحبة، واحترز بذلک عن ((ذو)) الطائیة؛ فإنها لا تفهم صحبة، بل هی بمعنی الذی فلا تکون مثل ((ذی)) بمعنی صاحب، بل تکون مبنیة، وآخرها الواو رفعا، ونصبا، وجرا. نحوه جاء نی ذو قام، ورأیت ذو قام، ومررت بذو قام))؛ ومنه قوله:

فَـإمَّـا كِـرامٌ مُـوْسِرُوْنَ لَقِيتُهُمْ
فَحَسْبِی مِنْ ذُو عِنْـدَهُمْ ما كَفَانِيَا

وکذلک یشترط فی إعراب الفم بهذه الأحرف زوال المیم منه، نحو ((هذا فوه، ورأیت فاه، ونظرت إلی فیه))؛ وإلیه أشار بقوله: ((والفم حیث المیم منه بانا)) أی: انفصلت منه المیم، أی زالت منه؛ فإن لم تزل منه أعرب بالحرکات، نحو ((هذا فم، ورأیت فما، ونظرت إلی فم))

ترجمہ وتشریح:

اسماء ستہ مکبرہ کی تفصیل ذکر کرتے ہوئے شارح فرماتے ہیں کہ ان میں سے ذو اور فَم بھی ہے لیکن ذو کیلئے شرط یہ ہے کہ یہ صاحب کے معنیٰ میں ہو جیسے جاء نی ذومال ای صاحبُ مالٍ ،اِنْ صحبةً ابانا کا یہی مطلب ہے اس سے ذو طائیہ سے احتراز کیا کیونکہ ذو طائیہ الّذی کے معنیٰ میں ہوتا ہے نہ کہ صاحب کے معنیٰ میں لہٰذا ذو طائیہ کا حکم اس ذو کی طرح نہیں جو صاحب کے معنیٰ میں ہوا کرتا ہے جیسے: جاء نی ذوقام، رأیتُ ذوقامَ، مررْتُ بذُو قَامَ یہاں ذو الذی کے معنیٰ میں ہے اور صاحب کے معنیٰ میں نہیں اس لئے اسمیں اسماء ستہ مکبرہ کا اعراب جاری نہیں ہوا۔ اور اسی سے شاعر کا یہ قول ہے۔

فَـإمَّـا كِـرامٌ مُـوْسِرُوْنَ لَقِيتُهُمْ
فحسبی مِنْ ذُو عندَهُم ما كفا نيا

ترجمہ:۔ پس جو شریف مالدار ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ میری ملاقات ہوتی ہے تو جو ان کے پاس ہے ان میں سے جو میرے کافی ہے وہ میرے لئے بس ہے۔

(تشریح المفردات آسان ہے)

ترکیب:

(ف) تفصیلیہ (امّا) حرف شرط (کرامٌ) موصوف (موسرون) صفت، موصوف صفت ملکر فاعل ہوا فعل محذوف (لقینی) کے لئے فعل فاعل ملکر شرط (فحسبی) (ف) جزائیہ (حسبی) مضاف مضاف الیہ خبر مقدم (ما کفانیا) (ما) موصولہ (کفانیا) فعل فاعل مفعول جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہوا۔ موصول صلہ سے ملکر مبتدا مؤخر۔

مطلب:

شاعر اپنے اشعار میں مختلف میزبانوں کے حالات بیان کر رہے ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ جب میں کسی کے ہاں مہمان ٹھہرتا ہوں تو میں کسی کو برا بھلا نہیں کہتا اور نہ کسی کی برائی بیان کرتا ہوں کیونکہ جن کے ساتھ میرا واسطہ پڑتا ہے وہ تین قسم کے میزبان ہوتے ہیں۔ بعض مالدار شریف ہوتے ہیں تو ان سے میرے لئے گزارہ حال کا کھانا پینا کافی ہے اور جو تنگدست ہوتے ہیں تو ان کی مجبوری اور معذوری کی وجہ سے میں ان کو کچھ نہیں کہہ سکتا اور جو مالدار میزبان ہیں مگر بخیل ہیں تو ان کے بارے میں بھی حیاء ہی پر اکتفاء کرتا ہوں۔

محل استشہاد:

فحسبی من ذو عندھم محل استشہاد ہے اس عبارت میں ذو الّذی کے معنٰی میں ہے اور صاحب کے معنٰی میں نہیں ہے تو اسماء ستہ مکبرہ کا اعراب اس میں جاری نہیں ہوگا ورنہ تو ذی عندھم ہونا چاہیئے تھا۔

اسی طرح **فم** میں اسماء ستہ مکبرہ کے اعراب جاری کرنے کیلئے اس سے میم کا الگ ہونا ضروری ہے چنانچہ کہا جائے گا **ھذا فوہ، رأیتُ فاہ، نظرتُ الیٰ فیہ**، مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول **والفم حیث المیمُ منہ بانا** سے اس کی طرف اشارہ کیا ہے اگر فَمّ کے ساتھ میم ہو تو پھر اعراب بالحرکۃ ہوگا جیسے **ھذا فمٌ، رأیتُ فمًا، نظرتُ الیٰ فمٍ** اس کے لئے مندرجہ ذیل تعلیل کا جاننا ضروری ہے وہ یہ کہ **فَمّ** اجوف واوی ہے باعتبار اصل کے، اصل میں **فوۃ** تھا اس لئے اس کی جمع **افواۃ** آتی ہے حاء کو خلاف القیاس حذف کیا تو **فوٌ** ہو گیا۔ چونکہ واؤ اور میم دونوں شفوی ہونے میں برابر ہیں اس لئے واؤ کو میم سے تبدیل کیا اس لئے اگر میم سے تبدیل نہ کرتے تو فوٌ میں تنوین ہے جو کہ نون ساکن کے حکم میں ہے یعنی فَوُنْ اصل عبارت ہے تو **قالَ باعَ** کے قانون کی وجہ سے واؤ الف سے بدلتا اور پھر التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہو جاتا تو صرف کلمہ میں ایک ہی حرف (ف) رہ جاتا اور یہ جائز نہیں ہے لیکن **فوٌ** کی اضافت کی صورت میں تنوین حذف ہو جاتی ہے اور میم اپنی اصل کی طرف

لوٹ جاتا ہے یعنی واؤ کی طرف تو پھر اعراب حالت رفعی میں واؤ کے ساتھ ہو جاتا ہے جیسے ھذا فوک الخ الغرض فم میں اسماء ستہ مکبرہ والے اعراب کے جاری کرنے کے لئے میم کا الگ ہو کر مضاف ہونا ضروری ہے ورنہ تو پھر اعراب بالحرکۃ لفظی ہوگا۔

ابٌ، اخٌ، حمٌ، کذاک، وَھن

والنقص فی ھذا الاخیر احسن

وفی ابٍ وتالییہ یندر

وقصرھا من نقصھن اشھر

ترجمہ: ابٌ، اخٌ حمٌ اور ھنٌ بھی ذُو کی طرح ہے۔ اور اس اخیر (ھنٌ) میں نقص زیادہ اچھا ہے۔ اور ابٌ اور اس کے بعد والے دو (اخٌ حمٌ) میں نقص نادر ہے۔ اور ان کا قصر ان کے نقص کے بنسبت زیادہ مشہور ہے۔

ترکیب:

(ابٌ) مبتدا ہے (اخ حم) حرف عطف کے حذف کے ساتھ اس پر عطف ہے (کذالک) خبر (ھن) بھی اس پر عطف ہے۔ (النقص) مبتدا (فی ھذا الاخیر) جارمجرور (النقص) کے ساتھ متعلق ہوا (احسن) خبر۔ (فی اب وتالییہ) جارمجرور متعلق ہوا (یندر) فعل کے ساتھ۔ (قصرھا) مضاف مضاف الیہ مبتدا (من نقصھن) جارمجرور متعلق ہوا (قصر) کے ساتھ (اشھر) خبر۔

(ش) یعنی ان ((ابا، وأخا، وحما)) تجزی مجری ((ذو، وفم)) اللذین سبق ذکرھما؛ فترفع بالواو، وتنصب بالألف، وتجر بالیاء، نحو ((ھذا أبوہ، وأخوہ وحموھا، ورأیت أباہ وأخاہ وحماھا، ومررت بأبیہ وأخیہ وحمیھا)) وھذہ ھی اللغۃ المشھورۃ فی ھذہ الثلاثۃ، وسیذکر المصنف فی ھذہ الثلاثۃ لغتین أخریین.

وأما ((ھن)) فالفصیح فیہ أن یعرب بالحرکات الظاھرۃ علی النون، ولا یکون فی آخرہ حرف علۃ، نحو ((ھذا ھن زید، ورأیت ھن زید، ومررت بھن زید)) وإلیہ أشار بقولہ: ((والنقص فی ھذا الأخیر أحسن)) ای: النقص فی ((ھن)) أحسن من الإتمام، والإتمام جائز لکنہ قلیل جدا، نحو ((ھذا ھنوہ، ورأیت ھناہ، ونظرت إلی ھنیہ)) وأنکر الفراء جواز إتمامہ، وھو محجوجٌ بحکایۃ سیبویہ الإتمام عن العرب، ومن حفظ حجۃ علی من لم یحفظ.

وأشار المصنف بقولہ: ((وفی أب وتالییہ یندر – إلی آخر البیت)) إلی اللغتین الباقیتین فی ((أب)) وتالییہ – وھما ((أخ، وحم)) – فإحدی اللغتین النقص، وھو حذف الواو والألف والیاء، والإعراب بالحرکات

الظاهرة علی الباء والخاء والمیم، نحو ((هذا أبه وأخه وحمها، ورأیت أبه وأخه وحمها، ومررت بأبه وإخه وحمها)) وعلیه قوله:

ترجمہ وتشریح:

اسماء ستہ مکبرہ کا ذکر کرتے ہوئے شارح ابٌ، اخٌ، حمٌ، میں مختلف لغات بیان کرتے ہیں۔ ایک لغت جو کہ مشہور بھی ہے اس میں اسماء ستہ مکبرہ والا اعراب جاری ہوتا ہے ذو اور فم کی طرح یہاں بھی حالت رفعی میں واو اور حالت نصبی میں الف اور حالت جری میں یاء ہوگی۔ جیسے: هذا ابوه اخوه حموها الخ
اس میں دو لغتیں اور ہیں جن کا ذکر شارح بعد میں کریں گے۔

اور هنٌ میں دو لغتیں ہیں ایک نقص ہے (یعنی واؤ الف یاء کو حذف کرنا) اور ایک اتمام ہے (یعنی واؤ الف یاء کو برقرار رکھنا) تو هنٌ میں فصیح نقص ہے جیسے: هذا هنُ زید الخ والنقص فی هذا الاخیر احسن سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی نقص اس میں بہتر ہے اگرچہ اتمام بھی جائز ہے لیکن یہ بہت کم ہے جیسے هذا هنوه الخ، فراء رحمہ اللہ نے هنٌ میں اتمام کے جائز ہونے کا انکار کیا ہے لیکن یہ مردود ہے اس لئے کہ سیبویہ رحمہ اللہ نے عرب سے هنٌ کے اتمام کو نقل کیا ہے اور جس نے عرب حفظ کیا یہ حجت ہے اس پر جس نے حفظ نہ کیا ہو۔

وفی اب وتالییه یندُر کے قول سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابٌ، اخٌ، حمٌ میں باقی دو اور لغتوں کی طرف اشارہ کیا، ایک لغت نقص (یعنی واؤ الف یاء کو حذف کرنا) ہے اور ایک لغت قصر (یعنی تینوں حالتوں میں الف کا ہونا ہے جس طرح الف مقصورہ میں ضمہ فتحہ کسرہ تقدیری ہوتا ہے ہے اسی طرح یہاں بھی تقدیری ہوگا) ہے نقص کی مثال: جیسے: هذا ابه اخه الخ اور اس نقص پر شاعر کا یہ قول بھی ہے۔

بِـأَبِـهِ اقْـتَـدٰی عَـدِیٌّ فِی الْـكَـرَم
وَمَـنْ يُـشَـابِـهْ اَبَـهُ فَـمَـا ظَـلَـم

ترجمہ: عدی نے سخاوت میں اپنے باپ کی اقتداء کی اور جو اپنے باپ کا مشابہ ہو جائے تو اس نے ظلم نہ کیا۔

مطلب:

شاعر کہتا ہے کہ اس کا باپ حاتم طائی سخی تھا تو اس کے بیٹے عدی نے بھی سخاوت کی گویا کہ وہ سخاوت کرنے میں باپ کے ساتھ مشابہ ہوا اور شاعر کہتا ہے کہ اس مشابہت اختیار کرنے کی وجہ سے اس نے اپنی ماں پر ظلم (تہمت زنا وغیرہ) نہ کیا ورنہ پھر لوگ کہتے کہ یہ فلاں آدمی کا بیٹا نہیں ہے اس لئے کہ اس میں اس آدمی کے اوصاف نہیں پائے جاتے تو اس کی ماں متہم ہو جاتی۔

تشریح المفردات:

عدی حاتم طائی سخی کے بیٹے کا نام ہے اس شعر میں حاتم طائی کے بیٹے کی تعریف ہو رہی ہے (کرم) سخاوت (ماظلم) ما نافیہ، دیوان ابی حاتم الطائی میں حاتم طائی مشہور سخی کے بارے میں مختلف روایات ہیں بعض نے کہا ہے کہ یہ نصرانی تھا اور اہل کتاب میں سے تھا اور بعض نے کہا کہ یہ اہل کتاب میں سے بھی نہیں اور یہ اپنی شہرت نام و نمود ریاء کیلئے سخاوت کیا کرتا تھا اور اللہ رب العزت کی تعریف میں جو اشعار اس نے کہے ہیں وہ بھی شعراء کی ایک عام عادت کے مطابق کہے ہیں۔ ان کی بیٹی کو ان کی سخاوت کی وجہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قید سے چھڑا دیا تھا)

ترکیب:

(ب) جار (ابه) مضاف مضاف الیہ مجرور متعلق ہوا بعد والے فعل اقتدیٰ کے ساتھ (اقتدیٰ) فعل (عدیّ) فاعل (فی الکرم) جار مجرور متعلق ہوا اقتدیٰ کے ساتھ (من) اسم شرط (یشابه) فعل بافاعل (ابه) مضاف مضاف الیہ مفعول بہ شرط (فما ظلم) ما نافیہ ظلم فعل بافاعل جزاء۔

محل استشہاد:

(بابه) اور (ابه) ہے یہاں نقص ہے یہاں بغیر واؤ الف یاء کے استعمال ہوا ہے ورنہ تو بابیه اور اباه ہوتا۔

تیسری لغت اب اخ حَمٌ میں یہ ہے کہ تینوں حالتوں میں الف، ہو چاہے حالت رفعی ہو یا نصبی ہو یا جری جیسے هذا اباه اخاه حماها الخ اور اسی پر شاعر کا یہ قول ہے۔

إِنَّ اَبَاهَا وَاَبَا اَبَاهَا

قَدْ بَلَغَا فِي الْمَجْدِ غَايَتَاهَا

ترجمہ: بے شک اس (محبوبہ) کا باپ اور اس کا دادا بزرگی کے دونوں انتہاء (حسب، نسب) کو پہنچ چکے ہیں۔

ترکیب:

(إنّ) حرف مشبہ بالفعل (اباها) مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف علیہ (واو) حرف عطف (ابا) مضاف (اباها) مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ معطوف، معطوف علیہ معطوف مل کر انّ کا اسم (بلغا) فعل بافاعل (غايتاها) مضاف مضاف الیہ مفعول بہ (فی المجد) متعلق ہوا بلغا کے ساتھ فعل بافاعل و مفعول بہ خبر ہوا انّ کیلئے۔

تشریح المفردات:

(اباھا) میں ھا ضمیر محبوبہ کی طرف راجع ہے (ابا اباھا) میں (اباھا) مضاف الیہ ہے ابا ابیھا ہونا چاہئے تھا۔ بلغا تثنیہ ہے غایتا میں ھا ضمیر مجد کی طرف باعتبار صفت کے راجع ہے (غایتین) مراد نسب وحسب کے غایہ ہیں۔

محل استشہاد:

شعر میں تیسرا ابـاھـا ہے پہلا والا ابـاھـا چونکہ ان کا اسم ہے اور دوسرا والا اس پر عطف ہے اور معطوف علیہ معطوف کا اعراب ایک ہوتا ہے اس لئے حالت نصبی ہونے کی وجہ سے یہاں الف آیا ہے جبکہ تیسرا ابـاھا مضاف الیہ ہے ان ابـاھـا و ابـا ابیھـا ہونا چاہئے تھا مگر پھر بھی الف کے ساتھ آیا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ ابٌ میں ایک تیسری لغت بھی ہے جو کہ حالت رفعی نصبی جری تینوں میں الف کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ لیکن یہ لغت نقص سے زیادہ مشہور ہے۔

خلاصہ یہ کہ ابٌ اخ حمٌ میں تین لغتیں ہیں۔(۱) مشہور یہ ہے کہ واو الف یاء کے ساتھ ہوں (۲) دوسری یہ کہ تینوں حالتوں میں الف کے ساتھ ہوں (۳) تیسری یہ کہ اس سے واو الف یاء حذف ہو اور یہ نادر ہے اور ھن میں دو لغتیں ہیں ایک نقص ہے جو کہ زیادہ مشہور ہے اور دوسری اتمام ہے جو کہ کم ہے۔

وَشـرطُ ذَاالاعـرَابِ ان یُضَفْنَ لا

لِلیـاءِ کـجـاءَ اخُو ابیـک ذااعتلا

ترجمہ: .. اور اس اعراب کی شرط یہ ہے کہ یہ (اسماء ستہ مکبرہ) مضاف ہوں لیکن یاء کی طرف نہیں جیسے جاء اخو ابیک ذا اعتلا (اخو حالت رفعی ابی حالت جری ذا حالت نصبی کی مثال ہے)

ترکیب:

(شرط) مضاف (ذا) مضاف (الاعراب) مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر پھر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا (ان یضفن) فعل مضارع بتاویل مصدر خبر (لا) حرف عطف (للیاء) لکل اسم محذوف پر عطف ہے۔ (کجاء اخو ابیک) ای وذالک کائن کجاء اخو ابیک ذا اعتلا.

(ش) ذكر النحويون لإعراب هذه الأسماء بالحروف شروطا أربعة:

(أحدها) أن تكون مضافة، واحترز بذلك من ألا تضاف، فإنها حينئذ تعرب بالحركات الظاهرة، نحو ((هذا أب، ورأيت أبا، ومررت بأب)).

(الثانی)أن تضاف إلی غیرياء المتكلم،نحو:((هذاأبوزيدوأخوه وحموه))؛فإن أضيفت إلی ياء المتكلم أعربت بحركات مقدرة،نحو:((هذاأبي،ورأيت أبي،ومررت بأبي))،ولم تعرب بهذه الحروف، وسيأتي ذكرماتعرب به حينئذ.

(الثالث) أن تكون مكبرة ، واحترزبذلک من أن تكون مصغرة؛فإنهاحينئذتعرب بالحركات الظاهرة،نحو:((هذاأبَيّ زيد وذُوَيُّ مَالٍ،ورأيت أبَيَّ زيد وذُوَيَّ مال،ومررت بأُبَيِّ زيد وذُوَيِّ مال)).

(الرابع)أن تكون مفردة، واحترزبذلک من أن تكون مجموعة أومثناة؛فإن كانت مجموعة أعربت بالحركات الظاهرة،نحو:((هؤلاء آباء الّزيدين،ورأيت آباء هم،ومررت بآبائهم))،وإن كانت مثناة أعربت إعراب المثنی؛بالألف رفعا،وبالياء جراونصبا،نحو:((هذان أبوازيد،ورأيت أبويه،ومررت بأبويه)).

ولم يذكرالمصنف–رحمه الله تعالیٰ–من هذه الأربعة سوی الشرطين الأولين،ثم أشارإليهما بقوله:((وشرط ذاالإعراب أن يضفن لالليا؛أی:شرط إعراب هذه الأسماء بالحروف أن تضاف إلی غيرياء المتكلم؛فعلم من هذاأنه لابدمن إضافتها، وأنه لابدأن تكون (إضافتها)إلی غير ياء المتكلم.

ويمكن أن يفهم الشرطان الآخران من كلامه،وذلک أن الضمير في قوله:((يضفن))راجع إلی الأسماء التي سبق ذكرها،وهولم يذكرهاإلامفردةمكبرة؛فكأنه قال:((وشرط ذاالإعراب أن يضاف أبٌ وإخوته المذكورةإلی غير ياء المتكلم)).

واعلم أن((ذو))لا تستعمل إلامضافة،ولا تضافُ إلی مضمر،بل إلی اسم جنس ظاهرغيرصفة،نحو: ((جاء ني ذومال))؛فلايجوز((جاء ني ذوقائم))

ترجمہ وتشریح:............اسمائے ستہ مکبّرہ کے اعراب کیلئے چار شرطیں:

اسماء ستہ مکبرہ کااعراب بالحرف (واوالف یاء) کے ساتھ ہونے کیلئے نحویوں نے چار شرطیں ذکر کی ہیں۔

۱.....پہلی شرط یہ ہے کہ یہ مضاف ہوں اس سے ان اسماء سے احتراز کیا جو مضاف نہ ہوں ورنہ تو اعراب بالحرکت ظاہری ہوگا جیسے ہٰذااَبٌ،رأیت ابًا،مَرَرْتُ بِاَبٍ۔

۲.....دوسری شرط یہ ہے کہ یاء متکلم کے علاوہ کسی اور کی طرف مضاف ہوں جیسے ھٰذاابوزیدواخوہ وحموہ اگر یاء متکلم کی طرف مضاف ہوں تو اعراب بالحرکۃ تقدیری ہوگا جیسے ھٰذاابی،ورأیت ابی،مررت بابی اور اس کے اعراب کا ذکر آگے آئے گا۔

۳۔ ...تیسری شرط یہ ہے کہ اسماء ستہ مکبرہ ہوں، اس سے مصغرہ سے احتراز کیا کہ اس میں اعراب بالحرکۃ ظاہری ہوتا ہے جیسے هٰؤلاء آباء الزيدين الخ: اور اگر تثنیہ ہو تو تثنیہ کا اعراب جاری ہوگا حالت رفعی میں الف اور حالت نصبی جری میں یاء ہوگی جیسے هذان ابوا زيد رأيت ابويه مررت بابويه۔

شارح فرماتے ہیں کہ مصنف رحمہ اللہ نے چار شرطوں میں سے صرف پہلی دو ذکر کی ہیں جس کی طرف (وشرط ذاالاعراب ان يضفن لاللياء) سے اشارہ کیا ہے یعنی اسماء ستہ مکبرہ کیلئے واؤ الف یاء والے اعراب کے جاری ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کی اضافت یاء متکلم کے علاوہ کسی اور کی طرف ہو تو اس سے دو شرطیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ اس کی اضافت ہو دوم یہ کہ اس کی اضافت یاء متکلم کے علاوہ کسی اور کی طرف ہو۔

شارح فرماتے ہیں کہ باقی دو شرطیں بھی مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے مفہوم ہو سکتی ہیں اور وہ اس طرح کہ ضمیر يضفن میں راجع ہے ان اسماء کی طرف جن کا پہلے ذکر ہو چکا اور مصنف نے چونکہ ان اسماء کو مفرد مذکر ذکر کیا ہے اس لئے گویا مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان ہی اسماء مفردہ مکبرہ کے بارے میں کہا کہ وشرط ذاالاعراب ان يضاف ابٌ واخوته المذكورة الىٰ غير ياء المتكلم اس اعتبار سے پھر یہ کہنا بھی بجا ہے کہ مصنف نے باقی دو شرطوں کی طرف بھی ضمناً اشارہ کیا ہے۔

اسماء ستہ مکبرہ میں ذو بھی ہے مگر ذو اضافت سے منقطع نہیں ہوتا یعنی وہ ہمیشہ مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے لیکن ضمیر کی طرف کبھی مضاف نہیں ہوتا بلکہ اسم جنس کی طرف مضاف ہوتا ہے کیونکہ اس کی وضع اس غرض سے ہے کہ اس کے ذریعہ سے اسماء اجناس کو اسماء نکرات کی صفت قرار دے سکیں جیسے کہ مالٌ اسم جنس ہے اگر اس کو اسم نکرہ مثلاً رجلٌ کی صفت قرار دیدیں تو یوں کہا جاتا ہے کہ جاء نی رجلٌ ذُو مالٍ نہ کہ جاء نی رجلٌ مالٌ اور ضمیر اسم جنس نہیں ہے لہٰذا ذو کی اضافت اس کی طرف ناجائز ہے لیکن ہدایۃ النحو میں ایک شعر انما يعرف ذاالفضل من الناس ذووه میں ضمیر کی طرف مضاف ہے جو کہ شاذ ہے اس وجہ سے جاء نی ذو قائم کہنا ناجائز ہے۔

بالالِفِ ارفعِ المُثَنّٰى وَكِلاَ
اِذَا بِمُضمَرٍ مُضَافًا وُصِلاَ
كِلْتَا كَذَاكَ، اثنان واثنتان
كَابنين وابنتين يَجْرِيَان
وتَخلُفُ اليَاء في جميعها الالف
جَرًّا ونَصبًا بَعدَفَتحٍ قَدْ اُلِف

ترجمہ: تثنیہ کو رفع دیدو الف کے ساتھ اور کلا کو بھی جب وہ ضمیر سے مضاف ہو کر ملا ہوا ہو کلتا بھی اسی طرح ہے اور اثنانِ اثنتانِ ابنانِ ابنتانِ کی طرح جاری ہوتے ہیں (اعراب میں) اور یاء سب (تثنیہ وملحقات تثنیہ) میں الف کے قائم مقام ہوگی۔

حالت نصبی وجری حالت میں اس فتح کے بعد جو مالوف ہے (اس آخری شعر کا مطلب یہ ہے کہ تثنیہ اور ملحقات تثنیہ میں الف کے بجائے حالت نصبی وجری میں یاء آئے گی (بعد فتح) لفظ الف تعلیل کے معنی میں ہے یعنی تثنیہ وملحقات تثنیہ میں یاء سے پہلے فتحہ کی وجہ یہ ہے کہ فتحہ الف کے ساتھ الفت رکھتا ہے تو جب الف تثنیہ کی حالت نصبی جری میں ختم ہوا تو فتحہ کو اس کے قائمقام بنادیا اس اعتبار سے فتحہ مالوف ہے)

(ش) ذكر المصنف -رحمه الله تعالىٰ- أن ماتنوب فيه الحروف عن الحركات الأسماء الستة، وقدتقدم الكلام عليها، ثم ذكر المثنى، وهو ممايعرب بالحروف.

وحده: ((لفظ دال على اثنين، بزيادة في آخره، صالح للتجريد. وعطف مثله عليه)) فيدخل في قولنا: ((لفظ دال على اثنين)) المثنى نحو: ((اليدان)) والألفاظ الموضوعة لاثنين نحو: ((شفع))، وخرج بقولنا ((بزيادة)) نحو: ((شفع))، وخرج بقولنا ((صالح للتجريد)) نحو: ((اثنان)) فإنه لايصلح لإسقاط الزيادة منه؛ فلا تقول ((اثن)) وخرج بقولنا: ((وعطف مثله عليه)) ماصلح للتجريد وعطف غيره عليه، كالقمرين؛ فإنه صالح للتجريد، فتقول: قمر، ولكن يعطف عليه مغايره لامثله، نحو: قمر وشمس، وهو المقصود بقولهم: ((القمرين)).

وأشار المصنف بقوله: ((بالألف ارفع المثنى وكلا)) إلى أن المثنى يرفع بالألف، وكذلك شبه المثنّٰى، وهو: كل مالايصدق عليه حد المثنى، وأشار إليه المصنف بقوله: ((وكلا))؛ فما لايصدق عليه حد المثنى ممادل على اثنين بزيادة أوشبهها فهو ملحق بالمثنى فكلا وكلتا واثنانِ، واثنتانِ ملحقة بالمثنىٰ لأنّها لايصدق عليها حد المثنى، ولكن لايلحق كلا وكلتا بالمثنى إلا إذا أضيفا إلى مضمر، نحو: ((جاء ني كلاهما، ورأيت كليهما، ومررت بكليهما، وجاء تني كلتاهما، ورأيت كلتيهما، ومررت بكلتيهما)) فإن إضيفا إلى ظاهر كانا بالألف رفعا ونصبا وجرا، نحو: ((جاء ني كلا الرجلين وكلتا المرأتين، ورأيت كلا الرجلين وكلتا المرأتين، ومررت بكلا الرجلين وكلتا المرأتين))؛ فلهذا قال المصنف: ((وكلا إذا بمضمر مضافا وصلا.))

ثم بين أن اثنين واثنتين يجريان مجرى ابنين وابنتين؛ فاثنان واثنتان ملحقان بالمثنى (كماتقدم) وابنان وابنتان مثنى حقيقة.

ثم ذكر المصنف -رحمه الله تعالى!- أن الياء تخلف الألف في المثنى والملحق به في حالتي الجر والنصب، وانّ ماقبلها لايكون إلامفتوحا، نحو: ((رأيت الزيدين كليهما، ومررت بالزيدين كليهما)) واحترز بذلك عن ياء الجمع؛ فإن ماقبلها لايكون إلامكسورا، نحو: ((مررت بالزيدين)) وسيأتي ذلك.

وحاصل ماذكره أن المثنّى وماألحق به يرفع بالألف، وينصب ويجر بالياء، وهذاهوالمشهور، والصحيح أن الإعراب في المثنى والملحق به بحركة مقدرة على الألف رفعا والياء نصباوجرا.

وماذكره المصنف من أن المثنى والملحق به يكونان بالألف رفعا والياء نصباوجراهوالمشهور في لغة العرب، ومن العرب من يجعل المثنى والملحق به بالألف مطلقا: رفعا، ونصبا، وجرا؛ فيقول: ((جاء الزيدان كلاهما، ورأيت الزيدان كلاهما، ومررت بالزيدان كلاهما)).

تثنیہ کا اعراب

پہلے مصنف علیہ الرحمۃ نے اسماء ستہ مکبرہ کا اعراب ذکر کیا جہاں حرکات کی جگہ حروف کا اعراب ہے ابھی تثنیہ کا ذکر فرمارہے ہیں۔ شارح نے تثنیہ کی جو تعریف کی ہے وہ حقیقی تثنیہ کی ہے۔ جاننا چاہیے کہ مثنیٰ تین قسم پر ہے ایک حقیقی یعنی جو لفظ اور معنی دونوں اعتبار سے مثنیٰ ہو جیسے رجلان دوسری قسم صوری ہے جو تثنیہ کی صورت پر ہو اور اس کا مفرد اس کے لفظ سے نہ ہو جیسے اثنان اور اثنتان یہ الفاظ مفردہ ہیں اس لئے کہ مثنیٰ وہ ہے جس کے مفرد کے آخر میں الف و نون لاحق ہو اور ان کا مفرد اثنٌ اور اثنۃ اور اثنتٌ نہیں آتا لیکن چونکہ ان کی صورت تثنیہ کی سی ہے جیسے ابنانِ اور ابنتان نیز ان کے معنی تثنیہ جیسے ہیں لہٰذا ان کو مثنیٰ صوری کہتے ہیں۔ اس وجہ سے مثنیٰ حقیقی کے ساتھ ملحق کر دیئے گئے تیسری قسم معنوی ہے جو باعتبار معنی مثنیٰ ہو جیسے کِلاَ اور کلتا اس لئے کہ یہ باعتبار لفظ مفرد ہیں کیونکہ لفظ کل کا ان کے واسطے مفرد ہونا ثابت نہیں ہے لیکن باعتبار معنی مثنیٰ ہیں لہٰذا ان کو مثنیٰ معنوی کہتے ہیں اور اسی وجہ سے کہ یہ باعتبار معنی مثنیٰ ہیں مثنیٰ حقیقی کے ساتھ ملحق کر دیئے گئے۔

اس تمہید کے بعد اب اصل شرح کا سمجھنا آسان ہے چنانچہ شارح تثنیہ حقیقی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تثنیہ وہ ہے جو دو پر دلالت کرے اور اس کے آخر میں زیادتی ہو اور اس میں خالی ہونے کی صلاحیت ہو (جیسے رجلان

کہ اس میں رجل کہکر الف ونون کو ہٹا سکتے ہیں) اور اس کی بھی صلاحیت ہو کہ اس کا مثل اس پر عطف ہو (لفظ دال علی اثنین) کہا تو اس میں تثنیہ بھی داخل ہوا جیسے الزیدان اور وہ الفاظ جو دو کیلئے وضع کئے گئے ہیں جیسے شفع (جفت) اور بزیادۃفی آخرہ سے شفع جیسے الفاظ نکل گئے کیونکہ یہ اگرچہ دو پر دلالت کرتے ہیں مگر اس کے آخر میں زیادہ نہیں ہے (صالح للتجرید) کہا تو احتراز کیا اثنان سے اس لئے کہ اس میں زائد کے ساقط ہونے کی صلاحیت نہیں ہے لہٰذا اثن نہیں کہہ سکتے (وعطف مثلہ علیہ) کہا تو احتراز کیا اس تثنیہ سے جس میں تجرید کی صلاحیت تو ہو لیکن اس کا مثل اس پر عطف نہیں ہوتا ہو بلکہ اس کا غیر اس پر عطف ہو جیسے قمرین یہاں تجرید کی صورت میں قمر کہہ سکتے ہیں لیکن یہاں اس کا مماثل اس پر معطوف نہیں ہو سکتا بلکہ مغایر عطف ہوگا چنانچہ قمر وشمس کہا جاتا ہے قمرین سے بھی یہی مقصود ہوتا ہے۔

مصنف علیہ الرحمۃ نے بالالف ارفع المثنی وکلا کہکر اس طرف اشارہ کیا کہ تثنیہ حقیقی میں حالت رفع الف کے ساتھ ہوگی اور شبہ مثنی میں بھی، شبہ مثنی سے مراد وہ تثنیہ ہے جس پر تثنیہ حقیقی کی تعریف صادق نہ آئے (کلا) کے ذریعے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے، لہٰذا جس پر تثنیہ حقیقی کی تعریف صادق نہ آئے وہ ملحق بالمثنی ہے کلا کلتا اثنان اثنتان یہ سارے ملحق بہ تثنیہ ہیں، لیکن کلا کلتا پر ملحق بہ تثنیہ کا حکم اس وقت جاری ہوگا جب وہ ضمیر کی طرف مضاف ہوں اگر اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں تو اس صورت میں مفرد کا اعراب جاری ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ کلا کی دو جہتیں ہیں صورت کے اعتبار سے کلا مفرد ہے اور معنی کے اعتبار سے تثنیہ ہے اب دونوں جہتوں کا لحاظ ضروری ہے لہٰذا جب اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوگا تو جانب افراد کی رعایت کرتے ہوئے اعراب بالحرکت دیا جائے گا۔ اور ضمیر کی طرف اضافت کی صورت میں معنی کا لحاظ کرتے ہوئے اعراب بالحرف دیا جائے گا جیسے: جاءنی کلاھما، رأیت کلیھما، مررت بکلیھما جاءتنی کلتاھما رأیت کلتیھما مررت بکلتیھما اور اسم ظاہر کی طرف اضافت کی مثال جیسے جاءنی کلا الرجلین کلتا المرأتین رأیت کلا الرجلین وکلتا المرأتین ومررت بکلا الرجلین وکلتا المرءتین۔ اسی وجہ سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے (وکلا اذا بمضمر مضافا وصلا) کہا۔ پھر مصنف رحمہ اللہ نے تثنیہ حقیقی کی مثال ابنان ابنتان کے ساتھ دی اور ملحق بہ تثنیہ کی مثال اثنان اثنتان کے ساتھ دی اور فرمایا کہ اثنان اثنتان، ابنان ابنتان کی طرح ہیں یعنی اعراب میں ملحق بہ تثنیہ کا حکم تثنیہ حقیقی کی طرح ہے پھر مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حالت رفعی میں چونکہ الف ہوتا ہے اور نصبی جری میں الف حذف ہو جاتا ہے اس لئے نصبی جری میں یاء الف کے قائم مقام ہوتی ہے اور چونکہ الف کے ساتھ فتح کی خاص

مناسبت ہے اسلئے الف کے حذف کے تدارک میں یاء کے ماقبل کو مفتوح کردیا، جیسے رایت الزیدین کلیھما ومررت بالزیدین کلیھما ، ماقبل مفتوح کہکر جمع کی یاء سے احتراز کیا کیونکہ جمع کی یاء کا ماقبل مکسور ہوتا ہے جیسے: مررت بالزیدین (اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی)

شارح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ تثنیہ اور ملحق بہ تثنیہ کا اعراب حالت رفعی میں الف اور حالت نصبی جری میں یاء کے ساتھ ہوتا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ان میں حالت رفعی میں الف پر اور نصبی جری میں یاء پر اعراب بالحرکۃ تقدیری ہے (پہلے تفصیل سے گذر چکا ہے کہ شارح کا قول مرجوح ہے)

اور مصنف رحمہ اللہ نے یہ جوذکر کیا کہ تثنیہ اور ملحق بہ تثنیہ کا اعراب حالت رفعی میں الف اور نصبی جری میں یاء کے ساتھ ہوگا یہ عرب کی مشہور لغت ہے اور بعض عرب نے تینوں حالتوں میں تثنیہ اور ملحق تثنیہ کا اعراب الف سے بتایا ہے چنانچہ وہ حضرات رفعی نصبی جری تینوں میں جاء الزیدان کلاھما رایت الزیدین کلاھما مررت بالزیدان کلاھما پڑھتے ہیں۔

وارفع بواو بیااجرُروانصب

سالمَ جمعِ عامِرٍ ومُذْنِبِ

ترجمہ: حالت رفعی میں واؤ اور جری نصبی میں یاء دو عامر اور مذنب کے جمع مذکر سالم کو۔

ترکیب:

(ارفع) فعل امر واحد مذکر حاضر (انت) ضمیر مستتر اس کیلئے فاعل (بواو) جار مجرور متعلق ہوا ارفع کے ساتھ۔ معطوف علیہ (واو) حرف عطف (ب) جارہ (یا) باعتبار لفظ مجرور (اجرر) فعل بافاعل معطوف علیہ، (واو) حرف عطف (انصب) فعل بافاعل (سالم) مضاف (جمع) مضاف (عامر) معطوف علیہ (واو) حرف عطف (مذنب) معطوف، معطوف معطوف علیہ ملکر مضاف الیہ ہوا (جمع) کیلئے (جمع) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر پھر مضاف الیہ ہوا (سالم) کیلئے، (سالم) مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ ہوا، (ارفع اجر انصب) تینوں فعلوں کا یہاں تنازع ہے۔ فعل بافاعل ومفعول معطوف ہوا (ارفع) کیلئے، معطوف علیہ اور معطوف ملکر جملہ معطوفہ۔

(ش) ذکر المصنف قسمین یعربان بالحروف: أحدهما الأسماء الستة، والثاني المثنى، وقد تقدم الكلام عليهما، ثم ذكر في هذا البيت القسم الثالث، وهو جمع المذكر السالم وما حمل عليه، وإعرابه: بالواو رفعا، وبالياء نصبا وجرا.

وأشار بقوله: ((عامر ومذنب)) إلى ما يجمع هذا الجمع، وهو قسمان: جامد، وصفة، فيشترط في الجامد: أن يكون علما، لمذكر، عاقل، خاليا من تاء التأنيث، ومن التركيب؛ فإن لم يكن علما لم يجمع بالواو والنون، فلا يقال في ((رجل)) رجلون، نعم إذا صغر جاز ذلك نحو: ((رجيل، ورجيلون)) لأنه وصف، وإن كان علما لغير مذكر لم يجمع بهما، فلا يقال في ((زينب)) زينبون، وكذا إن كان علما لمذكر غير عاقل؛ فلا يقال في لاحق -اسم فرس- لاحقون، وإن كان فيه تاء التأنيث فكذلك لا يجمع بهما؛ فلا يقال في ((طلحة)) طلحون، وأجاز ذلك الكوفيون، وكذلك إذا كان مركبا؛ فلا يقال في ((سيبويه)) سيبويهون، وأجازه بعضهم.

ويشترط في الصفة: أن تكون صفة، لمذكر، عاقل، خالية من تاء التأنيث، ليست من باب أفعل فعلاء، ولا من باب فعلان فعلى، ولا مما يستوي فيه المذكر والمؤنث؛ فخرج بقولنا ((صفة لمذكر)) ما كان صفة لمؤنث؛ فلا يقال في حائض حائضون. وخرج بقولنا ((عاقل)) ما كان صفة لمذكر غير عاقل؛ فلا يقال في سابق -صفة فرس- سابقون، وخرج بقولنا: ((خالية من تاء التأنيث)) ما كان صفة لمذكر عاقل، ولكن فيه تاء التأنيث، نحو علامة؛ فلا يقال فيه: علامون، وخرج بقولنا: ((ليست من باب أفعل فعلاء)) ما كان كذلك، نحو ((أحمر)) فإن مؤنثه حمراء؛ فلا يقال فيه: أحمرون، وكذلك ما كان من باب فعلان فعلى، نحو: ((سكران، وسكرى)) فلا يقال: سكرانون، وكذلك إذا استوى في الوصف المذكر والمؤنث، نحو: ((صبور، وجريح)) فإنه يقال: رجل صبور، وامرأة صبور، ورجل جريح، وامرأة جريح؛ فلا يقال في جمع المذكر السالم: صبورون، ولا جريحون.

وأشار المصنف -رحمه الله- إلى الجامد الجامع للشروط التي سبق ذكرها بقوله: ((عامر)) فإنه علم لمذكر عاقل خال من تاء التأنيث ومن التركيب، فيقال فيه: عامرون.

وأشار إلى الصفة المذكورة أولا بقوله: ((ومذنب)) فإنه صفة لمذكر عاقل خالية من تاء التأنيث وليست من باب أفعل فعلاء ولا من باب فعلان فعلى ولا مما يستوي فيه المذكر والمؤنث، فيقال فيه: مذنبون.

ترجمہ وتشریح: .... جمع مذکر سالم کا اعراب:

اس سے پہلے مصنف علیہ الرحمۃ نے دو قسمیں اعراب بالحرف کی ذکر کردیں ایک اسماء ستہ مکبرہ، اور دوسری قسم تثنیہ، ان کے متعلق پوری تفصیل گزر گئی، اب اس شعر میں مصنف علیہ الرحمۃ اعراب بالحرف کی تیسری قسم ذکر کر رہے ہیں

جس کا نام جمع مذکر سالم ہے۔ اس کا اعراب حالت رفعی میں واؤ اور نصبی جری میں یاء ماقبل مکسور کے ساتھ ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے عامر اور مذنب سے جمع مذکر سالم کی دو قسموں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ عامر سے جمع مذکر سالم جامد اور مذنب سے جمع مذکر سالم صفت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

شارح علیہ الرحمۃ نے جامد کیلئے چند شرطیں ذکر کی ہیں جب یہ شرطیں پائی جائیں تو وہاں جمع مذکر سالم کا اعراب جاری ہوگا۔

جامد کی شرطیں:

۱:...... پہلی شرط یہ ہے کہ علم ہو، اگر علم نہ ہو تو واؤ اور نون کے ساتھ جمع نہیں ہوگا، لھذا رَجُلٌ چونکہ علم نہیں ہے اسلئے رجلون پڑھنا صحیح نہیں۔ ہاں اگر رجل سے اسم مصغر بنایا جائے تو اسم مصغر چونکہ وصف کی قوت میں ہوتا ہے اسلئے جمع مذکر سالم کی دوسری قسم (صفت) کی شرطوں کی موجودگی کی وجہ سے اس میں واؤ نون کے ساتھ جمع جائز ہے۔

۲:... دوسری شرط یہ ہے کہ مذکر کیلئے علم ہو، اگر علم ہے لیکن مؤنث کیلئے تو پھر بھی واؤ اور نون کے ساتھ جمع نہیں ہوگا جیسے زینب اگرچہ علم ہے لیکن مؤنث کیلئے ہے اسلئے اس میں زینبون نہیں کہہ سکتے۔

۳:... عاقل کیلئے علم ہو، اگر غیر عاقل کا علم ہے تو واؤ نون کے ساتھ جمع نہیں ہوگا جیسا کہ **لاحق** غیر عاقل یعنی گھوڑے کا نام ہے اور واشق کتے کا نام ہے اس میں **لاحقون، واشقون** کہنا صحیح نہیں۔

۴:... تاء تانیث سے خالی ہو، اگر مفرد میں تاء تانیث ہو تو واؤ اور نون کے ساتھ جمع نہیں ہوگا۔ طلحۃ اگرچہ باعتبار معنی مذکر ہے لیکن چونکہ اس میں لفظاً تاء تانیث ہے اس لئے طلحون پڑھنا صحیح نہیں اگرچہ کوفیین نے طلحۃ میں تاء تانیث کو حذف کر کے جمع میں طلحون کو جائز کہا ہے ان کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ طلحۃ اگرچہ لفظ کے اعتبار سے مؤنث ہے لیکن معنی کے اعتبار سے یہ مذکر کا علم ہے اور اعتبار معنی کا ہوتا ہے نہ کہ لفظ کا، دوسری دلیل یہ ہے کہ اھل فن کا اس پر اجماع ہے کہ جس مذکر علم کے آخر میں الف تانیث (مقصورہ یا ممدودہ) ہو تو اس کو جمع مذکر سالم بنانا جائز ہے اور واؤ اور نون کے ساتھ اس کا جمع صحیح ہے مثلاً حبلی یا حمراء کسی آدمی کا نام ہو تو جمع مذکر سالم بناتے وقت اس میں واؤ، نون کے ساتھ جمع کرنا صحیح ہے تو تاء تانیث کے مذکر علم کو واؤ نون کے ساتھ جمع کرنا بطریق اولیٰ صحیح ہوگا۔

۵:... خالی ہو ترکیب سے، لہٰذا سیبویہ میں چونکہ ترکیب ہوتی ہے اس لئے سیبویھون پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ جبکہ بعض کے نزدیک جائز ہے۔

صفت کی شرطیں:

جمع مذکر سالم کی دوسری قسم صفت ہے اس کیلئے بھی شارح رحمہ اللہ نے چند شرطیں ذکر کی ہیں۔

۱:... پہلی شرط یہ ہے کہ جس سے جمع مذکر سالم بنانا ہو وہ حقیقت میں مذکر کی صفت ہو، اگر مؤنث کی صفت ہو تو واو نون کے ساتھ جمع ہونا صحیح نہیں حائض چونکہ مؤنث کی صفت ہے اسلئے حائضون کہنا صحیح نہیں۔

۲:..... دوسری شرط یہ ہے کہ مذکر عاقل کی صفت ہو اگر غیر عاقل کی صفت ہو تو پھر جمع مذکر سالم کا اعراب جاری نہیں ہوگا لھذا اسابق (جو کہ گھوڑے کی صفت ہے) میں سابقون پڑھنا صحیح نہیں۔ (کبھی غیر عاقل کو بمنزلہ عاقل رکھا جاتا ہے تو اس صورت میں وہ عاقل کی طرح ہو جاتا ہے پھر اسپر واؤنون کا آنا صحیح ہے جیسے قرآن کریم میں زمین وآسمان کے بارے میں اتینا طائعین اور ستاروں کیلئے رایتھم لی ساجدین واؤنون کے ساتھ آیا ہے، اگرچہ زمین و آسمان ستارے غیر عاقل ہیں)۔

۳:..... خالی ہوتاء تانیث سے، علامۃ چونکہ تاء تانیث ہے اسلئے علامون نہیں کہہ سکتے۔

۴:..... افعل کے باب سے نہ ہو جس کی مؤنث فعلاء ہو جیسے: احمر اس کی مؤنث حمراء ہے لھذا اس میں احمرون نہیں کہہ سکتے۔

۵:... فعلان کے وزن پر نہ ہو جس کی مؤنث فعلیٰ آتی ہو لھذا سکران میں سکرانون نہیں کہہ سکتے اسلئے کہ اس کی مؤنث سکریٰ ہے۔

۶:... وصف بھی ایسا نہ ہو جس میں مذکر اور مؤنث دونوں برابر ہو جیسے: صبور اور جریح اس لئے کہ رجلٌ صبور، امرءۃ صبور دونوں پڑھ سکتے ہیں رجل جریح امرءۃ جریح دونوں جائز ہیں۔ لہٰذا جمع مذکر سالم میں صبورون جریحون پڑھنا صحیح نہیں۔ یہ ساری تفصیل تو شارح کی بتائی ہوئی ہے اب شارح فرماتے ہیں کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے جامد کی شرطوں کی طرف عامر کی مثال دیکر اشارہ کیا ہے کیونکہ عامر کے اندر جملہ شرطیں پائی جارہی ہیں اس لئے کہ یہ علم ہے، مذکر، عاقل کیلئے، خالی ہے تاء تانیث اور ترکیب سے، تو اس میں عامرون کہا جائے گا اور صفت کی شرطوں کی طرف مُذنب (گناہ کرنے والا) کی مثال دیکر اشارہ فرمایا اس لئے کہ مُذنب صفت ہے، مذکر عاقل کیلئے، خالی ہے تاء تانیث افعل فعلاء فعلان فعلیٰ کے باب سے اور مذکر و مؤنث اس میں برابر بھی نہیں لہٰذا مُذنبون کہنا صحیح ہے۔

وشبـــه ذيـن وبـــه عشـرونَـا

وَبـــابـــهُ أُلـحـقَ وَالَا هـلُوْنـا

أُولـو وعـــالـمُـوْنَ علّيـونـا

وَارضُـــوْنَ شـــذَّ والسـنُـونـا

وَبــابُـــه ومثـلَ حينٍ قَـدْ يَـرِدُ

ذا البــابُ وَهـوَعِـنـدَ قَـوْمٍ يَطّـرِدُ

ترجمہ:۔ واؤاور نون کا اعراب لگا دو عامر اور مذنب کے مشابہ میں اور اسی حکم کے ساتھ عشرون اور اس کا باب ملحق کیا گیا ہے اور اھلـون اولو عـالمون علیون ۔اور ارضون (جو کہ شاذ ہے) اور سنون اور اس کے باب کو بھی ملحق کیا گیا ہے، اور حین (کے اعراب) کی طرح کبھی آتا ہے وہ باب (سنون والا) بھی اور یہ ایک قوم کے ہاں قیاسی ہے۔

ترکیب:

(واؤ) حرف عطف (شبــــہ) مضاف (ذیـن) مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف ہوا ماقبل کی عبارت (عـامر ومذنب) کے لئے۔(بہ) جار مجرور متعلق ہوا بعد والے (الحق) کے ساتھ، (عشرونا) (الف ضرورت شعری کی وجہ سے آیا ہے) معطوف علیہ (واؤ) حرف عطف (بـابـہ تا و السنو نا و بابہ) معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر مبتدا، (الحق) ماضی مجہول (ھُو) ضمیر مستتر نائب فاعل، فعل مجہول با نائب فاعل جملہ فعلیہ ہوکر خبر ہوا مبتدا کیلئے۔

(مثل) مضاف (حین) مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر (یَرِدُ) کی ھو ضمیر مستتر سے حال ہے، (قد) حرف تقلیل (قَدْ) مضارع پر اکثر تقلیل کیلئے آتا ہے) (یـرِدُ) فعل (ذا) اسم اشارہ مبدل منہ (البـاب) بدل، مبدل منہ بدل سے ملکر فاعل ہوا یـرِدُ کیلئے۔(ھُوَ) مبتدا (عـند قوم) مضاف مضاف الیہ ظرف ہوکر متعلق ہوا بعد والے فعل یطّرد کے ساتھ (یطرد) فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر ہوا مبتدا کیلئے۔

(ش) أشار المصنف –رحمه الله– بقوله: ((وشبه ذين)) إلى شبه عامر، وهو كل علم مستجمع للشروط السابق ذكرها كمحمد وإبراهيم؛ فتقول: محمدون وإبراهيمون، وإلى شبه مذنب، وهو كل صفة اجتمع فيها الشروط، كالأفضل والضراب ونحوهما؛ فتقول: الأفضلون والضرابون، وأشار بقوله: ((وبه عشرون)) إلى ما ألحق بجمع المذكر السالم في إعرابه: بالواو رفعا، وبالياء جرا ونصبا.

وجمع المذكر السالم هو: ماسلم فيه بناء الواحد، ووجد فيه الشروط التي سبق ذكرها؛ فمالا واحد له من لفظه، أوله واحد غير مستكمل للشروط؛ فليس بجمع مذكر سالم، بل هو ملحق به؛ فعشرون وبابه — وهو ثلاثون إلى تسعين — ملحق بجمع المذكر السالم؛ لأنه لا واحد له من لفظ؛ إذ لا يقال: عشر، وكذلك ((اهلون)) ملحق به؛ لأن مفرده — وهو أهل — ليس فيه الشروط المذكورة؛ لأنه اسم جنس جامد كرجل، وكذلك ((أولو)) لأنه لا واحد له من لفظه، و((عالمون)) جمع عالم، وعالم كرجل اسم جنس جامد، وعليون: اسم لأعلى الجنة، وليس فيه الشروط المذكورة؛ لكونه لما لا يعقل، وأرضون: جمع أرض، وأرض: اسم جنس جامد مؤنث؛ والسنون: جمع سنة، والسنة: اسم جنس مؤنث؛ فهذه كلها ملحقة بالجمع المذكر؛ لما سبق من أنها غير مستكملة للشروط.

وأشار بقوله ((وبابه)) إلى باب سنة، وهو: كل اسم ثلاثي، حذفت لامه، وعوض عنها هاء التأنيث، ولم يكسر: كمائة ومئين وثبة وثبين. وهذا الاستعمال شائع في هذا ونحوه؛ فإن كسر كشفة وشفاه لم يستعمل كذلك إلا شذوذا، كظبة؛ فإنهم كسّروه على ظباة وجمعوه أيضا بالواو رفعا وبالياء نصبا وجرا، فقالوا: ظبون، وظبين.

وأشار بقوله: ((ومثل حين قد يرد ذا الباب)) إلى أن سنين ونحوه قد تلزمه الياء ويجعل الإعراب على النون؛ فتقول: هذه سنين، ورأيت سنينا، ومررت بسنين، وإن شئت حذفت التنوين، وهو أقل من إثباته، واختلف في اطراد هذا، والصحيح أنه لا يطرد، وأنه مقصور على السماع، ومنه قوله صلى الله عليه وسلم ((اللّهم اجعلها عليهم سنينا كسنين يوسف)) في إحدى الروايتين، ومثله قول الشاعر:

دَعَانِيَ مِنْ نَجْدٍ فَإِنَّ سِنِيْنَهُ
لَعِبْنَ بِنَا شِيْبًا وَشَيَّبْنَنَا مُرْدًا

(الشاهد فيه إجزاء السنين مجرى الحين، في الإعراب بالحركات، وإلزام النون مع الإضافة).

ترجمہ وتشریح:

اس سے پہلے مصنف علیہ الرحمۃ نے (عامر) اور (مذنب) کے ذریعہ جمع مذکر سالم کی دوقسموں (جامد اور صفت

کا اعراب بیان کیا (عامر) سے مراد اسم جامد ہے اور مذنب سے مراد صفت ہے کہ ان کا اعراب حالت رفعی میں واو اور نصبی جری میں یاء ماقبل مکسور اور آخر میں نون ہوگا۔ (شبہ عامر) سے مراد ہر وہ علم ہے جس میں صفت کی مذکورہ تمام شرطیں پائی جائیں جیسے الافضل الضراب میں الافضلون الضرّابون پڑھا جائے گا۔

(وبه عشرون) کے ذریعہ ملحق بجمع المذکر السالم کی طرف اشارہ کیا کہ ان کا اعراب جمع مذکر سالم کی طرح ہے۔
تمہید کے طور پر یہ جاننا ضروری ہے کہ جمع تین قسم پر ہے، ایک حقیقی اور یہ وہ جمع ہے جس کے مفرد میں کچھ تصرّف کرکے اس کو بنالیا گیا ہو جیسے رجال اور مسلمون۔ دوسری قسم معنوی ہے جیسے اولو کہ یہ ذو کی جمع من غیر لفظہ ہے یہ لفظا اور حقیقت کے اعتبار سے جمع نہیں۔ تیسری قسم صوری ہے جو صورۃً جمع ہو جیسے عشرون سے تسعون تک کہ یہ سب صورۃً جمع ہیں اور معنًی نہ حقیقۃً جمع نہیں، معنًی تو جمع اس لئے نہیں کہ جمع معنوی کیلئے ضروری ہے کہ وہ افراد غیر معیّنہ پر دلالت کرے اور عشرون سے لیکر تسعون تک افراد معیّن پر دلالت کرتے ہیں مثلاً عشرون صرف بیس اور ثلثون صرف تیس پر بلا زیادت ونقصان کے دلالت کرتے ہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ عشرون وغیرہ معنی جمع نہیں ہیں اور جمع حقیقی اس لئے نہیں ہیں کہ جمع حقیقی وہ ہے جس کے مفرد میں کچھ تصرف کرکے بنایا گیا ہو اور یہاں عشرون وغیرہ کا مفرد ہی نہیں جس کے آخر میں واو اور نون لاحق کرکے ان کو بنالیا گیا ہو، اس تمہید کے بعد اب شارح رحمہ اللہ اپنے الفاظ میں جمع مذکر سالم کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جمع مذکر سالم وہ ہے جس واحد کا وزن سلامت رہے اور اس میں وہ تمام شرطیں پائی جائیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا۔ لہٰذا جس کا (من لفظہ) واحد ہی نہ ہو یا واحد ہو لیکن اس میں مذکورہ شرطیں نہ پائی جائیں تو وہ جمع مذکر سالم نہیں ہے بلکہ جمع مذکر سالم کے ساتھ ملحق ہے، عشرون سے لیکر تسعون تک ملحق بجمع المذکر السالم ہے اس لئے کہ عشرون کا من لفظہ مفرد نہیں ہے کیونکہ عِشْرٌ اس کا مفرد نہیں آتا۔ اسی طرح اھلون بھی جمع مذکر سالم کے ساتھ ملحق ہے اسلئے کہ اس کا مفرد اھلٌ ہے جس میں شرائط سابقہ نہیں پائی جارہی ہیں اس لئے کہ یہ رجل کی طرح اسم جنس جامد ہے علم اور صفت نہیں ہے اولو کیلئے بھی چونکہ اس کے لفظ سے مفرد نہیں ہے اس لئے ملحق بجمع المذکر السالم ہے (اگرچہ مفرد من المعنی ہے کیونکہ یہ ذو بمعنی صاحب کی جمع ہے)

عالمون (جو کہ عالم کی جمع ہے) بھی اسم جنس جامد ہے علم اور صفت نہیں ہے، علیّون (اعلیٰ جنت کا نام ہے) چونکہ غیر ذی عقل کیلئے علم ہے اسلئے ملحق بجمع المذکر السالم ہے ارضون بھی اسی طرح ہے سنۃ بھی اسم جنس مؤنث ہے یہ دونوں غیر ذوی العقول میں سے ہیں۔ لہٰذا یہ ساری مثالیں ملحق بجمع المذکر السالم کی ہیں اس وجہ سے کہ ان میں جمع مذکر سالم کی شرطیں نہیں پائی جاتیں۔

وبَابُہ کہکر مصنف علیہ الرحمۃ نے سنۃ کے باب کی طرف اشارہ فرمایا اور سنۃ کے باب سے ہر وہ اسم ثلاثی مراد ہے جس کا لام کلمہ حذف ہو چکا ہو اور اس کی جگہ تاء تانیث آئی ہو جو وقف کی صورت میں ھاء بن جاتی ہے اور اس میں تکسیر بھی نہیں ہوئی ہو یعنی اس کی واحد کی بناء جمع میں سلامت ہو جیسے مئۃ میں مئون اور ثبۃ میں ثبون پڑھنا صحیح ہے اور اس طرح کا استعمال عام ہے۔ لیکن اگر باقی شرطیں تو پائی جاتی ہیں لیکن مکسر ہو یعنی واحد کی بناء اس کی ٹوٹ چکی ہو تو پھر واؤ نون والے اعراب کے ساتھ اس کا استعمال نہیں ہوگا۔ اگر کہیں مکسر کے ہوتے ہوئے واؤ اور نون کے ساتھ استعمال ہوا ہو تو وہ شاذ کے حکم میں ہو جیسے ظبۃ (تلوار کی دھار، یا اس کا ایک طرف) مفرد ہے اور ثلاثی بھی ہے لام کلمہ حذف ہو کر اس کی جگہ تاء تانیث بھی آئی ہے لیکن چونکہ اس کی جمع مکسر ظبات آتی ہے اس لئے واؤ اور نون کا اعراب یہاں نہیں چلے گا ظبون ظبین پڑھنا صحیح نہیں ہے لیکن پھر بھی اس کو واؤ اور نون کے ساتھ شاذ اً جمع کرتے ہیں۔

ومثل حين قد يرد ذا الباب:

اس سے مصنف علیہ الرحمۃ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ سنون اور اس جیسے باب میں کبھی اعراب بالحرکۃ ظاہری جاری ہوتا ہے یعنی حالت رفعی میں ضمہ نصبی میں فتحہ جری میں کسرہ ہوتا ہے اور تینوں حالتوں میں یاء برقرار رہتی ہے جس طرح کہ حین کا اعراب ہے چنانچہ ھذہ سنین رأیت سنینا مررت بسنین کہا جائے گا اور تنوین کو حذف بھی کر سکتے ہیں لیکن تنوین کو حذف کرنا اس کو برقرار (ثابت) رکھنے سے کم ہے پھر اس کے قیاسی و عدم قیاسی ہونے میں اختلاف ہے، صحیح قول کے مطابق قیاسی نہیں ہے بلکہ سماع پر موقوف ہے (یعنی عرب سے سننے پر موقوف ہے) اور اسی سے نبی کریم ﷺ کا یہ قول ہے" اللھم اجعلھا علیھم سنین کسنین یوسف یہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف سے اہل مکہ کے حق میں بد دعا تھی کہ ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی طرح قحط نازل فرما اور وہ دعا مشرکین کے حق میں قبول ہو چکی تھی جس کی وجہ سے ان کا حال بہت برا ہو گیا تھا) یہاں (ایک روایت کے مطابق) حالت نصبی میں فتحہ اور جری میں کسرہ آیا ہے۔ شارح نے (احدی الروایتین) کہا اس لئے کہ ایک روایت میں اجعلھا سنین (بغیر تنوین کے) کسنی یوسف (نون اضافت کی وجہ سے حذف ہوا ہے) آیا ہے اور اسی طرح شاعر کا قول بھی ہے۔

دَعَانِيَ مِنْ نَجْدٍ فَإِنَّ سِنِيْنَهُ
لَعِبْنَ بِنَا شِيْبًا وَشَيَّبْنَنَا مُرْدًا

ترجمہ:..... چھوڑ دو مجھے نجد کے تذکرہ سے کیونکہ اس کے سالوں نے ہم میں سے بعض کے ساتھ بڑھاپے میں کھیلا اور بعض کو جوانی کی حالت میں بوڑھا کیا۔

محل استشہاد:

(سنین) ہے یہاں حین کی طرح اعراب بالحرکۃ جاری ہوا ہے اور نون اضافت کے باوجود برقرار ہے۔

تشریح المفردات:

دعانی تثنیہ مذکر حاضر امر کا صیغہ ہے یا دو دوستوں کو خطاب ہے یا خطاب ایک کو ہے لیکن عرب کی عادت ہے کہ وہ تعظیماً کبھی ایک کو تثنیہ کے صیغہ کے ساتھ مخاطب کرتے ہیں۔ نجد علاقے کا نام ہے تہامہ اور یمن کے نیچے اور عراق اور شام کے اوپر واقع ہے شیبا اشیب کی جمع ہے جس کے سر میں سفید بال آجائیں مردا امرد کی جمع ہے اس کو کہتے ہیں جس کے چہرے پر بال نہ نکلے ہوں یعنی بے ریش نوجوان۔

ترکیب:

(دعانی) فعل با فاعل ومفعول (من) جار (نجد) مجرور (لعبن) فعل با فاعل (بنا) کی (نا) ضمیر سے' مجموعہ معطوف علیہ (واو) حرف عطف (شیبنا) فعل فاعل ومفعول (مردا) حال ہے شیبنا کی نا ضمیر سے۔

شان ورود:

یہ شعر ضمۃ بن عبداللہ القشیری کا ہے، یہ اپنی چچازاد بہن ریا نامی عورت پر عاشق تھا اس کو پیغام نکاح بھیجا تو اس کے چچا نے پچاس اونٹ مہر میں مانگنے کا مطالبہ کیا تو شاعر نے اپنے والد سے ذکر کیا تو وہ ۴۹ اونٹ دینے پر راضی ہو گیا لیکن پورے ۵۰ اونٹ دینے سے شاعر کے والد نے انکار کیا ادھر شاعر کے چچا نے ۵۰ سے کم لینے پر انکار کیا تو شاعر اپنے چچا اور والد سے ناراض ہو کر شام گیا تو کبھی وہ نجد کی تعریف کرتا تھا کیونکہ وہاں اس کے محبوب تھے اور کبھی والد اور چچا کی موجودگی کی وجہ سے نجد کی مذمت کرتا تھا یہاں اس شعر میں شاعر نے اپنے سامنے نجد کے تذکرے سے منع کیا ہے۔

وَنُونَ مَجْمُوعٍ وَمَابِهِ التَحق

فَافْتَحْ وَقَلَّ مَنْ بِكَسْرِهِ نَطَق

ونُونُ مَاثُنِّيَ والملحق به

بعكس ذاك استعملوه فانتبه

ترجمہ: ...جمع کا نون اور جو اس کے ساتھ ملحق ہے اس کو فتحہ دیدو اور جس نے اس کے کسرہ کا کہا ہے وہ کم ہے اور تثنیہ اور ملحق بہ تثنیہ کے نون کو جمع کے برعکس نحویوں نے استعمال کیا ہے پس متنبہ رہو۔

ترکیب:

(نون) مضاف (مجموع) مضاف الیہ معطوف علیہ (واو) حرف عطف (ما) موصولہ (بہ) جار مجرور متعلق ہوا (الحق) کے ساتھ (الحق) فعل بافاعل صلہ ہوا موصول صلہ سے مل کر مفعول بہ مقدم (الفتح) کیلئے۔ (قل) فعل ماضی معروف (من) موصولہ (بکسرہ) جار مجرور متعلق ہوا (نطق) کے ساتھ، نطق فعل بافاعل صلہ ہوا (من) موصولہ کیلئے۔ موصول صلہ سے مل کر فاعل۔ (و) حرف عطف (نون) مضاف (ماثنی والملحق بہ) مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مبتدا (بعکس ذاک) ب جار عکس مضاف (ذاک) باعتبار لفظ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مجرور ہوا (ب) جار کیلئے جار مجرور ملکر بعد والے (استعملوہ) کے ساتھ متعلق ہوا فعل بافاعل ومفعول جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ہوا مبتدا کے لئے (انتبہ) فعل بافاعل، جملہ انشائیہ۔

(ش) حق نون الجمع وماألحق به الفتح، وقد تكسر شذوذا، ومنه قوله:

عَرَفْنا جعفراً وبني ابيه
وانكرْنا زَعانف آخرين

وقوله:

اكلَّ الدهرِ حِلٌّ وَارْتحالٌ
أَمَا يُبْقِي عَلَيَّ وَلا يَقيني
وَمَاذا تبتغي الشعراء منّي
وقد جاوَزْتُ حدَّ الاربعين

وليس كسرها لغة، خلافا لمن زعم ذلك.

وحق نون المثنى والملحق به الكسر وفتحها لغة، ومنه قوله:

عَلَى أحوذيين استقلت عشيّة
فما هي إلا لمحةٌ وتغيبُ

وظاهر كلام المصنف –رحمه الله تعالىٰ!– أن فتح النون في التثنية ككسر نون الجمع في القلّة، وليس كذلك، بل كسرها في الجمع شاذ وفتحها في التثنية لغة، كما قدمناه، وهل يختص الفتح بالياء أو يكون فيها وفي الألف؟ قولان؛ وظاهر كلام المصنف الثاني.

ومن الفتح مع الألف قول الشاعر:

اعرِفُ منها الجيد وَالعينانَا

وَمنخرين اشبها ظبيانَا

وقد قيل: إنه مصنوع؛ فلا يحتج به

ترجمہ وتشریح:............جمع کا نون مفتوح ہوتا ہے:

نون جمع مذکر سالم اور جمع مذکر سالم کے ملحق کا نون اکثر مفتوح ہوتا ہے (وضاحت آگے آئی گی) اور کبھی شاذ کے طور پر مکسور بھی ہوتا ہے اور اسی سے شاعر کا یہ قول ہے۔

عرَفنا جعفرًا وَبني ابيه

وانكرنَا زَعانف آخرين

ترجمہ: ہم نے جعفر اور اس کے بھائیوں کو پہچانا اور ہم نے بے اصل اور رزیل لوگوں کا انکار کیا (یعنی نہیں پہچانا)

محل استشہاد:

(اخرین) ہے یہاں نون جمع مذکر سالم کا ہے جو مفتوح ہوتا ہے یہاں مکسور آیا ہے جو کہ شاذ ہے۔

تشریح المفردات:

(جعفر) آدمی کا نام ہے (بنی ابیه) اس کے باپ کے بیٹے، مراد اس سے جعفر کے بھائی ہیں (زعانف) زعنفة کی جمع ہے (زعنفة) بکسر الزاء وبالفتح پست قد مرد اور پست قد عورت کو کہتے ہیں۔ یہاں مراد ہر وہ جماعت ہے جن کی کوئی اصل نہ ہو اور کمینہ اور ذلیل لوگوں کو بھی (زعانف) کہا جاتا ہے۔

ترکیب:

(عرفنا) فعل با فاعل (جعفرا) معطوف علیہ (واو) حرف عطف (بنی ابیه) مضاف مضاف الیہ معطوف،

معطوف علیہ معطوف مل کر مفعول بہ (انکرنا) فعل بافاعل (زعانف) موصوف (آخرین) صفت، موصوف صفت مل کر مفعول بہ۔

اور اسی طرح شاعر کا یہ قول بھی ہے:

اَکُلَّ الدّھرِ حِلٌّ وَارْتِحَالٌ
اَمَا یُبْقِیْ عَلَیَّ وَلَایَقِیْنِیْ
وَمَاذَاتَبْتَغِیْ الشعراء مِنّی
وقَدْجَاوَزْتُ حَدَّ الاربعین

ترجمہ: کیا سارا کا سارا زمانہ آنا جانا ہی ہوگا۔ کیا یہ زمانہ میرے اوپر رحم نہیں کرے گا اور نہ مجھے (حوادثات سے) بچائے گا اور شاعر لوگ مجھ سے کیا مانگتے ہیں (یعنی مجھے کیسے دھوکہ دیتے ہیں) حالانکہ میں چالیس سال کی عمر سے تجاوز کر چکا ہوں شاعر کا مطلب یہ ہے کہ شعراء مجھے چالیس سال کی عمر میں دھوکہ نہیں دے سکتے کیونکہ اس وقت تجربہ زیادہ ہوتا ہے عقل پوری ہوتی ہے۔

تشریح المفردات:

(حلّ) نازل ہونے کے معنی میں آتا ہے یعنی کسی جگہ اترنا (ارتحال) باب افتعال کا مصدر ہے منتقل ہونا، کوچ کرنا (یُبقی) باب افعال سے واحد مذکر مضارع معروف کا صیغہ ہے۔ القاء کے صلہ میں جب علیٰ آجائے تو رحم اور مہربانی کرنے کے معنی میں آتا ہے ابقی علیہ یعنی اس پر رحم کیا (لایقی) نفی فعل مضارع معروف کا صیغہ ہے وقی یقی وقایۃ ضرب یضرب کے باب سے حفاظت کے معنی میں ہے (یبقی، یقینی) دونوں میں ضمیر دھر (زمانہ) کی طرف راجع ہے (تبتغی) باب افتعال سے طلب کے معنی میں ہے۔ چونکہ اس سے پہلے (ما) موصولہ ہے اور صلہ میں ضمیر ہونی چاہیے جو لوٹتی ہو موصول کی طرف اس لئے یہاں وہ ضمیر محذوف ہے ای تبتغیہ، (جاوزت) باب مفاعلہ سے تعدّی (تجاوز) کے معنی میں آتا ہے۔

ترکیب:

(ہمزہ) استفہامیہ (کل الدھر) مضاف مضاف الیہ ظرف ہو کر خبر مقدم (حلّ وارتحال) معطوف علیہ معطوف ہو کر مبتدا مؤخر (اما) حرف استفتاح اصل میں ہمزہ استفہامیہ ہے ما حرف نفی ہے (یبقی) فعل بافاعل

(علی) جار مجرور متعلق ہوا یبقی کے ساتھ معطوف علیہ (و) حرف عطف (لا) زائد ہے نفی کو مؤکد کرنے کے لئے آیا ہے (یقینی) فعل با فاعل ومفعول معطوف (ما) اسم استفہام مبتدا ہے (ذا) اسم موصول الذی کے معنی میں ہے (تبتغی) فعل (الشعراء) فاعل (منی) جار مجرور متعلق ہوا منی کے ساتھ (تبتغی) سارا جملہ خبر یہ ہو کر صلہ ہوا، موصول با صلہ خبر ہوا۔ (جاوزت) فعل با فاعل (حد الاربعین) مضاف مضاف الیہ مفعول بہ۔

محل استشہاد:

(الاربعین) ہے یہاں نون مکسور آیا ہے حالانکہ مفتوح ہونا چاہیے تھا۔

تثنیہ کا نون مکسور ہوتا ہے:

نون تثنیہ اور اس کے ملحقات کا حق یہ ہے کہ وہ مکسور ہو اور اس کا مفتوح ہونا اس کے اندر ایک لغت ہے۔
اور اسی سے شاعر کا یہ قول ہے۔

عَلٰی اَحْوذِیَّیْنَ اسْتَقَلَّتْ عَشِیَّة
فَمَا هِیَ اِلَّا لَمْحَةٌ وَتَغِیْبُ

ترجمہ: دونوں پروں پر قطا نامی پرندہ اڑا شام کے وقت۔ پس اس کے دیکھنے کا زمانہ نہیں ہوتا ہے مگر ایک لمحہ اور پھر غائب ہوتا ہے۔

تشریح المفردات:

(الاحوذیین) تثنیہ کی حالت جری ہے (الاحوذی) اس کا مفرد ہے، خفیف (ہلکا) سریع (تیز دوڑ والا) اور ہر کام میں چست والے کو بھی کہتے ہیں یہاں مراد قطا نامی پرندے کے دو پر مراد ہیں (قطاۃ) کبوتر کے برابر ایک ریگستانی پرندہ ہے جو ہلکا پھلکا اور جانے میں تیز ہوتا ہے) (استقلت) ارتفعت اور طارت کے معنی میں ہے یعنی بلند ہوا اور اڑا (عشیۃ) زوال سے مغرب تک کے وقت کو کہتے ہیں (فماھی) یہاں دو مضاف محذوف ہیں اصل عبارت ہے فما مسافۃ رؤیتھا یا فما زمان رویتھا (لمحۃ) آنکھ کا کسی چیز کو جلدی سے دیکھ لینا، (تغیب) مؤنث کی ضمیر قطاۃ (پرندے) کی طرف راجع ہے۔

ترکیب:

(علیٰ احوذیین) جار مجرور متعلق ہوا استقلت کے ساتھ (استقلت) فعل ،ضمی ھی ضمیر مستتر اس کیلئے فاعل، (عشیۃ) منصوب بنا بر ظرفیت (ما) نافیہ (ھی) مبتدا (الا حرف اسثناء ملغی عن العمل لصحۃ خبر (تغیب) ماقبل پر عطف ہے۔یہاں جملہ فعلیہ کا عطف ہوا ہے جملہ اسمیہ پر' جملہ فعلیہ کا عطف اسمیہ پر صحیح ہے یا نہیں؟

اس بارے میں تین اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ مطلقا جائز ہے دوسرا قول یہ ہے کہ مطلقا نا جائز ہے، تیسرا قول ابو یعلی کا ہے کہ حرف عاطف اگر واؤ ہو تو پھر جائز ہے)

محل استشہاد:

(احوذیین) ہے نون تثنیہ مکسور ہونا چاہیے ۔یہاں لغۃً مفتوح ہے۔

شارح فرماتے ہیں کہ مصنف علیہ الرحمۃ کے کلام کا ظاہر تو یہ ہے کہ جس طرح نون جمع مذکر سالم کا مکسور ہونا قلیل ہے اسی طرح تثنیہ کے نون کا مفتوح ہونا قلیل ہے لیکن حقیقت کے اعتبار سے جمع میں نون کا مکسور ہونا شاذ ہے اور تثنیہ میں نون کا مفتوح ہونا ایک لغت ہے جس طرح کہ پہلے ذکر ہوا۔

اب رہی یہ بات ہے کہ تثنیہ میں یاء کی صورت میں صرف نون مفتوح آتا ہے یا الف کیساتھ بھی آسکتا ہے اس میں دو قول ہیں مصنف کے کلام کے ظاہر سے دوسرا قول ہوتا ہے۔تثنیہ میں الف کے ساتھ نون کے مفتوح ہونے پر شاعر کا یہ قول ہے۔

اعرف منها الجِيد وَالعينانَا

وَمَنْخِرَيْنِ اَشْبها ظبيانَا

ترجمہ: میں سلمٰی کی گردن اور آنکھوں کو جانتا ہوں، اور اس کے نتھنوں کو جو ظبیان نامی آدمی کے کے نتھنوں کے مشابہ ہیں۔

تشریح المفردات:

(اعرف) واحد متکلم کا صیغہ ہے ضرب یضرب سے (منھا) میں ھا مؤنث کی ضمیر سلمٰی نامی عورت کی طرف راجع ہے۔(الجید) گردن کو کہتے ہیں اس کی جمع اجیاد، جیود آتی ہے (عینانا) عین کا تثنیہ ہے آنکھ کو کہتے ہیں الف اشباعی ہے۔(منخرین) تثنیہ ہے منخر کا منخر میں میم اور خاء کا فتحہ بھی جائز ہے۔اور دونوں پر کسرہ بھی جائز

ہے اور دونوں پر ضمہ بھی، اور میم کا فتحہ اور خاء کا کسرہ بھی جائز ہے، البتہ میم کا کسرہ ہو اور خاء پر زبر ہو تو یہ عرب سے مسموع نہیں ہے۔ اور بنی طی کی لغت میں منخور بھی پڑھا جاتا ہے جیسا کہ عصفور ہے ناک کے سوراخ کو کہتے ہیں جس کو اردو میں نتھنا کہا جاتا ہے۔ خود ناک پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اگر چہ اصل کے اعتبار سے اس آواز کو کہتے ہیں جو ناک سے نکلے ہو (ظبیانا) الف اشباعی ہے، ہروی رحمہ اللہ تعالیٰ اور دمامینی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ظبی (ہرن) کا تثنیہ ہے اور عینی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ آدمی کا نام ہے اور یہی صحیح ہے۔ یہاں سلمٰی کے منخرین کی مشابہت ظبیان کے منخرین کے ساتھ قبح میں ہے یا خوبصورتی میں، اس کے اندر دو قول ہیں صحیح قول کے مطابق یہاں مشابہت قباحت میں ہے قرینہ یہ ہے کہ باقی قصیدہ میں شاعر نے سلمٰی کی مذمت کی ہے۔

ترکیب:

(اعرف) فعل فاعل (منها) جار مجرور متعلق ہوا (اعرف) کے ساتھ الجید مفعول بہ (العینانا) یا تو الجید پر عطف ہے ان حضرات کے بقول جو تثنیہ میں تینوں حالتوں میں الف کے قائل ہیں، تو یہاں فتحہ تقدیری ہوگا تعذر کی وجہ سے اس کا ظہور ممتنع ہے، اور بعض کے نزدیک (العینانا) حالت رفعی میں ہے مبتدا واقع ہے اور خبر اس کی محذوف ہے جو کذالک ہے (ومنخرین) عطف ہے (الجید) پر ترکیب میں موصوف واقع ہے (اشبها) فعل فاعل (ظبیانا) مضاف الیہ ہے اور مضاف محذوف ہے اصل میں تھا اشبها منخری ظبیانا، مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ ہوا اشبها کے لئے، اشبها فعل با فاعل ومفعول صفت ہوا موصوف کیلئے، موصوف باصفت معطوف ہوا (الجید) پر، معطوف علیہ معطوف مل کر مفعول بہ ہوا اعرف کیلئے۔

محل استشہاد:

(العینانا) ہے یہاں الف کے ساتھ نون تثنیہ پر فتح آیا ہے۔

بعض حضرات (ابن ھشام رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ) نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ یہ شعر مصنوعی ہے لہٰذا اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں۔ وجہ اعتراض یہ ہے کہ یہاں ایک ہی شعر میں شاعر نے عرب کی دو مختلف لغتیں ذکر کی ہیں اس لئے کہ ایک جگہ (العینانا) حالت نصبی میں الف کے ساتھ اور اسی شعر ہی میں دوسری جگہ حالت نصبی میں یاء کے ساتھ (منخرین) کو ذکر کیا ہے اور صحیح عربی شاعر اس طرح نہیں کرتا اس طرح تو وہ کرتا ہے جو ابھی عربی سیکھ رہا ہو۔ لیکن اس کے دو جواب دیئے گئے ہیں۔

۱۔۔۔۔۔اوّل یہ کہ ابوزید رحمہ اللہ نے ان ابیات کو ذکر کر کے ان کا نسبت ضبۃ کے ایک آدمی کی طرف کی ہے اور ابوزید ثقہ آدمی ہے سیبویہ رحمہ اللہ خود ان کو اپنی کتاب میں ثقہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

۲۔۔۔دوسرا یہ کہ ابوزید کے نوادر میں یہ روایت:

"ومنخران اشبها ظبیانا"

کے ساتھ آئی ہے تو اس روایت کے مطابق شاعر نے ایک ہی لغت سے تعبیر کی ہے۔

فائدہ:۔۔۔۔۔تثنیہ اور جمع کا نون کا متحرک ہونا التقاء ساکنین سے بچنے کی غرض سے ہے، تمیز کیلئے ایک کو مفتوح اور دوسرے کو مکسور کر دیا البتہ جمع میں نون کو اس لئے مفتوح کر دیا گیا کہ جمع عدد کثیر پر دلالت کرتا ہے جس میں ثقل ہے اسلئے اس کو فتحہ اخف الحرکات دیا گیا اور تثنیہ خفیف ہے اس وجہ سے اس کو ثقیل حرکت دی گئی۔

وَمَا بِتَا وَأَلِفٍ قَدْ جُمِعَا

يُكْسَرُ فِي الْجَرِّ وَالنَّصْبِ مَعَا

ترجمہ:۔۔۔۔۔جو تاء اور الف کے ساتھ جمع ہو، وہاں حالت جری اور نصبی دونوں میں کسرہ دیا جائے گا۔

ترکیب:

(واو) استینافیہ (ما) موصولہ (بتا والف) جار مجرور (قد) حرف تحقیق (جمع) ماضی مجہول (الف اشباعی ہے) (یکسر) جار مجرور (فی الجر والنصب) جار مجرور متعلق ہوا یکسر کے ساتھ معًا حال ہے۔

لمّا فرغ من الكلام على الذى تنوب فيه الحروف عن الحركات شرع فى ذكر مانابت فيه حركة عن حركة، وهو قسمان؛ أحدهما: جمع المؤنث السالم، نحو: مسلمات، وقيدناب ((السالم)) احترازًا عن جمع التكسير، وهو: مالم يسلم فيه بناء واحده، نحو: هنود، وأشار إليه المصنف –رحمه الله تعالى!– بقوله: ((ومابتا وألف قدجمعا)) أى جمع بالألف والتاء المزيدتين، فخرج نحو: قضاة؛ فإنّ ألفه غير زائدة، بل هى منقلبة عن أصل وهو الياء؛ لأن أصله قضية، ونحو أبيات؛ فإن تاءه أصلية، والمراد (منه) ماكانت الألف والتاء سببا فى دلالته على الجمع، نحو: ((هندات))؛ فاحترز بذلك عن نحو: ((قضاة، وأبيات))؛ فإن كل واحد منهاجمع ملتبس بالألف والتاء، وليس مما نحن فيه؛ لأن دلالة كل واحد منهما على الجمع ليس بالألف والتاء وإنما هو بالصيغة، فاندفع بهذا التقرير الاعتراض على المصنف

بمثل: ((قصلة، وأبيات)) وعلم أنه لاحاجة إلى أن يقول :بألف وتاء مزيدتين ؛فالباء في قوله: ((بتا)) متعلقة بقوله: ((جمع))

وحكم هذا الجمع أن يرفع بالضمة، وينصب ويجر بالكسرة، نحو: جاء نى هندات، ورأيت هندات، ومررت بهندات)) فنابت فيه الكسرة عن الفتحة، وزعم بعضهم أنه مبنى فى حالة النصب، وهو فاسد؛ إذلا موجوب لبنائه.

ترجمہ وتشریح:............جمع مؤنث سالم کا اعراب:

قبل اس کے کہ شارح رحمہ اللہ کی عبارت کی وضاحت کی جائے تمہید کے طور پر یہ جاننا ضروری ہے کہ آٹھ جگہوں میں جمع مؤنث سالم قیاسی ہوتا ہے۔

۱:......اعلام مؤنثہ میں جیسے :سَافرتِ المريَماتُ، غَادَتِ الزّينباتُ

۲:......جس کے آخر میں تاء ہو جیسے :نَمَتِ الشّجراتُ، تمزّقت الورقاتُ

۳:...جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے کبریٰ سے کبریاتٌ، صغریٰ سے صغریاتٌ

۴:...جس کے آخر میں الف ممدوہ ہو جیسے : كشف بعض الصحروات

۵: ...غیر ذوی العقول مصغّر کے صیغوں میں جیسے :فَاضَتِ النهيرات

۶: ...غیر ذوی العقول کی صفت ہو جیسے :هذه جبال شَامخات

۷: ...اس خماسی میں جس کی جمع تکسیر عرب سے مسموع نہ ہو جیسے :نُصبتِ السّرادقاتُ، كثرت الحمامات

۸:..... غیر ذوی العقول میں سے جس کے شروع ابن یاذو ہو جیسے :إختبأت بناتُ آوى (جمع ہے ابن آویٰ کی، گیدڑ کی کنیت ہے) مرّتْ ذواتُ القعدة ان کے علاوہ جو جمع ہیں تو وہ سماع پر مقصور ہیں جن میں سے سجلات، امّهات، شمالات ہیں جو سجلّ امّ شمال کی جمع ہیں۔ اور کچھ اسماء ایسے ہیں جو جمع مؤنث سالم کیساتھ ملحق ہیں (جس کی تفصیل آگے آئی گی)

اس کے بعد اب اصل شرح کی طرف دیکھیں۔

اس سے پہلے مصنف علیہ الرحمۃ نے اس اعراب کا ذکر کیا جہاں حروف حرکات کی جگہ آتے ہیں اب ان جگہوں کو ذکر کر رہے ہیں جہاں ایک حرکت دوسری حرکت کی جگہ آتی ہے، اور پھر اس کی دو قسمیں ہیں (۱) ایک جمع مؤنث سالم ہے جیسے مُسلمات شارح فرماتے ہیں کہ ہم نے سالم کی قید لگا کر جمع مکسّر سے احتراز کیا اور جمع مکسر اس کو کہتے ہیں جس میں

واحد کی بناء سلامت نہ ہو جیسے ھنود ہے (ھند اس کا مفرد ہے عورت کا نام ہے) وَمَابِتَاوَ الفٍ قدجمعًا کے ذریعہ سے مصنف علیہ الرحمۃ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جمع مؤنث سالم اس کو کہتے ہیں جس کو جمع کیا جائے ایسے الف اور تاء کے ساتھ جو کہ زائد ہوں:

اس تعریف سے قضاۃ نکل گیا اس لئے کہ اس کا الف زائد نہیں بلکہ یہ اصل (ی) سے بدل ہو کر آیا ہے اس لئے کہ قضاۃ اصل میں قضیۃ تھا یقال یباع کے قانون کے تحت ی کی حرکت ماقبل کو دے کر (ی) کو الف سے تبدیل کر دیا اور اسی طرح ابیات بھی نکل گیا اس لئے کہ اس کی تاء اصلی ہے اس لئے اس کا مفرد بیتٌ ہے۔

نیز مراد اس جمع سے وہ جمع ہے جہاں الف اور تاء ہی جمع پر دلالت کرنے کا سبب ہو جیسے ھندات، اس سے احتراز کیا قضاۃ۔ ابیات جیسی جمعوں سے، اسلئے کہ ان کے ساتھ بھی الف اور تاء ہے لیکن جمع مؤنث سالم کے قبیل سے نہیں ہے اس لئے کہ یہاں ان دونوں کا جمع پر دلالت کرنا الف اور تاء کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ جمع تکسیر کے صیغہ ہونے کی بناء پر ہے اس لئے کہ قضاۃٌ فعلۃٌ کے وزن پر ہے اور ابیاتٌ افعالٌ کے وزن پر ہے اور فعلۃٌ افعالٌ جمع مکسر کے اوزان ہیں ان کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ نصبی میں فتحہ اور جری میں کسرہ ہے۔

مصنف علیہ الرحمۃ کا قول (بتا) جمع کے ساتھ متعلق ہے یعنی جمع مؤنث سالم اس کو کہتے ہیں جس کو الف اور تاء کے ساتھ جمع کیا جائے تو اس تعریف سے مصنف علیہ الرحمۃ پر قضاۃ اور ابیات والا اعتراض ختم ہو گیا (کہ قضاۃ اور ابیات میں بھی الف اور تاء ہے حالانکہ جمع مؤنث سالم نہیں) کیونکہ قضاۃ میں الف اور ابیات میں تاء، زائد نہیں ہیں اور معلوم ہوا کہ (بالف وتاء مزیدتین) کو مستقل ذکر کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

جمع مؤنث سالم کا حکم یہ ہے کہ حالت رفعی میں ضمہ ہوگا اور نصبی اور جری میں کسرہ ہے۔

واضح رہے کہ جمع مؤنث سالم میں نصب جر کے تابع ہے اسلئے کہ جمع مؤنث سالم فرع ہے جمع مذکر سالم کی اور جمع مذکر سالم میں نصب جر کے تابع ہے لہذا اس کی فرع میں بھی ایسا کیا گیا تا کہ فرع کی زیادتی اصل پر لازم نہ آئے۔

باقی رہا یہ اعتراض کہ فرع کی زیادتی اصل پر تو اب بھی یہاں آتی ہے اس وجہ سے کہ جمع مذکر سالم اصل ہے اور اس کو اعراب بالحرف دیا اور اعراب بالحرف بنسبت اعراب بالحرکۃ کے فرع ہے۔ اور جمع مؤنث سالم فرع ہے اور اس کو اعراب بالحرکۃ (جو کہ اصل ہے) دیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر چہ اعراب بالحرکت اصل ہے بنسبت اعراب بالحرف کے لیکن یہ مفردات میں ہے، جمع کے اندر اعراب بالحرکۃ بمنزلۃ اعراب بالحرف کے ہے مفرد میں۔ لہذا فرع کی زیادتی اصل پر نہیں ہے۔

كَــذا أُولاتُ والـــذي اسـمًـــا قَــدْ جُـعِـــلْ
كـــأذرعـــاتٍ فيـــه ذا ايـضًـــا قُبِـــلْ

ترجمہ: اسی طرح اولات بھی ہے اور جس کو نام بنایا گیا جیسے اذرعات اس میں وہ قبول ہے یعنی اس میں بھی جمع مؤنث سالم کا اعراب قبول ہے۔

ترکیب:

(کــذا) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر مقدم اولاتُ مبتدا مؤخر۔(واو) استینافیہ (الــذی) اسم موصول (اسمًا) بعد والے فعل (جُعل) کے لئے مفعول ثانی (جُعل) میں ضمیر مستتر ہو نائب فاعل (جو کہ مفعول بہ اول ہے) فعل اپنے مفعولین سے مل کر صلہ ہوا موصول کیلئے موصول صلہ سے مل کر مبتدا۔(کاذرعات) جار مجرور خبر مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ ہو کر پھر مبتدا (فیه) جار مجرور (قبل) کے ساتھ متعلق ہوا (ذا) مبتدا ایـضًـا مفعول مطلق آض فعل کیلئے (قبل) فعل مجہول با نائب فاعل خبر ہوا مبتدا کیلئے، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ ہو کر پھر خبر ہوا مبتدا کیلئے۔

(ش) أشار بقوله: ((كذا أولات)) إلى أن ((أولات)) تجرى مجرى جمع المؤنث السالم في أنها تنصب بالكسرة، وليست بجمع مؤنث سالم، بل هي ملحقة به، وذلك لأنها لا مفرد لها من لفظها.

ثم أشار بقوله: ((والذى اسما قد جعل)) إلى أن ما سُمى به من هذا الجمع والملحق به، نحو: ((أذرعات)) ينصب بالكسرة كما كان قبل التسمية به، ولا يحذف منه التنوين، نحو: ((هذه أذرعاتٌ، ورأيت أذرعات، ومررت بأذرعات، هذا هو المذهب الصحيح، وفيه مذهبان آخران؛ أحدهما: أنه يرفع بالضمة، وينصب ويجر بالكسرة، ويزال منه التنوين، نحو: ((هذه أذرعات، ورأيت أذرعات، ومررت بأذرعات)) والثاني: أنه يرفع بالضمة، وينصب ويجر بالفتحة، ويحذف منه التنوين، نحو: ((هذه أذرعات، ورأيت أذرعات، ومررت بأذرعات))، ويروى قوله:

١٢ - تَـنَـوَّرتهـا مِـنْ أَذْرِعَـاتٍ، وأهْـلُهَـا
بيثـرب، أدنـى دارِهَــا نَـظَـرٌ عَـالِـي

بكسر التاء منونة كالمذهب الأول، وبكسرها بلا تنوين كالمذهب الثاني، وبفتحها بلا تنوين كالمذهب الثالث.

ترجمہ وتشریح:.........جمع مؤنث سالم کے ملحقات کا اعراب:

مصنف علیہ الرحمۃ نے اس سے پہلے جمع مؤنث سالم کی تعریف اور اس کا اعراب ذکر کیا اب (کــذا اولات) کے ذریعہ اس بات کی طرف اشارہ کررہے ہیں کہ اولات جمع مؤنث سالم کی طرح ہے یعنی اس کو بھی حالت نصبی میں کسرہ دیا جاتا ہے اور یہ جمع مؤنث سالم نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ملحق ہے اس لئے کہ جمع مؤنث سالم کیلئے اس کے لفظ سے مفرد ہوتا ہے اور اولات کیلئے مفرد من لفظہ نہیں ہے ہاں معنی کے اعتبار سے مفرد ہے جو کہ ذات ہے جس طرح مذکر میں اُولُو آتا ہے اسی طرح جمع مؤنث میں اُولات آتا ہے۔

والذی اسماًقدجعل الخ :۔ سے مصنف علیہ الرحمۃ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ جمع مؤنث سالم یا اس کے ملحقات کو جس طرح کسی کے نام رکھنے سے پہلے کا اعراب دیا جاتا ہے اس طرح اگر یہ کسی چیز کا نام رکھا جائے پھر بھی اس میں یہی اعراب چلے گا مثلاً اذرعــات اصل میں اذرعة کی جمع ہے اور اذرعة ذراع کی جمع ہے (گز کو کہتے ہیں) پھر شام میں ایک گاؤں کا نام پڑ گیا تو اذرعــات میں تسمیہ سے پہلے بھی اور بعد میں بھی جمع مؤنث سالم کا اعراب جاری ہوگا اور تنوین اس سے حذف نہیں ہوگی جیسے: **هذه اذرعاتٌ، رأیتُ اذرعاتٍ، مررتُ باذرعاتٍ**۔ اور یہی مذہب صحیح ہے۔

یہاں دو مذہب اور ہیں ایک یہ کہ حالت رفعی میں ضمہ اور نصبی جری میں کسرہ تو ہوگا لیکن تنوین حذف کردی جائے گی جیسے **هذه اذرعاتُ رایت اذرعاتِ مررتُ باذرعاتِ**۔

دوسرا مذہب یہ ہے کہ حالت رفعی میں ضمہ اور نصبی جری میں فتحہ ہوگا اور تنوین حذف کردی جائے گی جیسے **هذه اذرعاتُ، رایت اذرعاتَ، مررت باذرعاتَ**۔

واضح رہے کہ جو حضرات حالت رفعی میں ضمہ اور نصبی جری میں کسرہ اور تنوین کے قائل ہیں ان کا مذہب اس پر مبنی ہے کہ انہوں نے اذرعــات میں پہلی حالت کا اعتبار کیا ہے یعنی نام رکھنے سے پہلے کے وقت کا، لہٰذا جمع مؤنث سالم کا جو اعراب تھا وہی اعراب یہاں بھی چلے گا البتہ ان پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ یہاں اذرعــات میں تانیث اور علمیت ہے تو تنوین حذف ہونی چاہیے اس کا جواب یہ اس طرح دیتے ہیں کہ غیر منصرف کے وقت جس تنوین کو حذف کیا جاتا ہے وہ تنوین تمکن ہے اور تنوین جو اذرعات اور اس طرح دیگر جمع مؤنث سالم میں ہے وہ تنوین مقابلہ ہے (جس کی تفصیل پہلے گذر چکی) اس لئے کہ یہ جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلہ میں ہے اور جن حضرات کا مسلک حالت رفعی میں ضمہ اور نصبی جری میں کسرہ اور حذف تنوین کے ساتھ ہے ان کے ہاں یہ اعراب اس لئے ہے کہ اذرعــات میں دو چیزیں ہیں ایک یہ کہ یہ جمع ہے اصل کے اعتبار سے۔ (۲) دوم یہ کہ یہ مؤنث کا علم ہے تو انہوں نے دونوں کا لحاظ کیا اس اعتبار سے کہ جمع ہے

...ہوں نے جمع کا اعراب دیکر حالت نصبی میں کسرہ دیا اور اس اعتبار سے کہ مؤنث کا علم ہے اس کی تنوین کو حذف کیا کیونکہ ...نیث، اور علمیت سے غیر منصرف ہو جائے گا اور غیر منصرف پر تنوین نہیں آتی۔

(۳) تیسرا مسلک حالت رفعی میں ضمہ اور نصبی جری میں فتحہ ہے یہ بناء ہے اس پر کہ ان حضرات نے موجودہ ...الت کا اعتبار کیا اور اذرعات کی موجودہ حالت یہ ہے کہ یہ مؤنث کیلئے علم ہے تو اس میں دو اسباب غیر منصرف کے پائے ...ے علمیت اور تانیث۔ اور غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین نہیں آتے لہٰذا حالت نصبی جری دونوں میں کسرہ کی جگہ کو فتحہ لایا۔ ...ور شاعر کا یہ قول بھی اسی قبیل سے مروی ہے۔

تَـنـوّرتُهـا مِـنْ اَذرعـاتٍ وَاهـلُهـا
يثـربَ ادنـىٰ دارِهَـا نـظـرٌ عـالـى

ترجمہ:... میں نے اپنی محبوبہ کو دور سے دیکھا اذرعات نامی جگہ سے حالانکہ اس کا اھل (محبوبہ سمیت) یثرب میں تھا اور اس کے گھر کے قریب کو دیکھنا اونچی نظر ہے (خود اس گھر کو دیکھنا تو اور بھی اونچی نظر ہے اور خود محبوبہ کو دیکھنا تو اور بھی بڑھ کر)

...شریح المفردات:

(تنورتُ) باب تفعل سے واحد متکلم کا صیغہ ہے (تنوّر) لغت کے اعتبار سے اصل میں دور سے دیکھنے کو کہتے ہیں ...یہاں محبوبہ کو دور سے دیکھنا مراد ہے۔ حقیقی دیکھنا مراد نہیں ہے کیونکہ اذرعـــات سے مدینہ کیسے نظر آئے گا البتہ محض خیال ...تصور ہے۔ (اذرعات) شام کے اطراف میں ایک شہر کا نام ہے (یثرب) نبی اکرم ﷺ کے محبوب ترین شہر مدینہ کا نام ...عمالقہ کے یثرب بن عمیل بن مہلائیل بن عوض بن عملاق بن لاوذ بن ارم نامی بندہ نے چونکہ اس کو بنایا تھا اس وجہ سے ...ثرب نام پڑ گیا، نبی اکرم ﷺ نے مدینہ کو یثرب کے نام سے پکارنے سے منع کیا اس لئے کہ یثرب تثریب سے ہے جو ...حرج کے معنی میں ہے۔ (لا تثریب علیکم الیوم) میں بھی حرج مراد ہے' قرآن کریم میں یا اھل یثرب منافقوں کی ...ت کو حکایۃً نقل کیا ہے، علمیت اور تانیث معنوی کی وجہ سے غیر منصرف ہے، (ادنی) اقرب کے معنی میں ہے (ھا) ضمائر ...محبوبہ کی طرف راجع ہیں (عالی) اصل میں عـالوٌ تھا تعلیل کے بعد عالٍ ہوا (ی) یہاں ضرورت شعری کی وجہ سے آئی ...ہے۔ (ادنی دارھا نظر عالی) یہاں (ادنیٰ دارھا) مبتدا ہے اور نظر عالی خبر ہے اور عبارت میں مضاف حذف ...ہے مبتداء سے جیسے نظر ادنیٰ دارھا نظر عالی اور یا خبر سے جیسے: ادنی دارھا ذو نظر عالی' دونوں صحیح ہیں۔

ترکیب:

(تنورتها) فعل بافاعل ومفعول بہ (من اذرعات) جارمجرور کے ساتھ متعلق ہوا، (واؤ) حالیہ (اھلھا) مضاف مضاف الیہ مبتدا (یثرب) محذوف کے ساتھ متعلق ہوکر خبر۔ (نظرادنی دارھا) مضاف مضاف الیہ مبتدا، (نظر عالی) موصوف صفت خبر۔

محل استشہاد:

(اذرعات) ہے یہ اصل کے اعتبار سے جمع ہے لیکن پھر شہر کا نام پڑ گیا اس میں تینوں اعراب جاری ہوسکتے ہیں (جن کی تفصیل وجہ سمیت پہلے گذر گئی)

وَجُرَّ بِالْفَتْحَةِ مَالَا يَنْصَرِفْ
مَا لَمْ يُضَفْ اَوْيَكُ بَعْدَ اَلْ رَدِفْ

ترجمہ: ....غیرمنصرف کو فتحہ کے ذریعہ جر دیں، جب تک مضاف نہ ہوں یا الف لام کے بعد واقع نہ ہوں۔

ترکیب:

(جرّ) فعل امر ضمیر انت مستتر اس کیلئے فاعل (بالفتحۃ) جارمجرور متعلق ہوا (جر کے ساتھ (ما) موصول (لاینصرف) فعل بافاعل صلہ ہوا۔ موصول صلہ ملکر مفعول بہ۔ (ما) مصدریہ ظرفیہ (لم یضف) فعل مجہول با نائب فاعل معطوف علیہ (او) حرف عطف (یک) (اصل میں یکن تھا نون کو تخفیف کی وجہ سے حذف کیا) (ھو) ضمیر مستتر اس کیلئے اسم (بعد ال ردف) خبر۔

(ش) اشار ھذا البیت إلی القسم الثانی مِمَّاناب فیہ حرکۃ عن حرکۃ، وھو الاسم الذی لاینصرف وحکمہ أنہ یرفع بالضمۃ، نحو: ((جاء أحمد)) وینصب بالفتحۃ، نحو: ((رأیت أحمد)) ویجر بالفتحۃ أیضا، نحو: مررت بأحمد))، فنابت الفتحۃ عن الکسرۃ. ھذا إذا لم یضف أویقع بعد الألف واللام؛ فإن اضیف جر بالکسرۃ، نحو: ((مررت بأحمدکم)) وکذا إذا دخلہ الألف واللام، نحو ((مررت بالأحمد)) فإنہ یُجَرُّ بالکسرۃ.

ترجمہ وتشریح: ....غیرمنصرف کا اعراب اوراس کی وجہ:

مصنف علیہ الرحمۃ نے اس شعر کے ذریعہ قسم ثانی کی طرف اشارہ کیا جہاں ایک حرکت دوسری حرکت کی جگہ آ

ہے اوراس کا نام غیر منصرف ہے، غیر منصرف اس کو کہتے ہیں جس میں دو سبب یا ایک سبب قائم مقام دو کے پایا جائے اسباب منع صرف نو ہیں عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، وزن فعل، الف ونون زائدتان۔

غیر منصرف کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ اور نصبی جری میں کسرہ کے ساتھ ہوتا ہے جیسے: جاء احمدُ رایتُ احمدَ مَررْتُ بِاحمدَ یہاں جر نصب کے تابع ہے یہی وجہ ہے کہ ہدایۃ النحو، کافیہ اور دیگر کتابوں میں غیر منصرف کا حکم یہ بتایا جاتا ہے کہ غیر منصرف پر کسرہ نہیں آتا اور تنوین بھی نہیں آتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غیر منصرف اس لحاظ سے فعل کے ساتھ مشابہ ہے کہ دو باتوں کی وجہ سے فرع ہے ایک یہ کہ وہ فاعل کا محتاج ہے اور محتاج محتاج الیہ کا فرع ہوتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ فعل مصدر سے مشتق ہے اور مشتق، مشتق منہ کا فرع ہوتا ہے۔ اور غیر منصرف میں بھی دو سبب موجود ہیں اور ہر سبب میں فرع ہونا پایا جاتا ہے مثلاً عدل فرع ہے معدول عنہ کی" وصف فرع ہے ذات کی تانیث فرع ہے تذکیر کی معرفہ فرع ہے نکرہ کی، عجمہ عربی کی، ترکیب افراد کی، الف نون زائدتان فرع ہے اس کی جس پر یہ زائد ہیں۔ وزن فعل فرع ہے وزن اسم کی، اور فعل پر کسرہ اور تنوین نہیں آتے تو غیر منصرف چونکہ مذکورہ بالا طریقہ سے فعل کے ساتھ مشابہ ہے لہٰذا اس پر بھی کسرہ اور تنوین نہیں آئینگے، مصنف علیہ الرحمۃ نے دو صورتیں اس سے مستثنیٰ کی ہیں وہ یہ کہ غیر منصرف جب مضاف ہو یا الف لام کے بعد واقع ہو تو اس صورت میں حالت جری میں کسرہ دیا جاتا ہے جیسے: مررتُ باحمدکم اور مررتُ بالاحمد۔

واجْعَلْ لِنَحْوِ يَفْعَلانِ النّونا
رَفْعًا وتَدْعينَ وَتَسْألُونا
وَحذفُها للجزمِ والنصبِ سِمَة
كَلَمْ تَكُونِي لِتَرُومِي مَظْلَمَة

ترجمہ: اور یفعلان تدعین تسالون جیسوں کیلئے نون حالت رفعی میں مقرر کردو، اور نون کا حذف کرنا حالت جزمی اور نصبی کیلئے علامت ہے جیسے یہ قول لم تکونی لترومی مظلمة۔ (تم نہیں ہو کہ قصد کرتی ظلم کا یہاں لم تکونی اور لترومی میں نون حذف ہوا ہے)

ترکیب:

(اجعل) فعل امر (النونا) مفعول بہ (ل) جار نحو مضاف (یفعلان) فعل فاعل، معطوف علیہ (واو) حرف عطف تدعین تسالون معطوف، مضاف مضاف الیہ مجرور ہوا جار کا۔ (رفعا) منصوب بنزع الخافض (حذفها) مضاف

مضاف الیہ مبتدا (سمة) خبر، للجزم والنصب جار مجرور متعلق ہو اسمة کے ساتھ۔ کلم تکوني، اي وذالک کائنٌ
کقولک لم تکوني لتر ومي مظلمة.

(ش) لما فرغ من الكلام على مايعرب من الأسماء بالنيابة شرع في ذكر مايعرب من الأفعال بالنيابة، وذلك الأمثلة الخمسة؛ فأشاربقوله: ((يفعلان)) إلى كل فعل اشتمل على ألف اثنين: سواء كان في أوله الياء، نحو: يضربان)) أو التاء، نحو: ((أنت تضربان)) وأشاربقوله وتدعين)) إلى كل فعل اتصل به ياء مخاطبة، نحو: ((أنت تضربين)) وأشار بقوله: وتسألون، إلى كل فعلاتصل به واو الجمع، نحو: ((أنتم تضربون)) سواء كان في أوّله التاء كمامثل، او الياء، نحو: ((الزيدون يضربون)).

فهذه الأمثلة الخمسة- وهي: يفعلان، وتفعلان، ويفعلون، وتفعلون، وتفعلين-ترفع بثبوت النون، وتنصب وتجزم بحذفها؛ فنابت النون فيه عن الحركة التي هي الضمة، نحو: ((الزيدان يفعلان)) فيفعلان: فعل مضارع مرفوع وعلامة رفعه ثبوت النون، وتنصب وتجزم بحذفها، نحو: الزيدان لن يقوما، ولم يخرجا)) فعلامة النصب والجزم سقوط النون من ((يقوما، ويخرجا، ومنه قوله تعالىٰ: (فإن لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار)

ترجمہ وتشریح:

مصنف علیہ الرحمۃ نے اس سے پہلے اسماء میں نیابۃً جاری ہونے والے اعراب کا ذکر کیا اب افعال میں نیابۃً جاری ہونے والے اعراب کا ذکر فرما رہے ہیں اور جہاں یہ اعراب جاری ہوتا ہے اس کی پانچ جگہیں ہیں۔ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے تین مثالوں میں ان کو جمع کیا ہے۔

(۱) یفعلان۔ اس سے مراد ہر وہ فعل ہے جو تثنیہ کے الف پر مشتمل ہو اور اس کے شروع میں یاء ہو جیسے یضربان اور یا شروع میں تاء ہو جیسے تضربان۔

(۲) تدعین۔ اس سے مراد ہر وہ فعل ہے جس کے ساتھ مخاطب مؤنث کی یاء متصل ہو جیسے: انت تضربین۔

(۳) تسالون۔ اس سے مراد ہر وہ فعل ہے جس کے ساتھ واوِ جمع متصل ہو جیسے انتم تضربون اور یا اس کے شروع میں یاء ہو جیسے یضربون تو ان میں حالت رفعی میں نون ثابت ہوگا اور حالت نصبی جزمی میں نون حذف ہوگا۔ مثلاً الزیدان یفعلان میں یفعلان فعل مضارع حالت رفع میں ہے اور علامت رفع یہاں نون کا ثابت ہونا ہے۔

اور الزیدان لن یقوما، لم یخرجا میں حالت نصبی جزمی نون کے حذف کے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ کے قول میں لم یفعلوا (حالت جزمی) لن تفعلوا (حالت نصبی) میں نون حذف ہو چکا ہے۔

وَسَمِّ معتلاً من الاسماء مَا
كالمصطفى والمرتقى مَكَارِمَا
فَالاوّلُ الاعرابُ فيه قُدِّرا
جميعُه وهو الذى قد قُصِرا
والثانِ منقوصٌ وَنَصْبُه ظَهَر
ورفعُه يُنوى كذا ايضًا يُجَرّ

ترجمہ: اور معتل نام رکھو اسماء میں اس کا، جو مصطفیٰ اور مرتقی کی طرح ہیں، پس پہلے اسم میں اعراب تقدیری ہے سب (رفعی نصبی جری) میں اور یہ وہی ہے جس کو اسم مقصور بنایا گیا ہے۔ اور دوسرا (مرتقی) اسم منقوص ہے اور اس کا نصب ظاہر ہے، اور اس کا رفع تقدیری ہوتا ہے اور اسی طرح جر بھی۔ مرتقی مکارما کا معنیٰ ہے بلند اخلاق پر چڑھنے والا یعنی بلند اخلاق والا، یہاں مقصود (مرتقی) کا ذکر ہے اسلئے کہ یہ اسم منقوص ہے اور (مکارما) ماقبل کی مناسبت کی وجہ سے ضرورت شعری کیلئے ہے۔

ترکیب:

(سَمِّ) فعل امر (انت) ضمیر مستتر اس کے لئے فاعل (معتلا) مفعول ثانی مقدم (من الاسماء) جار مجرور متعلق ہوا محذوف کے ساتھ (ما) موصول (کالمصطفیٰ الخ) جار مجرور متعلق محذوف کے ساتھ ہو کر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ سے مل کر مفعول بہ اوّل (الاوّل) مبتدا (الاعراب) مبتدا ثانی (فیہ) جار مجرور (قدّرا) کے ساتھ متعلق (قدّر) فعل ماضی مجہول (ھو) ضمیر اس کیلئے نائب فاعل (جمیعہ) مضاف مضاف الیہ تاکید ہے نائب فاعل کیلئے۔ فعل مجہول با نائب فاعل خبر ہوا مبتدا ثانی کیلئے۔ مبتدا ثانی با خبر جملہ اسمیہ ہو کر خبر ہوا مبتدا اوّل کیلئے۔ (الثانی) مبتدا (منقوص) خبر (نصبہ) مضاف مضاف الیہ مبتدا (ظھر) فعل با فاعل خبر (رفعہ) مضاف مضاف الیہ مبتدا (ینوی) مضارع مجہول با نائب فاعل خبر۔ (کذا) جار مجرور متعلق ہوا یجرُّ کے ساتھ۔ ایضًا ای آض ایضًا۔

(ش) شرع في ذكر اعراب المعتل من الأسماء والأفعال، فذكر أن ما كان مثل: ((المصطفى، والمرتقى)) يسمى معتلا، وأشار ((بالمصطفى)) إلى مافي آخره ألف لازمة قبلها فتحة، مثل ((عصا، ورحى)) وأشار ((بالمرتقى)) إلى ما في آخره ياء مكسور ماقبلها، نحو: ((القاضي، والداعي)).

ثم أشار إلى أن ما في آخره ألف مفتوح ما قبلها يقدر فيه جميع حركات الإعراب: الرفع، والنصب، والجرُّ، وأنه يسمى المقصور؛ فالمقصور هو: الاسم المعرب الذي في آخره ألف لازمة، فاحترز ب ((الاسم)) من الفعل، نحو: ألقاضي كما سيأتي، وب ((ملازمة)) من المثنى في حالة الرفع، نحو: اليدان؛ فإن ألفه لا تلزمه؛ إذ تقلب ياء في الجر والنصب، نحو: ((رأيت الزيدين))

وأشار بقوله: ((والثان منقوص)) إلى المرتقي؛ فالمنقوص هو الاسم المعرب الذي آخره ياء لازمة قبلها كسرة، نحو: المرتقي؛ فاحترز ب ((الاسم)) عن الفعل نحو: يرمي، وب ((المعرب)) عن المبني، نحو: الذي، وبقولنا ((قبلها كسرة)) عن التي قبلها سكون، نحو: ظبي ورمي؛ فهذا معتل جار مجرى الصحيح: في رفعه بالضمة، ونصبه بالفتحة وجره بالكسرة.

وحكم هذا المنقوص انه يظهر فيه النصب، نحو: رأيت القاضي))، وقال الله تعالىٰ: (ياقومنا أجيبوا داعي اللّٰه) ويقدر فيه الرفع والجر لثقلهما على الياء نحو ((جاء القاضي، ومررت بالقاضي))؛ فعلامة الرفع ضمة مقدرة على الياء، وعلامة الجر كسرة مقدرة على الياء .

وعلم مما ذكر أن الاسم لا يكون في آخره واو قبلها ضمة، نعم إن كان مبنيا وجد ذلك فيه، نحو: هو، ولم يوجد ذلك في المعرب إلا في الأسماء الستة في حالة الرفع نحو: ((جاء أبوه)) وأجاز ذلك الكوفيون في موضعين آخرين؛ أحدهما: ما سمي به من الفعل، نحو: يدعو ويغزو، والثاني: ما كان أعجميا، نحو سمندو، وقمندو.

ترجمہ وتشریح: .... معتل کا اعراب:

مصنف علیہ الرحمۃ نے یہاں اسماء اور افعال کے اندر معتل (جس کے فاءعین لام کلمہ کے مقابلہ میں حرف علت ہو) کے اعراب کا ذکر کر رہے ہیں اسم کی بحث شروع کرتے ہوئے مصنف نے دو مثالیں معتل کی دی ہیں۔

(۱) المصطفیٰ۔ اس سے مراد ہر وہ اسم معتل ہے جس کے آخر میں الف لازمی ہو اور ما قبل اس کا فتحہ ہو جیسے عصًا رحًی، واضح رہے کہ شارح نے الف مقصورہ کی مثال عصًا دی ہے یہاں بظاہر تنوین کی حالت میں جو الف نظر آ رہا ہے وہ رسم خط کی وجہ سے ہے حقیقت میں الف مقصورہ مقدر ہے جو اجتماع ساکنین کی وجہ سے محذوف ہو گیا ہے۔ اور اسی وجہ سے کہ الف یہاں تنکیر کی صورت میں رسم خط کی وجہ سے ہے پڑھا نہیں جاتا اور جب شروع میں الف لام ہو جیسے المعصیٰ تو یہ الف رسم خط کا نہیں بلکہ مقصورہ ہوگا اسی وجہ سے پڑھا جائے گا۔

(۲) المرتقی۔ اس سے مراد ہر وہ اسم معتل ہے جس کے آخر میں یاء ہو اور ما قبل اس کا مکسور ہو جیسے القاضی الداعی (عام کتابوں میں یہی مثالیں ذکر ہیں)

(۱) اسم مقصور کا اعراب اور اس کی وجہ:

مصنف نے اسم مقصور کے اعراب کا ذکر کیا کہ حالت رفعی نصبی جری تینوں میں اس کے اندر اعراب تقدیری ہوگا، اس کو الف مقصورہ اسی لئے کہتے ہیں کہ مقصورہ لغت میں بمعنی روکا گیا ہے اور الف مقصورہ بھی حرکات ثلثہ سے روکا گیا ہے یہاں اعراب کا لفظ میں متعذر ہونا اس وجہ سے ہے کہ اس کے آخر میں الف ہے اور الف پر حرکت نہیں آتی ورنہ اس پر اگر حرکت آ جائے تو ہمزہ ہو جائے گا اور الف نہ رہے گا جو کہ مقصود کے خلاف ہے۔

اسم مقصورہ کی تعریف:

شارح نے الف مقصورہ کی تعریف ان الفاظ سے کی ہے "**ھو الاسم المعرب الذی فی آخرہ الف لازمة**" الف مقصورہ وہ اسم معرب ہے جس کے آخر میں الف لازم ہو۔

قیودات احترازیہ:

(اسم) کہا تو احتراز کیا فعل سے جیسے یرضیٰ اس کے آخر میں الف تو ہے لیکن یہ فعل ہے۔ (معرب) کہا تو مبنی سے احتراز کیا جیسے (اذا) اس کے آخر میں الف بھی ہے اور یہ اسم بھی ہے لیکن مبنی ہے۔ (الف) کہا تو اسم منقوص (قاضی) سے احتراز کیا (لازم) کہا تو احتراز کیا تثنیہ کی حالت رفعی والے الف سے جیسے الزیدان یہاں الف لازم نہیں ہے اس لئے کہ حالت نصبی جری میں یاء ہو جاتا ہے جیسے رأیت الزیدین مررت بالزیدین۔

(۲) اسم منقوص کی تعریف:

(والثان منقوص الخ) کے ذریعہ مصنف رحمہ اللہ نے اسم منقوص کی طرف اشارہ کیا۔ اسم منقوص وہ اسم معرب ہے جس کے آخر میں یاء لازمہ ہو اور ما قبل اس کا کسرہ ہو، جیسے المرتقی 'القاضی' 'الداعی' وغیرہ۔

قیودات احترازیہ:

(اسم) کہا تو احتراز کیا فعل سے جیسے (یرمی) اس کے آخر میں یاء ہے لیکن یہ فعل ہے، (معرب) کہا تو اس سے احتراز کیا مبنی سے جیسے الذی اس کے آخر میں یاء ہے اور یہ اسم بھی ہے لیکن مبنی ہے۔ اس سے پہلے کسرہ ہو۔ اس سے

احتراز کیا اس سے جس سے پہلے سکون ہو جیسے ظبیٌ رَمْیٌ یہ معتل ہے لیکن جاری مجری الصحیح ہے لہٰذا اس میں اعراب بالحرکۃ لفظی چلے گا یعنی حالت رفعی میں ضمہ نصبی میں فتحہ اور جری میں کسرہ ہوگا (جس کی تفصیل نحو میر، ہدایۃ النحو، کافیہ میں موجود ہے)

اسم منقوص کا اعراب اور اس کی وجہ:

اسم منقوص کی حالت رفعی میں ضمہ تقدیری اور جری میں کسرہ تقدیری اور حالت نصبی میں فتحہ لفظی ہوگا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ حالت رفعی میں اگر تقدیری کے بجائے لفظی ضمہ آ جائے اور جری میں تقدیری کے بجائے کسرہ لفظی آ جائے تو یاء پر ضمہ اور کسرہ کا آنا لازم ہوگا حالانکہ یاء پر ضمہ اور کسرہ دونوں ثقیل ہیں اور حالت نصبی میں فتحہ لفظی اس لئے ہے کہ فتحہ اخف الحرکات ہے یاء پر آ سکتا ہے۔ جیسے: رأیت القاضِیَ، یاقومنا اجیبوا داعی اللّٰہ یہاں داعی حالت نصبی میں اسم منقوص پر فتحہ آیا ہے۔

فائدہ:...... ماقبل کی تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اسم کے آخر میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اس کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم ہو ہاں اگر اسم مبنی ہو تو پھر ہوتا ہے جیسے (ھُوَ) آخر میں واؤ ہے اور ماقبل اس کا مضموم ہے۔

شارح فرماتے ہیں کہ معرب میں صرف اسماء ستہ مکبرہ کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم ہوتا ہے جیسے جاء ابوہ (جمع مذکر سالم اور اس کے ملحقات میں بھی واؤ ماقبل مضموم ہوتا ہے)

کوفیین نے اسم کے اندر دو جگہ مزید اس کو جائز کہا ہے ایک یہ کہ فعل یدعو یغزو کسی کا نام رکھا جائے تو پھر یہ اسم ہوگا اور اس کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم ہوگا دوسری جگہ جو اعجمی ہو جیسے: سمندو قمندو (دو پرندوں کے نام ہیں) یہاں بھی اسم کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم ہے۔

وایُّ فعلٍ آخرٌ منہ الف

اوواوٌ اویاءٌ فمعتلاً عُرف

ترجمہ:...... وہ فعل جس کے آخر میں الف، واؤ یا یاء ہو اس کو معتل کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔

ترکیب:

(ایُّ فِعلٍ) مضاف مضاف الیہ ملکر مبتدا (آخر) موصوف (منہ) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر صفت ہو آخر کے لئے۔ موصوف صفت ملکر مبتدا ثانی، (الف) معطوف علیہ (او) حرف عطف (واو اویاء)، معطوف، معطوف علیہ

معطوف ملکر خبر ہوا مبتدا ثانی کیلئے۔ مبتدا ثانی با خبر جملہ اسمیہ ہو کر خبر ہوا مبتدا اوّل کیلئے۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہو کر شرط (ف) جزائیہ (معتلا) حال ہے (عرف) کی ضمیر مستتر سے (عرف) مجموعی اعتبار سے جزاء ہوا۔

(ش) أشار إلى أن المعتل من الأفعال هو ما كان في آخره واو قبلها ضمة، نحو: يغزو، أو ياء قبلها كسرة، نحو: يرمي، أو ألف قبلها فتحة، نحو: يخشى.

ترجمہ وتشریح:........ معتل من الافعال کی تعریف:

مصنف نے اپنے اس شعر سے اشارہ کیا اس بات کی طرف کہ افعال میں معتل وہ ہے جس کے آخر میں واؤ ہو اور ماقبل اس کا ضمہ ہو جیسے یغزُو یا یاء ہو اور ماقبل اس کا کسرہ ہو جیسے یرمِیْ اور یا الف ہو اور ماقبل اس کا فتحہ ہو جیسے یخشٰی

فالالف انو فیہ غیرَ الجزم
وابدِ نَصْبَ مَا کیَدْعُو یرمی
والرَّفع فیھما انو واحذِفْ جازِمًا
ثلاثَھُنَّ تقضِ حکماً لازماً

ترجمہ: ...پس الف میں اعراب کو مقدر مانیں جزم کے علاوہ (رفع نصب) اور یدعو یرمی جیسوں میں آپ نصب کو ظاہر کریں اور ان آخری دو میں رفع کو مقدر مانیں، اور ان تینوں کے آخر کو حذف کریں اس حال میں کہ آپ جزم دینے والے ہوں افعال کو اگر آپ ایسا کرینگے تو آپ ایک لازم حکم پورا کر دینگے۔

ترکیب:

(الالف) مفعول بہ مقدم، (انو) فعل با فاعل کیلئے (غیر الجزم) مضاف مضاف الیہ۔ (ابد) فعل امر با فاعل (نصب) مضاف (ما) موصول (کیدعو یرمی) (ک) جار (یدعو) معطوف علیہ (واو) حرف عطف محذوف (یرمی) معطوف، معطوف معطوف علیہ ملکر مجرور ہوا جار کا جار مجرور ملکر صلہ ہوا موصول کیلئے، موصول صلہ ملکر مضاف الیہ ہو کر مفعول بہ ہوا۔ (الرفع) مفعول بہ مقدم (فیھما) جار مجرور متعلق ہوا بعد والے (انو) کے ساتھ۔

(احذف) فعل امر با فاعل (جازما) حال واقع ہے (احذف) کے اندر انت ضمیر سے (ثلاثھنّ) یہاں (اواخر) کا لفظ حذف ہے۔ ای اواخر ثلاثھن (اواخر ثلاثھن) مضاف مضاف الیہ مفعول بہ (جازما) کا معمول

(الافعال) بھی حذف ہے۔(تقض) فعل بافاعل (حکما لازما) موصوف صفت مفعول بہ (تقض) فعل بافاعل مفعول ہے جواب شرط ہوا احذف کیلئے۔

(ش) ذكر في هذين البيتين كيفية الإعراب في الفعل المعتل؛ فذكر أن الألف يقدر فيها غير الجزم – وهو الرفع والنصب – نحو: ((زيد يخشى)) فيخشى: مرفوع وعلامة رفعه ضمة مقدرة على الألف، و((لن يخشى)) فيخشى: منصوب، وعلامة النصب فتحة مقدرة على الألف، وأما الجزم فيظهر؛ لأنه يحذف له الحرف الآخر، نحو: لم يخش))

وأشار بقوله: ((وأبد نصب ما كيدعو يرمي)) إلى أن النصب يظهر فيما آخره واو أو ياء، نحو: ((لن يدعو، ولن يرمي)).

وأشار بقوله: ((والرفع فيهما انو)) إلى أن الرفع يقدر في الواو والياء، نحو: ((يدعو، ويرمي)) فعلامة الرفع ضمة مقدرة على الواو والياء.

وأشار بقوله واحذف جازما ثلاثهنّ إلىٰ انّ الثلاث وهي الالف والواو والياء ((تحذف في الجزم، نحو: ((لم يخش، ولم يغز، ولم يرم)) فعلامة الجزم حذف الألف والواو والياء.

وحاصل ما ذكره: أن الرفع يقدر في الألف والواو والياء، وأن الجزم يظهر في الثلاثة بحذفها، وأن النصب يظهر في الياء والواو، ويقدر في الألف.

ترجمہ وتشریح:........ معتل من الافعال کا اعراب:

مصنف علیہ الرحمۃ نے افعال میں معتل کا اعراب ان اشعار میں بیان کیا ہے، اولاً اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ شارح کی عبارت کو سمجھنا آسان ہو،

فعل کے آخر میں حرف علت یا الف ہوگا یا واؤ ہوگا یا یاء ہوگی اگر آخر میں الف ہے تو حالت رفعی میں ضمہ تقدیری ہوگا اور نصبی میں فتحہ تقدیری اور جزمی میں حذف الف ہوگا۔ اور اگر آخر میں واؤ یا یاء ہے تو حالت رفعی میں ضمہ تقدیری نصبی میں فتحہ لفظی (اس لئے کہ فتحہ اخف الحرکات ہے واؤ اور یاء پر آسکتا ہے) اور حالت جزمی میں حذف واؤ اور یاء کے ساتھ ہوگا۔

معتل من الافعال کے اعراب کا نقشہ

فعل کے آخر میں یا الف ہوگا یا واؤ ہوگا اور یا یاء، تینوں کے اعراب کا نقشہ درج ذیل ہے۔

آخر میں	حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جزمی
الف	ضمہ تقدیری	فتحہ تقدیری	حذف
واو	===	فتحہ لفظی	===
یاء	===	===	===

الف کی مثالیں:

۱:... زید یخشیٰ: حالت رفعی کی مثال ہے یہاں یخشی مرفوع ہے اور علامت رفع ضمہ تقدیری ہے الف پر۔

۲:..... لن یخشیٰ: حالت نصبی کی مثال ہے یہاں یخشیٰ منصوب ہے اور علامت نصب فتحہ ہے الف پر۔

۳:... لَمْ یخشَ: حالت جزمی کی مثال ہے جزم یہاں ظاہری ہے اسلئے کہ اس کی وجہ سے حرف آخر حذف ہو گیا ہے۔

واوؔ کی مثالیں:

۱:... یدعُو: حالت رفعی ہے اور ضمہ تقدیری ہے اسلئے کہ اگر لفظی ہو جائے تو ثقیل ہونے کی وجہ سے واو پر نہیں آ سکتا۔

۲:......لن یدعُوَ: حالت نصبی ہے اور فتحہ لفظی ہے اسلئے کہ فتحہ اخف الحرکات ہے واو پر آ سکتا ہے۔

۳...... لَمْ یدعُ: حالت جزمی ہے واو کے حذف کے ساتھ۔

یاء کی مثالیں:

حالت رفعی میں یرمیْ اور نصبی میں لن یرمیَ اور جزمی میں لَمْ یرم ہے۔ یدعُو یرمیْ میں ایک ہی تفصیل ہے۔

المعرفة والنكرة

نَكِرَةٌ قَابِلُ اَلْ مؤثِّرَا
اَوْ وَاقِعٌ مَوْقِعَ مَاقَدْ ذُكِرَا

ترجمہ:..... نکرہ وہ ہے جو الف لام کو قبول کرے اس حال میں کہ الف لام اس میں اثر کرے یا وہ ہے جو مذکور (الف لام کو قبول کرنے والے) کی جگہ واقع ہو۔

ترکیب:

(نَكِرَةٌ) مبتدا (قَابِلُ اَلْ) مضاف مضاف الیہ خبر، (مؤثِّرًا) حال ہے (ال) سے (او) حرف عطف (واقعٌ) صیغہ اسم فاعل (مَوْقِعَ) مضاف (مَاقَدْ ذُكِرَا) موصول صلہ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مفعول بہ ہوا (واقع) کیلئے (اس لئے کہ اسم فاعل بھی فعل کی طرح عمل کرتا ہے)

(ش) النكرة: مايقبل ((أل)) وتؤثر فيه التعريف اويقع مَوْقِعَ مايقبل "اَلْ" فمثال مايقبل "اَلْ" وتؤثر فيه التعريفَ ((رجلٌ)) فتقول: الرجل، واحترزبقوله: ((وتؤثر فيه التعريف)) ممايقبل ((أل)) ولاتؤثر فيه التعريف، كعباس علماً فإنك تقول فيه: العباس، فتدخل عليه ((أل)) لكنهالم تؤثر فيه التعريف؛ لأنه معرفةقبل دخولها (عليه)، ومثال ماوقع موقع مايقبل ((أل)) لكنها واقعةموقع صاحب، وصاحب يقبل ((أل)) نحو الصاحب.

نکرہ کی تعریف:

نکرہ وہ ہے جو الف لام کو قبول کرے اور الف لام داخل ہونے سے اس میں تعریف کا اثر ہو، جیسے رجلٌ یہ نکرہ کی مثال ہے الف لام کو قبول کرتا ہے، چنانچہ الرّجل پڑھنا صحیح ہے۔

تؤثرفیہ التعریف: یعنی الف لام اس میں تعریف کا اثر کرے اس سے احتراز کیا العباس. الضحاک سے کیونکہ یہاں الف لام داخل تو ہے لیکن تعریف کیلئے نہیں ہے بلکہ ان کی اصل کی طرف اشارہ کرنے کیلئے ہے جو کہ شدت عبوست (ترش روئی) اور ضحک ہے، اور الف لام یہاں پر تعریف کا اثر نہیں کرتا کیونکہ یہ علم ہونے کی وجہ سے الف لام کے داخل ہونے سے پہلے معرفہ ہیں۔

نکرہ کی تعریف کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ نکرہ اس کو بھی کہتے ہیں جو الف لام کو قبول تو نہ کرے لیکن اس اسم کی جگہ پر واقع ہو جو اسم الف لام کو قبول کرتا ہو اس کی مثال ذو ہے اب یہ نکرہ ہے الف لام کو اگرچہ قبول نہیں کرتا لیکن صاحب کی جگہ پر واقع ہے (کیونکہ ذو مال کا معنی ہے صاحب مال) اور صاحب الف لام کو قبول کرتا ہے۔ چنانچہ الصاحب کہنا صحیح ہے۔

وَغَیْــرُہ مَــعْــرِفَۃٌ کَھُــمْ وَذِیْ

وَھِـنْـدَ وَابْـنِـیْ وَالْـغُـلَامِ وَالَّـذِیْ

ترجمہ: ...اور اس کے علاوہ معرفہ ہے جیسے ھم اور ذی اور ھند، ابنی، الغلام، اور الذی۔

ترکیب:

(غیـــر) مضاف (ضمیر مذکر نکرہ کی طرف باعتبار مذکور کے راجع ہے) (ہ) ضمیر باعتبار لفظ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا معرفۃ خبر (کھم) ک، جار (ھم) معطوف علیہ اور باقی سارے معطوفات، معطوف جملہ معطوفات سمیت مجرور ہوا جار کا جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا کائن کے ساتھ ای و ذالک کائن کھم۔

(ش) أی: غیر النکرۃ المعرفۃ، وھی ستۃ أقسام: المضمر کھم، واسم الإشارۃ کذی، والعلم کھند، والمحلی بالألف واللام کالغلام، والموصول کالذی، وما أضیف إلی واحدمنھا کابنی، وستکلم علی ھذہ الأقسام.

ترجمہ وتشریح: .... معرفہ کی تعریف اور اس کی قسمیں:

یہاں سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اجمالاً فرمایا کہ نکرہ کے علاوہ جو بھی ہے وہ معرفہ ہے پھر اس کی چھ مثالیں دیکر کچھ قسموں کی طرف اشارہ فرمایا، معرفہ کی چھ قسمیں ہیں (۱) ضمیر جیسے (ھـم، ھـمـا) وغیرہ (۲) اسم اشارہ: جیسے ذی (مصنف نے ذی کی مثال دی ہے اس میں ایک قول کے مطابق ذا کے الف کو یاء سے بدل لیا ہے) اور علم کی مثال (ھند) ہے، اور شروع میں الف لام کی مثال جیسے الغلام اور موصول جیسے الّذی اور ان ہی میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو جیسے ابنی (یہاں ضمیر کی طرف مضاف ہے)

واضح رہے کہ اضافت صرف ان ہی مذکور اسماء کی طرف معتبر ہے اگر نکرہ کی طرف اضافت ہو تو اس سے معرفہ نہیں بنے گا جیسے غـلامُ رجـل. اب یہاں اضافت تو ہے لیکن مذکور اقسام کی طرف نہیں ہے بلکہ نکرہ کی طرف ہے۔ لہٰذا اس کو معرفہ نہیں کہا جائے گا (اکثر طلبہ کو اس میں غلطی ہوتی ہے چنانچہ غـلام رجـل. کو مطلقاً اضافت کی وجہ سے معرفہ کہتے ہیں) شارح فرما رہے ہیں کہ اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی۔

نوٹ: نحو میر اور دیگر نحو کی کتابوں میں اقسام معرفہ میں منادیٰ کو بھی شمار کیا ہے یہاں مصنف نے منادیٰ کو ذکر نہیں کیا اپنے ابواب میں اس کو ذکر کرنے پر اکتفاء کیا۔

فَمَا لِذِی غَیبَۃٍ اَوْ حُضُورِ

کَانْتَ وَھُوَ سَمِّ بِالضَّمِیرِ

ترکیب:

(ما) موصولہ (ل) جار (ذی) مضاف (غیبۃ او حضور) معطوف علیہ معطوف مل کر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور ہوا جار مجرور صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ مل کر مفعول بہ اوّل ہوا سمّ کیلئے (بالضمیر) مفعول ثانی کانت وھو ای وذالک کائن کانت وھو

(ش) یشیر إلی أن الضمیر: مادل علی غیبۃ کھو، او حضور، وھو قسمان: أحدھما ضمیر المخاطب، نحو أنت، والثانی ضمیر المتکلم، نحو أنا.

ترجمہ وتشریح: .... ضمیر کی تعریف:

مصنف رحمہ اللہ یہاں سے ضمیر کی قسمیں بیان کر رہے ہیں کہ ضمیر وہ ہے جو دلالت کرے غائب ہونے پر جیسے (ھو) یا حاضر ہونے پر اور پھر حضور کی دو قسمیں ہیں ایک مخاطب اور وہ مخاطب کی ضمیر ہے جیسے انتَ اور دوسرا ضمیر متکلم جیسے اَنَا، مصنف رحمہ اللہ نے مخاطب اور متکلم کو حضور کے اندر داخل کیا ہے عام نحویوں نے غائب، مخاطب، متکلم کی تین قسمیں الگ الگ ذکر کی ہیں۔

وَذُو اتِّصَالٍ مِنْہُ مَا لَا یُبْتَدَا

وَلَا یَلِی اِلّا اخْتِیَارًا اَبَدًا

کَالْیَاءِ وَالْکَافِ مِنِ ابْنِی اَکْرَمَکَ

وَالْیَاءِ وَالْھَاءِ مِنْ سَلِیْہِ مَامَلَکَ

ترجمہ: اور اس میں ضمیر متصل وہ ہے جس پر شروع نہ کیا جاتا ہو اور وہ ہمیشہ کیلئے اختیاری طور پر (الا) کے ساتھ متصل نہیں ہوتا جیسے یاء اور کاف ابنی اکرمک میں، اور (یاء) اور (ھا) سلنیہ ماملک میں۔

ترکیب:

(ذُو اتّصال) مضاف مضاف الیہ موصوف، (منہ) جار مجرور صفت، موصوف صفت ملکر مبتدا، (ما) موصولہ (لایُبتَدا) فعل مضارع نفی مجہول با نائب فاعل معطوف علیہ (وَاو حرف عطف (لایَلی) فعل مضارع منفی بلا، (ہو) ضمیر مستتر اس کیلئے فاعل (الاّ) باعتبار لفظ مفعول بہ، فعل فاعل مفعول بہ سب مل کر معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر خبر (اختیارًا) منصوب بنزع الخافض اصل میں فی الاختیار تھا۔ (اَبَدًا) ظرف زمان (یلی) کے ساتھ متعلق ہوا۔ (کالیاء والکاف ای وذالک کائن کالیاء.

(ش) الضمیر البارز ینقسم إلی متصل، ومنفصل؛ فالمتصل ہو: الذی لایبتدأ بہ کالکاف من اکرمک)) ونحوہ، ولایقع بعد((إلا)) فی الاختیار؛ فلایقال: ما اکرمت إلاک، وقد جاء شذوذا فی الشعر، کقولہ:

۱۳ – أعوذ برب العرش من فئة بغت

علی؛ فما لی عوض إلا ناصر

وقولہ:

۱۴ – وَمَا عَلَینَا إذَا مَا کُنت جَارَتَنَا

أن لایُجَاوِرَنَا إلَّاکِ دَیَّارُ

ترجمہ وتشریح:............ضمیر بارز کی قسمیں:

ضمیر بارز (ظاہر) کی دو قسمیں ہیں، متصل، منفصل۔ ضمیر متصل وہ ہے جس پر تنہا ابتداء نہ ہوتی ہو جیسے اکرمک میں ک پر ابتداء نہیں ہوتی۔ اور اختیاری طور پر قاعدہ کے رو سے یہ (الا) کے بعد واقع نہیں ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ضمیر متصل کی وضع باعتبار اصل اس لئے ہے کہ وہ اپنے عامل کے ساتھ بالکل متصل ہوگی تو اگر (الا) کے بعد ضمیر متصل آجائے تو خلاف وضع لازم آئے گا۔ لہٰذا ما اکرمت الاک کہنا صحیح نہیں۔ ہاں شعر میں شاذ کے طور پر آیا ہے۔ جیسے شاعر کا یہ قول ہے۔

۱۳ – أعوذ برب العرش من فئة بغت

علی؛ فما لی عوض إلا ناصر

ترجمہ: میں پناہ مانگتا ہوں عرش کے ربّ کی اس جماعت سے جس نے میرے اوپر ظلم کیا، اسلئے کہ میرے لئے ہمیشہ اس کے علاوہ کوئی مددگار نہیں ہے۔

تشریح المفردات:

(اعوذ) عَاذَ یَعُوْذُ عَوْذًا پناہ مانگنا، (عرش) سات آسمانوں کے اوپر ایک بڑا جسم ہے جو کہ مخلوق ہے۔ (فئة) جماعت، اس کا واحد مِنْ لفظہ نہیں ہے، (بغت) ھی ضمیر مستتر راجع ہے فئۃ کی طرف، تجاوز اور ظلم کو کہتے ہیں۔ (عوض) مبنی ہے اسم ظرف زمان ہے استغراق مستقبل کیلئے آتا ہے جیسے لا افارقک عوض میں تجھ سے کبھی جدا نہیں ہوں گا اور کبھی ماضی کے استغراق کیلئے آتا ہے جیسے ما رایت مثلک عوض میں نے آپ جیسا کبھی نہیں دیکھا، یہ نفی کے ساتھ خاص ہے لیکن اضافت کی صورت میں پھر معرب ہو جاتا ہے جیسے لا افعلہ عوض العائضین ۔یعنی میں اس کو کبھی نہیں کروں گا (ناصر) مددگار۔

ترکیب:

(اعوذ) فعل فاعل (برب العرش) جار مجرور متعلق ہوا اعوذ کے ساتھ (من) جار (فئة) موصوف (بغت علی) فعل فاعل متعلق سمیت صفت ہوا موصوف کیلئے موصوف صفت ملکر مجرور ہوا جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اعوذ کے ساتھ (مالی) ما نافیہ لی جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر مقدم (ناصر) مبتدا مؤخر (عوض) ظرف زمان مبنی بر ضمہ محل نصب میں ہے الا حرف استثناء (ہ) ضمیر رب العرش کی طرف راجع ہے۔

محل استشہاد:

(الاہ) ہے یہاں ضمیر متصل الا کے بعد آئی ہے جو کہ شاذ ہے۔ اور شاعر کا یہ قول بھی ہے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِذَا مَا کُنْتِ جَارَتَنَا

اَنْ لَا یُجَاوِرَنَا اِلَّاکِ دَیَّارٗ

ترجمہ:..... اور ہماری کوئی پرواہ نہیں ہے جب آپ ہماری پڑوسن ہو کہ ہمارے پڑوس میں آپ کے علاوہ کوئی نہ رہے۔

تشریح المفردات:

(ما) نافیہ ہے ایک روایت میں ما نبالی آیا ہے یعنی ہم پرواہ نہیں کرتے، (جارۃ) پڑوسن کو کہتے ہیں، (دیار) احد کے معنی میں ہے یعنی کوئی بھی، قرآن کریم میں ہے "لا تذر من الکفرین دیارا" کافروں میں کسی کو بھی نہ چھوڑ۔

ترکیب:

(ما) نافیہ (علینا) جار مجرور متعلق ہوا محذوف کے ساتھ خبر مقدم، (ان) مصدریہ (لایجاور) فعل (نا) مفعول (دیـار) فاعل (الاّ) حرف استثناء (ک) ضمیر مبنی ہے کسرہ پر محلاً منصوب ہے۔ (ان) مصدریہ اپنے مدخول سمیت بتاویل مصدر ہو کر مبتدا مؤخر (اذاما کنت جارتنا) شرط فماعلینا الخ جزاء محذوف ہے اور ماقبل کی عبارت اس جزاء پر دال ہے۔

محل استشہاد:

(الاک) ہے یہاں ضمیر متصل الاّ کے بعد واقع ہے جو کہ شاذ ہے۔

وکل مضمر لہ البناء یجب
ولفظ ماجُرَّ کلفظِ مانُصِب

ترجمہ.....اور ہر ضمیر کیلئے مبنی ہونا واجب ہے، اور جر کا لفظ نصب کے لفظ کی طرح ہے (تشریح آئے گی)

ترکیب:

(کل مضمر) مضاف مضاف الیہ مبتدا (لہ) جار مجرور متعلق ہوا بعد والے (یجب کے ساتھ (البناء) مبتدا ثانی (یجب) فعل فاعل خبر، مبتدا ثانی با خبر جملہ اسمیہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا اوّل کیلئے، (لفظ) مضاف (ما) موصولہ (جرّ) فعل مجہول با نائب فاعل صلہ ہوا، موصول صلہ مل کر مبتدا۔ (کلفظ مانصب) ای وذالک کائن کلفظ مانصب الخ

(ش) المضمرات کلها مبنية؛ لشبهها بالحروف في الجمود، ولذلك لا تصغر ولا تثنى ولا تجمع، وإذا ثبت أنها مبنية: فمنها ما يشترك فيه الجرُّ والنصب، وهو: كل ضمير نصب أو جر متصل، نحو: أكرمتك، ومررت بك، وإنه وله؛ فالكاف في ((أكرمتك)) في موضع نصب، وفي ((بك)) في موضع جر، والهاء في ((إنه)) في موضع نصب، وفي ((له)) في موضع جر.

ومنها ما يشترك فيه الرفع والنصب والجر، وهو ((نا)) وأشار إليه بقوله:

ترجمہ وتشریح:

مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے پہلے ضمائر کے مبنی ہونے علت جو بتائی ہے وہ شبہ وضعی ہے مثلاً ضربت میں (ت) ضمیر اس لئے مبنی ہے کہ وہ وضع میں لام جارہ با جارہ کے ساتھ مشابہ ہے اور (ضربنا) میں (نا) مبنی ہے اسلئے کہ وضع میں اسم، حرف کے ساتھ مشابہ ہے کیونکہ فی، من، عن میں بھی دو حروف ہیں (اس کی تفصیل گزر گئی) اب ضمائر کے مبنی ہونے کی دوسری علت شارح یہاں شبہ جمودی کو ذکر کر رہے ہیں۔

شبہ جمودی اس کو کہتے ہیں جو جامد ہونے میں مشابہ ہو یعنی عام اسماء میں جس طرح تصرف وغیرہ ہوتا ہے اسی طرح ضمائر میں تصرف نہیں ہے تو عدم تصرف میں یہ حروف کے ساتھ مشابہ ہو گئے لہٰذا مشابہت کی وجہ سے مبنی قرار پائے، عدم تصرف کی وجہ یہ ہے کہ یہ تثنیہ جمع مصغر نہیں ہوتے باقی هما، هم، هن، انتما، انتن صیغے واضع نے شروع ہی سے اسی طرح وضع کئے جس طرح رجل کے بعد الف نون یا واؤ نون بڑھانے سے تثنیہ جمع بنتے ہیں اس طرح هما وغیرہ میں نہیں۔ جب اس کا مبنی ہونا ثابت ہوا، تو بعض ان ضمائر میں سے ایسے ہیں جن میں حالت جری اور نصبی مشترک ہیں اور وہ ضمیر منصوب یا ضمیر مجرور متصل ہے جیسے اکرمتک، مررت بک اکرمتک میں کاف نصب کی جگہ پر ہے اس لئے کہ مفعول بہ کی جگہ واقع ہے اور یہی کاف بک میں حالت جری میں واقع ہے تو یہاں کاف (ضمیر منصوب متصل) جری اور نصبی دونوں میں مشترک ہے اور انہ، لہ میں (ہ) ضمیر مجرور متصل حالت نصبی اور جری دونوں میں مشترک ہے کیونکہ (انہ) میں (ہ) ان کا اسم ہے جو محلاً منصوب ہے اور یہی (ہ) ضمیر (لہ) میں حالت جری میں ہے۔

اور بعض ضمائر ایسے ہیں جو حالت رفعی، نصبی، جری تینوں میں مشترک ہے ہیں انہیں سے ایک (نا) ضمیر ہے مصنف علیہ الرحمۃ نے اپنے اس قول کی طرف اشارہ کیا۔

لِلرَّفْعِ وَالنَّصْبِ وَجَرٍّ نَا صَلَحْ
كَاعْرِفْ بِنَا فَإِنَّنَا نِلْنَا الْمِنَحْ

ترجمہ: رفع نصب جر کیلئے (نا) ضمیر صلاحیت رکھتی ہے جیسے (اعرف بنا فاننا نلنا المنح) ہمیں جان لو، یا ہماری قدر کا اعتراف کرو اس لئے کہ ہم نے انعامات حاصل کئے) یہاں (بنا) حالت جری میں اور (اننا) حالت نصبی میں اور (نلنا) حالت رفعی میں (نا) ضمیر مشترک ہے۔

ترکیب:

(للرفع والنصب وجرّ) جار مجرور (صلح) کے ساتھ متعلق ہو (نا) باعتبار لفظ مبتدا (صلح) فعل با فاعل خبر (کاعرف بنا ای وذالک کائن کاعرف بن الخ) (وذالک کاستقم الخ کی طرح ہے)

(ش) ای صلح لفظ ((نا)) للرفع، نحو: نلنا، وللنصب، نحو: فإننا، وللجر، نحو: بنا.

ومما یستعمل للرفع والنصب والجر: الیاء، فمثال الرفع نحو: ((اضربی)) ومثال النصب نحو: ((أکرمنی)) ومثال الجرّ نحو: ((مربی)).

ویستعمل فی الثلاثة أیضا ((هم))، فمثال الرفع: ((هم قائمون)) ومثال النصب: ((أکرمتهم)) ومثال الجر: ((لهم)).

وانما لم یذکر المصنف الیاء وهم لأنهما لایشبهان ((نا)) من کل وجه؛ لأن ((نا)) تکون للرفع والنصب والجر والمعنی واحد، وهی ضمیر متصل فی الأحوال الثلاثة، بخلاف الیاء؛ فإنها — وإن استعملت للرفع والنصب والجر، وکانت ضمیرا متصلا فی الأحوال الثلاثة — لم یکن بمعنی واحد فی الأحوال الثلاثة؛ لأنها فی حال الرفع للمخطاب، وفی حالتی النصب والجر للمتکلم، وکذلک ((هم))؛ لأنها — وإن کانت بمعنی واحد فی الأحوال الثلاثة — فلیست مثل ((نا)) لأنها فی حالة الرفع ضمیر منفصل، وفی حالتی النصب والجر ضمیر متصل.

ترجمہ وتشریح:

شارح رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ (نا) کی طرح یاء بھی حالت رفعی نصبی جری میں مشترک ہے۔ رفعی کی مثال (اضربی) ہے یہاں یاء فاعلیت کی علامت ہے اور نصبی کی مثال اکرمنی یہاں یاء محلا منصوب ہے اسلئے کہ مفعول بہ ہے اور جری کی مثال مربی یہاں یاء متکلم جر کی جگہ واقع ہے۔ اور اسی طرح (ھم) ضمیر بھی تینوں میں مشترک ہے، رفع کی مثال ھم قائمون یہاں ھم ضمیر محلا مرفوع ہے اسلئے کہ مبتدا واقع ہے نصبی کی مثال اکرمتھم یہاں محلا منصوب ہے اس لئے کہ مفعول بہ واقع ہے جری کی مثال لھم یہاں محلا مجرور ہے۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض:

مصنف پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ (نا) ضمیر کی طرح یاء ضمیر اور (ھم) ضمیر بھی حالت رفعی نصبی جری میں مشترک ہے لہذا مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے (نا) کے ذکر پر اکتفاء کرکے (یاء) اور (ھم) کو کیوں ذکر نہیں کیا۔

شارح کی طرف سے اس کا جواب:

شارح رحمہ اللہ اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ (نا) میں دو خصوصیتیں ہیں۔

۱ ایک یہ کہ رفعی نصبی جری تینوں میں اس کا معنی ایک ہی ہوتا ہے جیسے اعرف بنا الخ سے واضح ہے تینوں بمعنی هم، کے ہے۔

۲ ...دوسری یہ کہ حالت رفعی نصبی جری تینوں میں یہ ضمیر متصل ہوتی ہے۔ اور یاء اگر چہ رفعی نصبی جری کیلئے استعمال ہوتی ہے اور احوال ثلثہ میں ضمیر متصل ہی ہوتی ہے لیکن تینوں میں اس کا معنی ایک نہیں ہوتا اس لئے کہ یاء حالت رفعی میں واحد مؤنث مخاطب کیلئے ہوتی ہے جیسے اِضربی (مارتو ایک عورت) اور نصبی جری میں متکلم کیلئے ہوتی ہے جیسے اکرمنی مرّبی یہاں دونوں جگہ متکلم کے معنی میں ہے۔ اور (هم) ضمیر حالت رفعی نصبی جری میں ایک ہی معنی میں ہوتی ہے لیکن حالت رفعی میں ضمیر منفصل کی شکل میں ہوتی ہے جیسے (هم قائمون) (هم یہاں ضمیر منفصل ہے متصل نہیں ہے) اور نصبی جری میں ضمیر متصل ہوتی ہے جیسے اکرمتهم ،لهم۔

والفُ والواوُ والنونُ لِمَا
غابَ غيرِه كقاما واعلما

ترجمہ: ...الف واؤ اور نون غائب اور غیر غائب (مخاطب) کیلئے آتے ہیں جیسے قاما، اعلما۔

ترکیب:

(الف والواؤ والنون) معطوف علیہ معطوف مل کر مبتدا (ل) جار (ما) موصولہ (غاب) فعل با فاعل معطوف علیہ (غیرہ) اس پر معطوف، (کقاما) وذالک کائن کقاما (کاستقم کی طرح ہے)

(ش) الالف والواو والنون من ضمائر الرفع المتصلة، وتكون للغائب وللمخاطب؛ فمثال الغائب ((الزيدان قاما، والزيدون قاموا، والهندات قمن)) ومثال المخاطب ((اعلما، واعلموا، واعلمن))، ويدخل تحت قول المصنف ((وغيره)) المخاطب والمتكلم، وليس هذا بجيد؛ لأن هذه الثلاثة لا تكون للمتكلم أصلا، بل إنما تكون للغائب أو المخاطب كما مثلنا.

ترجمہ وتشریح:

شارح الف واؤنون کے بارے میں بتارہے ہیں کہ یہ ضمائر مرفوع متصلہ میں سے ہیں، اور یہ تینوں غائب کیلئے آتے ہیں جیسے الزیدان قاما، اور واو کی مثال جیسے الزید ون قاموا، اور نون کی مثال جیسے الھندات قمن۔ اور مخاطب کیلئے بھی آتے ہیں جیسے اعلما الف کی مثال ہے، اور واؤ کی مثال جیسے اعلموا۔ اور نون کی مثال جیسے اعلمن۔

شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کا مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض:

مصنف علیہ الرحمۃ نے الف واؤنون کے بارے میں کہا ہے کہ یہ غائب کیلئے ہوتے ہیں اور (وغیرہ) یعنی غائب کے علاوہ کے لئے۔ شارح اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے (وغیرہ) کے تحت مخاطب بھی داخل ہے اور متکلم بھی، حالانکہ یہ تینوں متکلم کیلئے بالکل نہیں آتے۔

شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کے اعتراض کا جواب:

شارح کے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ مصنف رحمہ اللہ نے مثال پیش کرکے شارح کے وہم کو دور کیا ہے کیونکہ (قاما) غائب کی مثال ہے اور (اعلما) مخاطب کی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینوں صرف غائب اور مخاطب کیلئے آتے ہیں اور متکلم نہیں آتے، لہٰذا (وغیرہ) سے متکلم مراد لینا صحیح نہیں۔

وَمِنْ ضَمِيرِ الرَّفْعِ مَا يَسْتَتِرُ
كَافْعَلْ أوَافِقْ نَغْتَبِطْ إِذْ تَشْكُرُ

ترجمہ: مرفوع ضمیر میں بعض وجوبی طور پر مستتر ہوتی ہیں اور جیسے افعل اوافق نغتبط تشکر میں۔ (ان چار صیغوں میں ضمیر وجوبی طور پر مستتر ہے، معنی ان کا یہ ہے کہ آپ کام کرو میں آپ کی موافقت کروں گا جب آپ شکر کروگے تو ہم غبطہ کرینگے، (غبطہ دوسرے کے پاس اچھی چیز کی تمناء اپنے لئے کرنا یعنی رشک کرنا)

ترکیب:

(من ضمیر الرفع) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہوکر خبر مقدم (مایستتر) موصول صلہ ملکر مبتدا مؤخر۔ (کافعل) ای کقولک افعل الخ (مرمثلہ) (افعل) فعل امر (اوافق) جواب امر مبدل منہ نغتبط اذ تشکر بدل۔

(ش) ينقسم الضمير إلى مستتر وبارز،والمستترإلى واجب الاستتاروجائزه،والمرادبواجب الاستتار:مالايحل محله الظاهر،والمراد بجائز الاستتار:مايحل محله الظاهر.

وذكرالمصنف في هذاالبيت من المواضع التي يجب فيهاالاستتارأربعة:

الأول:فعل الأمرللواحدالمخاطب كافعل،التقديرأنت،وهذاالضميرلايجوزإبرازه؛لأنه لايحل محله الظاهر؛فلاتقول افعل زيد،فأما((افعل أنت))فأنت تاكيدللضميرالمسترفي ((افعل))وليس بفاعل لافعل؛ لصحة الاستغناء عنه؛فتقول:افعل؛فإن كان الأمرلواحدةأولاثنين أولجماعة برزالضمير، نحو: اضربي، واضربا، واضربوا،واضربن.

الثاني:الفعل المضارع الذي في أوله الهمزة،نحو:((أوافق))والتقديرأنا،فإن قلت:((أوافق أنا)) كان((أنا))تأكيداللضميرالمستتر.

الثالث:الفعل المضارع الذي في أوله النون،نحو:((نغتبط))أي نحنُ.

الرابع:الفعل المضارع الذي في أوّله التاء لخطاب الواحد،نحو:((تشكر))أي أنت؛فإن كان الخطاب لواحدةأولاثنين أولجماعة برزالضمير،نحو:أنت تفعلين،وأنتما تفعلان،وأنتم تفعلون،وأنتن تفعلن.

هذاماذكره المصنف من المواضع التي يجب فيهااستتارالضمير.

ومثال جائزالاستتار:زيديقوم،أي هو،وهذاالضمير جائزالاستتار؛لأنه يحل محله الظاهر؛فتقول:زيد يقوم أبوه،وكذلك كل فعل أسندإلى غائب أوغائبة،نحو هندتقوم،وما كان بمعناه،نحو زيدٌ قائم، أي هو.

ترجمہ وتشریح:............ضمیر مستتر اور بارز:

ضمیر متصل کی دوقسمیں ہیں مستتر اور بارز (ضمیر بارز سے وہ ظاہر ضمیر مراد ہے جس کیلئے حقیقت میں لفظ کے اعتبار سے صورت ہو جیسے اکرمتہ میں تاء اور ھاء، یاحکما ہو جیسے جاء الذی ضربت یہاں اصل میں جاء الذی ضربتہ تھا ھاء گولفظاً حذف ہے لیکن حکماً نہیں اسلئے کہ ضربت صلہ ہے اور صلہ میں ضمیر کا ہونا ضروری ہے جولوٹے موصول کی طرف۔ گویا ضمیر بارز کی دوقسمیں ہوگئیں۔(۱) مذکور (۲) محذوف۔

محذوف اور مستتر میں دوطریقوں سے فرق کیا جاتا ہے اول یہ کہ محذوف پر نطق (تلفظ) ممکن ہوتا ہے اور مستتر پر نہیں۔

دوسرا یہ کہ استتار صرف فاعل کے ساتھ خاص ہے جبکہ حذف اکثر فضلات مفعول بہ وغیرہ میں ہوتا ہے پھر مستتر کی دو قسمیں ہیں (۱) واجب الاستتار (۲) جائز الاستتار۔

واجب الاستتار اس کو کہتے ہیں جس کی جگہ اسم ظاہر نہیں آسکتا ہو اور جائز الاستتار اس کے برعکس ہے۔

مصنف علیہ الرحمۃ نے یہاں چار صیغے ذکر کر کے ان چار جگہوں کی طرف اشارہ کیا ہے جہاں ضمیر کا مستتر ہونا واجب ہے۔

۱.... پہلی جگہ واحد مذکر مخاطب فعل امر ہے جیسے اِفْعَلْ یہاں تقدیر عبارت افعل انتَ ہے اس ضمیر کو بارز بنانا صحیح نہیں اسلئے کہ اس کی جگہ پر اسم ظاہر نہیں آتا چنانچہ اِفعل زیدٌ کہنا صحیح نہیں اور افعل انت جو کہا جاتا ہے وہ افعل کی ضمیر مستتر کی تاکید ہوتی ہے۔ اس لئے کہ زید کے بغیر بھی افعل صحیح ہے۔ ہاں اگر واحدہ مؤنثہ، یا تثنیہ مؤنث یا جمع مذکر ومؤنث کا صیغہ ہو تو پھر ضمیر بارز ہوگی۔ جیسے اِضربی، اضربا، اضربوا، اضربنَ۔

۲.... دوسری جگہ واحد متکلم کا صیغہ ہے جیسے اُوافِقُ یہاں انا اگر کہا بھی جائے تو وہ تاکید ہوگی۔

۳..... جمع متکلم جیسے نغتبط/نحن ضمیر اس میں مستتر ہے۔

۴.... واحد مذکر مخاطب کا صیغہ جیسے تَشْکُرُ ای انت اگر واحد مؤنث مخاطب یا تثنیہ مؤنث مخاطب یا جمع مذکر ومؤنث مخاطب کا صیغہ ہو تو پھر ضمیر بارز ہوگی جیسے انتِ تفعلین انتما تفعلان انتم تفعلون، انتن تفعَلْنَ۔

جائز الاستتار:

جیسے زیدٌ یقومُ ای هُو، اس ضمیر کو مستتر لانا جائز ہے واجب نہیں اس لئے کہ اس کی جگہ پر اسم ظاہر کو لایا جاسکتا ہے جیسے زیدٌ یقوم ابوہ' اس طرح ہر اس فعل میں یہ حکم ہے جس کی اضافت غائب مذکر یا غائبہ مؤنثہ کی طرف ہو جیسے هندٌ تقومُ یا معنًی غائب ہو جیسے زیدٌ قائمٌ ای هُو۔

وذُوارتفاعٍ وانفصالٍ انا، هُو،
وانتَ، والفروعُ لاتَشْتَبِہ.

ترجمہ: .اور ضمیر مرفوع اور منفصل انا هو انت ہیں اور اس کے فروع مشتبہ نہیں بلکہ واضح ہیں۔

ترکیب:

(ذوارتفاع وانفصال) مضاف مضاف الیہ مبتدا (انا هو انت) حرف عطف کے حذف کے ساتھ معطوف علیہ معطوف خبر، (الفروع) مبتدا (لاتَشْتَبِہ) فعل با فاعل خبر۔

(ش)تقدّم انّ الضمير ينقسم إلى مستتروإلى بارز، وسبق الكلام فى المستتر، والبارزينقسم إلى:متصل، ومنفصل؛فالمتّصل يكون مرفوعا،ومنصوبا،ومجرورا،وسبق الكلام فى ذلک ،والمنفصل يكون مرفوعا ومنصوبا،ولايكون مجرورا.

وذكر المصنف فى هذاالبيت المرفوع المنفصل،وهواثناعشر:"أنا"للمتكلم وحده،و((نحن)) للمتكلم المشارک أوالمعظم نفسه،و((أنتَ))للمخاطب،و((أنتِ)) للمخاطبة،و((أنتما))للمخاطبين أو المخاطبتين،و((أنتم))للمخاطبين،و((أنتن)) للمخاطبات،و((هو))للغائب،و((هى))للغائبة،و((هما)) للغائبين أوالغائبتين،و((هم)) للغائبين، و((هن)) للغائبات.

ترجمہ وتشریح:

ضمیر مستتر کی تفصیل ابھی گزرگئی، اورضمیر بارز کی تفصیل یہ ہے کہ اس کی دوقسمیں ہیں(۱) متصل(۲) منفصل۔
ضمیر متصل مرفوع منصوب مجرور تینوں ہوتی ہے اورضمیر منفصل مرفوع منصوب تو ہوتی ہے لیکن مجرورنہیں ہوتی (جیسا کہ نحو میر،ہدایۃ النحو میں ہے)

مصنف نے اس بیت میں انا ھو انت (جو کہ اصول ہیں اور باقی صیغے فروع) کے ذریعہ مرفوع منفصل کی طرف اشارہ کیاہے، واضح رہے کہ انتما صیغہ چونکہ مذکرمؤنث مخاطب اورھما صیغہ تثنیہ مذکرمؤنث غائب میں برابر ہیں اسلئے شارح نے مرفوع منفصل کے بارہ صیغے ذکر کئے ہیں۔انـا واحد متکلم کیلئے نحن جمع متکلم مشترک مع الغیر کیلئے ہے یاجواپنے نفس کی تعظیم کرنا چاہتا ہو۔جیسے انا نحن نزلنا الذکر وانّا له لحافظون .انانحن نرث الارض الخ وغیرہ (انت) واحد مذکرمخاطب(انت) واحد مؤنث غائب(ھما) تثنیہ مذکرومؤنث غائب(ھن) جمع مؤنث غائب کیلئے آتا ہے۔

وَذُوانْتِصَابٍ فِى انْفِصَالٍ جُعِلاَ
اِيَّاىَ، والتَّفْرِيعُ لَيْسَ مُشْكِلاَ

ترجمہ:... اورضمیر منصوب متصل ایای کو بنایا گیاہےاوراس کے باقی فروع (یعنی ایانا ایاک الخ) مشکل نہیں۔

ترکیب:

(ذوانتصاب) مضاف مضاف الیہ مبتدا(فى انفصال) جارمجرورمحذوف کے ساتھ متعلق ہوکرحال ہواجعل (جوآگے آرہاہے) کی ھو ضمیر سے،(جعل) فعل ماضی مجہول(ھو) ضمیر مستتر نائب فاعل مفعول اول ایای مفعول ثانی، (التفريع) مبتدا(ليس) فعل ناقص ھو ضمیر مستتراس کااسم(مشكلا) خبر۔

(ش) اشار فی هذا البيت إلى المنصوب المنفصل، وهو اثناعشر: ((إيَّایَ)) للمتكلم وحده، و ((إيَّاکَ)) للمخاطب و ((إيَّاکِ)) للمخاطبة، و ((إياكما)) للمخاطبين أو المخاطبتين، و ((إياكم)) للمخاطبين، و ((إيَّاكن)) للمخاطبات، و ((إيَّاه)) للغائب، و ((إيَّاها)) للغائبة، و ((إياهما)) للغائبين أو الغائبتين، و ((إيَّاهُمْ)) للغائبين، و ((إيَّاهن)) للغائبات.

ترجمہ وتشریح:

اس شعر میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے منصوب منفصل کی طرف اشارہ کیا ہے ایا کما، ایاھما چونکہ مذکر مؤنث میں مشترک ہیں اس لئے شارح نے یہاں بھی بارہ صیغے ذکر کیے ہیں، وضاحت کی وجہ سے یہاں ذکر کرنا تطویل بلا طائل ہے۔

وفی اختیار لایجی المنفصل
اذاتأتّی اَنْ یجِیَ المتّصل

ترجمہ: ... جہاں ضمیر متصل کا لانا ممکن ہو وہاں ضمیر منفصل اختیاری طور پر نہیں آتی۔

ترکیب:

(فی اختیار) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر یجی کے فاعل سے حال ہے (لایجی المنفصل) فعل با فاعل جملہ فعلیہ۔ اذاتأتی فعل (ان یجی المنفصل)۔ اَنْ اپنے مدخول سمیت فاعل، فعل فاعل ملکر شرط، جزاء اس کی محذوف ہے ای فلا یجی المنفصل

(ش) كل موضع امكن أن يؤتى فيه بالضمير المتصل لايجوز العدول عنه إلى المنفصل، إلافيما سيذكره المصنف؛ فلاتقول في أكرمتک ((أكرمت إيَّاکَ)) لأنه يمكن الإتيان بالمتصل؛ فتقول: أكرمتک. فإن لم يكن الإتيان بالمتصل تعين المنفصل، نحو إيَّاکَ أكرمت؛ وقد جاء الضمير في الشعر منفصلا مع إمكان الإتيان به متصلا، كقوله

۱۵ - بِالبَاعِثِ الوَارِثِ الاموات قَدْضَمِنَتْ
إيَّاهُم الأرضُ فِي دَهْرِ الدَّهَارِيرِ

ترجمہ وتشریح:......... ضمیر متصل سے بلا ضرورت عدول جائز نہیں:

یہ بات مسلّم ہے کہ جہاں ضمیر متصل کا لانا ممکن ہو وہاں ضمیر منفصل کا لانا صحیح نہیں اس لئے کہ ضمائر اختصار کیلئے وضع ہیں اور یہ بات ضمیر متصل میں ہی پائی جاتی ہے۔ہاں اگر اتصال ممکن نہ ہو بایں طور کہ مقصود حصر یا تخصیص ہو یا اور کوئی وجہ ہو تو پھر منفصل کا لانا متعین ہوگا جیسے ایاک اکرمته، اب یہاں اگر اتصال ہو تو متکلم کا مقصود فوت ہو جائے گا اسی طرح ایاک نعبد ۔(یہاں خاص اللہ کی عبادت کا بندے کہہ رہے ہیں متصل کی صورت میں "نعبدک" ہوکر خاص عبادت کے معنی ختم ہو جائینگے) چند جگہیں ایسی ہیں جہاں ضمیر منفصل کو لانا جائز ہے حالانکہ وہاں اتصال بھی ممکن ہے ان کا ذکر آگے آئے گا۔کبھی ضمیر شعر میں منفصل آجاتی ہے باوجود اس کے کہ اس کا اتصال ممکن ہوتا ہے جیسے شاعر کا یہ قول

۱۵-بالباعث الوارث الاموات قد ضمنت

ایاهم الارض فی دهر الدهاریر

ترجمہ: . قسم ہے اس ذات کی جو مردوں کو اٹھانے والی اور ان کی وارث ہے اس حال میں کہ زمین ان پر مشتمل ہے گزرے زمانہ میں۔

تشریح المفردات:

(**بالباعث**) متعلق ہے **حلفتُ** فعل محذوف کے ساتھ (**الباعث**) مردوں کو اٹھانے والا یعنی اللہ جل جلالہ (**الوارث**) ہر چیز کا وارث جس کی طرف ہر چیز لوٹتی ہے۔(**الاموات**) مجرور ہے **الباعث** کی اضافت کی وجہ سے (**ضمنت**) بمعنی **تضمنت** مشتمل ہونا، کفیل بنا، (**دهر الدهارير**) اس کا واحد نہیں، زمانہ گذشتہ کی ابتداء، مصیبتیں زمانہ کے حوادث، کہا جاتا ہے **دهور دهارير** طویل زمانے، زمانہ قدیم کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے **کان ذالک فی دهر الدهارير** یہ زمانہ قدیم میں تھا۔

ترکیب:

(**بالباعث الوارث الاموات**) جار مجرور **حلفتُ** فعل محذوف کے ساتھ متعلق (**ضمنت**) فعل (**الارض**) فاعل، (**ایاهم**) مفعول بہ مقدم (**فی دهر الدهارير**) جار مجرور متعلق ہوا **ضمنت** کے ساتھ۔

محلِ استشہاد:

(ضمنت ايّاهم الارض) محلِ استشہاد ہے یہاں ضمیر متصل سے ضمیر منفصل کی طرف عدول کیا گیا ہے اور یہ شعر کے ساتھ خاص ہے اصل میں ضمنتهم الارض ہونا چاہئے تھا۔

وَصِلْ اوافْصِلْ هاءَ سلنيه وما
أَشْبَهَه فِي كُنْتُه الخُلْفُ انتمىٰ
كذاك خلتنيه واتصالاً
أختارُ وغيري اِخْتَارَ الانفصالاً

ترجمہ: سَلْنِيه اور اس کے مشابہ میں اتصال کرو یا انفصال اور کُنْتُہ میں اختلاف منسوب ہے اسی طرح خلتنيه میں بھی ہے میں تو اس میں اتصال کو پسند کرتا ہوں جبکہ میرے علاوہ دیگر حضرات نے انفصال کو پسند کیا ہے۔

ترکیب:

(صل) فعل امر (انت) ضمیر مستتر اس کیلئے فاعل، فعل بافاعل معطوف علیہ (اَوْ) حرف عطف (افصل) فعل بافاعل معطوف (هاء) مضاف (سلنيه) باعتبار لفظ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ (واو) حرف عطف (ما) موصولہ (اشبه) فعل ماضی هو ضمیر مستتر ہے جو راجع ہے لفظ ما کی طرف اس کیلئے فاعل (ه) ضمیر مفعول بہ فعل بافاعل ومفعول بہ معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر مفعول بہ (صل اور افصل دونوں فعلوں نے اس میں تنازع کیا ہے) (في) جار (كنته) باعتبار لفظ جار مجرور ملکر بعد والے فعل انتمىٰ کے ساتھ متعلق ہوا (الخلف) مبتدا (انتمىٰ) فعل بافاعل خبر ہوا مبتدا کا۔ (كذاك) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر مقدم (خلتنيه) باعتبار لفظ مبتدا مؤخر۔ (اتصالا) مفعول بہ مقدم (اختار) فعل بافاعل کیلئے (غيري) مضاف مضاف الیہ مبتدا (اختار) فعل بافاعل (الانفصالا) مفعول بہ فعل بافاعل ومفعول بہ خبر۔

(ش) أشار في هذين البيتين إلى المواضع التي يجوز أن يؤتى فيها بالضمير منفصلا مع إمكان ان يؤتى به متصلا.

فأشار بقوله: ((سلنيه)) إلى ما يتعدّى إلى مفعولين الثاني منهما ليس خبرا في الأصل، وهما

ضمیران،نحو:((الدرھم سلنیه))فیجوزلک فی هاء((سلنیه))الاتصال نحو:سلنیه،والانفصال نحو:سلني إيّاه،وكذلك كل فعل اشبهه،نحو:الدرهم أعطيتكه،وأعطيتك إياه.

وظاهر كلام المصنف أنه يجوز في هذه المسألة الانفصال والاتصال على السواء،وهو ظاهر كلام أكثر النحويين،وظاهر كلام سيبويه ان الاتصال فيهاواجب،وأن الانفصال مخصوص بالشعر.

وأشار بقوله:((في كنته الخلف انتمى))إلى أنه إذا كان خبر((كان))واخواتهاضميرا، فإنه يجوز اتصاله وانفصاله،واختلف في المختارمنهما؛فاختار المصنف الاتصال، نحو: كنته، واختارسيبويه الانفصال،نحو: كنت إياه،(تقول:الصديق كنته،وكنت إياه).

وكذلك المختار عندالمصنف الاتصال في نحو:((خلتنيه))وهو: كل فعل تعدى إلى مفعولين الثاني منهماخبرفي الأصل،وهماضميران،ومذهب سيبويه أن المختارفي هذا أيضاالانفصال،نحو: خلتني إيّاه،ومذهب سيبويه أرجح؛لأنه هوالكثيرفي لسان العرب على ماحكاه سيبويه عنهم وهوالمشافه لهم،قال الشاعر:

۱۶-إذاقالتْ حَذَامِ فَصَدِّقُوها
فإنّ القولَ ماقالتْ حَذَامِ

ترجمہ وتشریح:.........وہ جگہیں جہاں ضمیر منفصل لانا بھی جائز ہے:

مصنف علیہ الرحمۃ نے ان دونوں اشعار میں ان جگہوں کی طرف اختصارًا اشارہ کیا ہے جہاں ضمیر متصل کالانا ممکن ہو پھر بھی منفصل لائی جاتی ہے۔

۱......چنانچہ پہلی جگہ کی طرف مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے "سلنیہ" کہکر اشارہ کیا ہے۔

شارح مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ (سلنیہ) سے مراد ہر وہ فعل ہے جو دومفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہو اور دوسرا مفعول اصل کے اعتبار سے خبر نہ ہو۔

(واضح رہے کہ بعض افعال ایسے ہیں جو متعدی بدو مفعول ہوتے ہیں لیکن وہ دونوں مفعول حقیقت کے اعتبار سے مبتدا خبر ہوتے ہیں مثلاً علمتُ زیدًا قائمًا اب یہاں زیدًا مفعول اول ہے اور قائمًا مفعول ثانی ہے جو کہ حقیقت

کے اعتبار سے مبتدا خبر ہیں چنانچہ زید قائم کہا جاتا ہے۔ اسی طرح خلت (میں نے خیال کیا) بھی ہے خلت زیدا عالما اب یہاں (زیدا) مفعول اوّل ہے (عالما) مفعول ثانی جو کہ حقیقت کے اعتبار سے مبتدا خبر تھے چنانچہ زید عالم کہا جاتا ہے،

اور بعض افعال ایسے بھی ہیں جو دو مفعولوں کو تو چاہتے ہیں لیکن حقیقت کے اعتبار سے وہ دو مفعول مبتدا خبر نہیں ہوتے جیسے الدرھم سلنیہ کی مثال ہے اب یہاں (سل) فعل ہے (ی) ضمیر مفعول اول ہے اور ھاء مفعول ثانی، لیکن دو مفعول حقیقۃً مبتدا خبر نہیں ہیں ورنہ ترجمہ میں مبتدا خبر کا معنیٰ یوں ہوگا میں درہم ہوں اور یہ غلط ہے۔

۲۔ (الدرھم سلنیہ) میں ضمیر کا اتصال بھی جائز ہے جیسے (سلنیہ) اور انفصال بھی جائز ہے جیسے سلنی ایاہ اور اسی طرح جو فعل سلنیہ کے مشابہ ہے اس میں بھی اتصال جائز ہے جیسے الدرھم اعطیتکہ اور انفصال جیسے اعطیتک ایاہ۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک:

شارح فرماتے ہیں کہ کلام کے ظاہر سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلنیہ میں اتصال اور انفصال دونوں جائز ہیں۔

سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک: سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہ ہے کہ اتصال واجب ہے اور انفصال شعر کے ساتھ مخصوص ہے۔

دوسری جگہ: ...... کنتہ الخلف انتمیٰ سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ کی طرف اشارہ کیا ہے جہاں پر اتصال بھی جائز ہے اور انفصال بھی۔ اور اس سے مراد ہر وہ جگہ ہے جہاں کان اور اس کے اخوات کی خبر ضمیر واقع ہے جیسے کنتہ (یہاں کنت میں کون افعال ناقصہ میں سے ہے اور ت ضمیر بارز اس کیلئے اسم ہے اور (ہ) ضمیر کان کی خبر اتصال کی مثال ہے اور کنتُ ایاہ انفصال کی مثال ہے۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مختار مسلک: مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کنتہ میں بہتر اتصال ہے۔

سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مختار مسلک: امام سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کنتہ میں انفصال مختار ہے چنانچہ کنت ایاہ کہا جائے گا۔

تیسری جگہ: خلتنیہ ان جگہوں میں تیسری جگہ ہے جہاں اتصال بھی جائز ہے اور انفصال بھی اور اس سے مراد ہر وہ فعل ہے جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو اور دوسرا مفعول اصل میں خبر ہو اور وہ دونوں مفعول ضمیریں ہوں۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کا مختار مسلک: مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہاں اتصال مختار ہے جیسے: خلتنیہ۔

سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک: سیبویہ رحمہ اللہ کے ہاں یہاں انفصال مختار ہے جیسے خلتنی ایاہ۔

شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے:

شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے یہ ہے کہ اس میں سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک راجح ہے اسلئے کہ لسان عرب میں یہ کثیر ہے اور سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حکایت کی ہے اور وہی ان کے روبرو گفتگو کرنے والا ہے لہٰذا ان کی بات ہی معتد بہ ہے۔

جس طرح شاعر نے کہا ہے۔

إِذَا قَالَتْ حَذَامِ فَصَدِّقُوهَا
فَإِنَّ الْقَوْلَ مَا قَالَتْ حَذَامِ

ترجمہ: جب حذام نامی عورت کوئی بات کہے تو اس کی تصدیق کرو۔ اسلئے کہ بات وہی ہے جو حذام نے کہی (واضح رہے کہ بعد میں شاعر کا یہ شعر ہر اس آدمی کے حق میں کہا جانے لگا جسکی بات پر اعتماد کیا جاتا ہو)

تشریح المفردات: (حذام) ایک عورت کا نام ہے جس کا لقب زرقاء الیمامۃ تھا اور جو تیزی نظر میں ضرب المثل تھی، اور جو بھی بات کہتی صحیح ہوتی۔

شعر ذکر کرنے سے شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کا مطلب:

شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ جیسے شاعر نے حذام نامی عورت کے بارے میں کہا ہے کہ حذام جو بھی بات کرے اس کی تصدیق کرنی چاہیے کیونکہ اسی کی بات معتبر ہے اسی طرح سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ چونکہ اس مسئلہ میں عرب سے حاکی (حکایت کرنے والا) ہے اسلئے اس کی بات ہی معتبر ہے شرح ابن عقیل کے محشی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس مسلک پر رد کیا ہے فمن اراد التفصیل فلیطالع ثمہ

وَقَدِّمِ الْأَخَصَّ فِي اتِّصَالِ
وَقَدِّمَنْ مَا شِئْتَ فِي انْفِصَالِ

ترجمہ:۔ ضمیر متصل میں آپ خاص کو مقدم کریں، اور منفصل میں مقدم کریں جس کو آپ چاہیں۔

ترکیب:

(قدم) فعل امر بافاعل (الاخص) مفعول بہ (فی اتصال) جار مجرور متعلق ہوا قدم کے ساتھ۔

(قدمن) فعل بافاعل (ما) موصولہ (شئت) فعل بافاعل صلہ، موصول صلہ مفعول بہ (فی انفصال) متعلق ہوا فی انفصال کے ساتھ۔

(ش) ضمير المتكلم اخصّ من ضمير المخاطب، وضمير المخاطب أخص من ضمير الغائب؛ فإن اجتمع ضميران منصوبان أحدهما أخصّ من الآخر، فإن كانامتصلين وجب تقديم الأخص منهما؛ فتقول: الدرهم أعطيتكه وأعطيتنيه، بتقديم الكاف والياء على الهاء؛ لإنها أخص من الهاء؛ لأن الكاف للمخاطب، والياء للمتكلم، والهاء للغائب ولايجوزتقديم الغائب مع الاتصال؛ فلا تقول: أعطيتهوك، ولا أعطيتهوني، وأجازه قوم، ومنه مارواه ابن الأثير في غريب الحديث من قول عثمان رضي الله عنه: أراهمني الباطل شيطانًا" فإن فصل أحدهما كنت بالخيار؛ فإن شئت قدمت الأخص، فقلت الدرهم أعطيتك إياه، واعطيتني إياه، وان شئت قدمت غير الأخص، فقلت: أعطيته إياك، وأعطيته إياى، وإليه اشار بقوله: ((وقد من ماشئت في انفصال)) وهذاالذي ذكره ليس على إطلاقه، بل إنمايجوزتقديم غيرالاخص في الانفصال عندامن اللبس، فإن خيف لبس لم يجز؛ فإن قلت: زيداعطيتك إياه، لَمْ يَجُزْ تقديم الغائب، فلا تقول: زيدأعطيته إياك؛ لأنه لايعلم هل زيدمآخوذ أو آخذ.

ترجمہ وتشریح:

مصنف نے چونکہ متن میں اخـــــص ضمیر کا ذکر کیا ہے اسلئے شارح اخص ضمیر کی وضاحت کر رہے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں کہ متکلم کی ضمیر مخاطب کی ضمیر سے خاص ہے اور مخاطب کی ضمیر غائب کی ضمیر سے خاص ہے لہٰذا جب دو منصوب ضمیریں جمع ہو جائیں اور ایک دوسری سے خاص ہو اور دونوں متصل ہوں تو خاص ضمیر کو مقدم کیا جائے گا لہٰذا ''الـدرهـم اعـطيتكه'' میں کاف ضمیر کو (ہ) ضمیر پر مقدم کیا جائے گا اور اعـطـيتنيه میں یاء کو ھاء پر مقدم کیا جائے گا اسلئے کہ پہلی مثال میں کاف اور دوسری میں یاء ضمیر خاص ہے اسلئے غائب کی ضمیر پر اس کو مقدم کیا گیا۔

اور غائب کی تقدیم متصل میں ناجائز ہے لہٰذا اعـطـيتهوک 'اعطيتهوني (غائب کی تقدیم کے ساتھ) ناجائز ہے اگرچہ بعض حضرات نے اس کو جائز کہا ہے۔

اوراسی پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول بھی ہے جو ابن اثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے غریب الحدیث میں نقل کیا ہے

۔"اراهُمنی الباطِلُ شیطانًا" النھایة فی غریب الحدیث والاثرص ۱۷۷ وص ۱۷۸ ج ۲"

ھُمْ مفعول اول ی ضمیر متکلم مفعول ثانی الباطل فاعل شیطانا مفعول ثالث۔

(بامحاورہ ترجمہ یہ ہے کہ باطل نے ان کو دکھلایا کہ میں شیطان ہوں، العیاذ باللہ)

یہاں غائب کی ضمیر غیر اخص ہونے کے باوجود مقدم ہے۔

اوراگر فاصلہ ہو تو پھر آپ کو اختیار ہے اخص کو مقدم بھی کر سکتے ہیں پس آپ کہینگے "الدرھم اعطیتک ایاہ،اعطیتنی ایاہ" اورغیر اخص کو بھی مقدم کر سکتے ہیں چنانچہ آپ کہینگے اعطیتہ ایاک اعطیتہ ایای،قدّمن ماشئت فی انفصال میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

شارح فرماتے ہیں کہ مصنف رحمہ اللہ نے انفصال کی صورت میں تقدیم کا جو اختیار دیا ہے یہ مطلقا نہیں ہے بلکہ غیر اخص کی تقدیم اس وقت جائز ہے جب التباس کا خطرہ نہ ہو اگر التباس کا خطرہ ہو تو پھر جائز نہیں لہٰذا اعطیتک ایاہ میں غائب کو مقدم کر کے زیدا عطیتہ ایاک نہیں پڑھ سکتے اسلئے کہ یہ پتہ نہیں چلے گا کہ زید ماً خوذ ہے یا آخذ واضح رہے کہ التباس اس صورت میں آتا ہے جب دونوں مفعولوں میں سے ہر ایک کے اندر (معنیً) فاعل ہونے کی صلاحیت ہو جیسے زیدا عطیتہ ایاک یہاں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ زید آخذ ہو اور مخاطب ماخوذ ہو یا زید ماخوذ ہو اور مخاطب آخذ ہو اور معنی کے اعتبار سے جو فاعل ہوتا ہے یعنی آخذ وہ پہلے ہوتا ہے تو اگر اس کے علاوہ کسی اور کو مقدم کیا جائے تو متبادر الی الذھن یہی ہوگا کہ آخذ ہے تو التباس ہو جائے گا۔ واللہ اعلم۔

وفی اتّحادِ الرتبة الزم فصلا

وقد یُبیحُ الغَیبُ فیہِ وَصْلاً

ترجمہ:۔ اور مرتبہ ایک ہوتے وقت ایک ضمیر میں فصل لازمی لاؤ اور کبھی غائب ہونا اس میں وصل کو جائز کر دیتا ہے۔

ترکیب:

(فی) جار (اتحاد الرتبة) مضاف مضاف الیہ مجرور، جار مجرور متعلق ہوا الزم کے ساتھ (الزم) فعل امر با فاعل (فصلا) مفعول بہ (قد) حرف تقلیل (یبیح الغیب) فعل با فاعل (وصلا) مفعول بہ۔

(ش) اذا اجتمع ضمیران، وکانا منصوبین، واتحدا فی الرتبة- کأن یکونا لمتکلمین، أو مخاطبین، أو غائبین- فإنه یلزم الفصل فی أحدھما، فتقول: اعطیتنی إیای، وأعطیتک إیاک، وأعطیته إیاہ، ولا یجوز

اتصال الضميرين،فلا تقول: أعطيتيني ولاأعطيتهوه؛نعم إن كاناغائبين واختلف لفظهما فقد يتصلان، نحو: الزيدان الدرهم أعطيتهماه،وإليه أشاربقوله في الكافية:

مع اختلاف ماونحو ضمنت
اياهم الارض الضرورة اقتضت

وربماأثبت هذاالبيت في بعض نسخ الألفية؛وليس منها،وأشار بقوله:"ونحو: ضمنت-إلى آخر البيت)) إلى إن الإتيان بالضمير منفصلافي موضع يجب فيه اتصاله ضرورة، كقوله:

بالباعث الوارث الاموات قد ضمنت
اياهم الارض في دهر الدهارير

وقد تقدم ذكرذلك.

ترجمہ وتشریح:

جب دو ضمیریں جمع ہوں اور دونوں منصوب کی ضمیریں ہوں اوران کا مرتبہ بھی ایک ہو بایں طور کہ یا تو دونوں متکلم کیلئے ہو یا دونوں مخاطب کیلئے ہوں یا دونوں غائب کیلئے ہوں اس صورت میں ایک میں انفصال لازمی ہے۔
(واضح ہوکہ دو متکلم دو مخاطب دو غائب باعتبار اصل کے مراد ہے یعنی اصل میں وہ دو متکلم ہوں الخ دو متکلم کی مثال جیسے "اعطیتنی ایای"۔ یہاں پہلی یا بھی متکلم کی ضمیر ہے جو متصل ہے اوردوسری ضمیر بھی متکلم کی یاء ہے اس لئے اس کو منفصل ایای کے ساتھ ذکر کیا۔

اسی طرح مخاطب کی مثال "اعطیتک ایاک" ہے اورغائب کی مثال "اعطیتک ایاہ" ہے۔ایک صورت اس سے مستثنیٰ ہے وہ یہ کہ دونوں ضمیریں غائب کی ہوں اوران کے الفاظ ایک دوسرے سے مختلف ہوں تو کبھی ان کا اتصال جائز ہے،مصنف رحمہ اللہ نے کافیہ میں اس قول کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔(بعض حضرات کی تحقیق ہے کہ یہ شعر کافیہ میں بھی نہیں ہے بلکہ یہ شافیہ کا شعر ہے اورکافیہ کا شعر یہ ہے۔

ولاضطرارسَوّغوافيْ ضَمِنَتْ
أيَاهُم الارضُ فَحَقِّقْ مَاأبَتْ
مع اختلاف ماوَنحوضمنت
اياهم الارض الضرورة اقتضت

یعنی غائب میں وصل جائز ہے جب اختلاف لفظا ہو۔

شارح فرماتے ہیں کہ الفیہ کے بعض نسخوں میں یہ شعر وفی اتحاد الرتبۃ کے بعد لکھا گیا لیکن یہ شعر الفیہ کا نہیں ہے۔اور نحو ضمنت ایاھم الارض الخ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جہاں ضمیر متصل کا لانا واجب ہے وہاں ضمیر منفصل کا لانا ضرورۃً ہوتا ہے۔جیسے:

بالباعث الوارث الاموات قد ضمنت

ایّاهُمُ الارضُ فِی دَهْرِ الدَّهاریر

یہاں ضرورت شعری کی وجہ سے ضمنتھم متصل کی جگہ ایاھم منفصل ضمیر آئی ہے،اس شعر کی پوری تفصیل پہلے گذر چکی۔

وَقَبْلَ یا النَّفْسِ مَعَ الفعلِ اُلتُزِم

نُونُ وِقایَةٍ وَلَیْسِی قَدْ نُظِم

ترجمہ: ...وہ یاء متکلم جو فعل کے ساتھ آجائے اس سے پہلے لازم کیا گیا نون وقایہ کو اور کبھی لیسی بغیر نون کے بھی شعر میں آیا ہے۔

ترکیب:

(قبل) مضاف (یا النفس) باعتبار لفظ مضاف الیہ ظرف زمان متعلق ہوا التزم کے ساتھ (التزم) فعل ماضی مجہول (نون وقایة) مضاف مضاف الیہ نائب فاعل (مع الفعل) مضاف مضاف الیہ حال ہے یا النفس سے (لیسی) باعتبار لفظ مبتدا (قد) حرف تحقیق (نظم) فعل مجہول با نائب فاعل خبر۔

(ش) اذا اتصل بالفعل یاء المتکلم لحقته لزوما نون تسمی نون الوقایة،وسمیت بذلک لأنها تقي الفعل من الکسر،وذلک نحو: ((أکرمني،ویکرمني، وأکرمني)) وقد جاء حذفها مع ((لَیْسَ)) شذوذا، کما قال الشاعر:

۱۷-عَدَدْتُ قَوْمِي کَعَدِیدِ الطَّیْسِ

إذ ذَهَبَ القَوْمُ الکِرَامُ لَیْسِيْ

واختلف في أفعل في التعجب: هل تلزمه نون الوقایة أم لا؟ فتقول: ما أفقرني إلی عفو اللّٰه، وما أفقري إلی عفو اللّٰه، عند من لا یلتزمها فیه، والصحیح أنها تلزم .

ترجمہ وتشریح:.........نون وقایہ اور اس کی وجہ تسمیہ:

جب فعل صحیح کے ساتھ یاء متکلم آجائے تو اس صورت میں فعل کے ساتھ لازمی طور پر نون کا لانا ضروری ہوتا ہے اور اس کو نون وقایہ کہا جاتا ہے وقایہ کا معنی بچانا ہے اسلئے اس کا نام نون وقایہ رکھا گیا کہ یہ فعل کو کسرہ سے بچاتا ہے ورنہ اگر یہ نون نہ ہوتا تو فعل پر کسرہ آجاتا جو کہ ناجائز ہے جیسے اکرمنی، یکرمنی، اکرمنی۔

ہاں کبھی اشعار میں ضرورت شعری کی بناء پر لیس (فعل ناقص) کے ساتھ نون وقایہ حذف کردیا جاتا ہے۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

عَدَدْتُ قَوْمِي كَعَدِيدِ الطَّيْسِ

إِذْ ذَهَبَ الْقَوْمُ الْكِرَامُ لَيْسِيْ

ترجمہ: میں نے اپنی قوم کو گنا تو میں نے ان کو زیادہ ریت کی طرح پایا جب میرے علاوہ میری معزز قوم چلی گئی۔
(شاعر اپنی قوم پر فخر کرکے قوم کے شریف لوگوں کے انتقال پر افسوس کررہا ہے اور قوم کے موجود لوگوں پر افسوس کرتا ہے کہ وہ تعداد میں ریت کی طرح ہیں لیکن کام کے نہیں، شاعر صرف اپنے آپ کو ان سے مستثنیٰ کررہا ہے کہ میں صرف معزز باقی رہا، باقی معزز ختم ہوگئے۔)

تشریح المفردات:

(عددت) نَصَرَ سے واحد متکلم کا صیغہ ہے (احصیتُ) گننے کے معنی میں ہے (عدید) عدد کی طرح ہے۔ (الطیس) زیادہ ریت کو کہتے ہیں (القوم) میں الف لام عہد خارجی ہے وہی قوم مراد ہے جس کا ذکر پہلے ہوا یعنی شاعر کا قوم۔

ترکیب:

(عددت) فعل فاعل (قومی) مضاف مضاف الیہ مفعول بہ (کعدید الطیس) جار مجرور متعلق ہوا محذوف کے ساتھ جو کہ وجدتھم ہے ای وجدتھم کثیرین کعدید الطیس (اذ) ظرف زمان (ذھب) فعل (القوم الکرام) موصوف صفت فاعل (لیس) فعل ہے افعال ناقصہ میں سے، اس کا اسم مستتر ہے اور (ی) مبنی علی السکون محل نصب میں (لیس) کیلئے خبر ہے۔

محل استشہاد:

محل استشہاد یہاں (لیسی) ہے لیس فعل ناقص ہے یہاں نون وقایہ ہونا چاہئے تھا لیکن ضرورت شعری کی وجہ سے اس کو حذف کیا ہے۔

فعل تعجب کے ساتھ نون وقایہ:

فعل تعجب کے ساتھ نون وقایہ آتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے کوفیین کہتے ہیں کہ نون وقایہ فعل کو کسرہ سے بچانے کیلئے آتا ہے اور صیغہ تعجب اسم ہے لہٰذا تعجب میں نون وقایہ کالانا صحیح نہیں لہٰذا ما افقری الی عفو اللہ کہا جائیگا۔

۲۔ بصریین کہتے ہیں کہ صیغہ تعجب فعل ہے لہٰذا فعل کو کسرہ سے بچانے کیلئے نون وقایہ لانا ضروری ہے تو ما افقرنی الی عفو اللہ کہا جائے گا بصریین کا قول صحیح ہے۔

وَلَيْتَنِي فَشَا وَلَيْتِي نَدَرَا
وَمَعَ لَعَلَّ اعْكِسْ وَكُنْ مُخَيَّرَا
فِي الْبَاقِيَاتِ وَاضْطِرَارًا خَفَّفَا
مِنِّي وَعَنِّي بَعْضُ مَنْ قَدْ سَلَفَا

ترجمہ: لیتنی (نون کے ساتھ) ظاہر ہے اور لَیْتی (بغیر نون کے) نادر ہے اور لعلّ کو اس کے برعکس کرو اور اختیار والے ہو جاؤ باقیوں میں، اور مجبوری کی وجہ سے مخفف بنایا ہے منّی اور عنّی کو بعض ان حضرات نے جو گزرے ہیں۔

ترکیب:

(لیتنی) باعتبار لفظ مبتدا (فشا) فعل با فاعل خبر (لیتی ندرا) بھی اسی طرح ہے، (مع لعل) مضاف مضاف الیہ ظرف متعلق ہوا (اعکس) کے ساتھ (کن) فعل ناقص اس میں انت ضمیر مستتر اس کیلئے اسم (مخیرا) خبر (فی الباقیات) اس کے ساتھ متعلق (اضطرارا) مفعول لہ ہے خفف کیلئے (خفف) فعل ماضی (منی وعنی) معطوف علیہ معطوف ملکر مفعول بہ مقدم (بعض) مضاف (من) موصولہ (قد سلف) فعل با فاعل صلہ، موصول صلہ ملکر فاعل ہوا فعل فاعل ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل ہوا خفف کیلئے۔

(ش) ذكر في هذين البيتين حكم نون الوقاية مع الحروف؛ فذكر ((ليت)) وأن نون الوقاية لا تحذف منها، إلا ندورا، كقوله:

۱۸ - كمنية جابر إذ قال: ليتي
أصادفه وأتلف جل مالي

والكثير في لسان العرب ثبوتها، وبه ورد القرآن، قال الله تعالىٰ: (يا ليتني كنت معهم)

وأما ((لعل)) فذكر أنها بعكس ليت؛ فالفصيح تجريدها من النون كقوله تعالى – حكاية عن فرعون – (لعلّي أبلغ الأسباب) ويقل ثبوت النون، كقول الشاعر:

۱۹ – فَقُلتُ: أعِيرانِي القَدُومَ؛ لَعلّنِي
أخُطُّ بِهَا قَبْرًا لأبيضَ مَاجِدِ

ثم ذكر أنك بالخيار في الباقيات، أي: في باقي أخوات ليت ولعلّ – وهي: إن وأن، وكأن، ولكن – فتقول: إنّي وإنّني، وأنّي وأنّني، وكأنّي وكأنّني، ولكنّي ولكنّني،

ثم ذكر أن ((من، وعن)) تلزمهما نون الوقاية؛ فتقول: منّي وعنّي – بالتشديد – ومنهم من يحذف النون؛ فيقول: مني وعني – بالتخفيف – وهو شاذ، قال الشاعر:

۲۰ – أيُّهَا السَّائِلُ عَنهُم وعَنِي
لَسْتُ مِنْ قَيسٍ وَلاقَيسُ مِنِي

ترجمہ وتشریح:.........حروف کے ساتھ نون وقایہ کا حکم:

چونکہ بعض حروف فعل کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں تو اس مشابہت کی وجہ سے ان کے ساتھ بھی کبھی نون وقایہ آتا ہے۔

لیتَ کے ساتھ نون وقایہ کا حکم:

(لیت) حرف ہے حروف مشبہ بالفعل سے، یہ فعل کے ساتھ معنیً بھی مشابہ ہے (اسلئے کہ لیت تمنّیت کے معنی میں ہے) اور عملاً بھی اور جب فعل کے ساتھ مشابہت ہوگئی تو اس کے ساتھ بھی فعل کی طرح نون وقایہ آئے گا، اور نون وقایہ لیت سے حذف نہیں ہوگا مگر نادر طور پر جیسے شاعر کا یہ قول ہے۔

كَمُنيَةِ جابرٍ اذقال ليتي
أصَادِفُه وأتلِفُ جُلَّ مَالِيْ

ترجمہ: جابر کی تمنا کی طرح (مزید نے تمنا کی) جب اس نے کہا کاش، میں اس (زید شاعر) کو پالوں اور اپنا سارا مال فنا کردوں (یعنی اس کے خلاف)

تشریح المفردات:

(منیة) اس چیز کو کہتے ہیں جس کی تمنا کی جائے (جابر) غطفان قبیلے کے ایک آدمی کا نام ہے (اصادفه) باب مفاعلہ سے واحد متکلم کا صیغہ ہے پانے کے معنیٰ میں ہے (اتلف) باب افعال سے واحد متکلم کا صیغہ ہے ہلاک کرنا، برباد کرنا، فنا کرنا، (جلّ) جلّ الشي ای معظمه کسی چیز کا بڑا حصہ۔

ترکیب:

(کمنیة جابر) جار مجرور متعلق ہوا اتمنّٰی محذوف کے ساتھ (اذ) ظرف زمان کے لئے ہے (قال) فعل بافاعل (لیتی) لیت حرف ہے حروف مشبہ بالفعل سے (ی) اس کیلئے اسم ہے (اصادفه) فعل بافاعل ومفعول معطوف علیه (واو) حرف عطف (اتلف) فعل بافاعل (جلّ مالی) مضاف مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ فعل فاعل مفعول جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اور معطوف مل کر خبر ہوئی لَیْتَ کیلئے لیت اپنے اسم اور خبر سے مقولہ ہوا قول کا۔

شعر کا شان ورود:

یہ شعر حضرت زید رضی اللہ عنہ کا ہے چونکہ وہ گھوڑا سواری میں ماہر تھے اس وجہ سے ان کو جاہلیت کے زمانہ میں زید الخیل کہا جاتا تھا، نبی اکرم ﷺ نے ان کا نام زید الخیر رکھا، جابر نامی آدمی نے تمنا کی تھی کہ میں زید سے ملوں اور اس کو ماروں تو جب وہ آپ کے سامنے آیا تو آپ اس پر غالب آگئے، پھر مزید نامی آدمی نے بھی اس طرح کی تمنا کی اور اس کو بھی شکست کا سامنا کرنا پڑا تو زید رضی اللہ عنہ نے چند اشعار کہے جن میں ایک یہ بھی ہے۔

محل استشہاد:

محل استشہاد (لیتی) ہے یہاں لیت سے نون وقایہ کو حذف کیا گیا ہے جو کہ نادر ہے۔ اور لسان عرب میں لیت کے ساتھ نون وقایہ اکثر ہوتا ہے جیسے یالیتنی کنت معهم۔

لعلّ کے ساتھ نون وقایہ کا حکم:

لعلّ کی مشابہت بھی فعل کے ساتھ معنی ہے (کیونکہ لعلّ تو جیتُ کے معنیٰ میں ہے) لیکن فعل کے ساتھ اس کی مشابہت میں دو معارض ہیں۔ ایک یہ کہ بعض جگہوں میں لعلّ جر دیتا ہے (جیسے لعلّ زیدٍ قائمٌ) جیسا کہ ہدایۃ النحو میں ہے وشذّ الجرّ بها (اس کے ذریعے جر دینا شاذ ہے) دوم: یہ کہ لعلّ کے اندر اور بھی لغات ہیں مثلاً علّ، عنّ، انّ،

لانّ، لعنّ، آخری لغت لعنّ میں جب اس کے ساتھ نون وقایہ آجائے تو توالی الامثال (ایک ساتھ ایک جیسی کئی چیزیں پے درپے آجانا) لازم آتا ہے جو کہ ناپسندیدہ ہے، لہٰذا فعل کے ساتھ مشابہت کم ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ نون وقایہ کا آنا نادر ہوگا۔ اسی وجہ سے شارح فرمارہے ہیں کہ لعلّ نون وقایہ کے حکم کے اعتبار سے لیت کے بالکل برعکس ہے توضیح یہ ہے کہ لعلّ نون وقایہ سے خالی ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرعون کی بات کو نقل کرکے فرمایا:

لعلّی ابلغ الاسباب

اور نون کا ثابت رہنا کم ہے جیسا کہ شاعر کا قول ہے۔

فقلت اعیرَانِی القدوم لعلّنی
اخطّ بھَا قبرًا الابیضَ مَاجد

ترجمہ: پس میں نے کہا تم دونوں مجھے کلہاڑی دیدو تاکہ میں چھیلوں اس کے ذریعہ سے میان، سفید چمکدار تلوار کیلئے۔

تشریح المفردات:

(اعیرا) باب افعال سے تثنیہ مذکر امر حاضر کا صیغہ ہے، عاریۃ سے ہے، عاریۃ کہتے ہیں کسی کو کوئی چیز صرف نفع حاصل کرنے کیلئے استعمال کے طور پر دینا (القدوم) کلہاڑا، مؤنث ہے، (خط) چھیلنے کو کہتے ہیں (بھا) میں ھا ضمیر قدوم کی طرف راجع ہے (قبر) سے یہاں میان مراد ہے، جس طرح قبر میں انسان کو محفوظ رکھا جاتا ہے اسی طرح نیام میں تلوار کو حفاظت کی غرض سے رکھا جاتا ہے۔ (ابیض، ماجد) تلوار کی صفتیں ہیں سفید اور چمکدار یا (ماجد) سے مراد عظیم ہے۔

ترکیب:

(قلت) فعل فاعل (اعیرا) فعل الف ضمیر بارز اس کے لئے فاعل (ن) وقایہ (ی) ضمیر متکلم مفعول بہ اول (القدوم) مفعول ثانی، (لعلّ) حرف ہے حروف مشبہ بالفعل سے (ن) وقایہ (ی) لعلّ کا اسم (اخط) فعل فاعل (بھا) جار مجرور متعلق ہوا (اخطّ کے ساتھ (قبرا) مفعول (لام) جار (ابیض ماجد) موصوف صفت مل کر خبر ہوا لعلّ کے لئے۔

محل استشھاد:

اس شعر میں محل استشہاد (لعلّنی) ہے یہاں لعلّ کے ساتھ نون وقایہ آیا ہے جو کہ کم ہے۔

لیتَ، لعلَّ کے علاوہ باقی اخوات کے ساتھ نون وقایہ کا حکم:

لیت اور لعلّ کے علاوہ دیگر اخوات کی اگرچہ فعل کے ساتھ مشابہت ہے لیکن توالی الامثال لازم آنے کی وجہ سے مشابہت میں کمزوری آجاتی ہے اسلئے مصنف علیہ الرحمۃ نے ان کے ساتھ نون وقایہ لگانے یا نہ لگانے کا اختیار دیا، انّی کانّی لکنّی بغیر نون وقایہ کے بھی پڑھ سکتے ہیں اور انّنی کانّنی لکنّنی نون وقایہ کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

مِنْ اور عَنْ کے ساتھ نون وقایہ کا حکم:

مِنْ اور عن کے بارے میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ان کے ساتھ نون وقایہ لازمی طور پر آتا ہے تاکہ ان کا مبنی برسکون ہونا (جو کہ اصل ہے) محفوظ ہو جائے بخلاف ان حروف کے جو مبنی علی غیر السکون ہوں۔ چنانچہ منّی اور عنّی تشدید کے ساتھ کہا جاتا ہے (ایک اصلی نون اور ایک نون وقایہ ہے) بعض حضرات نے نون وقایہ کو حذف کر کے تشدید کے بغیر بھی پڑھا ہے۔ اور اسی سے شاعر کا یہ قول ہے:

۲۰- اَیُّهَا السَّائِلُ عَنْهُمْ وَعَنِی
لَسْتُ مِنْ قَیْسَ وَلَاقَیْسُ مِنِی

ترجمہ: ...اے سوال کرنے والے ان کے اور میرے بارے میں، میں قیس قبیلہ سے نہیں ہوں اور نہ قیس قبیلہ مجھ سے ہے (یعنی میرا قبیلہ الگ ہے اور قیس قبیلہ الگ ہے)

تشریح المفردات:

(ایّ) منادی ہے حرف نداء کو اس سے حذف کیا گیا ہے محل نصب میں ہے اور فی الحال مبنی برضمہ ہے (ھا) زائد ہے اس لئے کہ یہ صرف تنبیہ کیلئے آتی ہے نداء کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں (قیس) یہاں قبیلہ کا نام ہے غیر منصرف ہے اس لئے کہ اس میں علیت اور تانیث معنوی ہے۔

ترکیب:

(ایّ) منادی (ھاء) تنبیہ کے لئے ہے (السائل) ایّ کی صفت ہے (عنھم) جار مجرور ملکر متعلق ہوا السائل کے ساتھ (عنی) اس پر عطف ہے (لست) لیس فعل ہے افعال ناقصہ میں سے (تاء) ضمیر بارز اس کیلئے اسم ہے (من قیس) جار مجرور خبر، لا نافیہ (قیس) مبتدا (منی) محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر۔

محلِ استشہاد:

محلِ استشہاد (عنی) اور منی بغیر تشدید کے ہے نون وقایہ من اور عن کے ساتھ لازم ہوتا ہے لیکن یہاں پھر بھی حذف ہوا ہے۔

وَفِیْ لَدُنِّیْ لَدُنِیْ قَلَّ وَفِیْ
قَدْنِیْ وَقَطْنِیْ الحذفُ ایضًا قد یَفِی

ترجمہ:- اور لدنی میں لدنی (بغیر نون کے) کم ہے اور قدنی اور قطنی میں بھی حذف بھی آتا ہے۔

ترکیب:

(فی لدنی) جارمجرور متعلّق ہوا (قلّ) کے ساتھ (لدنی) یہ باعتبار لفظ مبتدا ہے اور قلّ فعل بافاعل خبر (وفی قدنی وقطنی) جارمجرور متعلّق ہو یَفِیْ کے ساتھ، الحذف مبتدا (یفی) فعل بافاعل خبر، ایضًا مفعول مطلق اَیْ آض ایضًا۔

(ش) اشار بهذا إلى أن الفصيح في ((لدني)) إثبات النون، كقوله تعالىٰ: (قد بلغت من لدني عذرا) ويقل حذفها، كقراءة من قرأ (من لدني) بالتخفيف.

والكثير في ((قد، وقط)) ثبوت النون، نحو: قدني وقطني، ويقل الحذف نحو: قدي وقطي، أي حَسْبِي، وقد اجتمع الحذف والإثبات في قوله:

۲۱ - قَدْنِیَ مِنْ نَصْرِ الخُبَیْبَیْنِ قَدِی
لَیْسَ الإمَامُ بِالشَّحِیحِ المُلْحِدِ

ترجمہ وتشریح:............لدنّی کے ساتھ نون وقایہ کا حکم:

مصنف علیہ الرحمۃ نے ان اشعار میں اشارہ کیا اس بات کی طرف کہ لدنی میں فصیح لغت نون کا ثابت ہونا ہے جیسے قرآن مجید میں ہے قدبلغت من لدنی عذرا، اور اس میں نون کا حذف کم ہے جیسا کہ ایک قراءت میں من لدنی (بغیر نون کی تشدید کے) آیا ہے۔

قد اور قط کے ساتھ نون کا حکم:

قد اور قط کے ساتھ نون کا ثابت ہونا کثیر ہے جیسے قدنی، قطنی اور کبھی حذف بھی ہوتا ہے جیسے قدی قطی (یعنی میرے لیے کافی ہے)

کبھی ایک ہی جگہ حذف اور اثبات دونوں جمع ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ کہ شاعر کا قول ہے۔

قَدْنِیَ مِنْ نَصْرِ الْخُبَیْبَیْنِ قَدِی
لَیْسَ الامَامُ بِالشَّحِیْحِ الْمُلْحِدِ

ترجمہ:۔ (نصر الخبیبین) میں اگر اضافت الی المفعول ہے تو شاعر حجاج بن یوسف ثقفی کی مدح کر رہا ہے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی مذمت (العیاذ باللہ) تو ترجمہ یوں ہوگا میرے لئے حجاج کی مدد کافی ہے خبیبین کی مدد سے، اسلئے کہ امام بخیل اور ملحد نہیں ہوتا (حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے) اور اگر اضافت فاعل کی طرف ہو تو شاعر خبیبین کی مدح کر رہا ہے اور حجاج کی مذمت، تو ترجمہ یوں ہوگا۔ کافی ہے میرے لئے خبیبین کی مدد (حجاج کی مدد سے) اسلئے کہ امام بخیل اور ملحد نہیں ہوتا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے متعلق لوگوں کا زعم ہے یا امام سے مراد یہاں حجاج ہے کہ امام بخیل اور ملحد نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ حجاج ہے۔

تشریح المفردات:

(قدنی) حسبی کے معنی پر ہے، (نصر الخبیبین) میں اضافت یا تو مفعول کی طرف ہے یا فاعل کی طرف، ہر ایک کا معنی الگ ہے جس کی وضاحت ترجمہ میں گزرے گی۔ (خبیبین) یا تو تثنیہ کا صیغہ ہے مراد اس سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے خبیب ہیں (۲) یا مراد عبداللہ بن زبیر اور ان کے بھائی مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما ہیں۔

اور یا جمع کا صیغہ ہے حالت جری ہے اور مراد اس سے ابو خبیب اور ان کی رائے پر چلنے والی قوم ہے، (شحیح) بخیل کو کہتے ہیں (الملحد) حق سے اعراض کرنے والا، یا حرم میں ظلم کرنے والا۔

ترکیب:

(قَدْنِیْ) مبتدا (مِنْ نَصْرِ الْخُبَیْبَیْنِ) خبر (لیس) فعل ہے افعال ناقصہ میں سے (الامَامُ) اس کا اسم (ب) جار (الشَّحِیْحِ) موصوف (الْمُلْحِد) صفت، موصوف صفت ملکر مجرور، جار مجرور ملکر محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر مقدم۔

محل استشہاد:

قدنی اور قدی ہے پہلے میں نون کو ثابت اور دوسرے میں حذف کیا ہے۔

الْعَلَم

اِسْمٌ يُعَيِّنُ الْمُسَمّٰى مُطْلَقَا
عَلَمُهٗ كَجَعْفَرٍ وَخِرْنِقَا
وَقَرَنٍ وَعَدَنٍ وَلَاحِقٍ
وَشَذْقَمٍ وَهَيْلَةٍ وَوَاشِقٍ

ترجمہ: جواسم مطلق مسمّٰی کو معیّن کرے وہ اس کا علم ہے جیسے جعفر خرنق، قرن عدن اور لاحق اور شذقم هيلة واشق (اس کی وضاحت آگے آرہی ہے)

ترکیب:

(اسم) موصوف (یعین) فعل (ھو) ضمیر فاعل (المسمّٰی) مفعول بہ (مطلقًا حال ہے یعیّن کی ضمیر سے) فعل فاعل مفعول بہ ملکر صفت، موصوف صفت ملکر مبتدا (علمه) مضاف مضاف الیہ خبر، کجعفر (ک) جار (جعفر) معطوف علیہ اور خرنق وغیرہ سب معطوف' معطوف علیہ جملہ معطوفات سمیت مجرور، جار مجرور سے ملکر متعلق ہوا کائن کے ساتھ ای وذلک کائن کجعفر۔

(ش) العلم هو الاسم الذی یعین مسمّاه مطلقا، ای بلاقید التکلم أو الخطاب أو الغیبة؛ فالاسم: جنس یشمل النکرة والمعرفة، و((یعیّن مسماه)): فصل أخرج النکرة، و((بلاقید)) أخرج بقیة المعارف، کالمضمر؛ فإنه یعین مسماه بقید التکلم کـ((أنا)) أو الخطاب کـ((أنت)) أو الغیبة کـ((هو))، ثم مثل الشیخ بأعلام الأناسیّ وغیرهم، تنبیهًا علی أن مسمیات الأعلام العقلاء وغیرهم من المألوفات؛ فجعفر: اسم رجل، وخرنق: اسم امرأة من شعراء العرب وهی أخت طرفة بن العبد لأمه، وقرن اسم قبیلة، وعدن: اسم مکان، ولاحق اسم فرس، وشذقم: اسم جمل، وهیلة: اسم شاة، وواشق: اسم کلب.

ترجمہ وتشریح: ....علم کی تعریف:

مصنف رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ علم وہ اسم ہے جو مسمّٰی کی تعیین کرے مطلقًا (مثلاً زید علم ہے اور زید کی ذات مسمّٰی ہے یعنی اس کا نام رکھا گیا ہے) شارح مطلقًا کی وضاحت کررہے ہیں کہ مطلقًا سے مراد یہ ہے کہ اس میں تکلم خطاب یا

غیبوبۃ کی قید نہ ہو، چونکہ ہر تعریف میں جنس اور فصل ہوا کرتی ہے اس لئے جب اسم کہا تو یہ جنس ہے نکرہ اور معرفہ سب کو شامل ہے، اور یعین مسمّاہ فصل ہے اس سے نکرہ نکل گیا کیونکہ اس میں مسمّی کی تعین نہیں ہوتی اور بلاقید کہا تو بقیہ معارف نکل گئے جس طرح کہ مضمر ہے اس لئے کہ اس میں بھی مسمّی کی تعیین پائی جاتی ہے لیکن تکلم کی قید کے ساتھ جیسے (انا) یا خطاب کی قید کے ساتھ جیسے انت یا غائب کی قید کے ساتھ جیسے ھُو.

مختلف اعلام کی مثالیں:

پھر مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور غیر انسانوں کے اعلام ذکر کئے اس بات کی طرف اشارہ کرنے کیلئے کہ اعلام کے جو مسمّیات ہیں وہ عقلاء بھی ہیں اور دیگر مانوسات بھی۔ چنانچہ جعفر آدمی کا نام ہے، اور (خرنق) عرب کی شاعرات میں سے ایک شاعرہ ہے جو کہ طرفہ بن عبد کی والدہ کی طرف سے بہن تھی، اور قرن قبیلے کا نام ہے، اور عدن ساحل یمن واقع پر ایک شہر کا نام ہے اور (لاحق) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا نام ہے اور شذقم نعمان بن منذر کے اونٹ کا نام ہے (اونٹنی پر جمل کا اطلاق شاذ ہے) (ھیلۃ) ایک بکری کا نام ہے اور (واشق) ایک کتے کا نام ہے۔

واسمًا اتی وکُنیۃً ولقبًا

وَاَخِّرَنْ ذَااِنْ سواہ صحبًا

ترجمہ: .. اور یہ علم اسم بھی آیا ہے اور کنیت اور لقب بھی اور اس (لقب) کو مؤخر کرو اگر اسم کے علاوہ کے ساتھ مل جائے۔

ترکیب:

(اسمًا) حال ہے (اتی) کی ضمیر مستتر ھُو سے (کنیۃ، لقبا) دونوں اس پر عطف ہیں (اتیٰ) فعل (ھُو) ضمیر مستتر اس کیلئے فاعل۔ (اَخِّرن) فعل امر بانون تاکید خفیفہ (انت) ضمیر مستتر اس کیلئے فاعل (ذا) اسم اشارہ مفعول بہ (اِن) حرف شرط (سواہ) مضاف مضاف الیہ مفعول بہ مقدم (صحب) فعل ماضی واحد مذکر غائب (ھو) ضمیر مستتر فاعل، فعل فاعل مفعول بہ ملکر شرط، فاخرہ جزاء محذوف ہے جس پر سابقہ عبارت دلالت کرتی ہے۔

(ش) ینقسم العلم إلی ثلاثۃ أقسام: إلی اسم وکنیۃ ولقب والمراد بالاسم ھنا مالیس بکنیۃ ولا لقب، کزید وعمرو، وبالکنیۃ: ماکان فی أولہ اب او امٌّ، کابی عبداللہ وام الخیر وباللقب: ما أشعر بمدح کزین العابدین، أو ذم کانف الناقۃ.

وأشار بقوله: ((وأخرن ذا-الخ)) إلى أن اللقب إذا صحب الاسم وجب تأخيره، كزيد أنف الناقة، ولا يجوز تقديمه على الاسم؛ فلا تقول: أنف الناقة زيد، إلا قليلا، ومنه قوله:

۲۲-بِأَنَّ ذَا الْكَلْبِ عَمْرًا خَيْرَهُمْ حَسَبًا
بِبَطْنِ شِرْيَانَ يَعْوِي حَوْلَهُ الذِّيبُ

وظاهر كلام المصنف أنه يجب تأخير اللقب إذا صحب سواه، ويدخل تحت قوله ((سواه)) الاسم والكنية، وهو إنما يجب تأخيره مع الاسم، فأما مع الكنية فأنت بالخيار بين أن تقدم الكنية على اللقب؛ فتقول: أبو عبد الله زين العابدين، وبين أن تقدم اللقب على الكنية؛ فتقول: زين العابدين أبو عبد الله، ويوجد في بعض النسخ بدل قوله: ((وأخرن ذا إن سواه صحبا)) ((وذا اجعل آخرًا إذا اسما صحبا)) وهو أحسن منه؛ لسلامته مما ورد على هذا، فإنه نص في أنه إنما يجب تأخير اللقب إذا صحب الأسم، ومفهومه أنه لا يجب ذلك مع الكنية، وهو كذلك، كما تقدم، ولو قال: ((وأخرن ذا إن سواها صحبا)) لَمَا ورد عليه شيء، إذ يصير التقدير: وأخر اللقب إذا صحب سوى الكنية، وهو الاسم، فكأنه قال: وأخر اللقب إذا صحب الاسم.

ترجمہ وتشریح:............علم کی قسمیں:

جاننا چاہئے کہ علم کی تین قسمیں ہیں۔۱......اسم۔۲......کنیت۔۳......لقب

اسم کی تعریف:......اسم اس کو کہتے ہیں جو ذات پر دلالت کرے اور وہ نہ کنیت ہو اور نہ لقب۔ جیسے زیدؔ، خالدؔ

کنیت کی تعریف:......کنیت اس کو کہتے ہیں جس کے شروع میں اب ہو (مراد اس سے یہ ہے کہ شروع میں وہ علم ہو جس میں ترکیب اضافی ہو ترکیب اسنادی نہ ہو) جیسے ابو عبد اللّٰه یا امّ ہو جیسے امّ الخیر، امّ عبد اللّٰه (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیت ہے) یا شروع میں ابن، بنت، اخ، اخت، عمّ، عمّة، خال، خالة میں سے کوئی ہو۔

لقب کی تعریف:......لقب اس کو کہتے ہیں جو مدح کی خبر دے جیسے زین العابدین (عبادت کرنے والوں کی زینت) یہ حضرت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا لقب ہے، یا ذمّ کی خبر دے جیسے انف الناقة یہ جعفر بن قریع کا لقب ہے اس کے والد نے اپنی بیویوں میں ایک اونٹنی تقسیم کردی تو یہ آیا تاکہ اپنی والدہ کا حصہ لے لے، دیکھا تو صرف سر بچا تھا تو اس نے اس کو ناک سے کھینچا تو اس کا یہ لقب پڑ گیا۔

اسم کی تقدیم لقب پر ضروری ہے:

واخرن ذاان سواہ صحبا کے ساتھ مصنف رحمہ اللہ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ جب لقب اسم کے ساتھ آ جائے تو اس صورت میں اسم کو مقدم کرنا اور لقب کو مؤخر کرنا ضروری ہے اس لئے کہ لقب بمنزلہ صفت کے ہے جس طرح صفت کے ذریعہ خبر دی جاتی ہے اسی طرح لقب کے ذریعہ بھی، اور موصوف پر صفت کی تقدیم جائز نہیں لہذا یہاں بھی لقب کی تقدیم جائز نہیں اور لقب کی تقدیم اسم پر نا جائز ہے لیکن یہ اس صورت میں ہے جب لقب مشہور نہ ہو اگر مشہور ہو تو پھر لقب کو کثرت سے مقدم کیا جاتا ہے جیسے قرآن کریم میں وارد ہے انما المسیح عیسی بن مریم (سورۃ نساء آیت/۱۷۱)

اور اگر لقب مشہور نہ ہو تو پھر لقب کی تقدیم قلیل ہے جیسا کہ شاعرہ کا قول ہے۔

۲۲-بِأَنَّ ذَاالكَلْبِ عَمْرًا خَيْرَهُمْ حَسَبًا
بِبَطْنِ شَرْيَانَ يَعْوِيْ حَوْلَهُ الذِّيْبُ

ترجمہ:- ھذیل قبیلہ کو بتادو کہ ذوالکلب عمر جوان میں شریف الاصل ہونے کی وجہ سے بہتر ہے بطن شریان میں دفن ہے اور اس کے اردگرد بھیڑیے بھونکتے ہیں۔

تشریح المفردات:

(ذاالکلب) حالت نصبی میں انّ کیلئے اسم واقع ہے اور یہ عمر کا لقب ہے (بطن شریان) اس جگہ کا نام ہے جہاں عمر کو دفن کیا گیا ہے (یعوی) بھونکنے کو کہتے ہیں (حولہ) اردگرد (الذیب) بھیڑیا، ہمزہ کے ساتھ بھی آتا ہے اور بغیر ہمزہ کے بھی (یعوی حولہ الذیب) موت سے کنایہ ہے۔

ترکیب:

(ب) جار (انّ) حرف مشبہ بالفعل (ذاالکلب) مضاف مضاف الیہ مبدل منہ (عمرًا) بدل مبدل منہ بدل مل کر موصوف (خیرھم) مضاف مضاف الیہ ممیّز (حسبًا) تمیز، ممیز تمیز سے ملکر صفت، موصوف صفت سے ملکر انّ کیلئے اسم (ب) جار (بطن) مضاف (شریان) مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر ہوا انّ کیلئے، (یعوی) فعل (الذیب) فاعل (حولہ) مضاف مضاف الیہ ظرف متعلق ہوا یعوی کے ساتھ۔

محل استشهاد:

یہاں محل استشہاد (ذاالکلب عمرا) ہے یہاں اسم یعنی عمرًا مقدم ہونا چاہیے لیکن ذاالکلب لقب کو مقدم کیا ہے جو کہ قلیل ہے۔

وظاهر كلام المصنف الخ:

شارح فرماتے ہیں کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے ظاہر سے (واخرن ذاان سواه صحبا) سے معلوم ہوتا ہے کہ سواه کی ضمیر لقب کی طرف راجع ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ لقب کو مؤخر کرنا ضروری ہے جب وہ لقب کے علاوہ یعنی اسم اور کنیت کے ساتھ آجائے حالانکہ اس کا مؤخر کرنا اس وقت ضروری ہے جب وہ اسم کے ساتھ آجائے، اور اگر کنیت کے ساتھ لقب آجائے تو پھر تقدیم و تاخیر میں اختیار ہے۔ کنیت کو مقدم بھی کر سکتے ہیں تو آپ کہیں گے ابو عبداللہ زین العابدین اور لقب کو بھی مقدم کر سکتے ہیں چنانچہ زین العابدین ابو عبداللہ کہا جائے گا۔

(۱) شارح فرماتے ہیں کہ بعض دیگر نسخوں میں وَاخّرن ذاان سواه صحبا کے بدلے وَذَااجْعَلْ آخرًا اِذَا اِسْمًا صَحِبَا آیا ہے ۔اور یہ صحیح ہے اس لئے کہ اس پر اعتراض وارد نہیں ہوتا کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ لقب کو آخر میں کرو جب وہ اسم کے ساتھ ملجائے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کنیت کے ساتھ لقب آجائے تو اس کا مؤخر کرنا ضروری نہیں۔

(۲) دوسری توجیہ شارح دیتے ہیں کہ اگر اس کی جگہ واخرن ذاان سوا اھاصحبا کہتے تو پھر بھی کوئی اعتراض نہ ہوتا کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ لقب کو مؤخر کرو اگر کنیت کے علاوہ یعنی اسم کے ساتھ مل جائے۔

وانْ يَكُونَا مُفْرَدَيْنِ فَأَضِفْ
حَتْمًا والاتْبِعِ الَّذِي رَدِفْ

ترجمہ: ..جب اسم اور لقب دونوں مفرد ہوں تو اضافت کریں یقینی طور پر ورنہ دوسرے کو پہلے کے تابع کریں اعراب میں۔

ترکیب:

(ان) حرف شرط (یکونا) فعل ناقص الف ضمیر بارز اس کیلئے اسم (مفردین) خبر (یکونا) اسم اور خبر سمیت شرط (ف) جزائیہ (اضف) فعل امر با فاعل (حتما) مفعول مطلق (الا) اصل میں اِنْ لا تھا (ان) حرف شرط (لا) نافیہ فعل شرط محذوف ای ان لم یکونا مفردین (ان لم یکونا مفردین) شرط (اتبع) فعل امر با فاعل (الذی ردف) موصول صلہ مفعول بہ، فعل فاعل مفعول بہ ملکر جزاء۔

(ش) اذا اجتمع الاسم واللقب: فإما أن يكونا مفردين، أو مركبين، أو الاسم مركبا واللقب مفردًا، أو الاسم مفردًا واللقب مركبًا.

فإن كانا مفردين وجب عند البصريين الإضافة، نحو: هذا سعيد كرز ورأيت سعيد كرز، ومررت بسعيد كرز؛ وأجاز الكوفيون الإتباع؛ فتقول: هذا سعيد كرز، ورأيت سعيدًا كرزًا، ومررت بسعيد كرز، ووافقهم المصنف على ذلك في غير هذا الكتاب.

وإن لم يكونا مفردين — بأن كانا مركبين، نحو عبد الله أنف الناقة، أو مركبا ومفردًا، نحو عبد الله كرز، وسعيد أنف الناقة — وجب الإتباع؛ فتتبع الثاني الأول في إعرابه، ويجوز القطع إلى الرفع أو النصب، نحو مررت بزيد أنف الناقة، وأنف الناقة؛ فالرفع على إضمار مبتدأ، والتقدير: هو أنف الناقة، والنصب على إضمار فعل، والتقدير: اعني أنف الناقة؛ فيقطع مع المرفوع إلى النصب، ومع المنصوب إلى الرفع، ومع المجرور إلى النصب أو الرفع، نحو هذا زيد أنف الناقة، ورأيت زيدًا أنف الناقة، ومررت بزيد أنف الناقة وأنف الناقة.

ترجمہ وتشریح:

اگر اسم اور لقب دونوں جمع ہو جائیں تو یا تو دونوں مفرد ہونگے (مفرد سے مراد وہ ہے جو مرکب کے مقابلہ میں ہو، منطق کی اصطلاح کا مفرد مراد نہیں ہے) (۲) یا دونوں مرکب ہونگے (۳) یا اسم مرکب ہوگا اور لقب مفرد ہوگا۔

اگر اسم اور لقب دونوں مفرد ہوں تو ان کا حکم:

اگر کہیں اسم بھی مفرد آجائے اور لقب بھی تو اس صورت میں بصریوں اور کوفیوں کے درمیان اختلاف ہے۔

بصریوں کے ہاں ان میں اضافت واجب ہے جیسے ھذا سعید کرز رأیت سعید کرز مررت بسعید کرز یہاں سعید اسم ہے اور مفرد ہے اور کرز لقب ہے اور مفرد ہے اسلئے سعید کو کرز کی طرف مضاف کیا ہے (کرز کا معنی حاذق کے بھی آتا ہے، اور کمینہ اور خبیث کے بھی)

واضح رہے کہ ان کے ہاں بھی اضافت کا حکم مطلقاً نہیں ہے بلکہ اس وقت ہے جب اضافت سے کوئی چیز مانع نہ ہو مثلاً یہ کہ مضاف یعنی اسم کے شروع میں الف لام ہو جیسے جاء نی الحارث کرز یہاں اضافت جائز نہیں اسلئے کہ مضاف پر الف لام نہیں آتا لہذا اس صورت میں دوسرا اعراب میں پہلے کے تابع ہوگا یا بدل ہو کر اور یا عطف بیان ہو کر۔

اورکوفیوں کے ہاں یہاں دوسرے کو پہلے کے تابع بنانا بھی جائز ہے چنانچہ ھذا سعیدٌ کرزٌ رأیت سعیدًا کرزا مررت بسعیدٍ کرزٍ کہا جائے گا مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کے علاوہ دوسری جگہ ان کے مسلک کی موافقت کی ہے

اگر دونوں مفرد نہ ہوں۔

اگر اسم اور لقب جمع ہو جائیں اور دونوں مفرد نہ ہوں بلکہ دونوں مرکب ہوں جیسے عبداللہ انف الناقة یا اسم مرکب ہو اور لقب مفرد ہو جیسے عبداللہ کرز یا اسم مفرد ہو اور لقب مرکب ہو جیسے سعید انف الناقة تو ان تینوں صورتوں میں دوسرے کو پہلے کے تابع بنانا اعراب میں واجب ہے، اور مرفوع میں تاویل کر کے منصوب بھی پڑھنا جائز ہے جیسے ھو زیدٌ انفَ الناقة یہاں عبارت میں اعنی (میں قصد کرتا ہوں) محذوف ہے تو انف الناقة ترکیب میں مفعول بہ ہو جائے گا اور اسی طرح منصوب میں تاویل کر کے مرفوع پڑھ سکتے ہیں لیکن مبتدا کو حذف کرینگے جیسے: رأیت زیدًا انفُ الناقة ای ھو انف الناقة اور مجرور میں تاویلا منصوب اور مرفوع دونوں پڑھ سکتے ہیں جیسے: مررت بزید انف الناقة ای اعنی انف الناقة۔ خلاصہ یہ کہ اگر دونوں مفرد نہ ہوں تو دوسرے کو پہلے تابع بنانا واجب ہے جیسے:

ھذا زیدٌ انفُ النّاقة

رأیت زیدًا انفَ النّاقة

مررت بزیدٍ انفِ النّاقة

اور تاویل کی صورت میں مندرجہ ذیل صورتیں بھی جائز ہے مرفوع میں (۱) ھذا زیدٌ (اعنی) انفَ الناقة، منصوب میں رأیت زیدًا (ھُوَ) انفُ النّاقة، مجرور میں (۱) مررتُ بزیدٍ (اعنی) انفَ الناقة (۲) مررتُ بزید (ھُو) انفُ النّاقة۔

وَمِنْــهُ مَنْقُول كَفَضْلٍ وَاَسَدِ
وذُوارتِجَالٍ كَسُعَادَ وَاُدَدَ
وَجُمْلَةٌ وَمَا بِمَزجٍ رُكِّبَا
ذَاانَ بِغَيْرِ وَيْهِ تَمَّ اُعْرِبَا
وَشَاعَ فِى الاعلامِ ذُوالإضافة
كَعَبْدِ شَمْسٍ وابى قحافة

ترجمہ: ...اور علم میں سے بعض منقول ہیں جیسے فضل اور اسد اور بعض مرتجل ہیں جیسے سعاد، أدد اور بعض جملہ ہیں اور کچھ ترکیب امتزاجی کی شکل میں ہیں، اور وہ اگر (ویہ) کے بغیر پورا ہو تو معرب ہوگا اور اعلام میں اضافت والے شائع ہیں جیسے عبد شمس اور ابو قحافة۔

ترکیب:

(منه) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر مقدم (منقول) معطوف علیہ (ذوارتحال، جملة اور مابمزج ركبا اس پر عطف كفضل اى ذالك كائن كفضل وَهكذا قوله كسعاد (ذا) اسم اشارہ مبتدا (ان) حرف شرط جار مجرور بعد والے فعل تمّ کے ساتھ متعلق ہو افعل بافاعل شرط (اعرب) فعل بانائب فاعل جزاء (شاع) فعل (ذو الاضافة) مضاف مضاف الیہ فاعل (فی الاعلام) جار مجرور متعلق ہو اشاع کے ساتھ، كعبد شمس اى وذالك كائن كعبد شمس .

(ش) ينقسم العلم إلى: مرتجل، وإلى منقول؛ فالمرتجل هو: مالم يسبق له استعمال قبل العلمية في غيرها، كسعاد، وأدد، والمنقول: ماسبق له استعمال في غير العلمية، والنقل إمامن صفة كحارث، أومن مصدر كفضل، أومن اسم جنس كأسد، وهذه تكون معربة، أومن جملة: كقام زيد، وزيدقائم، وحكمهاأنها تحكى؛ فتقول: جاء ني زيدقائم، ورأيت زيدقائم، ومررت بزيدقائم وهذه من الأعلام المركبة.

ومنهاأيضًا: ماركب تركيب مزج، كبعلبك، ومعدى كرب، وسيبويه وذكر المصنف أن المركب تركيب مزج: إن ختم بغير ((ويه)) أعرب، ومفهومه أنه إن ختم بِ((ويه)) لايعرب، بل يُبنٰى، وهو كما ذكره؛ فتقول: جاء ني بعلبك، ورأيت بعلبك، ومررت ببعلبك؛ فتعربه إعراب مالاينصرف، ويجوزفيه أيضاالبناء على الفتح؛ فتقول: جاء ني بعلبك، ورأيت بعلبك، ومررت ببعلبك، ويجوز (أيضا) أن يعرب أيضاإعراب المتضايفين؛ فتقول: جاء ني حضرموت، ورأيت حضرموت، ومررت بحضرموت.

وتقول (فيما ختم بويه): جاء ني سيبويه، ورأيت سيبويه، ومررت بسيبويه؛ فتبنيه على الكسر، وأجازبعضهم إعرابه إعراب مالاينصرف، نحو: جاء ني سيبويه، ورأيت سيبويه، ومررت بسيبويه.

ومنها: ماركب تركيب إضافة: كعبدشمس، وأبي قحافة، وهومعرب؛ فتقول: جاء ني عبد شمس وأبو قحافة، ورأيت عبد شمس وأباقحافة، ومررت بعبدشمس وأبي قحافة.

ونبه بالمثالين على أن الجزء الأول؛ يكون معربًابالحركات، كـ((عبد))، وبالحروف، كـ((أبي)) وأن الجزء الثاني يكون منصرفًا، كـ((شمس)) وغيرمنصرف، كـ((قحافة)).

ترجمہ وتشریح:.........اعلام کی قسمیں:

اولاً علم کی دو قسمیں ہیں مرتجل اور منقول،

مرتجل کی تعریف:

مرتجل ارتجال سے ماخوذ ہے کہا جاتا ہے ارتجل الشعر، (یعنی بغیر کسی تیاری کے فوراً شعر کہا) اصطلاح میں مرتجل اس کو کہتے ہیں جس کا استعمال علمیت سے پہلے کسی اور چیز میں نہیں ہوا ہو یعنی اس مخصوص لفظ کا استعمال اس سے پہلے صرف علمیت میں ہو چکا ہو جیسے سُعاد (عورت کا نام ہے اگرچہ اس کا مادہ اصلی س، ع، د، اس سے پہلے استعمال ہو چکا ہے جیسے سعد، مساعدۃ لیکن علمیت کے علاوہ اس لفظ مخصوص سُعاد کا استعمال نہیں ہوا ہے) اور اُدد آدمی کا نام ہے۔

منقول کی تعریف:...... منقول اس کو کہتے ہیں جو علمیت سے پہلے کسی اور چیز کیلئے بھی استعمال ہو چکا ہو لیکن بعد میں علمیت کی طرف منقول ہو چکا ہو، پھر یا صفت سے نقل ہوا ہوگا، جیسے (حارث) کسی کا نام ہو یہ صفت (اسم فاعل) سے منقول ہے، یا مصدر سے نقل ہوا ہوگا جیسے فضل یا اسم جنس سے جیسے اسد اور یہ قسم علم معرب ہے اور یا نقل ہوگا جملہ سے جیسے قامَ زیدٌ اور زیدٌ قائمٌ (اور اس کو ترکیب اسنادی کہتے ہیں)

واضح رہے کہ جو علم جملہ سے نقل ہو کر آئے اس کا حکم یہ ہے کہ ٹھیک اسی طرح اس کی حکایت کی جائے گی اس میں تغیر و تبدیلی صحیح نہیں اسلئے کہ وہ مبنی ہے۔ اس کی وضاحت یوں ہے کہ مثلاً ایک آدمی ہے اور اس کا نام زید ہے جس کی عادت لوگوں کو مارنا ہے اس کا نام اسی وجہ سے ضرب زیدٌ رکھا گیا (تو یہاں ترکیب اسنادی اس کا نام پڑ گیا اور ترکیب اسنادی جب علم ہو جائے تو وہ مبنی ہو جاتا ہے) اب یہاں ضرب زیدٌ میں زید مبنی ہے حالت رفعی نصبی جری میں اس کا آخر مختلف نہیں ہوگا اگر یہاں زید کو معرب قرار دے دیا جائے تو حالت نصبی میں زید منصوب ہوگا اور نصب مفعولیت کی علامت ہے تو زید کی مضروبیت لازم آئے گی جو کہ خلاف واقع ہے۔

اور ان ہی اعلام میں سے ترکیب امتزاجی بھی ہے،

ترکیب امتزاجی کی تعریف:

ترکیب امتزاجی اس کو کہتے ہیں کہ دو یا دو سے زائد کلمے بغیر کسی حرف کے جزء ہوئے جمع ایک ہو جائیں جیسے بعلبک، بعل بت کا نام ہے اور بک بادشاہ کا نام ہے جو اس بت کی عبادت کرتا تھا اس بادشاہ نے ایک شہر کی تعمیر کی جب بناء ختم ہو گئی

تو اس شہر کا نام بت اور اپنے نام سے رکھ دیا تو بعلبک غیر منصرف ہے اس لئے کہ اس میں ترکیب اور علمیت ہے معدی کرب یہ بھی ترکیب امتزاجی کی مثال ہے۔

فائدہ: ...مناسب ہے کہ ترکیب کی جملہ قسمیں مختصراً ذکر کی جائیں تا کہ شرح سمجھنے میں آسانی ہو، واضح رہے کہ ترکیب کی چھ قسمیں ہیں۔

۱... ترکیب امتزاجی جس کی تعریف مع مثال تفصیل سے گزر گئی۔

۲..... ترکیب اسنادی کی تعریف اس سبق میں مثال سمیت گزر گئی۔

۳... ترکیب اضافی: ... جس میں دو کلمے جمع ہوں اور ان میں اضافت ہو جیسے غلامُ زید۔

۴... ترکیب توصیفی: ... دو کلموں کو جمع کرنا ایک ان میں موصوف دوسرا صفت ہو جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ۔

۵... ترکیب صوتی: ... دو کلموں کو جمع کرنا ایک اس میں اسم صوت ہو جیسے سیبویہ۔

۶... ترکیب تعدادی: ... دو مختلف عددوں کو مرکب کرنا جیسے اَحَدَعَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ تک اس کو مرکب بنائی بھی کہتے ہیں۔

ترکیب کی قسموں میں کونسی غیر منصرف ہے؟

صرف ترکیب امتزاجی غیر منصرف کا سبب بنے گی۔ ترکیب اضافی اسلئے نہیں بن سکتی کہ اس میں اضافت ہوتی ہے اور اضافت غیر منصرف کو منصرف یا حکم منصرف میں کر دیتی ہے چنانچہ مررت باحمد کم میں احمد پر کسرہ جائز ہے، لہٰذا یہ سبب نہیں بن سکتی۔

ترکیب اسنادی غیر منصرف کا سبب نہیں ہو سکتی اسلئے کہ ترکیب اسنادی بغیر علمیت کے سبب نہیں ہوتی اور جب وہ کسی کا علم ہوتی ہے تو مبنی ہو جاتی ہے (اس کی وجہ اسی سبق میں گزر گئی) اور انصراف عدم انصراف اقسام معرب میں سے ہیں۔

اور ترکیب توصیفی غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکتی اسلئے کہ وہ حکماً اضافی کی طرح ہے اسلئے کہ جیسے مضاف الیہ مضاف کے لئے قید ہوتا ہے اسی طرح صفت موصوف کیلئے بمنزلہ قید ہوتی ہے۔

اور ترکیب تعدادی مثلاً (اَحَدَعَشَرَ) مبنی ہے اس لئے کہ یہ حرف (واو) کے معنیٰ کو متضمن ہے اور ترکیب صوتی بھی مبنی ہے۔

بَعْلَبَکَّ میں اعراب کی تین صورتیں:

۱... ترکیب امتزاجی کی مثال شارح بعلبک دی ہے ایک تو اس کے غیر منصرف ہونے کی مثال ہے اس صورت میں حالت رفعی میں ضمہ حالت نصبی اور جری میں فتحہ ہوگا جیسے: "جاء نی بعلبکُ رایت بعلبکَ مررتُ ببعلبکَ"۔

۲.. بعلبک میں بناء علی الفتح بھی جائز ہے اسلئے کہ یہ اَحَدَ عَشَرَ کے ساتھ ترکیب میں مشابہ ہے جیسے جاء نی بعلبکُ رأیت بعلبکَ، مررت ببعلبکَ۔

۳.. بعلبک میں مضاف مضاف الیہ کا اعراب بھی جائز ہے جیسے جاء نی حضرموت رأیتُ حضرموت مررت بحضرموت

لفظ سیبویہ میں اعراب کی دو صورتیں:

شارح رحمۃ اللہ تعالیٰ نے سیبویہ کے اندر دو قسم کے اعراب بتائے ہیں۔

ا...... ایک تو مشہور ہے جو کہ اصح ہے کہ یہ تینوں حالتوں میں مبنی بر کسرہ ہوگا اسلئے کہ اس کا دوسرا جزء اسم صوت ہے جو کہ مبنی ہے کیونکہ مختلف عوامل کے آنے کی وجہ سے اس کا آخر نہیں بدلتا اسلئے اس کے مجموعہ کو تغلیباً مبنی قرار دیا گیا اور کسرہ اسلئے ہے کہ الساکن اذاحرک حرک بالکسر (ساکن کو جب حرکت دی جاتی ہے تو کسرہ کی حرکت دی جاتی ہے)

۲...... سیبویہ کو غیر منصرف پڑھنا بھی جائز ہے اسلئے کہ وہ ترکیب امتزاجی کے ساتھ ترکیب میں مشابہ ہے اور ترکیب امتزاجی غیر منصرف ہے۔ جیسے جاء نی سیبویہ رأیت سیبویہَ مررت بسیبویہ۔

ترکیب اضافی کی مثال مصنف نے عبدشمس ابوقحافۃ کے ساتھ دی ہے جیسے جاء نی عبدشمس وابوقحافۃ رأیت عبدشمس واباقحافۃ مررت بعبد شمس وابی قحافۃ (ابو قحافۃ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کی کنیت ہے نام ان کا عثمان ہے نبی اکرم ﷺ پر ایمان لائے مشرف باسلام ہو کر ہمیشہ کیلئے خوش نصیب ہوئے)

شارح فرما رہے ہیں کہ مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ترکیب اضافی کی دو مثالیں دی ہیں ایک عبدشمس دوسری ابوقحافۃ اس طرف اشارہ کرنے کیلئے کہ پہلا جزء ترکیب اضافی میں معرب بالحرکۃ ہوتا ہے جیسے عبد اور کبھی معرب بالحرف ہوتا ہے جیسے ابو۔ اور دوسرا جزء ترکیب اضافی میں کبھی منصرف ہوتا ہے جیسے شمس اور کبھی غیر منصرف جیسے قحافۃ۔

وَوَضَعُوا لبعض الاجناسِ علم
كعَلَم الاشخاص لفظًا وهو عَمّ
مِنْ ذاک امّ عريط للعقرب
وهكذاثُعَالة لِلثَّعلب
وَمِثْلُه بَرّةُ لِلمَبَرّة
كذافجارِ علم للفجرة

ترجمہ:۔ نحویوں نے بعض اجناس کیلئے علم وضع کیا جیسے علم اشخاص لفظ کے اعتبار سے اور علم جنس عام ہے،ان ہی میں سے امّ عریط ہے بچھو کیلئے اور ثعالۃ ہے لومڑی کیلئے ،اور اس میں سے ہے بـرّۃ مبرّۃ (نیک عورت) کیلئے اور اس طرح فجارِ علم ہے فاجرہ عورت کیلئے۔

ترکیب:

(وضعوا) فعل بافاعل (لبعض الاجناس) جار مجرور ہوکر متعلق ہوا وضعوا کے ساتھ (علم) (اصل میں اس پر تنوین تھی وقف کی وجہ سے سکون آ گیا) موصوف (کعلم الاشخاص) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہوکر صفت (لفظا) تمیز ہے مثلہ کیلئے جو کہ کاف کا معنی ہے (هو) مبتدا (عمّ) فعل بافاعل خبر (من ذاک) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہوکر خبر مقدم (ام عـريط للعقب) مبتدا مؤخر،(ها) حرف تنبیہ (ک) جار (ذا) اسم اشارہ مبنی بر سکون محلا مجرور، جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہوکر خبر مقدم (ثعالة للثعلب) مبتدا مؤخر۔ (مثله) مضاف مضاف الیہ خبر مقدم (برة للمبرة) مبتدا مؤخر (کَذَا) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہوکر خبر مقدم فجار مبتدا مؤخر، عَلَمٌ مبتدا، خبر محذوف ہے جو کہ عَلَمٌ مَوْضُوعٌ ہے اور للفجرة اس خبر محذوف کے ساتھ متعلق ہے۔

(ش) العـلـم على قسـمين :علم شخص،وعلم جنس.فعلم الشخص له حكمان:معنوی،وهو:أن يراد به واحـدبـعـيـنـه: كـزيـد،وأحمدولفظی،وهوصحة مجئ الحال متأخرةعنه،نحو:((جاء نی زيدضاحكا)) ومـنـعـه من الـصـرف مع سـبـب آخرغيرالعلمية،نحو:((هذاأحمد))ومنع دخول الألف واللام عليه، فلاتقول:((جاء العمرو)).

وعـلـم الـجـنـس كـعـلـم الشخص فی حكمه(اللفظی)،فتقول:((هذاأسامة مقبلا))فتمنعه من الصرف،وتأتی بالحال بعده،ولاتدخل عليه الألف واللام ،فلاتقول:((هذاالأسامة)).

وحـكـم عـلـم الـجـنـس فی الـمـعـنی كحكم النكرة:من جهة أنه لايخص واحدابعينه،فكل أسد يصدق عليه أسامة،وكل عقرب يصدق عليهاأمّ عريط،وكل ثعلب يصدق عليه ثعالة.

وعـلـم الـجـنـس:يكون للشخص،كماتقدم،ويكون للمعنی كمامثّل بقوله((برة للمبرة،وفجار للفجرة)).

ترجمہ وتشریح:............علم کی قسمیں:

علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم شخص ہے دوسرا علم جنس ہے

علم شخص کی تعریف:

علم شخص اس علم کو کہتے ہیں جس کو واضع ایک ذات کیلئے ان صفات سمیت وضع کرے جن کی وجہ سے وہ دیگر ذوات سے الگ ہو جائے جیسے زید، بکر، عمر۔

علم شخص کے احکام:

علم شخص کا ایک معنوی حکم ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سے ایک ہی مراد لیا جائے گا جو کہ معیّن ہوگا: جیسے زید، احمد۔

اور علم شخص کے معنوی احکام میں سے ایک حکم یہ ہے کہ اس کے بعد حال کا آنا صحیح ہو جیسے جاء نی زیدٌ ضاحکا، دوسرا یہ ہے کہ علمیت کے علاوہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا سبب اسباب منع صرف میں سے آجائے تو غیر منصرف ہوگا جیسے هذا احمد، جاء عمر، تیسرا یہ کہ اس پر الف لام کا داخل ہونا صحیح نہ ہو اس کی وجہ پہلے بھی گزری ہے کہ الف لام چونکہ تعریف کے لئے لایا جاتا ہے اور علمیت کی وجہ سے تعریف پہلے سے ہوتی ہے اسلئے الف لام کا لانا علم پر صحیح نہیں ورنہ ایک ہی اسم میں دو چیزیں تعریف کی آجائینگی ہاں بعض صورتیں مستثنیٰ ہیں مثلاً چند آدمیوں کا نام زید ہو یا عمر ہو تو ایک کو معین کرنے کیلئے الف لام لایا جاسکتا ہے یا اصل کی طرف اشارہ کرنا ہو تو الف لام کو لایا جاسکتا ہے۔ جیسے الحارث (یہ مثال بعد میں آئیگی)

علم جنس کی تعریف: اور اسم جنس اور نکرہ کا فرق:

علم جنس وہ ہے جو ایک خاص حقیقت کیلئے وضع کیا گیا ہو اور یہ حقیقت وضع کے وقت واضع کے ذھن میں ہو جیسے لفظ اسامة (شیر) کو وضع کیا گیا ہے ایک حقیقت کیلئے جو کہ حیوان مفترس ہے۔ اور اسم جنس کو بھی حقیقت کیلئے وضع کیا جاتا ہے لیکن وضع کے وقت واضع کے ذھن میں اس کا حاضر ہونا شرط نہیں اور نکرہ سرے سے حقیقت کیلئے وضع نہیں ہاں ایک ہی فرد کیلئے وضع ہے ان جملہ افراد میں سے کہ جن میں سے ہر ایک پر یہ حقیقت صادق آتی ہے الغرض علم جنس اسم جنس اور نکرہ میں فرق اعتباری ہے۔

علم جنس کے احکام:

علم جنس کے بھی دو قسم کے احکام ہیں ایک لفظی احکام اور ایک معنوی، علم جنس لفظی احکام میں علم شخص کی طرح ہے، غیر

منصرف بھی ہوسکتا ہے اس کے بعد حال بھی آسکتا ہے الف لام بھی اس پر داخل نہیں ہوسکتا اس لئے ھذا الأسامة پڑھنا صحیح نہیں۔علم جنس کا حکم معنی میں نکرہ کی طرح ہے اس لئے کہ جیسے نکرہ میں بعینہ ایک مراد نہیں ہوتا اسی طرح علم جنس میں بھی ایک مخصوص متعین فرد مراد نہیں ہوتا، جیسے اسامة ہر شیر پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔اور امّ عریط ہر بچھو پر اس کا اطلاق ہوتا ہے(امّ عریط عقرب کی کنیت ہے) اور ثعالة(مادہ لومڑی کا علم ہے) ہر لومڑی پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

اور علم جنس کبھی خاص شخص کیلئے بھی ہوتا ہے جیسے پہلے گذر گیا اور کبھی ایک معنی کیلئے بھی ہوتا ہے جیسے برّة مبرة کیلئے اور فجار فجرة کیلئے (تفصیل گزرگئی)

اسم الاشارة

بِذَا لِمُفْرَدٍ مُذَكَّرٍ اشِرْ

بِذِي وَذِهْ تِي تَا عَلَى الأنْثَى اقْتَصِرْ

ترجمہ:.....ذا کے ذریعہ مفرد مذکر کی طرف اشارہ کریں اور ذی اور ذہ تی اور تا کے ساتھ مؤنث پر اقتصار کریں۔

ترکیب:

(ب) جار (ذا) باعتبار لفظ مجرور، جار مجرور متعلق اول ہوا (اشر) کے ساتھ (ل) جار (مفرد) موصوف (مذکر) صفت، موصوف صفت ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ثانی ہوا، اشر کے ساتھ۔(ب) جار (ذی) معطوف علیہ (وذہ تی تا) معطوفات، معطوف علیہ جملہ معطوفات سے ملکر متعلق ہوا اقتصر کے ساتھ (علی الانثی) جار مجرور بھی اس کے ساتھ متعلق ہے۔

(ش) يشار الى المفرد المذكر بِ((هذا)) ومذهب البصريين أن الألف من نفس الكلمة، وذهب الكوفيون إلى أنها زائدة. وَيُشَارُ إلى المؤنثة بِ"ذِي" وَ"ذِهْ" بسكون الهاء و"تِي" وَ"تَا" وَ"ذِهِ" بكسر الهاء باختلاس وباشباع، وتِهْ بسكون الهاء، وبكسرها، باختلاسٍ واشباعٍ، وَ"ذَاتُ"

ترجمہ وتشریح:............اسم اشارہ کی قسمیں:

اسم اشارہ باعتبار مشار الیہ کے تین قسم پر ہے (۱) ایک وہ ہے جس کے ذریعہ سے اشارہ کیا جاتا ہے مفرد کی طرف (۲) دوسری وہ ہے جس کے ذریعہ سے اشارہ کیا جاتا ہے تثنیہ کی طرف (۳) تیسری وہ ہے جس کے ذریعہ سے اشارہ کیا جاتا ہے ایک جماعت کی طرف، پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔(۱) مذکر (۲) مؤنث۔اب ترتیب وار ہر ایک کا ذکر فرمارہے ہیں

کہ مفرد مذکر کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے ذا کے ساتھ (ذا) کا الف بصریین کے ہاں کلمہ میں سے ہے اور وضعاً ثلاثی ہے اور کوفیین کے ہاں الف زائد ہے وضع احادی ہے اور مفرد مؤنث کی طرف اشارہ کرنے کیلئے دس الفاظ استعمال ہوتے ہیں پانچ کی ابتداء ذال سے ہوتی ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔

۱. ذی ۲.... ذھی اشباع کے ساتھ ۳..... ذہ اختلاس کے ساتھ ۴..... ذہْ ہاء کے سکون کے ساتھ

۵. ذات یہ سب سے زیادہ غریب ہے۔

اور پانچ کی ابتداء تاء سے ہوتی ہے۔

۱. تی ۲.. تھی اشباع کے ساتھ ۳... تہ اختلاس کے ساتھ ۴..... تہْ سکون کے ساتھ ۵.. تا الف کے ساتھ۔

واضح رہے کہ اختلاس اور اشباع ایک دوسرے کے مقابل ہیں کہا جاتا ہے اختلس القارئ الحرکة قاری نے حرکت کو پر نہ پڑھا، اس کے مقابلہ میں اشباع ہے جس کے معنیٰ پُر پڑھنے کے ہیں کہ جس سے حرکت کے بجائے حرف علّت پیدا ہو جائے۔

وذَانِ تَـانِ لِلْمُثَنَّى الْمُرْتَفِعْ
وَفِي سِوَاهُ ذَيْنِ تَيْنِ اُذْكُرْ تُطِعْ

ترجمہ: ذان اور تان مرفوع تثنیہ کیلئے ہے (یعنی حالت رفعی میں) اور اس کے علاوہ ذین اور تین کو ذکر کریں اس طرح کرنے سے آپ اطاعت کرینگے۔

ترکیب:

(ذان) معطوف علیہ (تان) معطوف 'حرف عطف حذف ہے معطوف علیہ معطوف ملکر مبتدا (للمثنی المرتفع) المثنی موصوف (المرتفع) صفت، موصوف صفت ملکر مجرور، جار مجرور ملکر محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر، (فی سواہ) جار مجرور اذکر کے ساتھ متعلق ہوا (ذین تین) حرف عطف کے حذف کے ساتھ معطوف علیہ، معطوف علیہ معطوف ملکر مفعول بہ مقدم اذکر کیلئے، تطع جواب امر مجزوم۔

(ش) یشار الی المثنی المذکر فی حالة الرفع "بِ" ((ذان)) وفی حالة النصب والجر ((ذین)) والی المؤنثین "بِ" ((تان)) فی الرفع، و ((تین)) فی النصب والجر.

ترجمہ وتشریح:

مشارالیہ اگر تثنیہ ہوتو یا مذکر ہوگا یا مؤنث، پھر یا حالت رفعی ہوگی یا نصبی اور یا جری، تثنیہ مذکر حالت رفعی کیلئے ذان ہے اور حالت نصبی جری میں ذین ہے اور تثنیہ مؤنث حالت رفعی میں تان اور نصبی اور جری میں تین ہوگا غرض یہ کہ اس میں تثنیہ کا اعراب جاری ہوگا۔

وَبِأُولَى أَشِرْ لِجَمْعٍ مُطْلَقَا
وَالْمَدُّ أَوْلَى، وَلَدَى الْبُعْدِ انْطِقَا
بِالْكَافِ حَرْفًا دُونَ لَامٍ، أَوْ مَعَهْ
وَاللَّامُ إِنْ قَدَّمْتَ هَا مُمْتَنِعَهْ

ترجمہ: ....اولی کے ذریعہ آپ مطلقا جمع کی طرف اشارہ کریں، اور اس میں مد بہتر ہے اور دور ہونے کی صورت میں آپ تلفظ کریں کاف حرفی کے ساتھ لام کے بغیر یا لام کے ساتھ اور اگر آپ ہاء تنبیہ کو مقدم کریں تو لام کا لانا منع ہے۔

ترکیب:

(بأولی) جار مجرور متعلق ہوا اشر کے ساتھ، (اشر) فعل امر با فاعل (لجمع) جار مجرور یہ بھی متعلق ہوا اشر کے ساتھ (مطلقا) حال ہے (جمع) سے، (المد) مبتدا (اولیٰ) خبر (لدی البعد) مضاف مضاف الیہ ظرف متعلق ہوا بعد والے (انطق) کے ساتھ (انطق) فعل امر با فاعل (حرفا) اس سے حال۔ (دون لام او معہ) معطوف علیہ معطوف ہوکر (کاف) سے حال ثانی (اللام) مبتدا (ان قدمت) فعل با فاعل (قدمت کی ضمیر مخاطب کی طرف راجع ہے) (ھا) باعتبار لفظ مفعول بہ، (ممتنعۃ) خبر۔

(ش) يشار الى الجمع -مذكرًا كان او مؤنثًا- "ب" ((أولى)) ولهذا قال المصنف: ((أشر، لجمع مطلقًا))، ومقتضى هذا انه يشار بها إلى العقلاء وغيرهم، وهو كذلك، ولكن الأكثر استعمالها فى العاقل، ومن ورودها فى غير العاقل قوله:

۲۳- ذُمَّ الْمَنَازِلَ بَعْدَ مَنْزِلَةِ اللِّوَى
وَالْعَيْشَ بَعْدَ أُولَئِكَ الْأَيَّامِ

وفيها لغتان: المد، وهي لغة أهل الحجاز، وهي الواردة في القرآن العزيز، والقصر، وهي لغة بني تميم.

وأشار بقوله: ((ولدى البعد انطقا بالكاف—إلى آخر البيت)) إلى أن المشار إليه له رتبتان: القرب، والبعد، فجميع ما تقدم يشار به إلى القريب، فإذا أريد الإشارة إلى البعيد أتى بالكاف وحدها، فتقول: ((ذاک)) أو الكاف واللام نحو ((ذالک))

وهذه الكاف حرف خطاب، فلا موضع لها من الإعراب، وهذا لا خلاف فيه فإن تقدم حرف التنبيه الذى هو ((ها)) على اسم الإشارة أتيت بالكاف وحدها، فتقول ((هذاک)) وعليه قوله:

۲۴—رَأَيْتُ بَنِي غَبْرَاءَ لاَ يُنْكِرُونَنِي
وَلاَ أَهْلُ هَذَاكَ الطِّرَافِ الْمُمَدَّدِ

ولا يجوز الإتيان بالكاف واللام، فلا تقول ((هذالک))

وظاهر كلام المصنف أنه ليس للمشار إليه الا رتبتان: قربى، وبعدى، كما قررناه، والجمهور على أن له ثلاث مراتب: قربى، ووسطىٰ، وبعدى، فيشار إلى من فى القربى بما ليس فيه كاف ولا لام: كذا، وذى، وإلى من فى الوسطىٰ بما فيه الكاف وحدها نحو ذاک، وإلى من فى البعدى بما فيه كاف ولام، نحو ((ذلک)).

ترجمہ وتشریح:

اگر مشار الیہ جمع ہے مذکر ہے یا مؤنث، دونوں کے لئے اولی کا لفظ استعمال ہوگا "اشر لجمع مطلقا" کہہ کر مصنف علیہ الرحمۃ نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مزید یہ کہ اُولی کے ذریعہ ذوی العقول کی طرف بھی اشارہ کیا جاسکتا ہے اور غیر ذوی العقول کی طرف بھی۔ لیکن اکثر اس کا استعمال ذوی العقول میں ہوتا ہے اور کبھی غیر ذوی العقول میں بھی استعمال ہوتا ہے، غیر ذوی العقول میں استعمال کی مثال شاعر کا یہ قول ہے۔

۲۳—ذُمَّ الْمَنَازِلَ بَعْدَ مَنْزِلَةِ اللِّوَى
وَالْعَيْشَ بَعْدَ أُولَئِكَ الأَيَّامِ

ترجمہ:...... آپ لوی نامی جگہ کی جدائی کے بعد تمام جگہوں کی مذمت کریں اور زندگی کی بھی ان دنوں کے بعد۔

تشریح المفردات:

ذمّ فعل امر واحد مذکر حاضر کا صیغہ ہے میم کے اوپر ضمہ فتحہ کسرہ تینوں جائز ہے جیسا کہ علم صرف کی کتابوں میں ذکر ہے المنازل منزل یا منزلة کی جمع ہے ٹھہرنے کی جگہ کو کہتے ہیں بعد منزلة میں لفظ بعد کے بعد مضاف حذف ہے ای بعدمفارقة منزلة، اللوی جگہ کا نام ہے العیش زندگی کو کہتے ہیں بعد اولئک میں بھی لفظ بعد کے بعد مضاف ہے ای بعد مضی اولئک الایام۔

ترکیب:

ذم واحد مذکر امر حاضر انت ضمیر مستتر اس کیلئے فاعل المنازل معطوف علیہ واو حرف عطف العیش معطوف بعد مضاف مفارقة منزلة اللوی مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ظرف ہو کر حال ہوا منازل سے بعد مضاف اولئک مبدل منہٗ الایام بدل، مبدل منہ بدل ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر ظرف، متعلق ہوا العیش کے ساتھ۔

محل استشہاد:

اولئک ہے یہاں غیر عقلاء کی طرف اشارہ ہے جو کہ ایام ہے حالانکہ اولئک کے ذریعہ عقلاء کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔
اولئک کے اندر دو لغتیں ہیں ایک مدّ والی ہے اور یہ حجاز والوں کی لغت ہے اور قرآن کریم میں بھی یہی آئی ہے، اور ایک قصر ہے جو کہ بنو تمیم کی لغت ہے۔

لذی البعد انطقا بالکاف الخ کے ذریعے مصنف رحمہ اللہ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ مشار الیہ کے دو رتبے ہیں ایک قرب ہے دوسرا بعد ہے اس سے پہلے جو الفاظ گزر گئے ان سب کے ذریعہ سے اشارہ کیا جاتا ہے قریب کی طرف، اگر بعید کی طرف اشارہ کرنا ہو تو صرف کاف کو لایا جائے گا چنانچہ ذاک کہا جائے گا یا کاف اور لام دونوں کو لایا جائے گا ذالک کہا جائے گا۔ یہ کاف حرف خطابی ہے جو کہ مبنی ہے، اگر ھا حرف تنبیہ اسم اشارہ پر آجائے تو اس صورت میں صرف کاف کو لایا جائے گا چنانچہ ھذاک کہا جائے گا، اور اسی پر شاعر کا یہ قول ہے۔

۲۴-رَأَیْتُ بَنِی غَبْرَاءَ لاَیُنْکِرُوْنَنِی
وَلاَ اَھْلُ ھٰذَاکَ الطِّرَافِ الْمُمَدَّدِ

ترجمہ: ... میں نے جانا کہ فقیر لوگ میرا (یعنی میرے احسان کا) انکار نہیں کرتے اور نہ ان بڑے خیموں کے رہنے والے (یعنی غنی لوگ)۔

تشریح المفردات:

غبراء سے مراد زمین ہے کو اس لئے کہ وہ مٹیالے رنگ کی ہے، بنی غبراء زمین کے بیٹے، مراد اس سے فقیر لوگ ہیں طراف چمڑے کا خیمہ۔ الممدد باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے لمبا کیا ہوا، تمدید سے مراد عظم ہے یعنی بڑا ہونا۔ اھل الطراف سے مراد غنی لوگ ہیں۔

ترکیب:

(رایت) فعل با فاعل (بنی غبراء) مضاف مضاف الیہ مفعول بہ لاینکر وننی حال ہے بنی غبراء سے اگر رایت ابصرت (میں نے دیکھا) کے معنی میں ہو اور اگر رایت علمت کے معنی میں ہو تو (بنی غبراء) مفعول اوّل اور (لاینکروننی) مفعول ثانی ہوگا۔ (واو) حرف عطف (اھل) مضاف ھذاک مبدل منہ (الطراف) موصوف (الممدّد) صفت موصوف صفت ملکر بدل، مبدل منہ بدل ملکر لاینکروننی کے واو پر معطوف۔

محل استشہاد:

ھذاک محل استشہاد ہے حرف تنبیہ کے ساتھ صرف کاف خطابی آیا ہے لام نہیں آیا ہے۔

یہاں لام اور کاف دونوں کو نہیں لاسکتے ھذالک کہنا صحیح نہیں۔ شارح فرماتے ہیں کہ مصنف رحمہ اللہ کے کلام سے ظاہرًا یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشارالیہ کے صرف دو رتبے ہیں ایک قربیٰ، دوسرا بُعدیٰ جیسے پہلے اس کی تفصیل گزر گئی حالانکہ جمہور کی رائے یہ ہے کہ مشارالیہ کے تین مراتب ہیں ایک قربیٰ دوسرا وسطیٰ تیسرا بعدیٰ ہے، قربیٰ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اس لفظ کے ذریعہ جس میں کاف اور لام نہ ہو جیسے ھذا، ذی اور وسطیٰ کی طرف اشارہ ہوتا ہے اس لفظ کے ساتھ جس میں صرف کاف ہوتا ہے جیسے ذاک اور بعدیٰ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اس لفظ کے ساتھ جس میں کاف اور لام دونوں ہوں جیسے ذالک۔

وَبِھُنَا اَوْھٰھُنَا اَشِرْ اِلَیٰ
دَانِی الْمَکَانِ، وَبِہِ الْکَافَ صِلَا
فِی الْبُعْدِ، اَوْبِثَمَّ فُہْ، اَوْھَنَّا
اَوْبِھُنَالِکَ انْطِقَنْ، اَوْھِنَّا

ترجمہ: ھُنا یا ھٰھُنا کے ذریعہ آپ اشارہ کریں قریب مکان کی طرف اور اس کے ساتھ آپ کاف ملادیں بعد میں یا ثَم پر تلفظ کریں یا ھَنّا پر یا ھُنالک پر یا ھِنّا پر۔

ترکیب:

(ب) حرف جر ھنا معطوف علیہ (واو) حرف عطف (ھھنا) معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر مجرور ہوا جار کا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اَشِرْ کے ساتھ (الیٰ دانی المکان) جار مجرور متعلق ہوا اشر کے ساتھ (بہ) جار مجرور (صِلاَ) کے ساتھ متعلق ہوا (صِلاَ) فعل فاعل (الکاف) مفعول بہ مقدم (فی البعد) جار مجرور متعلق ہوا (صلا) کے ساتھ (او) حرف عطف تخییر کیلئے ہے (بثم) جار مجرور ملکر بعد والے فعل (فہ) کے ساتھ متعلق ہوا (فہ) فعل امر (انت) ضمیر مستتر اس کیلئے فاعل (اوھنا) ثم پر عطف ہے (بھنالک) جار مجرور ملکر متعلق ہوا (انطقن) کے ساتھ اوھنا اس پر عطف ہے۔

(ش) یشار الی المکان القریب بِ((ھُنَا)) ویتقدمھاھاء التنبیہ، فیقال ((ھھنا))؛ ویشار إلی البعید علی رأی المصنف بِ((ھُنَاک))، وھنالک، وھنّا بفتح الھاء و کسرھا مع تشدید النون، و((ثم)) و((ھنّت)) وعلی مذھب غیرہ ((ھناک)) للمتوسط، ومابعدہ للبعید۔

ترجمہ وتشریح:

اگر مکان کی طرف اشارہ کرنا ہوتو اگر مکان قریب ہوتو ھنا کے ذریعہ اشارہ کیا جائے گا اور اس سے پہلے ہاء تنبیہ آئے گی چنانچہ ھھُنا کہا جائے گا۔ اور اگر مکان بعید کی طرف اشارہ کرنا ہوتو مصنف رحمہ اللہ کے نزدیک ھناک، ھنالک، ھنّا (ھاء کے فتح اور کسرہ کے ساتھ) اور ثمّ (جیسے باری تعالیٰ کا قول ہے واذا رأیت ثمّ رایت) اور ھنّت کے ساتھ اشارہ کیا جائے گا اور باقی حضرات کی رائے یہ ہے کہ ھناک متوسط کیلئے آتا ہے اور اس کے بعد والے الفاظ بعید کیلئے آتے ہیں۔

الموصول

مَوْصُولُ الاسماءِ الّذِی الأنثیٰ الّتی

والیا اذا مَا ثُنِّیَا لاَ تُثْبِتِ

بَلْ مَا تَلِیهِ اولہ العَلاَمَہ

والنُّونُ إن تُشْدَدْ فَلاَ مَلاَمَہ

والنُّونُ مِنْ ذَیْنِ وتَیْنِ شُدِّدَا

ایضاً وتَعْوِیضٌ بذاک قُصِدَا

ترجمہ: ...اسماء موصولہ میں مذکر کیلئے الّذی ہے اور مؤنث کیلئے الّتی ہے اور جب ان دونوں کو تثنیہ بنایا جائے تو آپ یا کو ثابت نہیں رکھینگے بلکہ جس حرف کے ساتھ یاء آجائے اس پر آپ علامہ لگائیں (یعنی جیسے الّذی، الّتی میں ذال اور تاء کے ساتھ تثنیہ بناتے وقت تثنیہ کی علامت لگائیں جو کہ حالت رفعی میں الف اور نصبی جری میں یاء ماقبل مفتوح ہے) اور نون اگر مشدد ہو تو کوئی علامت نہیں ہے۔ اور ذین میں نون کو مشدد کیا جاسکتا ہے، اور اس سے مقصود عوض ہوتا ہے (الّذی کی یاء محذوف کے عوض مراد ہے)

ترکیب:

(موصول الاسماء) مضاف مضاف الیہ ملکر مبتدا **(الّذی الانثی الّتی)** معطوف علیہ معطوف، حرف عطف کے حذف کے ساتھ، الیاء مفعول بہ مقدم **(لا تثبت)** فعل کیلئے، **(اذا ما ثنیا)** شرط، جواب شرط محذوف ہے **ای لا تثبتہ انت** جس پر کلام کا ظاہر دال ہے **(ثنیا)** ماضی مجہول تثنیہ کا صیغہ ہے **(الف ضمیر بارز)** اس کیلئے نائب فاعل ہے جو الّذی اور الّتی کی طرف راجح ہے۔ **(بل)** حرف عطف **(ما)** اسم موصول مفعول بہ فعل امر محذوف **(اوّل)** کیلئے جس کی تفسیر بعد والا فعل کر رہا ہے **(تلی)** واحد مؤنث غائب **(ھی)** ضمیر مستتر اس کیلئے فاعل جو کہ راجع ہے **(یاء)** کی طرف **(ہ)** ضمیر مفعول بہ العلامۃ مفعول ثانی اوّل فعل کیلئے النون مبتدا **(ان تشدد فلا ملامۃ)** شرط جزاء ملکر خبر۔ **(النون)** مبتدا **(من ذین وتین** جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر حال ہوا شددا کی ضمیر سے، **ایضاً** مفعول مطلق ہے **ای آض ایضاً (تعویض)** مبتدا **(بذاک)** جار مجرور متعلق ہوا **قصد** فعل کے ساتھ۔

(ش) ینقسم الموصول الی اسمیّ وحرفیّ ولم یذکر المصنف الموصولات الحرفیة، وھی خمسة احرف: أحدھا: ((أن)) المصدریة، وتوصل بالفعل المتصرف: ماضیًا، مثل ((عجبت من أن قام زید)) ومضارعا، نحو: ((عجبت من أن یقوم زید)) وأمرا، نحو: ((أشرت إلیه بأن قم)) فإن وقع بعدھا فعل غیر متصرف – نحو قوله تعالیٰ: (وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ) وقوله تعالیٰ: (وأن عسیٰ أن یکون قد اقترب أجلھم) –فھی مخففة من الثقیلة.

ومنھا: ((أن)) وتوصل باسمھا وخبرھا، نحو ((عجبت من أن زیدًا قائم)) ومنه قوله تعالیٰ (أو لم یکفھم أنا أنزلنا) وأن المخففة کالمثقلة، وتوصل باسمھا وخبرھا لکن اسمھا یکون محذوفًا واسم المثقلة مذکورًا.

ومنھا: ((کی)) وتوصل بفعل مضارع فقط، مثل ((جئت لکی تکرم زیدًا)).

ومنھا: ((ما)) وتکون مصدریة ظرفیة، نحو: ((لا أصحبک ما دمت منطلقًا)) (أی: مدة دوامک منطلقًا)

وغير ظرفية،نحو:عجبت مما ضربت زيدًا))وتوصل بالماضي، كمامثل ، وبالمضارع ،نحو:((لاأصحبک مايقوم زيد،وعجبت مماتضرب زيدا))ومنه:(بمانسوايوم الحساب)وبالجملة الاسمية،نحو:((عجبت ممازيد قائم، ولاأصحبک مازيد قائم))وهوقليل،وأكثر ماتوصل الظرفية المصدرية بالماضي أو بالمضارع المنفي بلم، نحو: ((لاأصحبک مالم تضرب زيدًا))ويقل وصلها-أعني المصدرية-بالفعل المضارع الذي ليس منفيًا بلم،نحو:((لاأصحبک مايقوم زيد))ومنه قوله:

۲۵-أُطَوِّفُ مَـــا أُطَـوِّفُ ثُـمَّ آوِى
إِلَــى بَيْـــتٍ قَـعِـيـدَتُــهُ لَـكَــاعِ

ومنها:((لو))وتوصل بالماضي،نحو:((وددت لوقام زيد)) والمضارع، نحو: ((وددت لويقوم زيد))

فقول المصنف((موصول الاسماء))احترازمن الموصول الحرفي-وهو((أن وأن وكي وماولو))-وعلامته صحة وقوع المصدرموقعه،نحو:((وددت لوتقوم))أي قيامک، و ((عجبت مماتصنع، وجئت لكي أقرأ،ويعجبني أنک قائم،وأريد ان تقوم)) وقد سبق ذكره.

وأماالموصول الاسمي ف((الذي))لِلْمفردالمذكر،و((التي)) لِلْمُفردة المؤنثة فإن ثنّيت أسقطت الياء وأتيت مكانها:بالألف في حالة الرفع،نحو:((اللذان،واللّتان))وبالياء في حالتي الجر والنصب،فتقول:((اللّذين،واللّتين)).

وإن شئت شدّدت النون-عوضًاعن الياء المحذوفة-فقلت:((اللذان واللتان))وقدقرئ:(واللّذانّ يأتيانهامنكم)ويجوزالتشديدأيضًا مع الياء-وهومذهب الكوفيين- فتقول: ((اللّذينّ،واللتينّ)) وقدقرئ: (ربناأرنااللّذينّ)بتشديد النون-

وهذاالتشديديجوزأيضافي تثنية ((ذا،وتا))اسمي الإشارة،فتقول:((ذانّ،وتانّ)) وكذلک مع الياء، فتقول:((ذينّ وتينّ)) وهومذهب الكوفيين- والمقصود بالتشديدأن يكون عوضاعن الألف المحذوفة كما تقدم في((الذي،والتي)).

ترجمہ وتشریح:............موصول کی قسمیں:

موصول کی دو قسمیں ہیں اسمی اور حرفی۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصولات حرفی کو ذکر نہیں کیا صرف موصولات اسمی کو ذکر کیا، شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے

تفصیل سے موصولات حرفی کو بھی ذکر کیا۔

موصول حرفی کی تعریف: وہ ہے جو اپنے صلہ سمیت مؤول بتاویل مصدر ہو۔

موصول حرفی کی قسمیں: موصولات حرفی پانچ حروف ہیں۔

۱۔۔۔ایک ان مصدریہ ہے اور یہ فعل متصرف کے ساتھ آتا ہے ماضی ہو جیسے **عجبت من ان قام زیدٌ** یا مضارع ہو جیسے **عجبت من ان یقوم زیدٌ** یا امر ہو جیسے **اشرت الیہ بان قم** یہاں ان مصدریہ ہے جو کہ حرف ہے اس کا مابعد مؤول بالمصدر ہے ای **عجبت من قیام زید، اشرت الیہ بالقیام**، اگر اس ان کے بعد فعل غیر متصرف آجائے جیسے **ان لیس للانسان الا ماسعی** (یہاں لیس فعل غیر متصرف ہے) اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول **وان عسی ان یکون قداقترب اجلھمْ** (یہاں عسٰی فعل غیر متصرف ہے) تو پھر ان مخفف من المثقل ہوگا (جس کی پوری تفصیل آگے آرہی ہے)

۲......دوسرا موصول حرفی اَنَّ ہے جیسے **عجبتُ من اَنَّ زیداقائم** ،**اولم یکفھم انّاانزلنا**، اگر ان مخفف ہو جائے یعنی شد کے بغیر ہو تو پھر اس کا حکم بھی مثقل (مشدد) کی طرح ہے لیکن ان مثقل اور مخفف میں فرق یہ ہے کہ ان مثقل کا اسم مذکور ہوتا ہے اور ان مخفف کا اسم محذوف ہوتا ہے۔

۳۔۔۔تیسرا موصول حرفی کَیْ ہے اور یہ صرف فعل مضارع کے ساتھ آتا ہے جیسے **جئت لکی تکرم زیدا، ای جئت لاکرام زید۔**

۴...اور چوتھا موصول حرفی ما ہے اور یہ مصدریہ ظرفیہ ہوتا ہے جیسے **لااصحبک مادمت منطلقا** (یہاں ما مصدریہ ہے اپنے مدخول کو مصدر کے معنی میں کرتا ہے اور یہاں ظرفیت زمانی ہے) ای **مدۃ دوامک منطلقا**، اور کبھی ظرفیہ نہیں ہوتا ہے جیسے **عجبت مماضربت زیدًا** یہاں ما مصدریہ اگرچہ ہے لیکن ظرفیت کیلئے نہیں ہے۔ اور یہ ما ماضی کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے **مماضربت** اور مضارع کے ساتھ بھی جیسے **لااصحبک مایقوم زید، عجبت مماتضرب زیدًا** فعل کے ساتھ ملنے کی مثال **بمانسوایوم الحساب** ہے۔

جملہ اسمیہ کے ساتھ ملنے کی مثال **عجبت ممّازیدقائمٌ، لااصحبک مالم تضرب زیدًا** ، اور جو مضارع منفی بلم نہ ہو اس کے ساتھ ما کم آتا ہے جیسے **لااصحبک مایقوم زید۔**

اور اسی سے شاعر کا یہ قول بھی ہے۔

۲۵- اُطَوِّفُ مَا اُطَوِّفُ ثُمَّ آوِي
إِلَى بَيْتٍ قَعِيدَتُهُ لَكَاعِ

ترجمہ: میں اپنے گھومنے کے اوقات بار بار چکر لگاتا ہوں، پھر آتا ہوں ایسے گھر کی طرف جس میں بیٹھی ہوئی عورت (بیوی) کمینہ ہے۔

تشریح المفردات:

اطوّف ہمزہ کے ضمہ اور واؤ کے کسرہ کے ساتھ ہے تشدید تکثیر کیلئے ہے یعنی میں بہت چکر لگاتا ہوں، ما اطوّف ما مصدریہ ظرفیہ ہے ای مدۃ تطویفی 'آوی اصل میں ااوی تھا دو ہمزے جمع ہو گئے دوسرا ساکن تھا اس کو الف سے بدل دیا 'قعیدۃ اس سے مراد عورت ہے کیونکہ وہ اکثر گھر میں بیٹھی ہوتی ہے، لکاع، حزام کی طرح مبنی بر کسرہ ہے محلا مرفوع ہے عورت کی صفت ہے لکاع کمینہ اور خبیث عورت کو کہتے ہیں مرد کی مذمت میں لُکع استعمال ہوتا ہے جس طرح حدیث شریف میں آتا ہے۔ "لا تقوم الساعۃ حتی یکون اسعدُ الناس بالد نیالکع ابن لکع" (ترمذی)

ترکیب:

(اطوّف) واحد متکلم فعل مضارع معروف (انا) ضمیر مستتر اس کیلئے فاعل (ما اطوّف) ما مصدریہ اپنے مدخول کے ساتھ بتاویل مصدر ہو کر مفعول مطلق ہوا پہلے والے اطوّف کیلئے، (ثم) حرف عطف (آوی) فعل متکلم بافاعل (الی) جار (بیت) موصوف (قعیدتہ) مضاف مضاف الیہ مبتدا (لکاع) خبر، مبتدا خبر ملکر صفت، موصوف صفت ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا آوی کے ساتھ۔ (شاعر اس شعر میں اپنی بیوی کی مذمت بیان کر رہا ہے، شاعر کا نام جرول ہے۔)

محل استشہاد:

محل استشہاد (ما اطوّف) ہے یہاں ما مصدریہ ظرفیہ مضارع پر تو آیا ہے لیکن وہ منفی بلم نہیں ہے حالانکہ وہ اکثر اس فعل مضارع پر آتا ہے جو منفی بلم ہو۔

۵......اور ان ہی موصولات میں سے لو بھی ہے اور یہ فعل ماضی کے ساتھ آتا ہے جیسے وددت لو قام زیدٌ 'اور مضارع کے ساتھ جیسے وددت لو یقوم زید۔

مصنف رحمہ اللہ نے موصول الاسماء کہکر موصولات حرفی سے احتراز کیا، پہلے بھی گزر چکا کہ اس کی علامت یہ ہے کہ اس کی جگہ پر مصدر کا واقع ہونا صحیح ہو جیسے وددت لو تقوم ای وددت قیامک، عجبت مما تصنع، جئت لِکی اقرأ، یعجبنی انک قائم، اُرِیدُان تقوم۔

موصولات اسمیہ:

الذی مفرد مذکر اور التی مفرد مؤنث کیلئے ہے۔ اگر ان کا تثنیہ بنانا ہو تو یاء کو مفرد سے ساقط کر کے حالت رفعی میں الف لایا جائے گا جیسے اللذان، اللتان حالت رفعی اور اللذین اللتین (یاء کے ساتھ) حالت نصبی جری میں، تثنیہ میں مفرد کی یاء کی جگہ پر نون کو مشدد بھی لا سکتے ہیں جیسے اللذانّ اللتانّ (نون کی تشدید کے ساتھ) پڑھنا اور ایک قراءت میں واللذانّ (نون کی تشدید کے ساتھ) یاتیانها منکم بھی آیا ہے۔

حالت نصبی جری میں یاء کے ہوتے ہوئے بھی نون کو مشدد کر سکتے ہیں اور یہ کوفیین کا مذہب ہے قرآن کریم کی ایک لغت میں ارنا اللذینّ بھی آیا ہے۔ اور یہ تشدید جیسے الذی التی میں جائز ہے اسی طرح ذا، تا اسم اشارہ کے تثنیہ میں بھی جائز ہے حالت رفعی میں الف کے ساتھ بھی اور حالت نصبی جری میں یاء کے ساتھ، اور یہ کوفیین کا مسلک ہے اور تشدید سے مقصود یہ ہے کہ یہ ذا اور تا کے الف کے بدلے ہوگی جیسا کہ الذی، التی میں اس کی تفصیل گزر گئی۔

جَمْعُ الَّذِی الأُلٰی الَّذِیْنَ مُطْلَقًا
وَبَعْضُهُمْ بِالوَاوِ رَفْعًا نَطَقَا

بالات واللاء التی قد جمعا
واللاء کالذین نزرًا وقعا

ترجمہ: الذی کی اُلیٰ اور الذین آتی ہے مطلقاً، اور بعض حضرات نے الذین کی حالت رفعی میں واو پر تلفظ کیا ہے اور التی کی جمع اللاتِ اور اللاءِ آئی ہے اور کبھی اللاء کا استعمال الذین کی طرح بھی ہوا ہے۔

ترکیب:

(جمع الذی) مضاف مضاف الیہ مبتدا (الأُلٰی) معطوف علیہ (الذین) معطوف (حرف عطف محذوف ہے) معطوف علیہ معطوف ملکر خبر، (مطلقًا) حال ہے الذین سے (بعضهم) مضاف مضاف الیہ مبتدا (بالواو) متعلق ہوا (نطقا) کے ساتھ (رفعا) حال۔ (باللات واللاء) جار مجرور متعلق ہوا جمع کے ساتھ (التی) مبتدا (قد جمعا) فعل مجہول یا نائب فاعل جملہ فعلیہ ہو کر خبر۔ (اللاء) مبتدا (وقعا) فعل فاعل ملکر خبر، (کالذین) جار مجرور محذوف وقع کی ضمیر کے ساتھ متعلق ہو کر حال اوّل نزرًا حال ثانی۔

(ش) يقال في جمع المذكر ((الألى)) مطلقًا: عاقلا كان، أو غيره، نحو: جاء ني الألىٰ فعلوا)) وقد يستعمل في جمع المؤنث، وقد اجتمع الأمران في قوله:

٢٦ - وَتُبْلِي الأُلىٰ يستلئمون عَلى الأُلىٰ
تَرَاهُنَّ يَوْمَ الرَّوْعِ كَالحِدَإِ القُبْلِ

فقال: ((يستلئمون)) ثم قال: ((تراهن)).

ويقال للمذكر العاقل في الجمع ((الذين)) مطلقا - أي: رفعا، ونصبًا، وجرًا - فتقول: ((جاء ني الّذين أكرموا زيدا، ورأيت الذين أكرموه، ومررت بالذين أكرموه)).

وبعض العرب يقول: ((الّذون)) في الرفع، و((الّذين)) في النصب والجر، وهم بنو هذيل، ومنه قوله:

٢٧ - نَحْنُ الَّذُوْنَ صَبَّحُوا الصَّبَاحَا
يَوْمَ النُّخَيْلِ غَارَةً مِلْحَاحَا

ويقال في جمع المؤنث: ((اللاتِ، وَاللاءِ)) بحذف الياء؛ فتقول ((جاء ني اللاتِ فعلن، واللاءِ فعلن)) ويجوز إثبات الياء؛ فتقول ((اللاتي، واللائي)).

وقد ورد ((اللاء)) بمعنى الذين، قال الشاعر:

٢٨ - فَمَا آباؤنا بِأَمَنَّ مِنْهُ
عَلَيْنَا اللاء قَدْ مَهَدُوا الحُجُورَا

(كما قد تجئ ((الأولى)) بمعنى ((اللاء)) كقوله:

فَأَمَّا الأولىٰ يَسْكُنَّ غَوْرَتِهَامَةٍ
فكُلُّ فَتَاةٍ تترُكُ الحِجْلَ أَقْصَمَا

ترجمہ وتشریح:

جمع مذکر چاہے وہ عاقل ہو یا غیر عاقل اس کیلئے الألیٰ کا لفظ آتا ہے جیسے جاء نی الألیٰ فعلوا (میرے پاس وہ لوگ آئے جنہوں نے کام کیا) کبھی جمع مؤنث کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے، اور کبھی دونوں کیلئے بیک وقت استعمال ہو جاتا ہے جیسے

شاعر کا یہ قول ہے۔

۲۶-وَتُبْلِی الأُلٰیٰ یستلئمون عَلَی الأُلٰیٰ
تـراهُــنَّ يَـوْمَ الـرَّوْعِ كَـالـحِـدَإِ الـقُـبْـل

ترجمہ: موت فانی کرتی ہے ان لوگوں کو جو زرہ پہن کر سوار ہوتے ہیں ان گھوڑوں پر جن کو آپ خوف وگھبراہٹ کے دن (یعنی جنگ کے دن) دیکھینگے ان چیلوں کی طرح جن کی آنکھوں میں ٹیڑھا پن ہو (تشبیہ سرعت اور خفت میں ہے)

تشریح المفردات:

تبلی باب افعال سے واحد مؤنث غائب فعل مضارع معلوم کا صیغہ ہے فناء کے معنیٰ میں آتا ہے اس میں ھی ضمیر مستتر (المنون) موتوں کی طرف راجع ہے۔ یستلئمون ای یلبسون اللامۃ زرہ پہنتے ہیں روع خوف وفزع کو کہتے ہیں الحدا حداۃ کی جمع ہے، حداۃ معروف پرندہ ہے جس کا نام چیل ہے (القبل فی العینین) باء کے سکون اور لام کے کسرہ کے ساتھ، آنکھ کی سیاہی کا ناک کی طرف جھکنا یا ہر ایک آنکھ کی نگاہ کا ایک دوسرے کی طرف جھکنا یعنی ٹیڑھا اور بھینگا پن۔

ترکیب:

تبلی فعل مضارع معروف فعل ھی ضمیر مستتر اس کیلئے فاعل الألیٰ موصول یستلئمون فعل فاعل علی جار الألیٰ موصول تراھن فعل با فاعل ومفعول یوم الروع مضاف مضاف الیہ ظرف کـالـحـدا القبل (الحدا) موصوف (القبل) صفت' موصوف صفت ملکر مجرور، جار مجرور ملکر تـــــــــری کے ساتھ متعلق ہو کر مفعول ثانی' فعل فاعل اور مفعولین سے ملکر صلہ ہوا دوسرے الیٰ کیلئے، موصول صلہ ملکر مجرور' جار مجرور ملکر یستلئمون کے ساتھ متعلق ہوا، یستلئمون فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر صلہ ہوا پہلے الی کیلئے الیٰ اپنے صلہ سے ملکر فاعل ہوا تبلی کیلئے۔

محل استشہاد:

الألیٰ یستلئمون اور الألیٰ تراھن ہے یہاں الیٰ پہلی مرتبہ جمع مذکر عاقل کیلئے استعمال ہوا اور دوسری مرتبہ جمع مؤنث غیر عاقل کیلئے اس لئے کہ پہلے الیٰ سے مراد لوگ ہیں اور دوسرے والے سے مراد گھوڑے ہیں جو غیر عاقل ہیں۔

الّذین کا اعراب:

جمع مذکر عاقل کیلئے الـذیـن آتا ہے مطلقاً یعنی حالت رفعی نصبی جری تینوں میں جیسے جـاءَ نـی الـذیـن اکـرموا

زیدٌ، ا، رأیتُ الّذین اکرَمُوہُ، مررت بالّذین اکرموہ۔

اورھذیل، عقیل والوں کی لغت میں حالت رفعی میں واؤ اور نصبی جری میں یاء ہے وہ حضرات اس میں جمع مذکر سالم کا اعراب جاری کرتے ہیں جیسا کہ مسلمون میں ہے اور اسی سے شاعر کا یہ قول بھی ہے۔

۲۷۔نَحْنُ الّلُوْنَ صَبَّحُوا الصَّبَاحَا
یَوْمَ النُّخَیْلِ غَارَۃً مِلْحَاحَا

ترجمہ: ....ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے صبح کے وقت (دشمن پر) حملہ کیا نخیل کے دن سخت اور لمبی اور مسلسل لوٹ مار کے ساتھ۔

تشریح المفردات:

صبحوا جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے، صبحتہ جب آپ صبح کے وقت داخل ہو جائیں نخیل نخل کی تصغیر ہے شام میں ایک جگہ کا نام ہے غارۃ لوٹ ملحاحا غارۃ کی صفت ہے کہا جاتا ہے الحّ المطر ای اشتدودام بارش مسلسل اور سخت ہوئی۔سحاب ملحاح لگاتار برسنے والا بادل۔

ترکیب:

(نحن) مبتدا (اللّلون) اسم موصول (صبحوا) فعل واؤ ضمیر بارز مرفوع متصل فاعل (الصباحا) مفعول مطلق (یوم النخیل) مضاف مضاف الیہ ظرف (غارۃ ملحاحا) موصوف صفت ملکر حال ہوا فعل فاعل مفعول ملکر صلہ، موصول صلہ سے ملکر خبر۔

محل استشہاد:

یہاں (اللون) ہے جمع مذکر سالم کی طرح حالت رفعی میں واو کا قبل مضموم آیا ہے یہ قبیلہ ہذیل، عقیل والوں کی لغت ہے ورنہ تو اکثر حضرات کے ہاں حالت رفعی نصبی جری تینوں میں یاء آتی ہے۔

الّلات الّلاء کا استعمال:

الّلات اور الّلاء (یاء کے حذف کے ساتھ) کا استعمال جمع مؤنث میں ہوتا ہے جیسے جاء نی اللات فعلن جاء نی اللاء فعلن (میرے پاس وہ عورتیں آئیں جنہوں نے کام کیا) اور ان دونوں میں یاء کو ثابت رکھنا بھی صحیح ہے۔کبھی الّلاء الّذین کے معنی میں بھی آتا ہے یعنی مذکر کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

۲۸۔ فَمَا آبَاؤُنَا بِأَمَنَّ مِنْهُ
عَلَيْنَا اللَّاءِ قَدْ مَهَدُوا الحُجُورَا

ترجمہ ...نہیں ہیں ہمارے آباء واجداد زیادہ احسان کرنے والے اس ممدوح کے مقابلہ میں، جنہوں نے اپنی گودوں کو ہمارے لئے بچھایا تھا۔

تشریح المفردات:

ما نافیہ ہے لیس کی طرح عمل کرتا ہے اسم کو رفع خبر کو نصب دیتا ہے امنّ اسم تفضیل کا صیغہ ہے زیادہ احسان کرنے والا منہ میں ضمیر ممدوح کی طرف راجع ہے اللاء اسم موصول ہے الذین کے معنی میں ہے مھدوا بچھانے کے معنی میں ہے الحجور حجر کی جمع ہے گود کو کہتے ہیں۔

ترکیب:

ما نافیہ ہے لیس کے معنی میں ہے (آباؤنا) مضاف مضاف الیہ (ما) کا اسم (بامن) (ب) زائد ہے (امنّ) ما کیلئے خبر (منہ علینا) جار مجرور دونوں متعلق ہوئے (امنّ) کے ساتھ (اللاء) اسم موصول (قدمھدوا) (الحجورا) فعل فاعل مفعول ملکر صلہ، موصول صلہ سے ملکر صفت ہوا آباؤنا کیلئے، واضح رہے کہ موصوف اور صفت کے درمیان جمہور نحویوں کے ہاں فاصلہ ناجائز ہے بعض حضرات اس کو جائز کہتے ہیں، اس شعر میں (آباؤنا) موصوف ہے اور (اللاء الخ) صفت ہے اور درمیان میں فاصلہ آیا ہے بعض حضرات کے ہاں جواز پر محمول ہے۔

شعر کا خلاصہ:......شاعر یہاں اپنے ممدوح کی تعریف کرتا ہے اور اس کے احسانات کو اپنے حقیقی آباؤ اجداد سے زیادہ سمجھتا ہے۔

محل استشہاد:

اللاء محل استشہاد ہے یہ اگرچہ مؤنث کیلئے استعمال ہوتا ہے لیکن یہاں الذین کے معنی میں مذکر کے لئے استعمال ہوا ہے۔ جس طرح اولی کبھی اللاء کے معنی میں آتا ہے جیسے شاعر کا یہ قول ہے۔

فَأَمَّا الأُولَى يَسْكُنَّ غَوْرَ تِهَامَةٍ
فَكُلُّ فَتَاةٍ تَتْرُكُ الحِجْلَ أَفْصَمَا

ترجمہ:......پس وہ عورتیں جو تہامہ کی پست زمینوں میں رہتی ہیں ان میں ہر ایک لڑکی پازیب کو چھوڑتی ہے توڑ کر۔

تشریح المفردات:

یسکنّ جمع مؤنث غائب، سکن یسکن رہنے کے معنیٰ میں آتا ہے، غور پست زمین کو کہتے ہیں فتاۃ نوجوان لڑکی الحجل پازیب۔

ترکیب:

(امّا) حرف تفسیر الألی اسم موصول (یسکنّ) فعل بافاعل (غور تھامۃ) مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ، فعل بافاعل ومفعول صلہ ہوا موصول صلہ ملکر مبتدا یا شرط (ف) جزائیہ (کل فتاۃ) مضاف مضاف الیہ مبتدا (تترک) فعل بافاعل الحجل مفعول بہ (القصما) مفعول بہ سے حال فعل اپنے مابعد کے ساتھ ملکر خبر یا جزاء۔

محل استشہاد:

یہاں محل استشہاد الأولیٰ ہے جمع مذکر کیلئے عموماً استعمال ہوتا ہے مگر یہاں الّلاء (مؤنث) کے معنیٰ میں ہے اسلئے کہ اس سے مراد یہاں عورتیں ہیں۔

وَمَنْ، وَمَا وَاَلْ تُسَاوِی مَا ذُكِر
وَهٰكَذَا ذُوْ عِنْدَ طَیِّئٍ شُهِر
وَكَالَّتِی اَیْضًا لَدَیْهِمْ ذَاتُ
وَمَوْضِعَ اللَّاتِی اَتٰی ذَوَاتُ

ترجمہ: ۔ من، ما، الف لام مذکور (الذی) کے برابر ہیں اسی طرح ذو طیّ کی لغت میں مشہور ہے، التی کی طرح ان کے ہاں ذات بھی ہے اور اللاتی کی جگہ ذوات آیا ہے۔

ترکیب:

(من) معطوف علیہ (ما ال) معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر مبتدا (تساوی) باب مفاعلہ سے واحد مؤنث غائب (ھی) ضمیر مستتر اس کے لئے فاعل (ما) موصولہ (ذکر) فعل مجہول با نائب فاعل ملکر صلہ، موصول صلہ سے ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل مفعول بہ سے ملکر خبر۔ (ھا) حرف تنبیہ (کذا) جار مجرور متعلق محذوف کے ساتھ ہو کر حال (ذو) مبتدا (عند طی) مضاف مضاف الیہ ظرف (شھر) فعل با نائب فاعل خبر (کالتی) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر مقدم (ایضا) مفعول مطلق ای آض ایضا (لدیھم) مضاف مضاف الیہ ہو کر ظرف (ذات) مبتدا مؤخر (موضع اللاتی) مضاف مضاف الیہ منصوب بنا بر ظرفیت مکانی (اتی) فعل (ذوات) فاعل۔

(ش) اشار بقوله تساوى ماذكر)) إلى أن ((من، وما)) والألف واللام، تكون بلفظ واحد: للمذكر، والمؤنث — المفرد والمثنى، والمجموع — تقول: جاء ني من قام، ومن قامت، ومن قاما، ومن قامتا، ومن قاموا، ومن قمن، وأعجبني ماركب، وماركبت، وماركبا، وماركبتا، وماركبوا، وماركبن؛ وجاء ني القائم، والقائمة، والقائمان، والقائمتان، والقائمون، والقائمات.

وأكثر ماتستعمل ((ما)) في غير العاقل، وقدتستعمل في العاقل، ومنه قوله تعالىٰ: فانكحوا ماطابَ لكم من النساء مثنى) وقولهم: ((سبحان ماسخركن لنا)) و((سبحان مايسبح الرعدبحمده)).

و((من)) بالعكس؛ فاكثر ماتستعمل في العاقل، وقدتستعمل في غيره. كقوله تعالىٰ: ومنهم من يمشي علىٰ اربع يخلق اللّٰه مايشآء ومنه قول الشاعر:

٢٩ — بَكَيتُ عَلىٰ سِرْبِ القَطَاإذْ مَرَرْنَ بِي
فَقُلْتُ وَمِثْلِي بِالبُكَاءِ جَدِيرُ
أَسِرْبَ القَطَاهَلْ مَنْ يُعِيرُ جَنَاحَهُ
لَعَلِّي إلىٰ مَنْ قَدْ هَوِيتُ أَطِيرُ

وأما الألف واللام فتكون للعاقل، ولغيره، نحو: ((جاء ني القائم، والمركوب)) واختلف فيها؛ فذهب قوم إلى أنهااسم موصول، وهوالصحيح، وقيل: انهاحرف موصول، وقيل إنهاحرف تعريف، وليست من الموصولية في شئ.

وأمامن وماغير المصدرية فاسمان اتفاقا، وأما ((ما)) المصدرية فالصحيح أنهاحرف، وذهب الأخفش إلى أنها اسم.

ولغة طيئ استعمال ((ذو)) موصولة، وتكون للعاقل، ولغيره، وأشهر لغاتهم فيها أنها تكون بلفظ واحد: للمذكر، والمؤنث، مفردًا، ومثنى، ومجموعا؛ فتقول: ((جاءني ذوقام، وذو قامت، وذوقاما، وذوقامتا، وذوقاموا، وذوقمن))، ومنهم من يقول في المفردالمؤنث: ((جاء ني ذات قامت))، وفي جمع المؤنث: ((جاء ني ذوات قمن)) وهوالمشاراليه بقوله: ((وكالتي أيضًا — البيت، ومنهم من يثنيهاويجمعها فيقول: ((ذوا، وذوو)) في الرفع و((ذوى، وذوى)) في النصب والجر، و((ذواتا)) في الرفع، و((ذواتي)) في الجر والنصب، و((ذوات)) في الجمع، وهي مبنيةعلى الضم، وحكى الشيخ بهاء الدين ابن النحاس أن إعرابها كإعراب جمع المؤنث السالم:

والأشهر في((ذو)) هذه-أعني الموصولة-أن تكون مبنية، ومنهم من يعربها: بالواو رفعا، وبالألف نصبا، وبالياء جرا؛ فيقول: ((جاء ني ذو قام، ورأيت ذا قام، ومررت بذي قام)) فتكون مثل((ذي)) بمعنى صاحب، وقد روي قوله:

فَإِمَّا كِرَامٌ مُوسِرُونَ لَقِيتُهُم
فَحَسْبِي مِن ذِي عِندَهُمْ مَا كَفَانِيَا

بالياء على الإعراب، وبالواو على البناء

وأما((ذات))، فالصحيح فيها أن تكون مبنية على الضَّمّ رفعاو نصبًا وجرًّا، مثل ذوات، ومنهم من يعربها إعراب مسلمات: فيرفعها بالضمة، وينصبها ويجرها بالكسرة.

ترجمہ وتشریح:

مصنف رحمہ اللہ نے تساوی ماذکر کہکر اس کی طرف اشارہ کیا کہ من اور، اور الف لام ایک ہی لفظ کے ساتھ آتے ہیں مذکر مؤنث مفرد تثنیہ جمع سب کیلئے، یعنی اس میں یہ سب شریک ہیں، جیسے جاء نی من قام، من قامت من قاما من قامتامن قاموا من قُمنَ، ما کی مثال اعجبنی مار کب مار کبت مار کبامار کبتامار کبوامار کبن،
الف لام کی مثال: ...جیسے جاء نی القائم القائمة، القائمان، القائمتان، القائمون، القائمات۔

ما اور من کا استعمال:

ما کا استعمال ذوی العقول (عقل والوں) میں کم ہوتا ہے اور غیر ذوی العقول میں زیادہ ہوتا ہے۔

کبھی ذوی العقول میں بھی ما مستعمل ہوتا ہے جیسے فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنیٰ الخ یہاں ما سے مراد عورتیں ہیں اور سبحان ماسخر کن لنا (پاک ہے وہ ذات جنہوں نے تمہیں ہمارے لئے تابع کیا) یہاں بھی ما سے مراد عورتیں ہیں، اور سبحان مایسبح الرعدبحمده یہاں ما سے مراد اللہ رب العزت ہیں۔ اور من ما کے برعکس ہے اکثر اس کا استعمال ذوی العقول میں ہوتا ہے اور غیر ذوی العقول میں کبھی ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے "ومنهم من يمشي علىٰ أَربعٍ يخلُقُ اللّٰه مايشاء" یہاں من سے مراد جانور ہیں کہ بعض ان میں سے چار پاؤں پر چلتے ہیں اور اسی سے شاعر کا یہ قول بھی ہے۔

۲۹ - بَكَيْتُ عَلَىٰ سِرْبِ الْقَطَا إِذْ مَرَرْنَ بِي
فَقُلْتُ وَمِثْلِي بِالْبُكَاءِ جَدِيرُ
أَسِرْبَ الْقَطَا هَلْ مَنْ يُعِيرُ جَنَاحَهُ
لَعَلِّي إِلَىٰ مَنْ قَدْ هَوِيتُ أَطِيرُ

ترجمہ: ... میں رویا قطا پرندوں کی جماعت پر جب وہ مجھ پر گزر گئی تو میں نے کہا (اور مجھ جیسا رونے کا زیادہ لائق ہے) اے قطا پرندوں کی جماعت کیا تم میں کوئی ہے جو مجھے اپنا پر دے دے شاید کہ میں اس کے ذریعے اڑ جاؤں اس کی طرف جس سے میں محبت کرتا ہوں۔

تشریح المفردات:

بكيتُ، ضرب یضرب سے واحد متکلم کا صیغہ ہے بکاء کہتے ہیں آنسو کا بہہ جانا، آواز نکلے یا نہ نکلے، سرب جماعت کو کہتے ہیں القطاقطاة کی جمع ہے قطوات بھی اس کی جمع آتی ہے، ایک ریگستانی پرندہ ہے جو کبوتر کی طرح ہوتا ہے علیٰ احوذیین استقلّت عشیة الخ میں اس کی تفصیل گزر گئی ہے، جدیر لائق اسرب القطاة ہمزہ حرف نداء ہے سرب منادیٰ مضاف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے یہاں پرندوں کی جماعت کو بمنزلہ عاقل کر کے اس کو مخاطب کیا۔ یعیر اعار یعیر باب افعال سے ہے عاریۃً (استعمال کیلئے) دینے کو کہتے ہیں جناح پر، هویت سمع یسمع کے باب سے محبت کے معنی میں آتا ہے اطیر ضرب یضرب سے بمعنی اڑنا۔

ترکیب:

(بکیت) فعل فاعل (علی سرب القطا) جار مجرور متعلق ہوا بکیت کے ساتھ (اذ مررن بی) ظرف زمان ہو کر متعلق ہوا بکیت کے ساتھ (فقلت) فعل فاعل (و) حالیہ (مثلی) مضاف مضاف الیہ مبتدا (بالبکاء) جار مجرور متعلق ہوا جدیر کے ساتھ، جدیر خبر، ومثلی بالبکاء جدیر جملہ معترضہ ہے (همزه) حرف ندا (سرب القطا) مضاف مضاف الیہ منادیٰ (هل) حرف استفہام (من) اسم موصول مبتدا (یعیر) فعل (هو) ضمیر مستتر جو راجع ہے (من) کی طرف وہ فاعل (جناحه) مضاف مضاف الیہ مفعول بہ (لعلّ) حرف ہے حروف مشبہ بالفعل سے اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے (ی) ضمیر اس کیلئے اسم (الی من قدھویت) مجموعی اعتبار سے جار مجرور ہو کر متعلق ہوا (اطیر) کے ساتھ (اطیر) فعل اپنے فاعل سے ملکر خبر ہوا لعل کیلئے۔

شعر کا خلاصہ:

شعر میں شاعر پرندوں کی جماعت کے گزر جانے اور شاعر کا ان سے محبوبہ کے پاس جانے کیلئے پر مانگنے کا ذکر ہے جس سے یہ اڑ کر محبوبہ کے پاس جائے یہ محض ایک تخیل ہے۔

محل استشہاد:

من یعیر جناحہ میں من محل استشہاد ہے یہ اگرچہ عموماً ذوی العقول کیلئے آتا ہے لیکن یہاں غیر ذوی العقول کیلئے استعمال ہوا ہے جو کہ پرندے ہیں۔

الف لام کا استعمال:

الف لام عاقل اور غیر عاقل دونوں کیلئے آتا ہے جیسے جاء نی القائم ،المرکوب البتہ اس میں اختلاف ہے بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ اسم موصول ہے اور یہ جمہور، سیبویہ رحمہ اللہ کا مسلک ہے اسلئے کہ یہ مضارع پر داخل ہوتا ہے اور اس کی طرف ضمیر لوٹتی ہے جیسے افلح المتقی ربہٗ (کامیاب ہوا وہ بندہ جو اپنے رب سے ڈرنے والا ہے) یہاں ہ ضمیر الف لام کی طرف راجع ہے اور ضمیر صرف اسم کی طرف لوٹتی ہے۔

۲.... اور مازنی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حرف موصول ہے لیکن اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ موصول حرفی مؤول بالمصدر ہوتا ہے حالانکہ یہاں مؤول بالمصدر ہونا باطل ہے۔

۳.... اخفش رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ یہ حرف تعریف ہے اور کسی درجہ میں بھی موصول نہیں ہے۔

من اور ما جب مصدریہ نہ ہوں تو اس صورت میں حضرات نحویوں کے ہاں یہ بالاتفاق اسم ہوتے ہیں اور ما جب مصدریہ ہو تو صحیح قول کے مطابق یہ حرف ہوتا ہے اخفش رحمہ اللہ کے ہاں اسم ہوتا ہے۔

ذو کا استعمال:

بنی طی کی لغت میں ذو موصول ہو کر استعمال ہوتا ہے اور عاقل غیر عاقل دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے اور ان کی لغتوں میں مشہور لغت ذو کے اندر یہ ہے کہ یہ مذکر مؤنث مفرد تثنیہ جمع سب کیلئے ایک ہی لفظ (یعنی ذو) کے ساتھ آتا ہے جیسا کہ من، ما، الف لام، ہیں۔ مثلاً جاء نی ذو قام، ذو قامت، ذو قاما، ذو قامتا، ذو قاموا، ذو قمن۔

البتہ بعض حضرات واحد مؤنث میں ذات پڑھتے ہیں جیسے جاء نی ذات قامت اور جمع مؤنث میں ذوات پڑھتے ہیں جیسے جاء نی ذوات قمن مصنف رحمہ اللہ نے وکالتی ایضا لدیھم ذات (التی کی طرح ذات بھی ہے یعنی مفرد

مؤنث کیلئے دونوں استعمال ہوتے ہیں) کے ساتھ اس قول کی طرف اشارہ کیا ہے۔

نیز بعض حضرات ذو سے تثنیہ جمع بھی بناتے ہیں چنانچہ تثنیہ مذکر حالت رفعی میں ذواء اور جمع مذکر حالت رفعی میں ذوو اور تثنیہ مذکر حالت نصبی جری میں ذوی اور مذکر حالت نصبی جری میں ذوِیْ پڑھتے ہیں۔

مؤنث میں مفرد کیلئے ذات اور تثنیہ مؤنث حالت رفعی میں ذواتا (جیسے قرآن کریم میں ہے ذواتا افنان) اور تثنیہ مؤنث حالت نصبی جری میں ذواتی اور جمع مؤنث میں ذوات پڑھتے ہیں۔

خلاصہ:

شارح کی عبارت چونکہ مغلق ہے اس لئے آسانی کیلئے دوبارہ خلاصہ پیش کیا جاتا ہے وہ یہ کہ ذو موصولہ میں ایک مشہور لغت ہے اور بعض دیگر غیر مشہور ہیں مشہور لغت یہ ہے کہ ذو مذکر مؤنث واحد تثنیہ جمع سب کیلئے ایک ہی لفظ کے ساتھ آتا ہے۔لیکن اس میں کچھ غیر مشہور لغات بھی ہیں۔

نقشہ ذیل میں دیکھیں

	حالت رفعی	نصبی جری
تثنیہ مذکر	ذَوَا	ذَوَیْ
جمع مذکر	ذَوُوْ	ذَوِیْ
تثنیہ مؤنث	ذَواتا	ذَوَاتَیْ
جمع مؤنث	تینوں میں ذواتُ مبنی برضم	

(اور شیخ بہاء الدین عبداللہ بن نحاس رحمہ اللہ متوفی ۶۲۷ھ یا ۶۳۸ھ) نے حکایت کی ہے کہ ذَوَاتُ میں جمع مؤنث سالم والا اعراب جاری ہوگا۔

ذو کا اعراب:

پہلے گذر چکا کہ اسمائے ستہ مکبرہ کا ذو معرب ہوا کرتا ہے حالت رفعی میں واؤ نصبی میں الف جری میں یاء ہوتی ہے جیسے جاء نی ذومال رایت ذامالٍ مررتُ بذی مالٍ اور اس ذو کیلئے ضروری ہے کہ وہ صاحب کے معنی میں ہو۔

یہاں جس ذو کا ذکر کیا جارہا ہے وہ موصولہ ہے اس کا حکم یہ ہے کہ چونکہ یہ صاحب کے معنی میں نہیں ہے اس وجہ

سے مبنی ہے حالت رفعی میں نصبی جری تینوں میں ذوہی پڑھا جائے گا۔ جبکہ بعض حضرات کا مسلک ذو موصولہ میں بھی یہ ہے کہ یہ معرب ہے اور حالت رفعی میں واؤ نصبی میں الف جری میں یاء ہوگی جیسے جاء نی ذوقام رأیت ذاقام مررتُ بذی قام تو یہ اس ذو کی طرح ہوگا جو صاحب کے معنی میں ہے۔ شاعر کا یہ قول اسی طریقہ سے بھی مروی ہے۔

فـــامّـــا کـــرامٌ مُـوْسِـرون لـقـیتُـهـم
فـحسبـی مـن ذی عـنـدهـم مـاکـفـانیا

اس شعر کی پوری تفصیل گزر چکی ہے یہاں پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر چہ مشہور روایت اس شعر میں فـحسبـی مـن ذو ہے جو کہ مبنی ہونے کی علامت ہے لیکن ایک روایت میں ذی بھی آیا ہے جو اس بات پر دال ہے کہ موصولہ ہونے کے باوجود یہ معرب ہے۔

ذات کا اعراب:

ذات کے اعراب میں ایک فصیح لغت ہے کہ یہ مبنی بر ضمہ ہوگا حالت رفعی نصبی جری تینوں میں جس طرح کہ ذوات کا اعراب ہے اور غیر فصیح لغت کے مطابق اس میں مسلمات یعنی جمع مؤنث سالم کی طرح اعراب جاری ہوگا۔

وَمِثْـلُ مَـاذَا بَـعْـدَ مَـا اسْتِفْهَام
أَوْمَـنْ إِذَا لَـمْ تُـلْـغَ فِـي الْـكَـلَام

ترجمہ:..... ما کی طرح ذا بھی استعمال ہوتا ہے جب ذا ما اور من استفہامیہ کے بعد واقع ہو اور کلام میں لغو نہ ہو۔

(ش) یعنی ان ذا اختصت من بین سائر أسماء الإشارة بأنها تستعمل موصولة، وتكون مثل ((ما)) في أنها تستعمل بلفظ (واحد) للمذكر، والمؤنث – مفردًا كان أو مثنى، أو مجموعًا – فتقول: ((من ذا عندك)) و ((ماذا عندك)) سواء كان ما عنده مفردًا مذكرًا أو غيره.

وشرط استعمالها موصولة أن تكون مسبوقة بِ((ما)) أو ((من)) الاستفهاميتين، نحو ((من ذا جاءك، وماذا فعلت)) فمن: اسم استفهام، وهو مبتدأ، و ((ذا)) موصولة بمعنى الذي، وهو خبر من، و ((جاءك)) صلة الموصول، والتقدير ((من الذي جاءك)) وكذلك ((ما)) مبتدأ، و ((ذا)) موصول بمعنى الذي، وهو خبر ما، و ((فعلت)) صلته، والعائد محذوف، وتقديره ((ماذا فعلته))؟ أي: ما الذي فعلته.

واحترز بقوله: ((إذالم تلغ فی الكلام))من أن تجعل((ما))مع((ذا))أو((من))مع((ذا)) كلمة واحدة للاستفهام، نحو: ((ماذاعندک؟))أی: أی شیء عندک؟وکذلک((من ذاعندک؟))فماذا: مبتدأ، و((عندک))خبره (وکذلک: من ذا))مبتدأ، و((عندک))خبره)فذافی هذین الموضعين ملغاة؛ لأنها جزء کلمة؛لأن المجموع استفهام.

ترجمہ وتشریح:............ذااسم اشارہ کا استعمال:

یہ بات تو واضح ہے کہ ذا اسم اشارہ کیلئے وضع ہے اور اس سے پہلے جو ہا لگائی جاتی ہے وہ تنبیہ کیلئے ہوتی ہے۔

یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ باقی اسمائے اشارات میں ذا کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ موصولہ بھی استعمال ہوتا ہے اور موصولہ ہوتے وقت یہ ما موصولہ کی طرح ہوگا یعنی جس طرح ما موصولہ مذکر مؤنث واحد تثنیہ جمع کیلئے ایک ہی لفظ کے ساتھ آتا ہے اسی طرح ذا بھی ہوگا۔

البتہ اس کے موصولہ ہونے کیلئے شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے ما استفہامیہ یا من استفہامیہ ذکر ہو جیسے من ذا عندک یہاں ترکیب کی صورت میں من اسم استفہام مبتدا ہوگا اور ذا جاء ک موصول صلہ مل کر خبر اسی طرح ماذا فعلت بھی ہے۔

اذالم تلغ فی الکلام میں ذا موصولہ ہونے کیلئے دوسری شرط ذکر فرما رہے ہیں کہ یہ موصولہ تب ہوگا جب یہ کلام میں ملغی نہ ہو اگر ملغی ہو بایں طور کہ ذا کو ما اور من کے ساتھ ایک ہی کلمہ استفہامیہ بنایا جائے جیسے ماذا عندک ای ای شیء عندک یا من ذا عندک یہاں ماذا میں ذا کلمہ کا جزء ہے اور ملغی ہے اس وجہ سے موصولہ نہ ہوگا کیونکہ یہ دونوں مل کر ایک ہی کلمہ استفہامیہ ہے لہٰذا ترکیب میں ماذا مبتدا اور عندک اس کی خبر ہوگی اسی طرح من ذا عندک کی ترکیب بھی ہے۔

ترکیب:

(مثل ما) مضاف مضاف الیہ خبر مقدم (ذا) مبتدا مؤخر (بعدما استفهام او من) حال ہے (ذا) سے (اذا) ظرف ہے متضمن ہے معنی شرط کو (اذالم تلغ فی الکلام) شرط، فهی کذالک اس کیلئے جزاء محذوف ہے۔

وَكُلُّهَا يَلْزَمُ بَعْدَهُ صِلَهْ

عَلَى ضَمِيرٍ لَائِقٍ مُشْتَمِلَهْ

ترجمہ:..... ان تمام موصولات کے بعد ایسے صلہ کا ہونا ضروری ہے جو مناسب ضمیر پر مشتمل ہو۔

ترکیب:

(کلّها) مضاف مضاف الیہ مبتدا (یلزم) فعل (بعده) ظرف (یلزم) کے ساتھ متعلق (صلة) موصوف (مشتملة) صفت (فاعل) علیٰ جار (ضمیر لائق) موصوف صفت مجرور۔

(ش) الموصولات كلّها — حرفية كانت، أو اسمية — يلزم أن يقع بعدها صلة تبينُ معناها.

ويشترط فى صلة الموصول الاسمي أن تشتمل على ضمير لائق بالموصول: إن كان مفردا فمفرد، وإن كان مذكرًا فمذكر، وإن كان غيرهما فغيرهما، نحو: ((جاء نى الذى ضربته)) وكذلك المثنى والمجموع، نحو: ((جاء نى اللّذان ضربتهما، والذين ضربتهم)) وكذلك المؤنث، تقول: ((جاء ت الّتى ضربتها، واللتان ضربتهما، واللاتى ضربتهن)).

وقد يكون الموصولُ لفظه مفردا مذكرًا ومعناه مثنى أو مجموعا أو غيرهما، وذلك نحو: ((من، وما)) إذا قصدت بهما غير المفرد المذكر؛ فيجوز حينئذ مراعاة اللفظ، ومراعاة المعنى؛ فتقول: ((أعجبنى من قام، ومن قامت، ومن قاما، ومن قامتا، ومن قاموا، ومن قمن)) على حسب مايعنى بهما.

ترجمہ وتشریح:............موصول کیلئے صلّہ کا ہونا ضروری ہے:

اس سے پہلے موصولات کا ذکر ہوا اب یہ بتا رہے ہیں کہ تمام موصولات کیلئے ضروری ہے کہ اس کے بعد صلّہ ہو جو اس کے معنی کو ظاہر کرے (شارح نے یہاں موصولات کے اندر تقسیم کی ہے کہ موصولات حرفی اور اسمی سب کا یہی حکم ہے اس پر محشی نے اعتراض کیا ہے کہ کلّها کا مرجع صرف موصولات اسمیہ ہے۔ اسلئے کہ یہاں ماتن نے صلّہ کی صفت ذکر کی ہے کہ وہ مناسب ضمیر پر مشتمل ہوگی اور یہ حکم موصول اسمی کے صلّہ کے ساتھ ہی خاص ہے)

ويشترط الخ :

موصول اسمی کے صلّہ میں ضروری ہے کہ اس میں موصول کے مناسب ضمیر ہو یعنی اگر موصول مفرد ہے تو وہ ضمیر بھی مفرد ہوگی اور اگر مذکر ہے تو ضمیر بھی مذکر ہوگی اسی طرح تثنیہ جمع میں بھی یہی حکم ہے۔ جیسے جاء نى الذى ضربته جاء نى اللذان ضربتهما جاء نى الّذين ضربتهم جاء تنى الّتى ضربتها جاء تنى الّلتان ضربتهما جاء تنى الّلاتى ضربتهن ۔

وقدیکون الخ: چونکہ موصولات میں سے **من** **ما** لفظ کے اعتبار سے مفرد ہیں اس وجہ سے کبھی کبھار **من ما** کے لفظ کی رعایت کرتے ہوئے اس کو مفرد مذکر یا مفرد مؤنث کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جیسے **اعجبنی من قام ومن قامت** اور چونکہ یہ معنی کے اعتبار سے تثنیہ جمع سب کو شامل ہوتے ہیں اس وجہ سے کبھی معنی کی رعایت کرتے ہوئے صلہ میں تثنیہ جمع کی ضمیر بھی لائی جاسکتی ہے جیسے **اعجبنی من قاما من قامتا من قاموا من قمن۔**

وَجُمْلَةٌ اَوْشِبْهُهَا الَّذِی وُصِلْ
بِهٖ کَمَنْ عِنْدِی الَّذِی ابْنُهٗ کُفِلْ

ترجمہ: صلہ جملہ بھی ہوتا ہے اور شبہ جملہ بھی جیسے **من عندی** (شبہ جملہ کی مثال) **الذی ابنہ کفل** (جملہ ہے) (میرے پاس وہ شخص ہے جس کا بیٹا کفیل ہے)

ترکیب:

(**جملۃ اوشبہھا**) معطوف علیہ معطوف ملکر خبر مقدم (**الذی وصل بہ**) موصول صلہ ملکر مبتدامؤخر۔ **کمن ای کقولک من عندی الخ.**

(ش)صلة الموصول لاتكون الاجملة أوشبه جملة،ونعني بشبه الجملة الظرف والجارو المجرور، وهذافي غيرصلةالألف واللام ،وسيأتي حكمها.

ويشترط في الجملة الموصول بهاثلاثة شروط؛أحدها:أن تكون خبرية ،الثاني: كونها خاليةمن معنى التعجب،الثالث كونهاغيرمفتقرة إلى كلام قبلها،واحترزب((الخبرية))من غيرها،وهي الطلبية والإنشائية؛فلايجوز:((جآء ني الذي اضربه))خلافا للكسائي،ولا:((جاء ني الذي ليته قائم))خلافا لهشام،واحترزب((خالية من معنى التعجب))من جملة التعجب؛فلايجوز:((جاء ني الذي ماأحسنه))وإن قلنا إنهاخبرية،واحترز((بغيرمفتقرةإلى كلام قبلها))من نحو:((جاء ني الذي لكنه قائم))فإن هذه الجملة:تستدعي سبق جملة أخرى،نحو:((ماقعدزيدلكنه قائم))

ويشترط في الظرف والجارو المجرورأن يكوناتامين،والمعنى بالتام:أن يكون في الوصل به فائدة،نحو:((جاء الذي عندك،والذي في الدار))والعامل فيهمافعل محذوف وجوبا،والتقدير: ((جاء الذي استقر عندك))أو((الذي استقرفي الدار))فإن لم يكوناتامّين لم يجزالوصل بهما؛ فلاتقول:((جاء الذي بك))ولا((جاء الذي اليوم)).

ترجمہ وتشریح: .... صلہ کا جملہ یا شبہ جملہ ہونا ضروری ہے:

اس شعر کے اندر مصنف علیہ الرحمۃ یہ بتا رہے ہیں کہ موصول کے صلہ کیلئے جملہ یا شبہ جملہ ہونا ضروری ہے صلہ مفرد نہیں ہوتا، شبہ جملہ سے مراد ظرف اور جار مجرور ہے یہ حکم الف لام کے صلہ کا نہیں اسلئے کہ اس کا حکم آگے آ رہا ہے۔

ویشترط الخ: نیز یہ ضروری ہے کہ جو جملہ صلہ بن رہا ہے اس کے اندر تین شرطیں ہونی چاہیے۔

۱ ..... پہلی شرط یہ ہے کہ وہ خبریہ ہو۔

۲ ..... دوسری شرط یہ ہے کہ تعجب کے معنیٰ سے خالی ہو۔

۳ ..... تیسری شرط یہ ہے کہ ماقبل کلام کی طرف محتاج نہ ہو۔ خبریہ کہا تو انشائیہ اور طلبیہ سے احتراز کیا لہٰذا جاء نی الذی اِضربه (امر کے ساتھ) جائز نہیں اگرچہ اس میں کسائی رحمہ اللہ کا اختلاف ہے، اسی طرح جاء نی الذی لیته قائم بھی صحیح نہیں (اسلئے کہ یہاں صلہ خبریہ نہیں بلکہ انشائیہ ہے اسلئے کہ تمنی انشائیہ کی قسم ہے) ہشام رحمہ اللہ کا یہاں بھی اختلاف ہے۔

(**خالية من معنى التعجب**) کہکر جملہ تعجبیہ سے احتراز کیا لہٰذا جاء نی الّذی ما اَحْسَنه جائز نہیں اگرچہ جملہ خبریہ ہے (**عند البعض**) **غیر مفتقرة الیٰ کلام قبلها** اس سے احتراز کیا جاء نی الذی لکنّه قائمٌ سے اسلئے کہ لکنّه قائم اپنے سے پہلے ایک اور جملہ چاہتا ہے جیسے ماقعَدَ زیدٌ لکنّه قائمٌ۔

ویشترط فی الظرف الخ:

ظرف اور جار مجرور کے صلہ ہونے کیلئے ضروری ہے کہ وہ دونوں تام ہوں۔ تام ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کے صلہ بنانے میں فائدہ ہو جیسے جاء الّذی عندک والّذی فی الدّار ان میں عامل وجوبی طور پر حذف ہے تقدیر عبارت یہ ہے جاء الّذی استقرّ عندک اور الّذی استقرّ فی الدّار اگر تام نہ ہوں تو پھر صلہ بنانا جائز نہیں لہٰذا جاء الّذی بک یا جاء الذی الیوم کہنا صحیح نہیں۔

وَصِــفَةٌ صَــرِيــحَةٌ صِــلَةُ اَلْ
وكَــونُهَــا بِــمُــعــرَبِ الافْــعَــالِ قَــلّ

ترجمہ: ..... الف لام (اسم موصول) کا صلہ صفت صریحہ ہوگا۔ اور فعل معرب (یعنی فعل مضارع) کے ساتھ الف لام کا آنا کم ہے۔

ترکیب:

(صفة صریحة) موصوف صفت خبر مقدم (صلة ال) مضاف مضاف الیہ مبتدا مؤخر۔ (کونها) مضاف مضاف الیہ مبتدا (قلّ) فعل با فاعل خبر (بمعرب الافعال) قلّ کے ساتھ متعلق ہے۔

(ش) الألف واللام لاتوصل الا بالصفة الصريحة، قال المصنف في بعض كتبه: وأعني بالصفة الصريحة اسم الفاعل نحو: ((الضارب)) واسم المفعول نحو: ((المضروب)) والصفة المشبهة نحو: ((الحسن الوجه)) فخرج نحو: ((القرشي والأفضل)) وفي كون الألف واللام الداخلتين على الصفة المشبهة موصولة خلاف، وقد اضطرب اختيار الشيخ ابي الحسن بن عصفور في هذه المسئلة، فمرة قال: إنها موصولة، ومرة منع ذلک.

وقد شذ وصل الألف واللام بالفعل المضارع، وإليه أشار بقوله: ((وكونها بمعرب الأفعال قل)) ومنه قوله:

٣٠-مَا أَنْتَ بِالحَكَمِ التُّرْضَىٰ حُكُومَتُه
وَلا الأَصِيلِ وَلاذِي الرَّأيِ وَالجَدَلِ

وهذا عند جمهور البصريين مخصوص بالشعر، وزعم المصنف -في غير هذا الكتاب- أنه لا يختص به، بل يجوز في الاختيار، وقد جاء وصلها بالجملة الاسمية، وبالظرف شذوذًا؛ فمن الأول قوله:

٣١-مِنَ القَومِ الرَّسُولُ اللّٰهِ مِنهُمْ
لَهُمْ دَانَتْ رِقَابُ بَنِي مَعَدِّ

ومن الثاني قوله:

٣٢-مَنْ لَايَزَالُ شَاكِرًا عَلَى المعة
فَهُوَ حَرٍ بِعِيشة ذاتِ سَعَة

ترجمہ وتشریح:.........الف لام کا صلہ صفت صریحہ آتا ہے:

جو الف لام اسم موصول کہلاتا ہے اس کے صلہ میں ضروری ہے کہ وہ صفت صریحہ ہو۔ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں صفت صریحہ سے مراد اسم فاعل لیا ہے جیسے الضارب اور اسم مفعول جیسے المضروب اور صفت مشبہ

جیسے الحسن الوجہ۔لہٰذا القرشی اور الافضل خارج ہو گئے۔(القرشی وصف نہیں ہے اور الافضل اسم تفضیل ہے ان میں الف لام موصولہ نہیں اس کی وضاحت آگے آ رہی ہے)

کیا صفت مشبہ پر داخل ہونے والا الف لام موصولہ ہے:

شارح فرماتے ہیں کہ جو الف لام صفت مشبہ پر داخل ہوتا ہے جیسے الحسن یہ موصولہ ہے یا نہیں اس بارے میں اختلاف ہے، ابو الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ بن عصفور کی رائے اس بارے میں مضطرب ہے کبھی فرماتے ہیں کہ موصولہ ہے اور کبھی فرماتے ہیں کہ موصولہ نہیں ہے۔واضح رہے کہ اس بارے میں علماء کا ایک طویل اختلاف ہے۔

۱.....جمہور کی رائے یہ ہے کہ صفت مشبہ الف لام کا صلہ واقع نہیں ہوتا ان حضرات کے ہاں صفت مشبہ پر داخل ہونے والا الف لام تعریفی ہے موصولہ نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ صلہ میں اصل فعل ہے اور صفت مشبہ فعل کے ساتھ معنی کے اعتبار سے مشابہ نہیں ہے اسلئے کہ فعل حدوث پر دلالت کرتا ہے اور صفت مشبہ بجائے حدوث کے لزوم پر دلالت کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسم فاعل اسم مفعول وغیرہ اگرچہ افعال نہیں لیکن چونکہ معنی کے اعتبار سے یہ فعل کے مشابہ ہیں اسلئے ان کا صلہ واقع ہونا صحیح ہے اسی وجہ سے ان حضرات کے ہاں جو اسم فاعل اسم مفعول صلہ بن رہا ہو اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ حدوث پر دلالت کرے (تاکہ فعل کے ساتھ مشابہت آجائے) اگر ان میں کوئی لزوم پر دلالت کرے تو پھر ان پر داخل ہونے والا الف لام موصولہ نہیں بلکہ تعریفی ہوگا جیسے المؤمن، الکافر۔

۲...دوسرا مسلک اس بارے میں یہ ہے کہ الف لام کا صلہ صفت مشبہ آ سکتا ہے (یعنی صفت مشبہ پر داخل ہونے والا الف لام موصولی ہو سکتا ہے باقی یہ شبہ کہ اصل تو صلوں میں افعال ہیں اور صفت مشبہ فعل کے ساتھ از روئے معنی مشابہ نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ فعل کے ساتھ اگرچہ معنی کے اعتبار سے مشابہ نہیں تاہم عمل کے اعتبار سے مشابہ ہے اسلئے کہ جیسے فعل ضمیر مستتر ضمیر بارز اسم ظاہر کو عمل دیتا ہے اسی طرح صفت مشبہ بھی دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس پر سب کا اجماع ہے کہ اسم تفضیل پر داخل ہونے والا الف لام موصولی نہیں اسلئے کہ اسم تفضیل فعل کے ساتھ نہ معنی مشابہ ہے اور نہ عملاً۔

معنوی مشابہت تو اسلئے نہیں کہ اسم تفضیل اشتراک مع الزیادۃ پر دلالت کرتا ہے اور فعل حدوث پر دلالت کرتا ہے۔ اور عملی مشابہت اسلئے نہیں کہ فعل ضمیر مستتر بارز اسم ظاہر سب کو رفع دیتا ہے اور اسم تفضیل صرف ضمیر مستتر میں عمل کرتا ہے اور بارز میں عمل نہیں ہاں صرف ایک مسئلہ الکحل میں اسم تفضیل اسم ظاہر کو رفع دیتا ہے جیسے ما رأیت رجلاً احسن فی عینہ الکحل منہ فی عین زید (یہاں احسن اسم تفضیل نے اسم ظاہر الکحل میں عمل کیا ہے اسلئے کہ وہ اس کا فاعل ہے جس کی تفصیل آپ ہدایۃ النحو میں بھی پڑھ چکے ہیں)

وقدشذ وصول الالف واللام الخ:

یہاں یہ بتارہے ہیں کہ الف لام کا صلہ فعل مضارع آنا شاذ ہے اس کی طرف مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے وکونہا بمعرب الافعال قل، کے ساتھ اشارہ کیا ہے۔ اور اسی سے شاعر کا یہ قول ہے۔

۳۰۔ مَا اَنْتَ بِالْحَکَمِ التُّرْضَیٰ حُکُومَتُہُ

وَلَا الأَصِیلِ وَلَا ذِی الرَّأیِ وَالْجَدَلِ

ترجمہ:... تم تو وہ فیصلہ کرنے والا نہیں ہو جس کے فیصلہ کو پسند کیا جاتا ہے اور نہ شریف الاصل ہو اور نہ عقل اور سخت جھگڑے والے ہو، (یعنی ہم نے آپ کو حاکم نہیں بنایا کہ آپ ہمارے درمیان فیصلہ کریں تو پھر دوسروں کی مدح اور ہماری مذمت کیوں بیان کرتے ہو)

تشریح المفردات:

ما نافیہ حکم بفتحتین، قاضی، حاکم، حکومۃ فیصلہ، حکم اصیل شریف الاصل رائی عقل وتدبیر جدل سخت جھگڑا۔

شان ورود:

یہ اشعار فرزدق کے ہیں جو بنوعذرۃ کے ایک آدمی کے خلاف اس نے کہے تھے ہوا یوں کہ بنو عذرہ کا ایک آدمی عبدالملک بن مروان کے پاس آیا اور اس کی تعریف کرنے لگا جریر فرزدق اخطل تینوں مشہور شاعر اس کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے لیکن یہ آدمی ان کو پہچان نہیں رہا تھا عبدالملک بن مروان نے اس کو ان تینوں حضرات کا تعارف کروایا تو فوراً اس آدمی نے جریر کی مدح کی اور فرزدق اور اخطل کی مذمت بیان کی جس کے مقابلے میں فرزدق نے دو شعر کہے، یہ دوسرا شعر ہے۔

ترکیب:

(ما) نافیہ لیس کی طرح عمل کرتا ہے (انت) اس کا اسم (ب) زائدہ (الحکم) موصوف (الف لام) بمعنی الّذی (ترضی حکومتہ) فعل مضارع مجہول با نائب فاعل صلہ موصول صلہ ملکر صفت موصوف صفت ملکر ما کی خبر، (لا) زائدہ نفی کی تاکید کیلئے آیا ہے اصیل ذی الرأی والجدل الحکم پر عطف ہیں۔

محل استشہاد:

الترضی حکومتہ محل استشہاد ہے اس لئے کہ یہاں الف لام کا صلہ فعل مضارع آیا ہے جو کہ شاذ ہے، جمہور

بصریین کے ہاں یہ شعر کے ساتھ خاص ہے، مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ کی دیگر کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے زعم کے مطابق یہ شعر کے علاوہ بھی جائز ہے۔

وقد جاء وصلها الخ:

الف لام کے صلہ میں جملہ اسمیہ اور ظرف کا آنا بھی شاذ ہے۔ پہلے کی مثال شاعر کا یہ قول ہے۔

۳۱۔ مِنَ الْقَوْمِ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ مِنْهُمْ
لَهُمْ دَانَتْ رِقَابُ بَنِیْ مَعَدٍّ

ترجمہ ... میں اس قوم سے ہوں جس قوم سے اللہ کے رسول ﷺ بھی ہیں ان کیلئے بنو معد کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔

تشریح المفردات:

من القوم ای انا من القوم ۔ قوم سے مراد یہاں قریش ہے، الرسول میں الف لام موصولہ ہے۔ دانت ذلیل ہونے اور جھکنے کے معنیٰ میں آتا ہے رقاب رقبة (گردن) کی جمع ہے مراد مکمل ذات ہے یہ مجاز مرسل کے قبیل سے ہے کہ جزء کو ذکر کر کے کل مراد لیا جائے ۔ معد عرب کا جدّ امجد ہے مراد یہاں تمام عرب ہیں۔

ترکیب:

(من القوم) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر ہوئی مبتدا محذوف انا یا ھو محذوف کیلئے۔ (الرسول) میں الف لام موصولی ہے اَلَّذِیْنَ کے معنی میں ہے رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْهُمْ جملہ اسمیہ ہو کر صلہ ہوا الف لام موصولی کا (لهم) دانت کے ساتھ متعلق دانت رقاب بنی معد فعل فاعل۔

محل استشہاد:

الرسول اللہ محل استشہاد ہے یہاں الف لام کے صلہ میں جملہ اسمیہ آیا ہے جو کہ شاذ ہے۔ الف لام کے صلہ میں ظرف آنے کی مثال شاعر کا یہ قول ہے۔

۳۲۔ مَنْ لَا یَزَالُ شَاکِرًا عَلَی المعة
فَهُوَ حَرٍ بِعِیشة ذاتِ سَعَة

ترجمہ آدمی کے پاس جو کچھ ہے اگر وہ اس پر ہمیشہ شکر کرتا ہے تو وہ لائق ہے اس کا کہ وہ فراخ زندگی گزارے۔

تشریح المفردات:

مَنْ اسم موصول لایزال ای یستمر شاکرًا ای للّٰہ ،المعة، الذی معہ(حَیٍ) لائق ،محل رفع میں خبر ہے علامت رفع ضمہ تقدیری ہے اس یاء پر جو التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہوئی ہے عیشة زندگی، سعة بفتح السین و کسرھا.

ترکیب:

(من) اسم موصول (لایزال) فعل ناقص (ھو) ضمیر مستتر اس کا مبتدا (شاکرًا) خبر (علی المعة) ای علی الّذی معہ جار مجرور شاکرا کے ساتھ متعلق، مبتدا (فھو حَیٍ) مبتدا خبر (ب) جار (عشیة) موصوف ذات سعة مضاف مضاف الیہ صفت، موصوف صفت مجرور ہوا جر مجرور متعلق ہوا حیٍ کے ساتھ (خبر)۔

محل استشہاد:

علی المعة محل استشہاد ہے یہاں الف لام کے صلہ میں معہ ظرف آیا ہے جو کہ شاذ ہے۔

اَیٌّ کَمَا، وَأُعْرِبَتْ مَا لَمْ تُضَفْ
وَصَدْرُ وَصْلِهَا ضَمِيرٌ انحَذَف

ترجمہ:... ای (تذکیر تانیث افراد تثنیہ جمع میں) ما کی طرح ہے اور یہ معرب ہوگا جب تک مضاف نہ ہو اور اس کا صدر صلہ ایسی ضمیر ہو جو کہ محذوف ہو۔

ترکیب:

(ایّ) مبتدا (کما) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر (اُعْرِبَتْ) فعل بانائب فاعل (مَا) مصدریہ ظرفیہ (لَمْ تُضَفْ) فعل مضارع مجہول بانائب فاعل (واو) حالیہ (صدر وصلھا) مضاف مضاف الیہ مبتدا (ضمیر انحذف) خبر۔

(ش) یعنی ان ایّامثل ((ما)) فی أنھا تکون بلفظ واحد: للمذکر، والمؤنث—مفردًا کان، أو مثنی، أو مجموعًا—نحو: ((یعجبنی أیھم ھو قائم)).

ثم إن ((أیا)) لھا اربعة أحوال ؛أحدھا: أن تضاف ویذکر صدر صلتھا، نحو، ((یعجبنی أیھم ھو قائم)) الثانی: أن لاتضاف ولایذکر صدر صلتھا، نحو: ((یعجبنی أی قائم)) الثالث: أن لاتضاف ویذکر صدر صلتھا، نحو: ((یعجبنی أی ھو قائم)) وفی ھذہ الأحوال الثلاثة تکون معربة بالحرکات الثلاث،

نحو:((يعجبني أيهم هوقائم،ورأيت أيهم هوقائم،ومررت بايهم هوقائم))وكذلك:أي قائم، وأياقائم، وأي قائم))وكذا،((أي هوقائم،وأياهوقائم،وأي هوقائم))الرابع،أن تضاف ويحذف صدر الصلة، نحو:((يعجبني أيهم قائم))ففي هذه الحالةتبنى على الضم؛فتقول:يعجبني أيهم قائم، ورأيت أيهم قائم،ومررت بايهم قائم))وعليه قوله تعالىٰ(ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ أَيُّهُمْ اَشَدُّعَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا) وقولُ الشاعر:

۳۳-اِذَامَـا لَقِيـتَ بَنِـي مَـالِكٍ
فَسَلِّـمْ عَلَـى اَيُّهُـمْ اَفْـضَلُ

وهذامستفادمن قوله:((وأعربت مالم تضف-إلى آخرالبيت))أي:وأعربت أي إذالم تضف في حالةحذف صدرالصلة؛فدخل في هذه الأحوال الثلاثة السابقة،وهي ماإذاأضيفت وذكرصدر الصلة،أولم تضف ولم يذكرصدرالصلة،أولم تضف وذكرصدرالصلة،وخرج الحالةالرابعة، وهي:ماإذاأضيفت وحذف صدر الصلة،فإنهالاتعرب حينئذ.

ترجمہ وتشریح:............ایّ کا استعمال:

ای کا استعمال بھی مــــا کی طرح ہوتا ہے جس طرح ما ایک ہی لفظ کے ساتھ مذکر مؤنث مفرد تثنیہ جمع کیلئے استعمال ہوتا ہے اسی طرح ایّ بھی ہے۔

ایّ کی چار حالتیں

ایّ اية کی چار حالتیں ہیں:

۱ .....مضاف ہو اور صدر صلہ ذکر ہو جیسے یعجبنی ایھم ھوقائم۔

۲.....مضاف نہ ہو اور صدر صلہ ذکر بھی نہ ہو جیسے یعجبنی ایّ قائم۔

۳.....مضاف نہ ہو اور صدر صلہ ذکر ہو جیسے یعجبنی ایّ ھوقائم.

ان تینوں حالتوں میں ایّ اية معرب ہونگے حالت رفعی میں ضمہ نصبی میں فتحہ جری میں کسرہ کے ساتھ جیسے یعجبنی ایُّھُمْ ھُوقائمٌ رأیتُ ایھم ھُوقائمٌ مررتُ بایِّھِمْ ھُوقائمٌ ایّاھوقائم ایٍّ ھو قائم۔

۴......مضاف ہو صدر صلہ حذف ہو جیسے یعجبنی ایُّھم قائمٌ اس حالت میں ایّ مبنی برضمہ ہوگا قرآن کریم میں بھی اس

صورت میں مبنی آیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

(ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا)

اسی سے شاعر کا یہ قول بھی ہے۔

۳۳۔ إِذَا مَا لَقِيتَ بَنِي مَالِكٍ

فَسَلِّمْ عَلَى أَيُّهُمْ أَفْضَلُ

ترجمہ:... جب آپ بنو مالک کے ساتھ ملینگے تو ان میں جو افضل ہے ان پر میری طرف سے سلام کہدیں۔

تشریح المفردات:

اذا ظرف ہے متضمن ہے معنی شرط کو لقیت اس کا مصدر لُقِیّ (بضم اللام و کسر القاف وتشدید الیاء) ہے فعول کے وزن پر بنی مالک، یہ قبیلہ کا نام ہے۔

ترکیب:

(اذا) ظرف (ما) زائدہ (لقیت بنی مالک) فعل فاعل ومفعول بہ شرط فسلّم علی ایهم افضل جزاء۔

محل استشہاد:

ایهم افضل محل استشہاد ہے، یہاں مشہور روایت کے مطابق ایهم مبنی بر ضم ہے اسلئے کہ مضاف ہے اور صدر صلہ اس کا حذف ہے۔ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول واعربت مالم تصنف الخ میں ای کی شروع کی تین حالتیں آ گئیں اور چوتھی حالت نکل گئی جو کہ مبنی ہے۔ واضح رہے کہ ایّ، ایّۃ کے تابع ہے فرق یہ ہے کہ ایّۃ مؤنث اور ایّ مذکر کیلئے آتا ہے۔

ایّ ایۃ کی معرب اور مبنی ہونے کی وجوہات:

۱.....ایّ جب مضاف ہو اور صدر صلہ اس کا حذف ہو تو اس صورت میں مبنی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں یہ احتیاج میں حرف کے ساتھ مشابہ ہوگا (جس طرح حرف غیر کی طرف محتاج ہے اسی طرح یہ مضاف الیہ کی طرف محتاج ہے) یہاں معارض للبناء یعنی اضافت بھی موجود نہیں ہے (اضافت بناء کے معارض اسلئے ہے کہ اضافت اسم کے خواص معظمہ مکرمہ میں سے ہے اور اصل اسماء میں اعراب ہے) باقی ایهم میں جو اضافت ہے یہ صدر صلہ کی جگہ پر ہے تو یہ ایسا ہوا گویا کہ اضافت ہی نہیں۔

پھر یہاں ای کو حرکت دی گئی اسلئے کہ دو یاء کے اندر اجتماع ساکنین آ گیا تو اجتماع ساکنین سے بچنے کیلئے ایک

کو حرکت دی گئی۔ حرکات میں پھر فتحہ کسرہ کو چھوڑ کر ضمہ اسلئے اختیار کیا گیا کہ یہ غایات (یعنی وہ ظروف جو اضافت سے منقطع ہیں) کے ساتھ مشابہ ہے جس طرح غایات قبل، بعد وغیرہ معرب بھی ہوتے ہیں مبنی بھی اور مبنی کی صورت میں ان پر ضم ہوتا ہے اسی طرح یہاں بھی یہ مبنی بر ضم ہوگا۔

۲۔ ....ای جب مضاف ہو اور صدر صلہ ذکر ہو جیسے یعجبنی ایھم ھو قائم تو اس صورت میں ای معرب ہوگا اسلئے کہ اضافت لفظیہ موجود ہے جو کہ معارض للبناء ہے۔

۳۔ .. ای جب مضاف نہ ہو صدر صلہ ذکر ہو جیسے یعجبنی ایٌ ھو قائم۔

۴۔ ..مضاف بھی نہ ہو صدر صلہ ذکر بھی نہ ہو جیسے ایٌ قائم ان دو صورتوں میں ای معرب اسلئے ہے کہ یہاں اضافت تقدیری موجود ہے اسلئے کہ یہاں تنوین اضافت کی جگہ پر قائم ہے۔

یہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ چوتھی صورت میں جب مضاف بھی نہ ہو صدر صلہ بھی ذکر نہ ہو جیسے ایٌ قائم یہاں تنوین کو صدر صلہ کے قائمقام کیوں نہیں کیا گیا تاکہ احتیاج الی الاضافت کی وجہ سے یہ مبنی ہو جاتا اس کا جواب یہ ہے کہ تنوین کا صدر صلہ کے قائمقام بنا ضعیف ہے۔ وھذا القدر یکفی انشاء اللّٰہ.

وَبَعْضُهُمْ أَعْرَبَ مُطْلَقًا وَفِي
ذَا الحَذْفِ أَيًّا غَيْرُ أَيٍّ يَقْتَفِي

إِنْ يُسْتَطَلْ وَصْلٌ، وَإِنْ لَمْ يُسْتَطَلْ
فَالحَذْفُ نَزْرٌ وَأَبَوْا أَنْ يُخْتَزَلْ

إِنْ صَلُحَ البَاقِي لِوَصْلٍ مُكْمِلِ
وَالحَذْفُ عِنْدَهُمْ كَثِيرٌ مُنْجَلِي

فِي عَائِدٍ مُتَّصِلٍ إِنِ انْتَصَبْ
بِفِعْلٍ اَوْ وَصْفٍ كَمَنْ نَرْجُو يَهَبْ

ترجمہ: .... بعض نحویوں نے مطلقاً ای کو معرب بنایا ہے۔ اور صدر صلہ کے حذف میں ای کے علاوہ دیگر اسمائے موصولہ ای کے تابع ہیں اگر صلہ طویل ہو اور اگر طویل نہ ہو تو پھر حذف نادر ہے اور نحویوں نے ضمیر کے حذف کو منع کیا ہے اگر باقی مکمل صلہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہو اور حذف ان کے ہاں زیادہ اور واضح ہے اس ضمیر متصل میں جو موصول کی طرف لوٹتی ہو بشرطیکہ وہ منصوب ہو فعل یا وصف کی وجہ سے جیسے من نرجو یھب۔

ترکیب:

(وَبعْضُهُمْ) مضاف مضاف الیہ مبتدا (اعرب) فعل فاعل (مُطلقًا) حال ہے مفعول بہ محذوف سے۔ (وَفی ذاالحذفِ) جار مجرور (یَقْتَفِی) کے ساتھ متعلق۔ (ایًّا) مفعول بہ (یقتفی) کیلئے (غیرای) مضاف مضاف الیہ مبتدا (یَقْتَفِی) فعل فاعل خبر۔ (ان یُسْتَطَلْ وَصلٌ) فعل بانائب فاعل شرط جزاء اس کی محذوف ہے جس پر ماقبل کی عبارت دال ہے ای ان یستطل وصل فغیرایّ یَقْتَفِی ایًا۔ (ان لم یُسْتَطَل) شرط (فالحذف نزرٌ) مبتدا خبر جزاء۔ (ابَوْا) فعل فاعل (أن یَختزل) مضارع مجہول بانائب فاعل، مفعول بہ (إنْ صلح الباقِی لِوَصْلٍ مُکمِلٍ) شرط جزاء اس کی محذوف ہے ماقبل کی عبارت اس پر دال ہے ای ان صلح الباقی لوصل مکمل فقد ابوا الحذف.

(الحذفُ عندَهُمْ) مبتدا (کثیرٌ) خبر اول (مُنجلی) خبر ثانی (فی عائِدٍ مُتصِلٍ) اس کے ساتھ متعلق .(ان انتصَب بفعلٍ اَوْوَصْفٍ) شرط جزاء اس کی محذوف ہے (فالحذف عندهم کثیر اس پر ماقبل کی عبارت دلالت کرتی ہے) (کمَنْ نرجُوالخ) ای کقولک من نرجو یهب (اصل میں من نرجوه یهب تھا موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر کو حذف کیا، ترجمہ اس کا یہ ہے جس سے ہم امید رکھتے ہیں تو وہ ہبہ کرتا ہے)

(ش) یعنی ان بعض العرب أعرَبَ ((ایا)) مطلقا، ای: وإن أضیفت وحذف صدر صلتها؛ فیقول: ((یعجبنی أیهم قائم، ورأیت ایهم قائم، ومررت بایهم قائم)) وقد قرئ (ثم لننزعن من کُلِّ شیعةٍ أیهم اشد) بالنصب، وروی فسلم علی ایهم أفضل بالجر.

واشار بقوله وفی ذاالحذف –إلی آخره)) إلی المواضع التی یحذف فیها العائد علی الموصول، وهو: إما أن یکون مرفوعا، أو غیره؛ فإن کان مرفوعا لم یحذف، إلا إذا کان مبتدأ وخبره مفرد نحو: (وهو الذی فی السّماء إله) و (أیّهم أشد)؛ فلا تقول: ((جاء نی اللّذان قامَ)) ولا ((اللذان ضرب))، لرفع الأول بالفاعلیة والثانی: بالنیابة بل یقال ((قاما، وضربا)) وامّا المبتدأ فیحذف مع "أی" وان لم تطل الصلة کما تقدّم من قولک ((یعجبنی أیّهم قائم)) ونحوه، ولا یحذف صدر الصلة مع غیر ((أی)) إلا إذا طالت الصلة، نحو: ((جاء الذی هو ضارب زیدا)) فیجوز حذف ((هو)) فتقول ((جاء الذی ضارب زیدًا)) ومنه قولهم ((ما أنا بالذی قائل لک سوءا التقدیر ((بالذی هو قائل لک سوءا)) فإن لم تطل الصلة فالحذف قلیل، وأجازه الکوفیون قیاسا، نحو: ((جاء الذی قائم)) التقدیر ((جاء الذی هو قائم)) ومنه قوله تعالیٰ: (تماما علی الذی أحسن) فی قراءة الرفع، والتقدیر ((هو أحسن)).

وقد جوزوا في ((لاسيما زيد)) إذا رفع زيد: أن تكون ((ما)) موصولة، وزيد: خبر المبتدأ محذوف، والتقدير ((لاسي الذى هو زيد)) فحذف العائد الذى هو المبتدأ - وهو قولك هو - وجوبًا فهذا موضع حذف فيه صدر الصلة مع غير ((اى)) وجوبا ولم تطل الصلة، وهو مقيس وليس بشاذ.

واشار بقوله: ((وابوا أن يختزل، إن صلح الباقي لوصل مكمل)) إلى أن شرط حذف صدر الصلة أن لايكون مابعده صالحا لأن يكون صلة، كما إذا وقع بعده جملة، نحو: جاء الّذى هو أبوه منطلق)) أو ((هو ينطلق)) أو ظرف، أو جار ومجرور، تامان، نحو: ((جاء الذى هو عندك)) أو ((هو في الدار))؛ فإنه لايجوز في هذه المواضع حذف صدر الصلة؛ فلا تقول: ((جاء الذى أبوه منطلق)) تعني: ((الّذى هو أبوه منطلق))؛ لأن الكلام يتم دونه، فلايدرى أحذف منه شئ أم لا؟ وكذلِكَ بقية الأمثلة المذكورة، ولا فرق في ذلك بين ((أى)) وغيرها؛ فلاتقول في: ((يعجبني أيّهم هو يقوم)): ((يعجبني أيهم يقوم)) لأنه لايعلم الحذف ، ولايختص هذا الحكم بالضمير إذا كان مبتدأ، بل الضابط أنه متى احتمل الكلام الحذف وعدمه لم يجز حذف العائد، وذلك كما إذا كان في الصلة ضمير - غير ذلك الضمير المحذوف - صالح لعوده على الموصول، نحو: ((جاء الذى ضربته في داره))؛ فلايجوز حذف الهاء من ضربته؛ فلاتقول: ((جاء الّذى ضربت في داره)) لأنه لايعلم المحذوف.

وبهذا يظهر لك مافي كلام المصنف من الإبهام فإنه لم يبين أنه متى صلح مابعد الضمير لأن يكون صلة لايحذف، سواء أكان الضمير مرفوعا أو مجرورًا، وسواء أكان الموصول أيا أم غيرها، بل ربما يشعر ظاهر كلامه بأن الحكم مخصوص بالضمير المرفوع، وبغير أى من الموصولات؛ لأن كلامه في ذلك والأمر ليس كذلك، بل لايحذف مع ((أى)) ولا مع غيرها متى صلح مابعدها لأن يكون صلة كما تقدم، نحو: ((جاء الذى هو أبوه منطلق، ويعجبني أيهم هو أبوه منطلق)) وكذلك المنصوب والمجرور، نحو: ((جاءني الّذى ضربته في داره، ومررت بالذى مررت به في داره))، و((يعجبني أيهم ضربته في داره، ومررت بأيهم مررت به في داره))

واشار بقوله: ((والحذف عندهم كثير منجلي - إلى آخره)) إلى العائد المنصوب.

وشرط جواز حذفه أن يكون: متصلا، منصوبًا، بفعل تام أو بوصف، نحو: ((جاء الذى ضربته، والذى أنا معطيكه درهم))

فيجوز حذف الهاء من ((ضربته)) فتقول ((جاء الذى ضربت)) ومنه قوله تعالىٰ: (ذرنى ومن خلقت وحيدا)) وقوله تعالىٰ: (أهذا الذى بعث الله رسولا)) التقدير ((خلقته، وبعثه))

وكذلك يجوز حذف الهاء من ((معطيكه))، فتقول ((الذى أنا معطيك درهم ومنه قوله:

۳۴- مَا اللّٰـهُ مُوْلِيكَ فَضْلٌ فَاحْمَدَنْهُ بِهِ
فَمَا لَدَى غَيْرِهِ نَفْعٌ وَلَا ضَرَرَ

تقديره: الذى الله موليكه فضل، فحذفت الهاء.

وكلام المصنف يقتضى أنه كثير، وليس كذلك؛ بل الكثير حذفه من الفعل المذكور، وأما (مع) الوصف فالحذف منه قليل.

فإن كان الضمير منفصلا لم يجز الحذف، نحو ((جاء الذى إياه ضربت)) فلا يجوز حذف ((إياه)) وكذلك يمتنع الحذف إن كان متصلا منصوبا بغير فعل أو وصف -وهو الحرف- نحو: ((جاء الذى إنه منطلق)) فلا يجوز حذف الهاء، وكذلك يمتنع الحذف إذا كان منصوبا (متصلا) بفعل ناقص، نحو: ((جاء الذى كانه زيد)).

ترجمہ وتشریح:

اس سے پہلے ایّ ایۃ کی چار حالتیں بیان کی گئیں اور یہ بیان کیا گیا کہ تین حالات میں یہ معرب اور ایک حالت میں بنی ہوتے ہیں یہ جمہور کا مسلک ہے یہاں یہ بتا رہے ہیں کہ بعض عرب کا مسلک یہ ہے کہ ایّ تمام حالات میں معرب ہے اس لئے ان کے مسلک کیمطابق یعجبنی ایھم قائم رأیتُ ایھم قائم مررتُ بایّھم قائم کہنا صحیح ہے۔ اور قرآن کریم میں بھی ایک قراءت میں ایّ باوجود مضاف ہونے اور صدر صلہ مذکور ہونے کے معرب آیا ہے اور ثم لننزعنّ من کلّ شیعۃ ایّھم اشدّ (ایھم منصوب بنا بر مفعول بہ) پڑھا گیا ہے۔ اور فسلّم علی ایھم افضل میں بھی ایک روایت میں بجائے ضمہ کے کسرہ آیا ہے۔

موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر کا حذف:

واشار بقوله وفى ذا الحذف الخ

اس کے ذریعہ سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان جگہوں کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں موصول کی طرف لوٹنے والی

ضمیر کو حذف کیا جاسکتا ہے واضح رہے کہ یہاں چند جزئیات ہیں۔

۱ . . . موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر یا مرفوع ہوگی یا غیر مرفوع اگر مرفوع ہوگی تو اس کا حذف جائز نہیں۔

۲ . . . اور مرفوع مبتدا کی شکل میں ہو اور خبر اس کی مفرد ہو تو پھر موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر کو حذف کرنا جائز ہے جیسے وهو الذی فی السمآء الٰهٌ، اور ایهم اشدّ یہاں الٰهٌ اشد سے پہلے ھو ضمیر مبتدا کو حذف کیا گیا ہے اسلئے کہ مرفوع مبتدا ہے اور خبر اس کی مفرد ہے، لہٰذا جاء نی اللذان قامَ اللّذان ضرب کہنا صحیح نہیں (یعنی ان سے ضمیر کو حذف کرنا صحیح نہیں) اسلئے کہ پہلی مثال میں اللذان مرفوع تو ہے لیکن بنا بر فاعلیت ہے اور دوسری مثال میں اللذان مرفوع بنا بر نائب فاعل ہے نہ بنا بر ابتدائیت۔

۳ . . . . مبتدا یعنی صدر صلہ کو ایّ کے ساتھ حذف کیا جاسکتا ہے اگرچہ صلہ طویل نہ ہو۔

۴ . . . . ایّ کے علاوہ دیگر اسماء موصولہ کے ساتھ صدر صلہ کو صرف حذف اس وقت کر سکتے ہیں جب صلہ طویل ہو جیسے جاء الّذی هو ضاربٌ زیدًا یہاں صدر صلہ کو حذف کر کے جاء الّذی ضاربٌ زیدًا کہہ سکتے ہیں اسی طرح ما انا بالّذی قائل لک سوءً (میں وہ آدمی نہیں ہوں جو آپ کو بری بات کہے) میں بھی ھُوَ ضمیر کو حذف کر دیا گیا ہے۔

۵ . . . اگر ایّ کے علاوہ دیگر اسماء موصولہ میں صلہ طویل نہ ہو تو پھر حذف قلیل ہے کوفیین نے قیاسًا اس کو جائز کہا ہے اور ان ہی کے مسلک کیمطابق ایک قراءت میں تمامًا علی الّذی احسن (بالرفع) ہے تقدیر عبارت ھو احسن ہے یہاں الّذی کا صلہ طویل نہیں ہے پھر بھی حذف ہوا ہے۔

وقد جوّزوا الخ:

لاسیّما زیدٌ: میں بھی موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر کو حذف کیا گیا ہے یہاں ما موصولہ ہے اور زید مرفوع بنا بر خبریت ہے اور ھو ضمیر محذوف ہے جو کہ مبتدا ہے الغرض یہاں الّذی کے صدر صلہ کو حذف کیا گیا حالانکہ صلہ طویل نہیں ہے۔ شارح فرما تے ہیں کہ یہ قیاسی ہے اور شاذ نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

واشار بقوله وابوان یختزل الخ:

مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ابوان یختزل الخ: کے ساتھ اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ صدر صلہ کے حذف ہونے کیلئے شرط یہ ہے کہ اس کا مابعد صلہ بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔ اگر صدر صلہ کے حذف کے بعد والا حصہ صلہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہو تو پھر حذف صحیح نہیں جیسا کہ جاء الّذی ھو ابوہ منطلق یا ھو ینطلق (جملہ کی مثال) یا جاء الّذی ھو عندک (ظرف کی مثال) یا جاء الّذی ھو فی الدّار (جار مجرور تام کی مثال) ان جگہوں میں صدر صلہ کو حذف کرنا صحیح

نہیں اس لئے کہ اس کے مابعد میں صلہ بننے کی صلاحیت ہے تو اگر صدر صلہ کو حذف کیا جائے تو پتہ نہیں چلے گا کہ یہاں حذف ہوا ہے یا نہیں۔

ولایختص الخ :

ضمیر جب مبتدا واقع ہو یہ حکم صرف اس کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ ایک ضابطہ اور قانون ہے کہ جہاں بھی کلام میں حذف اور عدم حذف دونوں کا احتمال ہو تو وہاں عائد کا حذف حذف ناجائز ہے جیسے **جاء الذی ضربته فی داره** یہاں ضربته کی ہاء کو حذف کرنا جائز نہیں (اگر چہ مبتدا کی ضمیر نہیں ہے)

وبهذا یظهر الخ

شارح فرماتے ہیں کہ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں ابہام ہے اسلئے کہ انہوں نے یہ بیان نہیں کیا کہ ضمیر خواہ مرفوع ہو یا منصوب یا مجرور اور اسماء موصولہ میں ای ہو یا اس کے علاوہ دوسرا ہو اگر مابعد ضمیر میں صلہ بننے کی صلاحیت ہو تو اس کو حذف نہیں کیا جائے گا بلکہ مصنف کے کلام سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم ضمیر مرفوع اور صرف ای کے ساتھ خاص ہے حالانکہ یہ حکم عام ہے جیسے **جاء الذی هو ابوه منطلق، یعجبنی ایهم هو ابوه منطلق** اسی طرح منصوب مجرور کا بھی یہی حکم ہے جیسے **جاء نی الذی ضربته فی داره مررت بالذی مررت به فی داره، یعجبنی ایهم ضربته فی داره، مررت بایهم مررت به فی داره۔**

واشاربقوله والحذف عندهم الخ:

والحذف عندهم کثیر سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصول کی طرف لوٹنے والی منصوب ضمیر کی طرف اشارہ کیا ہے، اس کا حذف تب جائز ہے جب ضمیر منصوب متصل ہو اور فعل تام کی وجہ سے منصوب ہو جیسے **جاء الذی ضربته** یا وصف کے ذریعہ سے منصوب ہو جیسے **الذی انامُعْطِیکه درهمٌ**۔ یہاں ہاء کو حذف کر کے **جاء الذی ضربت فی داره الخ** کہہ سکتے ہیں اور اسی سے اللہ رب العزت کا قول ہے **ذَرْنی وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیدًا ای خلقته** اور **اهذا الَّذی بَعَثَ اللّٰه رَسُوْلاً ای بَعَثَه**۔

اسی طرح مُعطیکه میں حاء کو حذف کر سکتے ہیں جیسے **الذی انامُعطیک درهمٌ**۔ اور اسی سے شاعر کا یہ قول ہے۔

۳۴- مَا اللّٰهُ مُوْلِیکَ فَضْلٌ فَاحْمَدَنْهُ بِهٖ
فَمَا لَدَی غَیْرِهٖ نَفْعٌ وَلَاضَرَرٌ

ترجمہ:.... اللہ جو چیز آپ کو دیتے ہیں تو یہ ان کی طرف سے فضل ہے پس اس پر ان کی تعریف کریں اس لئے کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کے پاس نہ نفع ہے نہ ضرر۔

تشریح المفردات:

ما اسم موصول بمعنی الذی مولیک بمعنی معطیک احمد ن فعل امر بانون تاکید خفیفہ فماما نافیہ ملغی عن العمل۔

ترکیب:

(مَا) اسم موصول (اللّٰہ) مبتدا (مُوْلِیکَ) وصف بافاعل ومفعول اول (ہ) ضمیر محذوف مفعول ثانی خبر (فا) عاطفہ (احْمَدَ نُہ بہ) فعل بافاعل ومفعول ومتعلق (مَا) نافیہ (لَدٰی غیرہ) ظرف خبر مقدم (نفعٌ) معطوف علیہ (لاَ) نافیہ (ضَرَرَ) معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر اسم مؤخر۔

محل استشہاد:

مولیک محل استشہاد ہے اسلئے کہ یہاں لفظ اللہ کی طرف لوٹنے والی ضمیر کو حذف کیا گیا جو وصف کی وجہ سے منصوب ہے اصل میں مولیکہٗ تھا۔

وکلام المصنف الخ:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وصف کے ساتھ بھی اس کا حذف کثیر ہے حالانکہ اس کا حذف فعل کے ساتھ کثیر ہے اور وصف کے ساتھ قلیل ہے۔

فان کان الضمیر منفصلا الخ:

چونکہ پہلے فی عائد متصل میں متصل کی قید لگائی اس وجہ سے یہاں یہ بتا رہے ہیں کہ اگر ضمیر منفصل ہو تو پھر حذف جائز نہیں جیسے جاء الّذی ایّاہ ضربت اس میں ایّاہ کو حذف کرنا صحیح نہیں اسی طرح اگر ضمیر متصل بھی ہے لیکن فعل یا وصف کے علاوہ کسی اور سے منصوب ہے مثلاً حرف کے ساتھ تو پھر بھی حذف ممتنع ہے جیسے جاء الّذی اِنّہ منطلق (یہاں "ہ" ضمیر ان حرف کی وجہ سے منصوب ہے۔ فعل تام کی قید سے فعل ناقص خارج ہوا لہٰذا اگر ضمیر متصل فعل ناقص کی وجہ سے منصوب ہے تو پھر بھی حذف ممتنع ہوگا جیسے جاء الّذی کانہ زید (یہاں ہ ضمیر کان فعل ناقص کی وجہ سے منصوب ہے اس وجہ سے اس کا حذف صحیح نہیں)

كَـذَاكَ حَـذْفُ مَـا بِـوَصْفٍ خُـفِـضَـا

كَـأَنْـتَ قَـاضٍ بَـعْـدَ أَمْـرٍ مِـنْ قَـضَـىٰ

كـذا الـذي جُرَّ بـمـا الـمـوصـولَ جـر
كـمُـرَّ بـالـذي مـررتُ فـهـو بـر

ترجمہ:۔ اسی طریقے سے اس ضمیر کو بھی حذف کرنا جائز ہے جو وصف کے ذریعہ سے مجرور ہو۔ جیسے انـت قـاض فـقـضـیٰ کے امر کے بعد (قرآن کریم کی آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں مسلمان ہونے والے جادوگروں نے فرعون کو کہا تھا فاقض ماانت قاض (آپ جو فیصلہ کرنا چاہتے ہو اس کو نافذ کرو) یہاں اصل میں فاقض ماانت قاضیه تھا چونکہ (ہ) ضمیر اسم فاعل وصف کے ذریعہ سے مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہے اس وجہ سے اس ضمیر کو حذف کر سکتے ہیں۔

اسی طرح اس ضمیر کو بھی حذف کر سکتے ہیں جس کو اس سے جر دیا گیا ہو جس کے ذریعہ موصول کو جر دیا گیا ہو جیسے مُرّ بـالـذی مررتُ فهو برّ (آپ گزر جائیں اس آدمی پر جس پر میں گزرا اس لئے کہ وہ نیک آدمی ہے) یہاں اصل میں مُرّ بالّذی مررت به تھا۔

ترکیب:

(کذاک) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر مقدم (حذف مایوصف خفضا) مضاف مضاف الیہ مبتدا مؤخر (کانت قاض) ای کقولک انت قاض الخ (کذا) خبر مقدم (الذی جر) موصول صلہ مبتدا مؤخر (بما الموصول جر) جار مجرور متعلق ہوا (جر) کے ساتھ (کمر ای وذالک کائن کمر الخ)

(ش) لـمـا فرغ عن الكلام على الضمير المرفوع والمنصوب شرع في الكلام على المجرور وهو إما أن يكون مجرورًا بالإضافة، أو بالحرف.

فإن كان مجرورًا بالإضافة لم يحذف، إلا إذا كان مجرورًا بإضافة اسم فاعل بمعنى الحال أو الاستقبال، نحو: ((جاء الذي أنا ضاربه: الآن، أو غدًا))، فتقول: جاء الذي أنا ضاربٌ، بحذف الهاء.

وإن كان مجرورًا بغير ذلك لم يحذف، نحو: ((جاء الذي أنا غلامه، أو أنا مضروبه، أو أنا ضاربه أمس)) وأشار بقوله: ((كانت قاض)) إلى قوله تعالىٰ: ((فاقض ما أنت قاض)) التقدير ((ما أنت قاضيه)) فحذفت الهاء، وكأن المصنف استغنى بالمثال عن أن يقيد الوصف بكونه اسم فاعل بمعنى الحال أو الاستقبال.

وإن كان مجرورًا بحرف فلا يحذف إلا إن دخل على الموصول حرف مثله: لفظًا ومعنى، واتفق العامل

فیهمامادة،نحو:مررت بالذی مررت به،اوانت ماربه))فیجوزحذف الهاء؛فتقول: ((مررت بالذی مررت))قال الله تعالیٰ:(ویشرب ممّاتشربون)أی:منه،وتقول:((مررت بالذی أنت مارٌّ)أی به،ومنه قوله:

۳۵-وَقَدْ كُنْتَ تُخْفِي حُبَّ سَمْرَاءَ حِقْبَةً
فَبُحْ لَانَ مِنْهَا بِالَّذِي أَنْتَ بَائِحُ

أی :أنت بائحٌ به.

فإن اختلف الحرفان لم يجز الحذف،نحو :((مررتُ بالَّذِي غضبت عليه))فلايجوزحذف ((عليه))وكذلك((مررت بالذی مررت به علی زيد))فلايجوز حذف((به))منه؛لاختلاف معنی الحرفين؛لأن الباء الداخلةعلی الموصول للالصاق والداخلة علی الضميرللسببية،وإن اختلف العاملان لم يجزالحذف أيضًا،نحو :((مَرَرْتُ بالَّذِي فَرِحْتُ بِهِ))فلايجوزحذف((به)).

وهذاكله هوالمشارإليه بقوله:((كذاالذی جربماالموصول جرّ))أی كذلك يحذف الضميرالذی جربمثل ماجرالموصول به،نحو:((مَرَرْتُ بالَّذِي مَرَرْتَ فَهُوبر))أی:((الذی مررت به))فاستغنی بالمثال عن ذكر بقية الشروط التی سبق ذكرها.

ترجمہ وتشریح:

اس سے پہلے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے موصول کی طرف لوٹنے والی مرفوع،منصوب ضمیر کے حذف کی تفصیل بیان کی اب مجرور ضمیر کے بارے میں شروع کررہے ہیں،ضمیر مجرور یاتواضافت کی وجہ سے مجرور ہوگی یاکسی حرف جر کی وجہ سے۔

۱ .... اگراضافت کی وجہ سے مجرور ہے تواس کا حذف جائز نہیں۔

۲ ... اسم فاعل کی اضافت کی وجہ سے مجرور ہو جوحال یااستقبال کے معنی میں ہوتواس کاحذف جائز ہے جیسے جاء الذی انا ضاربه الآن او غدًا یہاں ضمیر کوحذف کر کے جاء الّذی انا ضارب کہہ سکتے ہیں۔

۳......اسم فاعل کی اضافت کے علاوہ کسی اور وجہ سے مجرور ہوتو پھر اس کا حذف جائز نہیں جیسے جاء الّذی انا غلامه،انامضروبه یاانا ضاربه امس (یہاں اسم فاعل بمعنی ماضی ہونے کی وجہ سے حذف صحیح نہیں) كانت قاض الخ سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے رب العزت کے اس قول کی طرف اشارہ کیا ہے کہ فاقض ماانت قاض ،اصل میں ماانت قاضيه تھاہاء کوحذف کیا مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی مثال پر اکتفاء کر کے اس بات سے استغناء کیا کہ وہ وصف کومقید کرتے کہ اس سے مراد وہ اسم فاعل ہے جوحال یااستقبال کے معنی میں ہو۔

۴..... اگر کسی حرف کی وجہ سے مجرور ہے پھر اس کا حذف جائز نہیں ہاں اگر موصول پر وہی حرف آ جائے جو ضمیر پر آیا ہو اور لفظا اور معنی اور مادہ کے اعتبار سے عامل بھی ایک ہو جیسے مررتُ بالذی مررت به یاانت مارّ به (یہاں الذی اور (ہ) ضمیر پر ایک ہی حرف آیا ہے جو کہ باء ہے اور ان دونوں میں عامل (مــــــــررت) بھی مادہ کے اعتبار سے ایک ہے) لہذا یہاں باء کو حذف کرنا جائز ہے مررت بالذی مررت کہہ سکتے ہیں وھکذا تقول مررت بالّذی انت مارّای به قرآن کریم میں بھی ہے ویشرب ممّا تشربون ای منه اور اسی سے شاعر کا یہ قول بھی ہے۔

۳۵-وَقَدْ كُنْتَ تُخْفِيْ حُبَّ سَمْرَاءَ حِقْبَةً
فَبُحْ لَانَ مِنْهَا بِالَّذِي أَنْتَ بَائِحُ

ترجمہ: اس سے پہلے آپ سمراء نامی محبوبہ کی محبت کو طویل زمانہ تک چھپاتے رہے پس اس سے جو آپ ظاہر کرنے والے تھے اس کو ظاہر ہی کر دیجئے۔ (یعنی محبت)

تشریح المفردات:

تخفی باب افعال سے واحد مذکر مخاطب کا صیغہ ہے، سمراء شاعر کی محبوبہ کا نام ہے حقبة ایک سال یا بہت سے سال۔ یا اسی سال، الغرض مراد ایک طویل زمانہ ہے بح باح یبوح فعل امر بمعنی اظہر ہے لان الآن کے اندر ایک لغت ہے۔

ترکیب:

(قَدْ) حرف تحقیق (كنتَ) كان فعل ناقص (تاء) ضمیر مخاطب اس کا اسم (تُخفی حُبَّ سمراءَ حقبَةً) فعل بافاعل ومفعول بہ وظرف خبر ہوا، کان کیلئے (فبح) فعل امر بافاعل (لان منها) ظرف (بالذی انت بائح) جار مجرور متعلق ہوا بح کے ساتھ۔

محل استشہاد:

بالذی انت بائح محل استشہاد ہے اصل میں انت بائح بہ تھا ضمیر کو حذف کیا گیا اسلئے کہ اس پر اور موصول پر داخل ہونے والا حرف بھی ایک ہے اور ان کا عامل بھی کیونکہ الذی کا عامل بح ہے اور (ہ) ضمیر کا عامل بائح ہے اور یہ دونوں مادہ بوح کے اعتبار سے متحد ہیں۔

۵ ..... اگر دونوں حرف مختلف ہوں تو پھر حذف جائز نہیں جیسے مررتُ بالذی غضبت علیه یہاں (به) کا حذف

جائز نہیں اس لئے کہ یہاں دونوں حرفوں کا معنی مختلف ہے اسلئے کہ موصول پر داخل ہونے والی باء الصاق کیلئے ہے اور ضمیر پر داخل ہونے والی سببیت کیلئے ہے اگر دونوں عامل مختلف ہو جائیں پھر حذف جائز نہیں جیسے مررت بالذی فرحت به (یہاں بہ کو اختلاف عوامل کی وجہ سے حذف نہیں کرسکتے)

ان سب شرائط کی طرف مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے کذا الذی جر بما الموصول جر کے ساتھ اشارہ کیا ہے جیسے مررتُ بالذی مررتَ فھو بر، مثال ذکر کر کے شرائط کے ذکر سے استغناء کیا۔

المعرّف باداة التعریف

اَلْ حَرفُ تَعرِیفٍ، اَوِ اللَّامُ فَقَط
فَنَمَطٌ عَرَّفتَ قُلْ فِیهِ النَّمَط

ترجمہ:......الف لام دونوں حرف تعریف ہیں یا صرف لام ہے فقط، نمط کو اگر معرفہ بناتا ہو تو اس میں النمط کہو (النمط ایک قسم کی چادر ہے، ایک قسم کا اونی کپڑا جو ہودج (کجاوہ) پر ڈالا جاتا ہے یا لوگوں کی وہ جماعت مراد ہے جن کا معاملہ ایک ہو)

ترکیب:

(اَلْ) باعتبار لفظ مبتدا (حرف تعریف) خبر او اللام اس پر عطف (فقط) (فا) زائدہ (قط) اسم فعل اِنْتَہِ فعل امر کے معنی میں ہے۔ تقدیر عبارت اذا عرفت ذالک فانتہ ہے۔ (نَمَط) موصوف (عرّفت) فعل فاعل صفت موصوف صفت ملکر مبتدا (قُلْ فیه النمط) فعل با فاعل ومفعول بہ ومتعلق خبر۔

(ش) اختلف النحویون فی حرف التعریف فی ((الرجل)) ونحوه؛ فقال الخلیل: المعرف هو ((أل))، وقال سیبویه: هو اللام وحدها؛ فالهمزة عند الخلیل همزة قطع، وعند سیبویه همزة وصل اجتلبت للنطق بالساكن.

والألف واللام المعرفة تكون للعهد، كقولك: ((لقیت رجلاً فأكرمت الرجل)) وقوله تعالى: (كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولاً فَعَصَى فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ) ولاستغراق الجنس، نحو: (إِنَّ الإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ) وعلامتها أن يصلح موضعها ((كلٌّ)) ولتعريف الحقيقة، نحو: ((الرَّجُلُ خیر من المرأة)) أی: هذه الحقیقة خیر من هذه الحقیقة.

و ((النمط)) ضرب من البسط، والجمع أنماط - مثل سبب وأسباب - والنمط - أيضًا - الجماعة من الناس الذين أمرهم واحد، كذا قاله الجوهري.

ترجمہ وتشریح: ....حرف تعریف میں نحویوں کا اختلاف:

نحویوں نے حرف تعریف میں اختلاف کیا ہے کہ حرف تعریف الف لام دونوں ہیں یا صرف لام یا صرف ہمزہ۔ اس سلسلہ میں تین مذاہب مشہور ہیں۔

خلیل رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہ ہے کہ حرف تعریف الف اور لام دونوں ہیں اسلئے کہ یہ تشکیک کی ضد ہے اور اس کے دو حرف ہیں (یعنی ھل) لہٰذا اس کے بھی دو حرف ہونگے اور ہمزہ کو کبھی حذف کیا جاتا ہے اسلئے کہ جزء (لام) کل کے قائم مقام ہوتا ہے۔

سیبویہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ حرف تعریف صرف لام ہے اسلئے کہ یہ تنکیر کی ضد ہے اور اس کیلئے واحد حرف تنوین ہے لہٰذا تعریف کیلئے بھی ایک ہی حرف ہوگا اور ہمزہ کو ابتداء بالساکن کی وجہ سے لایا گیا ہے، پھر ان پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ابتداء بالساکن کیلئے ہمزہ لانے کیلئے ضرورت پھر بھی نہیں تھی لام کو حرکت دیدیتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ لام کو اگر کسرہ دیتے تو لام جارہ کے ساتھ التباس آتا اور اگر فتحہ دیتے تو لام ابتداء کے ساتھ التباس آتا اور اگر ضمہ دیتے تو یہ أثقل الحرکات ہے نیز عربیت میں اس کی کوئی نظیر بھی نہیں، اس وجہ سے ابتداء بالساکن کو دور کرنے کیلئے ہمزہ وصل کو شروع میں لایا گیا۔

مبرد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حرف تعریف صرف ہمزہ ہے اور لام کو اس کے ساتھ زائد کیا گیا تاکہ ہمزہ استفہام اور ہمزہ تعریفی کے درمیان فرق آجائے اسلئے کہ ہمزہ استفہام کے ساتھ لام نہیں آتا۔

الألف واللام المعرّفة تكون للعهد الخ:

الف لام کی قسمیں:

الف لام کی قسمیں اور ان کی تعریفیں تفصیل کے ساتھ طلبہ اس کتاب تک پڑھ چکے ہوتے ہیں یہاں صرف شرح میں موجود قسموں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

الف لام عہدی کی مثال: "لقيتُ رجلاً فأكرمتُ الرجل" اور رب العزت کا یہ قول "كما ارسلنا إلى فرعون رسولاً فعصى فرعونُ الرّسُولَ" (الرسول میں الف لام عہدی ہے مراد موسیٰ علیہ السلام ہیں)

استغراقی کی مثال: "انّ الانسان لفی خسرٍ" الف لام استغراقی کی علامت یہ کہ اس کی جگہ کلُّ کا آنا صحیح ہو
جنسی کی مثال: "الرجل خیر من المرءۃ" (آدمی کی حقیقت عورت کی حقیقت سے بہتر ہے) (النمط
چٹائی، مبسوطات کی ایک قسم ہے اس کی جمع انماط آتی ہے۔ جیسے سبب کی جمع اسباب آتی ہے، نیز اس جماعت کو
کہتے ہیں جن کا معاملہ ایک ہو، جوہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

وَقَدْ تُزَادُ لازِمًا کَاللاتْ
والآنَ، والَّذِیْنَ، ثُمَّ اللاتْ
ولاضْطِرَارٍ کَبَنَاتِ الأَوْبَرِ
کَذَا وطِبْتَ النَّفْسَ یَاقَیْسُ السَّرِی

ترجمہ: کبھی کبھار الف لام زائد لازمی ہوتا ہے، جیسے اللات الآن، الّذینَ، اور اللّات (اسم موصول) اور کبھی اضطراری حالت میں زائد کیا جاتا ہے جیسے بنات الاوبر اور اسی طرح طبتَ النفسَ یاقیسُ السری (اے سردار قیس تو ازروئے نفس خوش ہوا) یہاں الاوبر النفس میں الف لام زائد ہے۔

ترکیب:

(قد) حرف تحقیق (تزاد) فعل مضارع مجہول با نائب فاعل (ھی ضمیر مستتر ہے جو راجع ہے الف لام
طرف) (لازما) فعل سابق کے مصدر سے حال ہے (کاللات ای وذالک کائن کاللات الخ
(لاضطرار) جار مجرور متعلق ہے تزاد کے ساتھ (کبنات الاوبر الخ)

(ش) ذکر المصنف فی هذین البیتین أن الألف واللام تأتی زائدة، وهی – فی زیادتها – علی قسمین: لازمة، وغیر لازمة.

ثم مثّل الزائدة اللازمة بـ((اللات)) وهو اسم صنم کان بمکة وبـ((الآن)) وهو ظرف زمان مبنی علی الفتح، واختلف فی الألف واللام الداخلة علیه؛ فذهب قومٌ إلی أنها لتعریف الحضور کما فی قولک ((مررت بهذا الرجل))؛ لأن قولک: ((الآن)) بمعنی هذا الوقت، وعلی هذا لا تکون زائدة، وذهب قوم – منهم المصنف – إلی أنها زائدة، وهو مبنی لتضمنه معنی الحرف، وهو لام الحضور.

ومثّل – أیضا – بـ((الذین)) و((اللات)) والمراد بهما ما دخل علیه ((أل)) من الموصولات وهو مبنی علی أن تعریف الموصول بالصّلة؛ فتکون الألف واللام زائدة وهو مذهب قوم، واختار

المصنف، وذهب قوم إلى أن تعريف الموصول ب((أل)) إن كانت فيه نحو: ((الذى)) فإن لم تكن فيه فبنيتها نحو: ((من، وما)) إلا ((أيا)) فإنها تتعرف بالإضافة؛ فعلى هذا المذهب لاتكون الألف واللام زائدة، وأما حذفها في قراءة من قرأ: (صراط لذين أنعمت عليهم) فلايدل على أنها زائدة؛ إذ يحتمل أن تكون حذفت شذوذًا وإن كانت معرفة، كما حذف من قولهم: ((سلام عليكم)) من غير تنوين -يريدون ((السلام عليكم)).

وأما الزائدة غير اللازمة فهي الداخلة -اضطرارًا- على العلم، كقولهم في: ((بنات أوبر)) علم لضرب من الكمأة ((بنات الأوبر)) ومنه قوله:

٣٦- وَلَقَدْ جَنَيْتُکَ اَکْمُؤًا وَعَسَاقِلاً
وَلَقَدْ نَهَيْتُکَ عَنْ بَنَاتِ الْأَوْبَرِ

والأصل ((بنات أوبر)) فزيدت الألف واللام، وزعم المبرد أن ((بنات أوبر)) ليس بعلم؛ فالألف واللام -عنده- غير زائدة.

ومنه الداخلة اضطرارًا على التمييز، كقوله:

٣٧- رَأَيْتُکَ لَمَّا اَنْ عَرَفْتَ وُجُوهَنَا
صَدَدْتَ، وَطِبْتَ النَّفْسَ يَا قَيْسُ عَنْ عَمْرِو

والأصل ((وطبت نفسًا، فزاد الألف واللام، وهذا بناء على أن التمييز لايكون إلا نكرة، وهو مذهب البصريين، وذهب الكوفيون إلى جواز كونه معرفة؛ فالألف واللام عندهم غير زائدة.

وإلى هذين البيتين اللذين أنشدناهما أشار المصنف بقوله: ((كبنات الأوبر)) وقوله: ((وطبت النفس ياقيس السرى)).

ترجمہ وتشریح:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں شعروں میں الف لام زائد کی طرف اشارہ کیا اور حقیقت کے اعتبار سے ان کی دو قسمیں ہیں (۱) لازم (۲) غیر لازم۔ زائد لازم کی مثال: جیسے اللات (یہ بت کا نام ہے جو مکہ میں تھا) اور الآن پر جو الف لام داخل ہے اس میں اختلاف ہے بعض حضرات کا مسلک یہ ہے کہ یہ حال کو معرفہ بنانے کیلئے آتا ہے جیسے مررت بھذا الرجل اس لئے کہ الآن کا معنیٰ ھذا الوقت کے ہے اس صورت میں الف لام زائد نہیں ہوگا۔ اور بعض حضرات کا مسلک (جن میں

مصنف رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰی بھی ہیں) یہ ہے کہ یہ زائد ہے اور یہ مبنی ہے اسلئے کہ یہ حرف کے معنی کو متضمن ہے جو کہ لام حضور ہے۔

الآن کے مبنی ہونے کا سبب:

اس میں کئی مذاہب ہیں ایک مذہب تو شارح نے بیان کیا لیکن اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اس میں موجود الف لام کو لغو قرار دیکر معدوم الف لام کا اعتبار کرنا عجیب ہے۔

۲. اور بعض حضرات کا مسلک یہ ہے کہ الآن اس لئے مبنی ہے کہ یہ اشارہ کے معنی کو متضمن ہے اس لئے کہ یہ ھذا الوقت کے معنی میں ہے یہ قول زجاج رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰی کا ہے۔

۳...... بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ یہ اسلئے مبنی ہے کہ یہ جامد ہونے میں حرف کے ساتھ مشابہ ہے جس طرح حرف تثنیہ جمع مصغر نہیں ہوتا اسی طرح الآن بھی نہیں ہوتا۔

۴ ... بعض کے قول کے مطابق یہ معرب ہے اور منصوب بنا بر ظرفیت ہے، اور کبھی من کی وجہ سے اس پر جر بھی آتا ہے، واللہ اعلم.

ومثل ایضا بالّذین الخ:

مصنف رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰی نے زائد لازمی کی باقی مثالوں میں الّذینَ ، اللات کو ذکر کیا ہے لیکن اس کو زائد کہنا اس بات پر مبنی ہے کہ یہ مانا جائے کہ موصول کی تعریف صلہ سے ہوتی ہے، نہ کہ الف لام سے تو پھر الف لام زائد ہوگا، یہی ایک قوم کا مسلک ہے مصنف رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰی کے نزدیک بھی یہی مختار ہے۔

دوسرا مسلک یہ ہے کہ الّذین، اللات میں الف لام زائد نہیں ان حضرات کے ہاں موصول کی تعریف صلہ سے نہیں ہوتی، بلکہ الف لام کی موجودگی میں الف لام سے ہی ہوتی ہے جیسے الّذی، اور اگر الف لام لفظوں میں ذکر نہ ہو تو اس کی نیت کرنے سے ہوتی ہے جیسے مَنْ ، مَا اور ایّ کی تعریف اضافت سے ہوتی ہے۔

دوسرے مسلک والوں پر اعتراض اوارد ہوتا ہے کہ اگر یہ زائد نہ ہوتا تو صراط لذین (ایک قراءت کے مطابق) میں حذف نہ ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ حذف زائد ہونے کی علامت ہو، اس لئے کہ ہوسکتا ہے کہ شذوذاً حذف ہوا ہو جیسے سلامٌ علیکم میں الف لام حذف ہوا ہے مراد اس سے السلام علیکم ہوتا ہے۔

واما الزائدۃ الخ:

زائد غیر لازم وہ ہے جو علم پر ضرورت شعری وغیرہ کی وجہ سے داخل ہو جیسے بنات الاوبر کا الف لام اور اسی سے

شاعر کا یہ قول ہے۔

٣٦- وَلَقَدْ جَنَيْتُكَ أَكْمُؤًا وَعَسَاقِلاً
وَلَقَدْ نَهَيْتُكَ عَنْ بَنَاتِ الْأَوْبَرِ

ترجمہ: میں نے تیرے لیے اچھی قسم کی چھوٹی اور بڑی کھمبیاں توڑ دیں۔ اور میں نے تجھے چھوٹی اور بے کار قسم کی کھمبیوں سے منع کیا۔

تشریح المفردات:

جنیتک اصل میں جنیتُ لک ہے، جنی یجني جنیا ضرب سے درخت سے پھل توڑنا، اکمؤ جمع ہے کماۃ کی اور عساقل جمع ہے عسقل کی یا عسقول کی۔ اکمؤ، عساقل، بنات الاوبر ان تینوں کا معنی سانپ کی چھتری ہے کھمبی بھی اس کو کہتے ہیں اکمؤ چھوٹی اور عساقل بڑی ہوتی ہیں یہ دو قسمیں کھائی جاتی ہیں بنات الاوبر چھوٹی قسم ہے ردّی قسم ہونے کی وجہ سے نہیں کھائی جاتی ہیں، ابن اوبر اس کا واحد ہے اور قاعدہ ہے کہ ابن جب غیر عاقل علم کا جزء ہو تو اس کی جمع بنات آتی ہے، اور اگر عاقل کے علم کا جزء ہو تو اس کی جمع بنین آتی ہے۔ (منجد کی شروع میں اس طرح کی کئی مثالیں ذکر کی ہیں)

ترکیب:

(وَلَقَدْ) لام تاکیدیہ (واو) قسمیہ (قد) حرف تحقیق (جَنَيْتُكَ) فعل فاعل ومفعول اوّل (اَكْمُؤًا وَعَسَاقِلاً) مفعول ثانی، (نَهَيْتُكَ) فعل فاعل ومفعول اوّل (عَنْ بَنَاتِ الاَوْبر) جار مجرور ملکر نهیتُ کے ساتھ متعلق۔

محل استشہاد:

بنات الاوبر محل استشہاد ہے اصل میں بنات اوبر تھا بنات اوبر علم تھا اور علم پر الف لام نہیں آتا اس وجہ سے کہ الف لام تعریف کیلئے آتا ہے اور علمیت میں تعریف ہوتی ہے لیکن اضطراراً الف لام اس پر زائد کیا گیا۔

بعض حضرات کے نزدیک چونکہ بنات اوبر علم ہی نہیں اس وجہ سے الف لام ان کے ہاں زائد نہیں۔

الف لام زائد غیر لازمی وہ بھی ہے جو اضطراراً تمیز پر داخل ہو جائے جیسے شاعر کا قول ہے۔

٣٧- رَأَيْتُكَ لَمَّا اَنْ عَرَفْتَ وُجُوهَنَا
صَدَدْتَ، وَطِبْتَ النَّفْسَ يَاقَيْسُ عَنْ عَمْرِو

ترجمہ: ...میں نے جنگ کے موقع پر آپ کو دیکھا، تو آپ نے اعراض کیا عمرو کے قاتل سے اور آپ از روئے نفس خوش ہوئے اے قیس۔

تشریح المفردات:

وجوہ بمعنی ذوات، وجہ (چہرہ) ذکر کر کے کل مراد لیا گیا، وذکر الوجہ للتعظیم، صددت ای اعرضت، طبت النفس ای طابت نفسک یہاں تمیز محول عن الفاعل ہے، نفس سے مراد اگر روح لیا جائے تو مؤنث ہے اور شخص لیا جائے تو مذکر ہے، عن عمرو یہاں مضاف حذف ہے ای عن قاتل عمرو۔

ترکیب:

(رایتک) فعل فاعل ومفعول (لَمَّا) ظرف بمعنی حین (اَنْ) زائد (عَرَفْتَ وُجُوھَنَا) فعل فاعل ومفعول، (صَدَدْتَ) فعل فاعل (لمّا) کا جواب ہے، (طِبْتَ) فعل فاعل نفسًا تمیز محوّل عن الفاعل (عن عمرو اس کے ساتھ متعلق، (یاقیس) جملہ معترضہ بین العامل والمعمول۔

(قیس نے جنگ کے دوران بھاگ کر اپنے دوست عمرو کے قاتل کو چھوڑ دیا اور اس کا بدلہ نہیں لیا، شاعر اسی منظر کو پیش کر کے قیس کو ملامت کر رہا ہے۔)

محل استشہاد:

طِبْتَ النفس محل استشہاد ہے یہاں اصل میں طبت نفسًا تھا تمیز پر الف لام زائد ہے۔

لیکن یہ اس پر مبنی ہے کہ تمیز صرف نکرہ ہوا کرتی ہے یہ بصریین کا مسلک ہے کوفیین کے ہاں چونکہ تمیز معرفہ بھی واقع ہو سکتی ہے اس وجہ سے ان کے ہاں الف لام زائد نہیں۔

مذکورہ دو اشعار کی طرف مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول سے اشارہ کیا ہے کبنات الاوبر وطبت النفس یاقیس السرّی.

وبعضُ الاعلامِ علیہ دَخلا
لِلَمحِ مَاقَدْ کانَ عنہ نُقِلا
کالفضلِ والحارثِ والنعمان
فذکرُ ذا وَحَذْفُہ سیّان

ترجمہ: ۔ بعض اعلام ایسے بھی ہیں جن پر الف لام داخل ہوتا ہے، تا کہ اشارہ ہو اس چیز کی طرف جس سے ان کو نقل کیا گیا ہے۔ جیسے الفضل، الحارث، النعمان۔ پس الف لام کا ذکر اور حذف دونوں برابر ہیں۔

ترکیب:

(بعضُ الاعلامِ) مضاف مضاف الیہ مبتدا (عَلیه) جار مجرور (دَخل) کے ساتھ متعلق (دخل) فعل بافاعل خبر، الف اطلاق کیلئے ہے (لِلَمحِ ماالخ) جار مجرور دخل کے ساتھ متعلق۔ کالفضل ای وذالک کائن کالفضل الخ (ذِكرُ ذا وَحَذفُه) معطوف علیہ معطوف مبتدا (سیّان) خبر۔

(ش) ذكر المصنف فيما تقدم –أن الألف واللام تكون معرفة، وتكون زائدة، وقد تقدم الكلام عليهما، ثم ذكر في هذين البيتين أنها تكون للمح الصفة، والمراد بها الداخلة على ماسمي به ما الأعلام المنقولة، مما يصلح دخول ((أل)) عليه، كقولك في ((حسن)): ((الحسن)) وأكثر ماتدخل على المنقول من صفة، كقولك في ((حارث)): ((الحارث)) وقد تدخل على المنقول من مصدر، كقولك في ((فضل)): ((الفضل)) وعلى المنقول من اسم جنس غير مصدر، كقولك في ((نعمان)): ((النعمان)) وهو في الأصل من أسماء الدم؛ فيجوز دخول ((أل)) في هذه الثلاثة نظرًا إلى الأصل، وحذفها نظرًا إلى الحال.

وأشار بقوله ((للمح ماقد كان عنه نقلا)) إلى أن فائدة دخول الألف واللام الدلالة على الالتفات إلى مانقلت عنه من صفة، أو مافي معناها.

وحاصله: أنك إذا أردت بالمنقول من صفة ونحوه أنه إنما سمي به للتفاؤل، وهو أنه يعيش ويحرث، وكذا كل مادل على معنى وهو مما يوصف به في الجملة، كفضل ونحوه، وإن لم تنظر إلى هذا ونظرت إلى كونه علما لم تدخل الألف واللام، بل تقول: فضل، وحارث، ونعمان؛ فدخول الألف واللام أفاد معنى لايستفاد بدونهما؛ فليستا بزائدتين، خلافا لمن زعم ذلك، وكذلك أيضا ليس حذفهما وإثباتهما على السواء كما هو ظاهر كلام المصنف، بل الحذف والإثبات، ينزّل على الحالتين اللتين سبق ذكرهما، وهو أنه إذا لمح الأصل جيء بالألف واللام، وإن لم يلمح لم يؤت بهما.

ترجمہ وتشریح:..........کبھی علم پر بھی الف لام آتا ہے:

یہ بات پہلے گزر گئی کہ الف لام کبھی تعریف کیلئے آتا ہے۔ اور کبھی زائدہ آتا ہے جس کی پوری تفصیل گزر گئی۔
یہاں مصنف علیہ الرحمۃ یہ بتا رہے ہیں کہ کبھی یہ صفت کی طرف اشارہ کرنے کیلئے اعلام پر داخل کیا جاتا ہے، اور مراد اس سے وہ الف لام ہے جو داخل ہوان اعلام منقولہ پر جو کسی کا نام رکھا جائے اور اس پر الف لام کے داخل ہونے کی صلاحیت بھی ہو جیسے حسن میں الحسن کہنا، بسا اوقات یہ اعلام یا تو صفت سے نقل ہوتے ہیں جیسے حارث میں الحارث کہنا، یا مصدر سے جیسے "فضل" میں "الفضل" کہنا کبھی مصدر کے علاوہ اسم جنس سے جیسے نعمان میں النعمان کہنا (نعمان خون کے ناموں میں سے ایک نام ہے سرخی خون کولازم ہے تو وصف حمرت کی طرف اشارہ کرنے کیلئے نعمان پر الف لام لانا جائز ہے۔

الغرض تینوں میں اصل کو دیکھ کر الف لام لانا جائز ہے اور حال کو دیکھ کر حذف بھی جائز ہے۔

لِلَمْحِ مَاقَدْ كَانَ عَنْهُ نقلا الخ سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی کی طرف اشارہ کیا کہ الف لام کے داخل ہونے کا فائدہ صفت وغیرہ کی طرف التفات کرنا ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اعلام منقولہ سے معنی کے تفاؤل (برکت، نیک فالی) کو دیکھتے ہوئے اگر صفت مراد لی جائے تو الف لام کالانا جائز ہے مثلاً الحارث پر الف لام داخل کرنا تا کہ اس کی اصل (حرث) کی طرف اشارہ ہو کہ آگے چل کر یہ آدمی زندگی گزارے گا اور کھیتی باڑی کا کام کرے گا۔

اسی طرح الف لام ہر اس علم پر داخل کر سکتے ہیں جو دلالت کرتا ہو ایسے معنی پر جو فی الجملہ صفت بن سکتا ہو۔ جیسے فضل اگر کسی کا نام ہو تو فضیلت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے الفضل کہنا جائز ہے اور ان فائدوں کا لحاظ کئے بغیر علم پر الف لام داخل کرنا صحیح نہیں۔ چونکہ الف لام کے داخل ہونے کی وجہ سے جو فائدہ ہوتا ہے وہ اس کے بغیر نہیں ہوتا اس وجہ سے یہ زائد نہیں ہے اگرچہ بعض حضرات کے زعم کے مطابق زائد ہیں۔

وکذالک ایضًا حذفها الخ:

شارح فرماتے ہیں کہ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس صورت میں الف لام کا داخل کرنا اور نہ کرنا برابر نہیں جیسے کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فذکر ذا وحذفه سیان" کے ساتھ اس کو ذکر کیا ہے بلکہ حذف اور اثبات دونوں کو مختلف حالات پر محمول کیا جائے گا جن کا پہلے ذکر ہو چکا کہ اگر اصل کی طرف اشارہ کرنا ہو تو پھر الف لام کو لایا جائے گا ورنہ نہیں۔

وَقَدْ يَصِيرُ عَلَمًا بِالغَلَبَة
مُضَافٌ اَوْ مَصْحُوبُ اَلْ كَالعَقَبَة
وَحَذْفَ الْ ذِیْ اِنْ تُنَادِ اَوْ تُضِفْ
اَوْجِبْ، وَفِی غَیْرِهِمَا قَدْ تَنْحَذِفْ

ترجمہ:۔ کبھی غلبہ کی وجہ سے مضاف اور الف لام والا اسم علم بن جاتا ہے۔ (ایلہ نامی بستی کیلئے خاص ہے) نداء اور اضافت کے وقت اس الف لام کے حذف کو واجب کر اور کبھی ان دونوں کے علاوہ میں بھی حذف ہوتا ہے۔

ترکیب:

(واو) استینافیہ (قد) حرف تقلیل (یصیر) فعل ناقص (مضاف او مصحوب ال) معطوف علیہ معطوف اسم ہوا یصیر کا (علمًا) اس کی خبر (کالعقبة) ای وذلک کائن کالعقبة (اِنْ تنادِاو تضف) شرط (اوجب حذف ال ذی) فعل با فاعل مفعول جزاء (اوجب جزاء میں فاء کو ضرورت شعری کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے) (فی غیرهما) جار مجرور متعلق ہوا تنحذف کے ساتھ۔

(ش) من أقسام الألف واللام أنها تكون للغلبة، نحو: ((المدينة))، و((الكتاب)) فإن حقهما الصدق على كل مدينة وكل كتاب، لكن غلبت ((المدينة)) على مدينة الرسول ﷺ، و ((الكتاب)) على كتاب سيبويه رحمه الله تعالىٰ، حتى إنهما إذا أطلقا لم يتبادر إلى الفهم غيرهما.

وحكم هذه الألف واللام أنها لاتحذف إلا في النداء أو الإضافة، نحو: ((ياصعق)) في الصعق، و((هذه مدينة رسول الله ﷺ)).

وقد تحذف في غيرهما شذوذًا، سمع من كلامهم: ((هذا عيوق طالعا))، والأصل العيوق، وهو اسم نجم.

وقد يكون العلم بالغلبة أيضًا مضافًا: كابن عمر، وابن عباس، وابن مسعود؛ فإنه غلب على العباد له دون غيرهم من أولادهم، وإن كان حقه الصدق عليهم، لكن غلب على هؤلاء، حتى إنه إذا أطلق ((ابن عمر)) لايفهم منه غير عبدالله وكذا ((ابن عباس)) و((ابن مسعود)) رضى الله عنهما اجمعين؛ وهذه الإضافة لاتفارقه؛ لافي نداء، ولافي غيره، نحو: ((ياابن عمر)).

ترجمہ وتشریح:.........کبھی علم غلبہ کیلئے آتا ہے:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ کبھی الف لام غلبہ کیلئے بھی آتا ہے جیسے المدینۃ، الکتاب. اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہر شہر اور ہر کتاب پر ان کا اطلاق ہو۔ لیکن المدینۃ مدینۃ الرسول ﷺ پر اور الکتاب سیبویہ رحمہ اللہ کی کتاب پر غالب ہوا ہے یہاں تک کہ اگر المدینۃ، الکتاب مطلق بولا جائے تو ذہن میں ان کے علاوہ کوئی اور نہیں آتا،

غلبہ والے اس الف لام کا حکم یہ ہے کہ یہ صرف نداء اور اضافت کی صورت میں حذف ہوتا ہے جیسے الصعق میں یا صعق کہنا (الصعق اصل لغت کے اعتبار سے ہر اس آدمی کو کہا جاتا تھا جس پر بجلی یا کوئی اور مہلک عذاب آیا ہو بعد میں خویلد بن نفیل کا نام پڑ گیا اس لئے کہ وہ ایک مرتبہ تھامہ میں لوگوں کو کھانا کھلا رہا تھا اس دوران تیز وتند ہوا آئی اور اس سے کھانے کی پلیٹوں میں مٹی آ گئی جس کی وجہ اس نے ہوا کو گالیاں دیں، اللہ رب العزت نے اس پر عذاب یا بجلی نازل کی تو لوگوں نے اس کا نام الصعق رکھدیا)

اور اضافت میں حذف کی مثال جیسے ھذہ مدینۃ رسول اللّٰہ ﷺ، کبھی نداء اور اضافت کے علاوہ بھی شذوذاً اس الف لام کو حذف کیا جاتا ہے جیسا کہ کلام عرب میں مسموع ہے "ھذا عیوق طالعًا" اصل میں عیوق تھا (ستارے کا نام ہے جو ثریا کے پیچھے ہوتا ہے)

و قد یکون الخ:

کبھی مضاف بھی غلبہ کی وجہ سے علم بن جاتا ہے جیسے ابن عمر، ابن عباس، ابن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اس لئے کہ اگر چہ ان کا اطلاق عمر عباس مسعود کے تمام بیٹوں پر ہوتا ہے لیکن یہاں عبد اللّٰہ بن عمر، عبد اللہ ابن عباس، عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم) پر ان کا اطلاق غالب ہوا ہے، نداء اور غیر نداء دونوں میں ان سے یہ اضافت جدا نہیں ہوتی۔

الابتداء

مبتدأ زیدٌ وَعَاذِرٌ خبر
اِنْ قُلْتَ زیدٌ عَاذِرٌ مَنِ اعتذَر
واوّلٌ مبتدأ، والثانی
فاعِلٌ اَغنی فِی اَسَارٍ ذَانِ
وَقِسْ وکاستفھامِ النفیُ، وقَدْ
یجوزُ نحوُ فائِزٌ اُولُو الرَّشَد

ترجمہ... اگر آپ زید عاذرٌ مَنِ اعتذَرَ کہتے ہیں تو اس میں زید مبتدا اور عاذر خبر ہے۔ اور اَسارٍ ذان میں پہلا مبتدا (کی دوسری قسم) ہے اور دوسرا ایسا فاعل ہے جو خبر سے مستغنی کر دیتا ہے۔
اور اسی طرح آپ قیاس کریں۔ اور استفہام کی طرح نفی بھی ہے اور کبھی فائزٌ اولو الرّشد (بغیر استفہام ونفی کے مقدم ہونے کے) بھی جائز ہے (مثالوں کا ترجمہ بالترتیب یہ ہے (۱) زید کے سامنے جو عذر پیش کرتا ہے وہ اس کو قبول کرنے والا ہوتا ہے۔ (۲) کیا وہ دونوں رات کے وقت چلنے والے ہیں (۳) ہدایت والے حضرات کامیاب ہیں)

ترکیب:

(مبتدا) خبر مقدم (زید) مبتدا مؤخر (عاذر خبر بھی اسی طرح ہے (ان قلت الخ) شرط، جواب شرط محذوف ہے ماقبل کی عبارت اس پر دال ہے ای ان قلت الخ فزید مبتدأ وعاذر خبر۔ (اوّل مبتدا) مبتدا خبر (الثانی) مبتدا (فاعل) موصوف (اغنی فی اسارٍ ذان) صفت' موصوف صفت ملکر خبر (قس) فعل با فاعل۔ (کاستفھام) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر مقدم (النفی) مبتدا مؤخر (قد یجوز نحو الخ) فعل فاعل۔

(ش) ذکر المصنف انّ المبتدأ علیٰ قسمین: مبتدأ له خبر، ومبتدأ له فاعل سد مسدَّ الخبر؛ فمثال الأوّل ((زیدٌ عَاذِرٌ مَنِ اعْتَذَرَ)) والمراد به: مالم یکن المبتدأ فیه وصفا مشتملا علی مایذکر فی القسم الثانی؛ فزید: مبتدأ، وعاذر: خبره، ومن اعتذر: مفعو ل لعاذر، ومثال الثاني ((أسارٍ ذان)) فالهمزة: للاستفهام، وسار: مبتدأ، وذان: فاعل سدَّمَسَدَّ الخبر، ویقاس علی هذا ما کان مثله، وهو: کل وصف اعتمد علی استفهام، أو نفی –نحو: أَقَائِمٌ الزَّیْدَانِ، ومَاقَائِمٌ الزَّیْدَانِ– فإن لم یعتمد الوَصف لم یکن مبتدأ، وهذا مذهب البصریین إلا الأخفش –ورفع فاعلا ظاهر، کمامثل، أو ضمیرًا منفصلا، نحو: ((أقائم أنتما)) وتم الکلام به؛ فإن لم یتم به الکلام لم یکن مبتدأ، نحو: ((أقائم أبواه زید)) فزید: مبتدأ مؤخر، وقائم: خبر مقدم، وأبواه: فاعل بقائم، ولا یجوز أن یکون ((قائم)) مبتدأ؛ لأنه لا یستغنی بفاعله حینئذ؛ إذ لا یقال ((أقائم أبواه)) فیتم الکلام، وکذلک لا یجوز أن یکون الوصف مبتدأ إذا رفع ضمیرًا مستترًا؛ فلا یقال فی ((مازید قائمٌ ولا قاعدٌ)) إن ((قاعدًا)) مبتدأ، والضمیر المستتر فیه فاعل أغنی عن الخبر؛ لأنه لیس بمنفصل، علی أن فی المسألة خلافا، ولا فرق بین أن یکون الاستفهام بالحرف، کمامثل، أو بالاسم کقولک: کیف جالس العمران وکذلک لا فرق بین أن یکون النفی بالحرف، کمامثل، أو بالفعل کقولک: ((لیس قائم الزّیدان)) فلیس: فعل ماض (ناقص)، وقائم: اسمه، والزیدان: فاعل سدَّمسدَّ خبر لیس، وتقول: ((غیر قائم

الزيدان)) فغير: مبتدأ، وقائم: مخفوض بالإضافة، والزيدان: فاعل بقائم سدّمسدّ خبر غير؛ لأن المعنى ((ماقائم الزّيدان)) فعومل ((غيرقائم)) معاملة ((ماقائم)) ومنه قوله:

٣٨- غَيْرُ لاهٍ عِداكَ، فاطّرِحِ
اللّهْوَ، وَلاتَغْتَرِرْ بِعَارِضِ سِلْمِ

فغير: مبتدأ، ولاه: مخفوض بالإضافة، وعداك: فاعل بلاه سد مسد خبر غير؛ ومثله قوله:

٣٩- غَيْرُ مَأْسُوفٍ عَلَى زَمَنٍ
يَنْقَضِي بِالْهَمِّ وَالْحَزَنِ

فغير مبتدأ، ومأسوف: مخفوض بالإضافة، وعلى زمن: جار ومجرور في موضع رفع بمأسوف لنيابته مناب الفاعل، وقد سد مسد خبر غير.

وقد سأل أبو الفتح ابن جني ولده عن أعراب هذا البيت؛ فارتبك في أعرابه ومذهب البصريين - إلا الأخفش - أن هذا الوصف لايكون مبتدأ إلا إذا اعتمد على نفي أو استفهام، وذهب الأخفش والكوفيون إلى عدم اشتراط ذلك؛ فأجازوا: ((قائم الزيدان)) فقائم: مبتدأ، والزيدان: فاعل سدمسدالخبر.

وإلى هذا أشار المصنف بقوله: ((وقد يجوز نحو: فائز أولو الرّشد)) أي: وقد يجوز استعمال هذا الوصف مبتدأ من غير أن يسبقه نفي أو استفهام.

وزعم المصنف أن سيبويه يجيز ذلك على ضعف، ومما ورد منه قوله:

٤٠- فَخَيْرٌ نَحْنُ عِنْدَ النَّاسِ مِنْكُمْ
إِذَا الدَّاعِي الْمُثَوِّبُ قَالَ: يَالاَ

فخير: مبتدأ، ونحن: فاعل سدمسدّ الخبر، ولم يسبق: خير)) نفي ولا استفهام، وجعل من هذا قوله:

٤١- خَبِيرٌ بَنُو لِهْبٍ، فَلاتَكُ مُلْغِيًا
مَقَالَةَ لِهْبِيٍّ إِذَا الطَّيْرُ مَرَّتِ

فخير: مبتدأ، وبنو لهب: فاعل سدمسد الخبر.

ترجمہ وتشریح:.........مبتدا کی قسمیں:

نحو کی کتابوں میں یہ بات تفصیلاً ذکر ہے کہ مبتدا کی دو قسمیں ہیں۔

۱.....ایک وہ مبتدا ہے جو مسندالیہ ہوا کرتا ہے جو کہ مشہور ہے یا مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ کی پیش کردہ مثال زیدٌ عاذِرٌ مَاسَارِ ذَان۔

۲..... ایک وہ ہے جو مسندالیہ نہیں ہوتا، اس قسم کے مبتدا کیلئے بجائے خبر کے فاعل ہوتا ہے جو خبر کی جگہ قائم مقام ہوتا ہے جیسے اقائم زید، واضح رہے کہ بعض نحویوں نے مبتدا کی قسم ثانی کا انکار کیا ہے اور اقائم زیدٌ کی ترکیب میں وہ قائم کو خبر مقدم اور زیــد کو مبتدا مؤخر کہتے ہیں۔لیکن اکثر نحوی مبتدا کی قسم ثانی کو ثابت اور جائز مانتے ہیں مگر ان کے ہاں مبتدا کی قسم ثانی کیلئے تین شرائط ہیں۔

۱..... پہلی شرط یہ ہے کہ مبتدا کی قسم ثانی ایسا وصف ہو جو استفہام یا نفی پر اعتماد کرے جیسے اقائم الزیدان،ماقائم الزیدان ۔

۲..... دوسری شرط یہ ہے کہ یہ وصف فاعل ظاہر کو رفع دے (جس کی مثال گزر گئی) یا ضمیر منفصل کو جیسے اقائمٌ انتما۔

۳..... تیسری شرط یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے کلام تام ہو جائے اگر کلام تام نہ ہو تو مبتدا کی قسم ثانی نہیں بنا سکتے اسلئے اقائم ابواہ کہکر کلام تام نہیں ہوتا لہذا یہاں قائم خبر مقدم اور زید مبتدا مؤخر ہوگا۔

ضمیر منفصل کو رفع دینے کی شرط سے احتراز کیا اس وصف سے جو ضمیر مستتر کو رفع دے اس وجہ سے ما زیدٌ قائمٌ ولاقاعد میں چونکہ قاعد نے ضمیر مستتر کو رفع دیا ہے اس وجہ سے قاعد کو مبتدا کی قسم ثانی بنانا صحیح نہیں اگرچہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے (جس کی وضاحت انشاء اللہ آگے آئے گی)

ولافرق بین ان یکون الخ:

استفہام پر اعتماد چاہے حرف کے ساتھ ہو جیسے اَسَارٍ ذَانِ وغیرہ یا اسم کے ساتھ جیسے کیفَ جَالِسٌ العمرانِ (یہاں استفہام کیفَ کے ساتھ ہے جو کہ اسم ہے اور مبنی بر فتح ہے) دونوں صورتوں میں وصف کو مبتدا بنا سکتے ہیں۔

اور اسی طرح نفی پر اعتماد بھی عام ہے حرف کے ساتھ ہو جیسے مَـا قـائـمٌ الزیـدان یا فعل کے ساتھ جیسے لَیْـسَ قـائـمٌ الزیدان یہاں لَیْسَ فعل ناقص ہے اور قائم اس کا اسم ہے اور الزیدان فاعل ہے جو لیس کی خبر کی جگہ پر قائم ہے۔اسی طرح غیر قائم الزیدان میں غیر مبتدا ہے اور قائم اضافت کی وجہ سے مجرور ہے اور الزیدان فاعل ہے جو غیر کی خبر کی جگہ پر قائم ہے اس لئے کہ اس کا معنی بھی ماقائم الزیدان ہے غیر قائم کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا گیا جو ماقائم کے ساتھ ہوا۔اور اسی سے شاعر کا یہ قول ہے۔

۳۸۔غَیْـرُ لاهٍ عِـدَاکَ، فَـاطَّـرِحِ
الـلَّهْـوَ، وَلَاتَـغْـتَـرِرْ بِـعَـارِضِ سِـلْـمِ

ترجمہ: ... آپ کے دشمن آپ سے غافل نہیں لہٰذا آپ غفلت کو چھوڑ دیں اور عارضی صلح پر دھوکہ نہ کھائیں۔

تشریح المفردات:

لاہ اسم فاعل نصر ینصر کے باب سے ترک اور غفلت کے معنی میں ہے، عداک عدوّ کی جمع ہے، اطرح باب افتعال سے پھینکنے کے معنی میں ہے لاتغترر دھوکہ مت کھا، عارض سلم عارضی صلح اضافة الصفة للموصوف کے قبیل سے ہے۔

ترکیب:

(غیرُ لاہٍ) مضاف مضاف الیہ مبتدا کی قسم ثانی (عِداکَ) فاعل خبر کی جگہ قائم ہے (اطرِح اللّھو) فعل با فاعل و مفعول (لاتَغتَرِر) فعل نہی با فاعل (بعارِض سِلم) جار مجرور لاتغترر کے ساتھ متعلق ہوا۔

محل استشہاد:

غیر لاہ عداک محل استشہاد ہے یہاں فاعل خبر کی جگہ قائم مقام ہے اور وصف (یعنی لاہ اسم فاعل) نے یہاں اعتماد کیا ہے نفی پر جو اسم کے ساتھ ہے (یعنی غیر کے ساتھ) غیر لاہ کے ساتھ مالاہ والا معاملہ کیا گیا۔

اور اسی سے شاعر کا یہ قول ہے۔

۳۹-غَیرُ مَأسُوفٍ عَلَی زَمَنٍ
یَنقَضِی بِالهَمِّ وَالحَزَنِ

ترجمہ: .. افسوس نہیں کیا جاتا اس زمانے پر جو غم و پریشانی کے ساتھ گزرتا ہے (یعنی عقلمند آدمی کو غم والی زندگی پر افسوس نہیں کرنا چاہیے)

تشریح المفردات:

ماسوف بروزن مفعول، اسف بمعنی افسوس، زمن وقت قلیل اور کثیر دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے ینقضی ای ینتھی ویفرغ، الھمّ والحزن الفاظ مترادفہ ہیں معنی ان کا ایک ہے یعنی غم و پریشانی۔

ترکیب:

(غیرُ ماسوفٍ) مبتدا (علیٰ) جار (زَمَنٍ) موصوف (یَنقَضِیْ بالھمّ الخ) صفت، موصوف صفت ملکر خبر۔

محل استشهاد:

خیر ماسوف محل استشہاد ہے یہاں وصف (اسم مفعول) نے نفی پر اعتماد کیا ہے جو اسم کے ساتھ ہے۔ ابوالفتح بن جنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بیٹے سے اس شعر کا اعراب پوچھا تو وہ اس میں پھنس گیا (یقال ارتبک فی الامر کسی کام میں پھنس کے رہ جانا)

ومذهب البصريين الخ:

اس سے پہلے ذکر ہوا کہ وصف مبتداء تب بنے گا جب اس کا اعتماد نفی یا استفہام پر ہو یہ مسلک بصریین کا ہے سوائے اخفش رحمہ اللہ تعالیٰ کے اور اخفش رحمہ اللہ تعالیٰ اور کوفیین کا مسلک یہ ہے کہ وصف کے مبتدا بننے کیلئے یہ شرائط ضروری نہیں، یہ حضرات قائم الزیدان (بغیر اعتماد والے) میں قائم کو مبتدا اور الزیدان کو فاعل بناتے ہیں جو کہ خبر کی جگہ پر قائم ہے۔

اور کوفیین کے اس مسلک کی طرف مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قول وقد یجوز نحو فائز اولو الرّشد، کے ساتھ اشارہ کیا ہے یعنی اس وصف کو مبتدا بنانا جائز ہے اگرچہ اس سے پہلے نفی اور استفہام نہ ہو فائز اولو الرشد میں فائز مبتدا ہے حالانکہ کسی پر بھی اس کا اعتماد نہیں ہے۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے زعم کے مطابق سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ ضعیف ہے لیکن پھر بھی جائز ہے اور اسی سے شاعر کا یہ قول بھی ہے۔

۴۰- فَخَيْرٌ نَحْنُ عِنْدَ النَّاسِ مِنْكُمْ
إِذَا الدَّاعِي الْمُثَوِّبُ قَالَ: يَالَا

ترجمہ: ہم لوگوں کے ہاں تم سے بہتر ہیں، جب کپڑا ہلا کر پکارنے والا کہے اے فلاں (یعنی جس پر مصیبت آتی ہے وہ ہمیں بلاتا ہے کہ اے فلاں میری مدد کیلئے آجاؤ تو ہم فوراً پہنچ جاتے ہیں)

تشریح المفردات:

خیر صیغہ اسم تفضیل ہے اصل میں اخیر تھا یاء کی حرکت خاء کی طرف منتقل کر دی پھر ہمزہ کی ضرورت نہیں رہی اس وجہ سے اس کو حذف کیا۔ المثوب بصیغہ اسم فاعل وہ آدمی جو پکارتے وقت اپنے کپڑے کو ہلاتا یا اٹھاتا ہے (یالا اصل میں یالفلان لام تھا مستغاث بہ (فلاں) کو حذف کیا اور الف اطلاقی کے ساتھ اس پر وقف کیا گیا پھر اختصار کی وجہ سے مستغاث لہ کو لام سمیت حذف کیا۔

ترکیب:

(خبیر) مبتدا (نحن) فاعل ہے خبر کی جگہ واقع ہے (عند الناس منکم) دونوں جار مجرور خبیر کے ساتھ متعلق۔
(اذا) ظرف (الداعی المثوب) موصوف صفت مبتدا (قال یالا الخ خبر۔

محل استشہاد:

خبیر نحن محل استشہاد ہے یہاں وصف مبتدا ہے اور نحن فاعل ہے جو خبر کی جگہ قائم ہے اور اس نے نفی یا استفہام پر اعتماد نہیں کیا ہے یہ اخفش اور کوفیین کے مسلک کی مؤید ہے، لیکن بصریین کے ہاں نفی اور استفہام پر وصف کا اعتماد ضروری ہے وہ اس شعر کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہاں خبیر مبتدا نہیں ہے بلکہ نحن محذوف کیلئے خبر ہے اور شعر میں جو نحن مذکور ہے یہ خبر کی مستتر ضمیر کی تاکید ہے اور اسی سے شاعر کا یہ قول بھی ہے۔

۴۱۔ خَبِيرٌ بَنُو لِهْبٍ فَلَا تَكُ مُلْغِيًا
مَقَالَةَ لِهْبِيٍّ إِذَا الطَّيْرُ مَرَّتِ

ترجمہ:... بنولہب باخبر لوگ ہیں، لہٰذا جب پرندہ گزرے تو کبھی لہبی آدمی کی بات کو فضول مت سمجھ۔

تشریح المفردات:

خبیر ای علیم، بنولہب یہ ازد کا ایک قبیلہ ہے اصل میں بنون للھب تھا لام کو تخفیف اور نون کو اضافت کیوجہ سے حذف کیا۔ مقالۃ بمعنی کلام، الطیر طائر کی جمع ہے مفرد اور جمع سب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے،

شان ورود:

بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ شعر طائی قبیلہ کے ایک آدمی کا ہے اور اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ بیٹھے ہوئے تھے ایک پرندہ زمین سے اڑا، اس کے پاؤں سے ایک کنکری گری جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے آگے حصے پر لگی جس سے سر مبارک زخمی ہوگیا اور یہ زمانہ حج کا تھا تو اس لہبی آدمی نے کہا کہ اللہ کی قسم، امیر المؤمنین آئندہ سال حج نہیں کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اسی سال وہ دنیا فانی سے رحلت فرما گئے۔ (لیکن یہ محض ان لوگوں کا خیال و وہم تھا جو کہ شرعاً حجت نہیں بلکہ ساقط الاعتبار ہے، یہ لوگ پرندہ کو بمنزلہ دشمن کے سمجھتے تھے، دشمن اگر بائیں طرف سے آتا تو یہ اس پر دائیں طرف سے غلبہ حاصل کرتے تھے اور اگر دائیں طرف سے آتا تو یہ بائیں طرف سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے اسی طرح اگر پرندہ بائیں طرف سے آتا تو یہ لوگ سمجھتے کہ ہمارا سفر اچھا رہے گا اور دائیں طرف سے آتا تو سفر کو ناکام سمجھتے تھے)

ترکیب:

(خبیر) مبتدا (بنو لهب) فاعل ہے جو خبر کی جگہ قائم ہے، (فلاتک) فعل ناقص (انت) ضمیر مستتر اس کا اسم (ملغیا) اسم فاعل، ضمیر اس میں مستتر اس کیلئے فاعل (مقالۃ لھبی) مضاف مضاف الیہ مفعول بہ، ملغیا اسم فاعل با فاعل ومفعول بہ فعل ناقص کی خبر۔ (اذا الطیر مرّت) شرط، جزاء محذوف فلاتک الخ اور ماقبل اس پر دال ہے۔

محل استشہاد:

خبیر بنو لھب محل استشہاد ہے اس لئے کہ یہاں خبیر (وصف) مبتدا کی قسم ثانی ہے اور بنو لھب فاعل ہے جو خبر کی جگہ پر قائم ہے حالانکہ یہاں وصف سے پہلے نفی اور استفہام پر اعتماد نہیں ہے یہ کوفیین اور اخفش رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسلک کی مؤید ہے بصریین اس شعر کی ترکیب یوں کرتے ہیں کہ خبیر خبر مقدم ہے اور بنو لھب مبتدا مؤخر ہے اور یہی ترکیب زیادہ راجح ہے۔

لیکن بصریین پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ مبتدا خبر میں افراد تثنیہ جمع میں مطابقت ضروری ہے اور یہاں وہ مفقود ہے اس لئے کہ خبیر مفرد ہے اور بنو لھب جمع۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ خبیر چونکہ مصدر (جیسے زمیل، صھیل) کے وزن پر ہے اور مصدر میں تذکیر وتانیث افراد تثنیہ جمع سب برابر ہیں لہٰذا یہاں بھی سب برابر ہونگے۔

واللہ اعلم۔

وَالثَّانِ مُبْتَدَاً، وَذَا الْوَصْفِ خَبَرْ
إِنْ فِي سِوَى الْإِفْرَادِ طِبْقًا اسْتَقَرّْ

ترجمہ: اگر مفرد کے علاوہ تثنیہ جمع میں وصف اور فاعل میں مطابقت آجائے تو پھر دوسرا مبتدا ہوگا اور یہ وصف خبر مقدم ہوگا۔

ترکیب:

(والثانِ مُبْتَدَاً) مبتدا خبر، (ذا الوصفِ خَبَر) مبتدا خبر، (اِنْ) حرف شرط (فِي سِوَى الْإِفْرَادِ) جار مجرور متعلق ہوا (استقرّ) کے ساتھ، (طبقا) تمیز محول عن الفاعل (استقر) فعل فاعل شرط اور جزاء محذوف ہے ماقبل اس پر دال ہے ای فالثان مبتدا الخ۔

(ش) الوصف مع الفاعل: إما أن يتطابقا إفرادًا أو تثنية أو جمعًا، أو لا يتطابقا وهو قسمان: ممنوع، وجائز.

فإن تطابقا إفرادًا - نحو: ((أقائمٌ زيد)) - جاز فيه وجهان؛ أحدهما: أن يكون الوصف مبتدأ، وما بعده فاعل سد مسد الخبر، والثاني: أن يكون ما بعده مبتدأ مؤخرًا، ويكون الوصف خبرًا مقدمًا، ومنه قوله تعالىٰ: (أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ) فيجوز أن يكون ((أراغب)) مبتدأ، و((أنت)) فاعل سَدَّ مسد الخبر، ويحتمل أن يكون ((أنت)) مبتدأ مؤخرًا، و((أراغبٌ)) خبرًا مقدمًا.

والأول - في هذه الآية - أولىٰ؛ لأن قوله: ((عن آلهتي)) معمول لِ((راغب))، فلا يلزم في الوجه الأوّل الفصل بين العامل والمعمول بأجنبي؛ لأن ((أنت)) على هذا التقدير فاعل لِ ((راغبٌ))؛ فليس بأجنبي منه، وأما على الوجه الثاني فيلزم (فيه) الفصل بين العامل والمعمول باجنبي، لأن ((أنت)) أجنبي من ((راغب)) على هذا التقدير؛ لأنه مبتدأ؛ فليس لِ((راغب)) عمل فيه، لأنه خبر، والخبر لا يعمل في المبتدأ على الصحيح.

وإن تطابقا تثنية نحو: ((أقائمان الزيدان)) أو جمعا نحو ((أقائمون الزيدون)) فما بعد الوصف مبتدأ، والوصف خبر مقدم، وهذا معنى قول المصنف: ((والثان مبتدا وذا الوصف خبر - إلى آخر البيت)) أي: والثاني - وهو ما بعد الوصف - مبتدأ، والوصف خبر عنه مقدم عليه، إن تطابقا في غير الإفراد - وهو التثنية والجمع - هذا على المشهور مِنْ لغة العرب، ويجوز على لغة ((أكلوني البَرَاغِيثُ)) أن يكون الوصف مبتدأ، وما بعده فاعل أغنى عن الخبر.

وإن لم يتطابقا - وهو قسمان: ممتنع، وجائز، كما تقدم - فمثال الممتنع ((أقائمان زيد)) و((أقائمون زيد)) فهذا التركيب غير صحيح، ومثال الجائز ((أقائم الزيدان)) و((أقائم الزيدون)) وحينئذ يتعيّن أن يكون الوصف مبتدأ، وما بعده فاعل سد مسد الخبر.

ترجمہ وتشریح: .... وصف اور فاعل میں مطابقت:

جب وصف اور فاعل (یہاں فاعل اصطلاحی مراد ہے اسم فاعل مراد نہیں) دونوں جمع ہو جائیں تو وہ دو حال سے خالی نہیں ہونگے یا دونوں افراد وتثنیہ جمع میں ایک دوسرے کے مطابق ہونگے یا مطابق نہیں ہونگے۔

اگر مطابق نہیں تو پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) جائز (۲) ناجائز۔

اگر دونوں افراد میں مطابق ہوں (یعنی وصف بھی مفرد ہو اور فاعل بھی) جیسے (قائمٌ زیدٌ تو اس میں دو وجہ جائز ہیں۔ ایک یہ کہ وصف مبتدا ہو اور اس کا مابعد فاعل ہو جو خبر کی جگہ پر قائم ہے۔ دوسرا یہ کہ وصف خبر مقدم ہو اور اس

کا مابعد مبتداموخر ہو۔ اور رب العزت کا یہ قول: "اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ آلِهَتِي يَاابراهيم"
بھی اسی قبیل سے ہے اسلئے کہ یہاں بھی وصف اور فاعل مفرد ہونے میں ایک دوسرے کے مطابق ہیں۔ یہاں یہ بھی جائز ہے کہ اراغبٌ مبتدا ہو اور انتَ فاعل ہو جو خبر کی جگہ پر قائم ہے دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ انت مبتداموخر اور اراغبٌ خبر مقدم ہو۔

شارح فرماتے ہیں کہ پہلی ترکیب اس آیت میں راجح اور اولی ہے اس لئے کہ عن آلهتی راغب کا معمول ہے اور انت راغب کا فاعل ہے اور فاعل بہ نسبت اپنے عامل کے اجنبی نہیں ہے لہٰذا یہاں عامل اور معمول کے درمیان اجنبی کا فاصلہ نہیں ہے اس وجہ سے یہ ترکیب زیادہ اولی ہے۔

اگر دوسری ترکیب کا اعتبار کیا جائے تو اس میں عامل اور معمول کے درمیان اجنبی کا فاصلہ لازم آتا ہے اسلئے کہ اس صورت میں انت مبتداموخر اور اراغبٌ خبر مقدم اور عن آلهتی اراغبٌ کا معمول ہوگا اور راجح قول کے مطابق خبر چونکہ مبتدا میں عمل نہیں کرتا اس وجہ سے یہاں اَنتَ مبتدا راغبٌ سے اجنبی ہوگا الغرض عامل اور معمول میں اجنبی کے فاصلہ ہونے کی وجہ سے یہ دوسری ترکیب صحیح نہیں۔

واضح رہے کہ محشی نے شارح پر رد کیا ہے کہ شارح نے آیت کریمہ مذکورہ میں دونوں ترکیبوں کو جائز قرار دیا ہے حالانکہ یہاں صرف ایک ہی ترکیب (جو کہ پہلی ہے) جائز ہے شاید شارح کی مراد یہ ہو کہ اس میں صرف یہ دو احتمال بن سکتے ہیں اگرچہ دوسرا احتمال ناجائز ہے۔

والاول فی هذه الآیة اولیٰ کی بجائے شارح کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ **والاول فی هذه الآیة واجب لایجوز غیره** تاکہ معلوم ہو جاتا کہ صرف پہلا احتمال جائز ہے اور دوسرا غلط ہے۔

وان تطابقا تشنية الخ :

اگر وصف اور فاعل دونوں تثنیہ اور جمع میں ایک دوسرے کے مطابق ہوں تو پھر صرف ایک ہی ترکیب متعین ہے وہ یہ کہ وصف خبر مقدم ہوگا اور **مابعدالوصف** مبتداموخر۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول والثان مبتدأ الخ سے یہی مراد ہے۔ شارح فرماتے ہیں کہ اکلونی البراغیث والی لغت کے مطابق اس صورت میں یہ بھی جائز ہے کہ وصف مبتدا ہو جائے اور اس کا مابعد فاعل جو کہ خبر کی جگہ قائم ہے۔

اکلونی البراغیث والی لغت کی تفصیل:

واضح رہے کہ اکلونی البراغیث (ترجمہ مجھے پسو کھا گئے) نحویوں کا ایک مشہور قاعدہ ہے۔

اس کی تفصیل انشاء اللہ فاعل کی بحث میں شرح ابن عقیل کی دوسری جلد میں آئے گی تاہم یہاں مختصراً تمہید کے طور پر یہ سمجھنا ضروری ہے کہ فاعل جب اسم ظاہر ہو تو اس کے فعل کو ہمیشہ کیلئے مفرد لایا جائے گا اگرچہ فاعل تثنیہ جمع کیوں نہ ہو جیسے قام زیدٌ. قام الزیدان .قام الزیدون.

لیکن بنوالحارث بن کعب (جو عرب کی ایک جماعت ہے) کے نزدیک اگر فاعل تثنیہ جمع ہو تو اس کے فعل کو تثنیہ، جمع لانا جائز ہے ان کی دلیلوں میں چند اشعار کو بھی ذکر کیا جاتا ہے (جن کا ذکر آگے آئے گا انشاء اللہ) لیکن یہ لغت قلیل ہے۔ اسی لغت قلیلہ کو نحوی حضرات اکلونی البراغیث کی لغت سے تعبیر کرتے ہیں لیکن جمہور مانعین اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ مثلاً قاما الزیدان قاموا الزیدون میں الزیدان الزیدون قاما اور قاموا کا فاعل نہیں بلکہ ان کا فاعل الف، اور واؤ ہیں اور فعل فاعل مل کر خبر مقدم ہے اور اسم ظاہر الزیدان 'الزیدون مبتدا مؤخر ہے یا اسم ظاہر ضمیر سے بدل ہے۔ واللہ اعلم۔

وان لم یتطابقا الخ:

اگر وصف اور فاعل میں افراد تثنیہ جمع میں مطابقت نہیں ہے تو اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ممتنع ہے (۲) جائز۔

ممتنع کی مثال اقائمان زیدٌ، اقائمون زیدٌ یہ ترکیب نہ تو فصیح لغت کے مطابق صحیح ہے اور نہ غیر فصیح کے مطابق اس لئے کہ مبتدا اور خبر کی اگر رعایت کی جائے تو مبتدا خبر میں افراد تثنیہ جمع میں مطابقت ضروری ہے اور وہ یہاں موجود نہیں ہے۔ اور اگر فاعلیت کا لحاظ کیا جائے تو فاعل اور اس کے عامل کیلئے شرط یہ ہے کہ فاعل کا عامل علامت تثنیہ جمع سے خالی ہو اور یہ شرط بھی یہاں مفقود ہے۔

اور جائز کی مثال اقائم الزیدان، اقائم الزیدون ہے یہاں وصف یعنی قائم کا مبتدا اور مابعد کا فاعل (جو کہ خبر کی جگہ قائم ہے) بنانا متعین ہے اسلئے کہ مبتدا اور خبر میں مطابقت ضروری ہے۔

وَرَفَعُوا مُبتَدا بالابتداء

کذاک رفعُ خبرٍ بالمُبتَدا

ترجمہ: ..نحویوں نے مبتدا کو ابتدا سے رفع دیا ہے اسی طرح خبر کو مبتدا سے۔

ترکیب:

(رَفَعُوا مُبتَدا بالابتداء) فعل وفاعل ومفعول جار مجرور (کذاک) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر مقدم (رفعُ خبرٍ بالمُبتَدا) مبتدا مؤخر۔

(ش) مذهب سيبويه وجمهور البصريين أن المبتدأ مرفوع بالابتداء، وأن الخبر مرفوع بالمبتدأ. فالعامل

فی المبتدأ معنوی—وهو كون الاسم مجرداً عن العوامل اللفظية غير الزائدة، وما أشبهها—واحترز بغير الزائدة من مثل: ((بِحَسْبِكَ دِرْهَمٌ)) فبحسبك: مبتدأ، وهو مجرد عن العوامل اللفظية غير الزائدة، ولم يتجرد عن الزائدة، فإن الباء الداخلة عليه زائدة، واحترز ((بشبهها)) من مثل: ((رُبَّ رَجُلٍ قَائِمٌ)) فرجل: مبتدأ، وقائم: خبره، ويدل على ذلك رفع المعطوف عليه، نحو: ((رُبَّ رَجُلٍ قَائِمٌ وَامْرَأَةٌ)).

والعامل في الخبر لفظي، وهو المبتدأ، وهذا هو مذهب سيبويه رحمه الله تعالى وذهب قوم إلى أن العامل في المبتدأ والخبر الابتداء، فالعامل فيهما معنوي.

وقيل المبتدأ مرفوع بالابتداء والخبر مرفوع بالابتداء والمبتدأ. وقيل: ترافعا، ومعناه أن الخبر رفع المبتدأ، وأن المبتدأ رفع الخبر وأعدل هذه المذاهب مذهب سيبويه (وهو الأول) وهذا الخلاف (مما) لا طائل فيه.

ترجمہ وتشریح:............مبتدا خبر کے عامل میں اختلاف:

مبتدا خبر میں عامل کیا ہے اس میں نحویوں کا مشہور اختلاف ہے سیبویہ اور جمہور بصریین کا مذہب یہ ہے کہ مبتدا میں ابتداء عامل ہے اور خبر میں مبتدا، اس صورت میں صرف مبتدا میں عامل معنوی ہوگا اور خبر میں عامل لفظی ہوگا جو کہ مبتدا ہے۔

عامل معنوی کی تعریف کسی اسم کا عوامل لفظیہ غیر زائدہ اور مشابہ زائدہ سے خالی ہونا ہے (یعنی وہ اسم عامل لفظی سے خالی ہو اگر چہ عامل زائد اس پر داخل ہو اور جو عامل زائد کے مشابہ ہو اس سے بھی اس اسم کا خالی ہونا ضروری ہے)

غیر زائدہ کہا تو بِحَسْبِكَ دِرْهَمٌ (آپ کیلئے ایک درہم کافی ہے) سے احتراز کیا اسلئے کہ یہ غیر زائد عامل لفظی سے خالی ہے اگر چہ زائد (باء) سے خالی نہیں اس وجہ سے بحسبک مبتدا ہوگا "لشبهها"۔ کا مطلب یہ ہے کہ اسم خالی ہو اس سے بھی جو زائد کے مشابہ ہو، شبهها کہا تو رُبَّ رَجُلٍ قَائِمٌ سے احتراز کیا یہاں رُبَّ رجل مبتدا ہے اگر چہ اس پر لفظی عامل داخل ہے لیکن یہ زائد کے مشابہ ہے اور یہاں چونکہ امرءة معطوف مرفوع ہے اس وجہ سے معلوم ہوا کہ رجل محلا مرفوع ہے۔

(۲) بعض نحویوں کے نزدیک عامل مبتدا اور خبر دونوں میں معنوی ہے۔

(۳) بعض کے نزدیک مبتدا میں عامل معنوی ابتداء ہے اور خبر میں عامل لفظی و معنوی یعنی ابتداء اور مبتدا دونوں ہیں۔

(۴) بعض کے نزدیک دونوں ایک دوسرے میں عامل ہیں۔

شارح فرماتے ہیں کہ ان سب میں زیادہ اعدل مذہب سیبویہ رحمه الله تعالى کا ہے جو کہ اولاً ذکر ہے۔ لیکن

اس اختلاف کا کوئی خاص مقصد و فائدہ نہیں۔

وَالْـخَـبَـرُ الْـجـزءُ الْـمُتِمُّ الْـفَـائِـدَة
كَـالـلّٰـهُ بَـرٌّ وَالاَيَـادِي شَـاهِـدَة

ترجمہ: ...خبر جملے کا وہ جزء ہوتا ہے جو فائدہ کو مکمل کرے جیسے اللہ برّ، الایادی شاھدۃ (یہاں لفظ اللہ اور الایادی مبتدا اور برّ اور شاھدۃ خبر ہیں، ترجمہ اللہ رب العزت احسان کرنے والے ہیں اور اللہ کی نعمتیں اس پر شاہد ہیں)

ترکیب:

(الخبرُ) مبتدا (الجزءُ المُتِمُّ الفائدة) موصوف صفت خبر (كاللّٰه برٌّ) ای و ذالک کائن الخ

(ش) عرّف المصنف الخبر بأنه الجزء المكمل للفائدة، ويرد عليه الفاعل، نحو: ((قَامَ زَيْدٌ)) فإنه يصدق على زيد أنه الجزء المتم للفائدة، وقيل في تعريفه: إنه الجزء المنتظم منه مع المبتدأ جملة، ولا يرد الفاعل على هذا التعريف، لأنه لا ينتظم منه مع المبتدأ جملة، بل ينتظم منه مع الفعل جملة، وخلاصة هذا أنه عرّف الخبر بما يوجد فيه وفي غيره، والتعريف ينبغي أن يكون مختصا بالمعرّف دون غيره.

ترجمہ وتشریح: ....خبر کی تعریف:

خبر کی تعریف مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ کی ہے کہ خبر وہ جزء ہے جو فائدہ کو مکمل کرے، شارح اس پر اعتراض کر رہے ہیں کہ یہ تعریف تو فاعل پر بھی صادق آتی ہے جیسے قامَ زیدٌ اس لئے کہ زید بھی فائدہ کو مکمل کرنے والا جزء ہے۔ اس لئے بعض حضرات نے اس کی تعریف یوں کی ہے کہ خبر وہ ہے جو مبتدا سے ملکر جملہ بنتا ہے اس تعریف سے فاعل نکل گیا کیونکہ فاعل مبتدا سے ملکر جملہ نہیں بنتا بلکہ فعل سے ملکر جملہ بنتا ہے۔ الغرض مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے خبر کی ایسی تعریف کی جو خبر میں بھی پائی جاتی ہے اور اس کے علاوہ فاعل میں بھی حالانکہ تعریف معرّف کے ساتھ ہی خاص ہونا چاہئے۔

وَمُـفْـرَدًا يَـأْتِـي وَيَـأْتِـي جُـمْـلَـة
حَـاوِيَةً مَـعْـنَـى الَّـذِي سِيقَـتْ لَـهُ
وَإِنْ تَـكُـنْ إِيَّـاهُ مَـعْـنًـى اكْـتَـفَـى
بِهَـا كَـنُـطْـقِي اللّٰـهُ حَسْبِي وَكَـفَـى

ترجمہ: ......اور خبر مفرد بھی آتی ہے اور جملہ بھی اس حال میں کہ وہ جملہ اس مبتدا کے معنی (رابط) کو شامل ہو جس مبتدا کیلئے جملہ کو چلایا گیا ہو (یعنی خبر ایسا جملہ ہو کہ اس میں ایک رابط ہو جو مبتدا کی طرف لوٹے)

اور اگر جملہ والی خبر معنی کے اعتبار سے مبتدا ہو تو اسی جملہ پر اکتفاء کیا جائے گا (یعنی پھر اس میں رابط کی ضرورت نہیں) جیسے نطقی اللّٰہ حسبی و کفیٰ، میری بات یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ میرے لئے بس ہے اور وہی کافی ہے، (وضاحت آگے آرہی ہے)

ترکیب:

(مفردًا) حال ہے (یاتی) کی مستتر ضمیر سے، (یاتی) فعل (اس میں ھو ضمیر مستتر راجع ہے خبر کی طرف وہ اس کے لئے فاعل (جملة) موصوف حاوية معنى الذى سيقت له اسم فاعل با فاعل صفت، موصوف صفت ملکر حال۔

(ان تکن) فعل ناقص ھی ضمیر مستتر راجع ہے جملہ کی طرف وہ اس کا فاعل ایاہ فعل ناقص کی خبر معنی منصوب بنزع الخافض ای بالمعنی اکتفی فعل ھو ضمیر خبر کی طرف راجع ہے وہ اس کا فاعل بھا جار مجرور اکتفی جواب شرط کے ساتھ متعلق ہوا۔

کنطقی ای وذالک کائن الخ:

نطقی مضاف مضاف الیہ مبتدا اوّل حسبی معطوف علیہ (و کفی) فعل فاعل معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر خبر ہوا مبتدا ثانی کیلئے۔ مبتدا ثانی با خبر جملہ اسمیہ ہو کر پھر خبر۔ جیسے نطقی اللّٰہ حسبی و کفیٰ؛

(ش) ينقسم الخبر الى مفرد وجملة، وسيأتى الكلام على المفرد. فأما الجملة فإما أن تكون هى المبتدأ فى المعنى أو لا.

فإن لم تكن هى المبتدأ فى المعنى فلابد فيها من رابط يربطها بالمبتدأ، وهذا معنى قوله: ((حاوية معنى الذى سيقت له)) والرابط: إما ضمير يرجع إلى المبتدأ، نحو: ((زيد قام أبوه)) وقد يكون الضمير مقدرا، نحو: ((السمن منوان بدرهم)) التقدير: منوان منه بدرهم(۲) أو إشارة إلى المبتدأ كقوله تعالىٰ: (ولباس التقوى ذلك خير) فى قراءة من رفع اللباس (۳) أو تكرار المبتدأ بلفظه، وأكثر ما يكون فى مواضع التفخيم كقوله تعالىٰ: (الحاقة ما الحاقة) و (القارعة ما القارعة)، وقد يستعمل فى غيرها، كقولك: ((زيد ما زيد)) (۴) أو عموم يدخل تحته المبتدأ، نحو ((زيد نعم الرجل)).

وإن كانت الجملة الواقعة خبرا هي المبتدأ في المعنى لم تحتج إلى رابط، وهذا معنى قوله: وإن تكن –إلى آخر البيت)) أي: وإن تكن الجملة إياه –أي المبتدأ في المعنى اكتفي بها عن الرابط كقوله نطقي الله حسبي فنطقي مبتدأ –أول)، والاسم الكريم: مبتدأ ثان، وحسبي: خبر عن المبتدأ الثاني، والمبتدأ الثاني وخبره خبر عن المبتدأ الأول، واستغني عن الرابط، لأن قولك ((ألله حسبي)) هو معنى ((نطقي)) وكذلك ((قولي لا إله إلا الله)).

ترجمہ وتشریح:.........خبر کی قسمیں:

خبر کی دو قسمیں ہیں۔ مفرد، جملہ۔ مفرد پر کلام آگے آئے گا انشاء اللہ۔ اور اگر خبر جملہ ہو تو یا معنی میں مبتدا ہی ہوگا یعنی اس کا اور مبتدا کا معنی ایک ہوگا یا نہیں۔ اگر نہیں ہے تو پھر خبر کے اندر ضروری ہے کہ اس میں کوئی رابط ہو جو مبتدا کے ساتھ اس کو ملادے اس لئے کہ جملہ من حیث الجملۃ مستقل ہوتا ہے حالانکہ مبتدا خبر میں باہمی ربط ضروری ہے اس وجہ سے نحویوں نے یہ شرط لگائی کہ جملہ میں رابط ہوگا جو مبتدا کے ساتھ خبر کو ملائے گا۔ حَاوِيَةً معنى الَّذِي سِيقَتْ لَهُ کا یہی معنی ہے اب رابط یا تو ضمیر ہوگی جو مبتدا کی طرف لوٹے گی جیسے زیدقامَ ابوہ یہاں قام ابوہ فعل فاعل جملہ ہے اس میں ہ ضمیر مبتدا یعنی زید کی طرف لوٹ رہی ہے۔

اور کبھی ضمیر قرینہ کی وجہ سے مقدر ہوتی ہے جیسے السَّمَنُ منوان بدرهم (دو سیر گھی ایک درہم کا ہے) منوان بدرهم مبتدا خبر جملہ اسمیہ ہو کر السمن مبتدا کیلئے خبر ہے اصل میں منوان منه تھا یہاں " ہ "ضمیر مقدر ہے قرینہ یہ ہے کہ جو آدمی کوئی چیز ہاتھ میں لیتا ہے اسی کی قیمت بتاتا ہے۔ یا خبر میں مبتدا کی طرف اشارہ ہوگا جیسے "ولباس التقوىٰ ذلك خير" یہاں ذالک خیر میں ذالک کیذریعے لباسُ التقوى مبتدا کی طرف اشارہ ہے (یہ اس وقت ہے جب لباس میں رفع کی قراءت ہو) یا ربط اس طرح ہو کہ مبتدا کو بعینہ اسی لفظ کے ساتھ مکرر لایا جائے اور اکثر یہ تفخیم (عظیم المرتبہ کام) کی جگہوں میں ہوتا ہے جیسے: الحاقة ما الحاقة، القارِعةُ ما القارِعة کبھی تفخیم کے علاوہ بھی مبتدا مکرر رہتا ہے جیسے زیدمازید یا ربط اس طرح ہو کہ خبر میں اتنا عموم ہو کہ اس کے تحت مبتدا بھی آجائے جیسے زیدٌنِعمَ الرجل (زید اچھا آدمی ہے) یہاں نعم الرجل میں اتنا عموم ہے کہ زید بھی اس میں آجاتا ہے۔ اور اگر وہ جملہ جو کہ خبر واقع ہے بعینہ معنی کے اعتبار سے مبتدا ہو تو پھر رابط کی ضرورت نہیں بلکہ اسی پر اکتفاء کیا جائے گا جیسے نُطقِي الله حسبي و كفى (اصل میں كفى به تھا)

اب نطقي اور الله حسبي دونوں کا معنی ایک ہے یعنی دونوں پر ایک دوسرے کا اطلاق ہوتا ہے (مثلا میری بات یہ ہے کہ اللہ میرے کافی ہے) اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ میرے لئے کافی ہے یہ میری بات ہے)

اسی طرح قَوْلِی لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بھی ہے فَتَدَبَّرْ۔

وَالْمُفْرَدُ الْجَامِدُ فَارِغٌ وَاِنْ
يُشْتَقَّ فَهْوَ ذُوْ ضَمِيْرٍ مُسْتَكِنْ

ترجمہ: ...وہ خبر مفرد اور جامد ہو تو وہ ضمیر سے خالی ہوگی اور اگر وہ مشتق ہو تو وہ مقدر ضمیر والی ہوگی۔

(ش) تقدم الكلام في الخبر إذا كان جملة، وأما المفرد: فإما أن يكون جامدا، أو مشتقا.

فإن كان جامدا فذكر المصنف أنه يكون فارغا من الضمير، نحو ((زيدٌ أخوك)) وذهب الكسائي والرماني وجماعة إلى أنه يتحمل الضمير، والتقدير عندهم: ((زيد أخوك هو)) وأما البصريون فقالوا: إما أن يكون الجامد متضمنا معنى المشتق، أو لا، فإن تضمن معناه نحو: ((زيد أسد)) -أي شجاع- تحمّل الضمير، وإن لم يتضمن معناه لم يتحمل الضمير كما مثل.

وإن كان مشتقًّا فذكر المصنف أنه يتحمل الضمير، نحو: ((زيدٌ قائم)) أي: هو، هذا إذا لم يرفع ظاهرا.

وهذا الحكم إنما هو للمشتق الجاري مجرى الفعل: كاسم الفاعل، واسم المفعول، والصفة المشبهة، واسم التفضيل، فأما ما ليس جاريا مجرى الفعل من المشتقات فلا يتحمل ضميرا، وذلك كأسماء الآلة نحو مفتاح فانّه مشتق من الفتح ولا يتحمل ضميرًا. فإذا قلت: ((هذا مفتاح)) لم يكن فيه ضمير، وكذلك ما كان على صيغة مفعل وقصد به الزمان أو المكان كـ((مرمى)) فإنه مشتق من ((الرمي)) ولا يتحمل ضميرا، فإذا قلت: ((هذا مرمى زيد)) تريد مكان رميه أو زمان رميه كان الخبر مشتقا ولا ضمير فيه.

وإنما يتحمل المشتق الجاري مجرى الفعل الضمير إذا لم يرفع ظاهرا، فإن رفعه لم يتحمل ضميرا، وذلك نحو: ((زيد قائم غلاماه)) فغلاماه: مرفوع بقائم، فلا يتحمل ضميرا.

وحاصل ما ذكر: أن الجامد يتحمل الضمير مطلقا عند الكوفيين، ولا يتحمل ضميرا عند البصريين، إلا إن أوّل بمشتق، وأن المشتق إنما يتحمل الضمير إذا لم يرفع ظاهرا وكان جاريا مجرى الفعل، نحو: ((زيد منطلق)) أي: هو، فإن لم يكن جاريا مجرى الفعل لم يتحمّل شيئا، نحو: هذا مفتاح))، و((هذا مرمى زيد)).

ترکیب:

المفرد الجامد موصوف صفت مبتدا (فارغ) خبر۔ان یشتق شرط فھو ذوالخ جزاء۔

ترجمہ وتشریح:

پہلے اس خبر کے بارے میں بات گزر گئی جو جملہ واقع ہو۔اگر خبر مفرد ہو تو یا جامد ہوگی یا مشتق۔

۱..... اگر خبر جامد ہو تو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ یہ ضمیر سے فارغ ہوگی جیسے: زیدٌ اخوک (اخوک خبر جامد ہے اوراس میں ضمیر نہیں ہے) اوراگر خبر مشتق ہو تو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کردہ کلام کے مطابق اس میں ضمیر ہوگی جیسے زید قائم ای ھُوَ۔

۲..... کسائی اور رمانی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک مطلقاً خبر میں ضمیر ہوگی چاہے خبر جامد ہو یا مشتق۔

۳..... بصریین فرماتے ہیں کہ اگر خبر جامد مشتق کے معنی کو متضمن ہو تو اس میں ضمیر ہوگی جیسے: "زیدٌ اَسدٌ" (اسد) اگرچہ خبر جامد ہے لیکن یہ مشتق کے معنی کو متضمن ہے جو کہ شجاع ہے۔اوراگر خبر کے معنی کو متضمن نہ ہو تو اس میں ضمیر نہیں ہوگی جیسے: زیدٌ اخوک۔یہ حکم اس مشتق کیلئے ہے جو فعل کی طرح جاری ہوتا ہو جیسے اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم تفضیل، اور جو جاری مجری الفعل نہ ہو تو اس میں ضمیر نہیں ہوگی۔جیسے: اسماء آلہ مثلاً مفتاح (چابی) یہ فتح سے مشتق ہے لیکن پھر بھی اس میں ضمیر نہیں ہے۔اس طرح جو مفعل کے وزن ہو اوراس سے مقصود زمان یا مکان ہو جیسے مَرْمیٰ، یہ رمی سے مشتق ہے اوراس میں ضمیر نہیں ہے اگر ھذا مرمی زید کہا جائے اور مقصود مکان رمی یا زمانہ رمی ہو تو خبر مشتق ہونے کے باوجود اس میں ضمیر نہیں ہوگی۔

وانّمایتحمل الخ:

جو خبر مشتق جاری مجری الفعل ہو اس میں ضمیر تب ہوگی جب وہ اسم ظاہر کو رفع نہ دے اگر رفع دے تو پھر اس میں ضمیر نہیں ہوگی جیسے "زید قائم غلاماہ" یہاں "غلاماہ" کو "قائم" نے رفع دیا ہے اس وجہ سے اس میں ضمیر نہیں ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ کوفیین کے نزدیک مطلقاً خبر میں ضمیر ہوگی اور بصریین کے نزدیک اگر خبر مشتق ہو تو پھر اس میں ضمیر ہوگی اور مشتق کی تاویل ہو سکتی ہو تو بھی اس میں ضمیر ہوگی ورنہ نہیں۔

اوران کے ہاں مشتق میں بھی تب ضمیر ہوگی جب وہ اسم ظاہر کو رفع دے اور فعل کی طرح جاری ہو جیسے: زیدٌ منطلقٌ ای ھو، اگر جاری مجری الفعل نہ ہو تو پھر اس میں ضمیر نہیں ہوگی جیسے ھذا مفتاح الخ

وَأَبْرِزَنْهُ مُطْلَقًا حَيْثُ تَلَا
مَا لَيْسَ مَعْنَاهُ لَهُ مُحَصَّلَا

ترجمہ: آپ خبر مشتق کی ضمیر کو مطلقا ظاہر کریں التباس کا خطرہ ہو یا نہ ہو جب وہ خبر اس مبتدا کے بعد آجائے جس خبر کا معنی اس مبتدا کیلئے حاصل نہ ہو۔

ترکیب:

(ابرزنه) فعل فاعل ومفعول (مطلقا) حال ہے ضمیر بارز سے (حيث) ظرف مکان متعلق ہے (ابرزن) کے ساتھ (تلا) فعل فاعل (ما) اسم موصول (ليس) فعل ناقص (معناه) اس کا اسم (له) جار مجرور متعلق ہوا (محصلا) ليس کی خبر کے ساتھ۔ موصول باصلہ مفعول ہوا تلا کیلئے۔

(ش) اذاجرى الخبر المشتق على من هو له استتر الضمير فيه، نحو: زيد قائم)) أى هو، فلو أتيت بعد المشتق ب((هو)) ونحوه وأبرزته فقلت: ((زيد قائم هو)) فقد جوّز سيبويه فيه وجهين، أحدهما: أن يكون ((هو)) تأكيدا للضمير المستتر في ((قائم)) والثاني أن يكون فاعلا ب((قائم)) هذا إذا جرى على من هو له.

فإن جرى على غير مَنْ هو له — وهو المراد بهذا البيت — وجب إبراز الضمير، سواء أمن اللبس، أو لم يؤمن، فمثال ما أمن فيه اللبس: ((زيد هند ضاربها هو)) ومثال مالم يؤمن فيه اللبس لولا الضمير ((زيد عمرو ضاربه هو)) فيجب إبراز الضمير في الموضعين عند البصريين، وهذا معنى قوله: ((وأبرزنه مطلقا)) أى سواء أمن اللبس، أو لم يؤمن.

وأما الكوفيون فقالوا: إن أمن اللبس جاز الأمران كالمثال الأول — وهو: ((زيد هند ضاربها هو)) — فإن شئت أتيت ب((هو)) وإن شئت لم تأت به وان خيف اللبس وجب الابراز كالمثال الاوّل فانک لو لم تأت بالضمير فقلت: ((زيد عمرو ضاربه)) لاحتمل أن يكون فاعل الضرب زيدا، وأن يكون عمرا، فلما أتيت بالضمير فقلت: ((زيد عمرو ضاربه هو)) تعين أن يكون ((زيد)) هو الفاعل.

واختار المصنف في هذا الكتاب مذهب البصريين، ولهذا قال: وأبرزنه مطلقا)) يعنى سواء خيف اللبس، أولم يخف، واختار في غير هذا الكتاب مذهب الكوفيين، وقد ورد السماع بمذهبهم، فمن هذا قول الشاعر:

۴۲-قَوْمِي ذُرَا المَجْدِ بَانُوهَا وَقَدْ عَلِمَتْ
بِكُنْهِ ذالک عَدْنَانٌ وقحطان

التقدیر بانوها هم؛ فحذف الضمیر لأمن اللبس.

ترجمہ وتشریح:

خبر یا تو مبتدا کیلئے چلائی گئی ہوگی جیسے: زیدٌ قائمٌ (یہاں " قائمٌ "خبر کو مبتدا "زید " ہی کیلئے چلایا گیا ہے یعنی زید کے قیام کو ثابت کیا جارہا ہے تو اس صورت میں خبر میں ضمیر مستتر ہوگی۔ لیکن اگر مشتق کے بعد ھُو کو ظاہر کیا جائے تو سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان میں دو وجہیں جائز ہیں۔ ایک یہ کہ (ھُو) قائم کی ضمیر مستتر کی تاکید ہو۔ دوسری یہ کہ وہ قائم کا فاعل ہو۔

اور اگر خبر اپنے مبتدا کے علاوہ غیر کیلئے جاری ہو تو اس صورت میں ضمیر کا ظاہر کرنا ضروری ہے التباس کا خطرہ ہو یا نہ ہو التباس کا خطرہ نہ ہونے کی مثال: زیدٌ ھندٌ ضاربُھا ھُو (ہند کا مانے والا زید ہے) اب یہاں التباس کا خطرہ نہیں ہے اگر ضمیر نہ لائی جائے اسلئے کہ یہاں مقصود یہ ہے کہ ہند کا مارنے والا زید ہے نہ یہ کہ ہند زید کو مارنے والا ہے ضمیر، ہو اور التباس کا خطرہ ہو اس کی مثال: زیدٌ عمرو ضاربه هو ۔ یہاں اگر (ھو) ضمیر کو نہ لایا جائے تو پھر احتمال ہوگا کہ (ضرب) کا فاعل زید ہوگا یا عمرو ہوگا لیکن جب ضمیر لائی گئی تو زید کی ضاربیت متعین ہوگئی۔

الغرض بصریین کے ہاں التباس کا خطرہ ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں ضمیر کو ظاہر لانا ضروری ہے۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں بصریین کا مسلک پسند کیا ہے اسی وجہ سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے (وابرزنه مطلقا) کہا اور اس کتاب کے علاوہ میں کوفیین کا مسلک پسند کیا ہے اور سماع بھی ان ہی کے مسلک پر وارد ہے۔

اور اسی سے شاعر کا یہ قول ہے:

قَوْمِي ذُرَا المَجْدِ بَانُوهَا وَقَدْ عَلِمَتْ
بِكُنْهِ ذالک عَدْنَانٌ وقحطان

ترجمہ: ۔۔ میری قوم بزرگی کی چوٹیوں کی بانی ہے اور اس کی حقیقت کو عدنان اور قحطان (دو قبیلوں) نے جانا ہے۔

تشریح المفردات:

(الذری) ذروة کی جمع کی ہے ہر چیز کے اعلیٰ کو کہا جاتا ہے۔ (المجد) عزت اور شرف، (بانوھا) اصل میں

بانیون لہا تھا (داعُون) کے قاعدہ کے مطابق (بانون) ہوالام کو تخفیفا اور نون کو اضافت کی وجہ سے حذف کیا (کنہ) کسی بھی چیز کی حقیقت کو کہتے ہیں۔ (عدنان ،قحطان) عرب کے دو قبیلے ہیں۔

ترکیب:

(قومی) مضاف مضاف الیہ مبتدا اوّل، (ذرالمجد) مضاف مضاف الیہ مبتدا ثانی (بانوھا) مضاف مضاف الیہ خبر ہوا مبتدا ثانی کا، مبتدا ثانی با خبر، خبر ہوا مبتدا اول کیلئے قد عَلِمت فعل (بکنہ ذالک) اس کے ساتھ متعلق (عدنان وقحطان) معطوف علیہ معطوف فاعل ہوا عَلِمَتْ کیلئے۔

محل استشہاد:

(قومی ذرالمجدبانوھا) محل استشہاد ہے یہاں کوفیین کے مسلک کے مطابق چونکہ التباس کا خوف نہیں ہے اس وجہ سے کہ بانی قوم ہوتی ہے نہ کہ بزرگی کی چوٹیاں، بزرگی کی چوٹیاں تو بنائی جاتی ہیں (بصیغہ اسم مفعول) اس لئے (ھم) ضمیر کو حذف کیا گیا اصل میں تھا بانوھاھم۔

اور بصریین کے ہاں ضمیر کو ظاہر کرنا ضروری ہے چاہے التباس ہو یا نہ ہو اور اس جیسے اشعار کا وہ جواب دیتے ہیں کہ یہ شاذ ہیں۔

وَاَخبَرُوا بِظَرفٍ اَو بِحَرفِ جَرّ

نَاوِینَ مَعنَی کَائِنٍ او استَقَرّ

ترجمہ: ۔۔ نحوی حضرات نے ظرف اور جار مجرور کو خبر بنایا ہے اس حال میں کہ وہ کائنٌ یا استقر کو مقدر مانتے ہیں۔

ترکیب:

(اخبروا) فعل فاعل (بظرف او بحرف جر) جار مجرور (اخبروا) کے ساتھ متعلق (ناوین) اسم فاعل (ھُم) ضمیر مستتر اس کیلئے فاعل۔ (معنی کائن الخ) مضاف مضاف الیہ مفعول بہ، اسم فاعل با فاعل ومفعول بہ حال۔

(ش) تقدّم انّ الخبر یکون مفرداویکون جملة، وذکر المصنف فی ھذا البیت انه یکون ظرفاأو جارّاو مجرورا، نحو: ((زیدعندک))، و((زیدفی الدار)) فکل منھمامتعلق بمحذوف واجب الحذف، واجازقوم -منھم المصنف- أن یکون ذلک المحذوف اسماأوفعلا نحو: ((کائن)) أو ((استقر)) فإن قدرت ((کائنا)) کان من قبیل الخبر بالمفرد، وإن قدرت ((استقر)) کان من قبیل الخبر بالجملة.

واختلف النحويون في هذا،فذهب الأخفش إلى أنه من قبيل الخبر بالمفرد،وأن كلامنهمامتعلق بمحذوف،وذلك المحذوف اسم فاعل،التقدير((زيد كائن عندك،اومستقرعندك،أوفي الدار)) وقد نسب هذالسيبويه.

وقيل:انهمامن قبيل الجملة، وإن كلامنهمامتعلق بمحذوف هوفعل،والتقدير((زيداستقر– أويستقر–عندك،أوفي الدار))ونسب هذاإلى جمهور البصريين،وإلى سيبويه أيضا.

وقيل:يجوزأن يجعلا من قبيل المفرد؛ فيكون المقدرمستقراونحوه ،وأن يجعلا من قبيل الجملة؛فيكون التقدير((استقر))ونحوه ،وهذاظاهر قول المصنف ((ناوين معنى كائن أواستقر)).

وذهب أبوبكربن السراج إلى أن كلامن الظرف والمجرور قسم برأسه،وليس من قبيل المفرد ولامن قبيل الجملة،نقل عنه هذاالمذهب تلميذه أبوعلي الفارسي في الشيرازيات.

والحق خلاف هذا المذهب ،وأنه متعلق بمحذوف،وذلك المحذوف واجب الحذف ،وقد صرح به شذوذا كقوله :

۴۳–لك العِزُّإن مولاك عَزَّ، وإن يَهُنْ
فأنت لدى بُحْبُوحةِ الهُون كائن

وكمايجب حذف عامل الظرف والجار والمجرور–إذا وقعا خبراً– كذلك يجب حذفه إذا وقعاصفة،نحو:((مررت برجل عندك ،أوفي الدار))أوحالا،نحو:((مررت بزيدعندك،أوفي الدار))أوصلة،نحو:((جاء الذي عندك،أوفي الدار))لكن يجب في الصلةأن يكون المحذوف فعلا، والتقدير:((جاء الذي استقر عندك،أو في الدار))وأما الصفة والحال فحكمهماحكم الخبر كماتقدم.

ترجمہ وتشریح:

اس سے پہلے یہ بات گزرگئی کہ خبر مفرد بھی ہوتی ہے اور جملہ بھی اب مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ خبر ظرف اور جار مجرور بھی ہوتی ہے جیسے (زیدٌ عندک. زیدٌ فی الدار) ان میں ہر ایک محذوف کے ساتھ متعلق ہے جو واجب الحذف ہے۔

بعض حضرات نے کہا ہے (جن میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ہیں) کہ محذوف اسم بھی ہوسکتا ہے جیسے کائن اور فعل بھی ہوسکتا ہے جیسے: استقر اگر کائن کو مقدر مانا جائے تو پھر یہ خبر بالمفرد کے قبیل سے ہوگا (یعنی پھر مفرد خبر کی طرح ہوگا)

اور اگر استقر کو مقدر مانا جائے تو یہ خبر بالجملہ کے قبیل سے ہوگا اسلئے کہ استقر فعل بافاعل جملہ ہے۔

۱.....اخفش رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے یہ ہے کہ یہ خبر بالمفرد کے قبیل سے ہے اور اس کا متعلق اسم فاعل محذوف ہے تقدیر عبارت یوں ہے زید کائن عندک اور مستقر عندک اوفی الدار ۔سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف بھی یہ بات منسوب ہے۔

۲.....بعض کے نزدیک یہ خبر بالجملہ کے قبیل سے ہے اور اس کا متعلق فعل محذوف ہے ای زیدٌ استقرَّ، یستقِر، یہ جمہور بصریین کی طرف منسوب ہے نیز سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف یہ مسلک بھی منسوب ہے۔

۳.....بعض کے نزدیک دونوں (یعنی اسم اور فعل) کو مقدر مان سکتے ہیں۔یہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کا ظاہر بھی ہے۔

۴.....ابوبکر بن السراج رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ظرف اور جار مجرور ہر ایک مستقل قسم ہے نہ مفرد کے قبیل سے ہے نہ جملہ کے قبیل سے، ان کے شاگرد ابوعلی فارسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے اس مسلک کو شیرازیات میں نقل کیا ہے۔

والحق الخ: شارح فرماتے ہیں کہ یہ آخری مسلک صحیح نہیں ہے اس کے علاوہ درست ہیں۔

یہ ظرف اور جار مجرور جس محذوف کے ساتھ متعلق ہوتا ہے اس کا حذف ضروری ہے کبھی شاذ کے طور پر صراحۃً اس کو ذکر بھی کیا جاتا ہے۔جیسے شاعر کا قول ہے۔

لکَ العِز اِنْ مَولاکَ عَزّ، وان یھن

فانت لدی بحبوحۃ الھون کائن

ترجمہ: اگر آپ کا مولیٰ عزت والا ہے تو آپ کیلئے بھی عزت ہے اور اگر وہ ذلت والا ہے تو آپ بھی ذلت کے درمیان ہونگے۔

تشریح المفردات:

(العز) عزت اور قوت، **(مولاک)** مولیٰ کا اطلاق کئی معنوں پر ہوتا ہے سردار، غلام، حلیف، مددگار، چچازاد بھائی، محبت کرنے والا، پڑوسی سب کو کہتے ہیں۔**(ان یھن)** ھان یھون بمعنی ذلیل ہونے کے ہیں **(یھون)** کا آخر فعل شرط کے داخل ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا پھر التقاء ساکنین کی وجہ سے واؤ کو حذف کیا۔**لدی** ظرف مکان ہے **عند** کے معنی میں ہے **(بحبوحۃ)** ہر چیز کا درمیان، حدیث شریف میں بھی ہے **(مَنْ اَرَادَ بحبوحۃ الجنۃ فلیلزم الجماعۃ)**، **(الھون)** ذلت وحقارت۔

ترکیب:

(لک العز) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر مقدم (العز) مبتدا مؤخر۔

(ان مولاک عز) شرط جزا محذوف ہے ای فلک العز (ان یھن) فعل شرط (فانت الخ) جزاء

محل استشہاد:

کائن ہے یہاں اس کا حذف ہونا چاہئے تھا لیکن ذکر ہوا ہے جو کہ شاذ ہے۔

فائدہ:... واضح رہے کہ ظرف کی دو قسمیں ہیں ظرف لغو، ظرف مستقر' ظرف لغو اس کو کہتے ہیں جس کا متعلق لفظوں میں موجود ہو جیسے کَتَبتُ بالقَلم، جَلَستُ فی الدّارِ۔ ظرف مستقر اس کو کہتے ہیں جس کے متعلق لفظوں میں ذکر نہ ہو۔

پھر اس کے متعلق میں اختلاف ہے بعض حضرات کے ہاں اس کا متعلق افعال عموم ہیں جو شاعر نے اس شعر میں ذکر کئے ہیں۔

افعال عموم چہارست نزدار باب عقول

کون ست وجود ست ثبوت ست وحصول

اور بعض کے ہاں موقعہ اور محل کی مناسبت سے کسی بھی فعل یا اسم کو لایا جا سکتا ہے اور یہی راجح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ (واختاره استاذی وشیخی محمّد انور البدخشانی دامت برکاتھم)

وکمایجب الخ:

جس طرح ظرف اور جار مجرور کے عامل کا حذف ضروری ہے جب وہ خبر واقع ہوں اسی طرح ان کا حذف ضروری ہے جب وہ صفت واقع ہوں جیسے مررت برجل عندک اَوْفی الدار یا حال ہوں جیسے جاء الذی عندک فی الدار۔

لیکن چونکہ صلہ کا جملہ ہونا ضروری ہے اس وجہ سے صلہ واقع ہونے کی صورت میں اس کا عامل فعل محذوف ہونا ضروری ہے۔ اور صفت اور حال کا حکم خبر کی طرح ہے۔

وَلَا یَکُونُ اسمُ زَمَانٍ خَبَرًا

عَنْ جُثَّةٍ وَاِن یُفِدْ فَاَخبِرَا

ترجمہ:...اسم زمان جثہ (ذات، جسم) سے خبر واقع نہیں ہوتا ہاں اگر فائدہ دے تو پھر اس کو خبر بنا ئیں۔

ترکیب:

(لایکون) فعل ناقص (اسم زمان) اس کا اسم (خبرا) خبر (عن) جار مجرور متعلق ہوا خبرا کے ساتھ۔ (ان یفد) شرط (فاخبرا) فعل امر صیغہ واحد مذکر حاضر (الف ضرورت شعری کی وجہ سے آیا ہے) جزاء۔

(ش) ظرف المكان يقع خبرا عن الجثة، نحو: ((زيد عندك)) وعن المعنى نحو: ((القتال عندك)) وأما ظرف الزمان فيقع خبرا عن المعنى منصوبا أو مجرورا بفي، نحو: ((القتال يوم الجمعة، أو في يوم الجمعة)) ولا يقع خبرا عن الجثة، قال المصنف: إلا إذا أفاد نحو: ((الليلة الهلال، والرطب شهري ربيع)) فإن لم يفد لم يقع خبرا عن الجثة، نحو: ((زيد اليوم)) وإلى هذا ذهب قوم منهم المصنف، وذهب غير هؤلاء إلى المنع مطلقا؛ فإن جاء شيء من ذلك يؤوّل، نحو قولهم: الليلة الهلال، والرطب شهري ربيع؛ التقدير: طلوع الهلال الليلة، ووجود الرطب شهري ربيع؛ هذا مذهب جمهور البصريين، وذهب قوم — منهم المصنف — إلى جواز ذلك من غير شذوذ (لكن) بشرط أن يفيد، كقولك: ((نحن في يوم طيب، وفي شهر كذا))، وإلى هذا أشار بقوله: ((وإن يفد فاخبرا)) فإن لم يفد امتنع، نحو: ((زيد يوم الجمعة)).

ترجمہ وتشریح: .... ظرف اسم زمان ذات سے خبر واقع نہیں ہوتا:

جس طرح پہلے گزر گیا کہ ظرف خبر واقع ہوسکتا ہے لیکن ظرف کی دو قسموں (زمان، مکان) میں کونسی قسم خبر واقع ہوتی ہے اس میں اختلاف ہے اس سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ جو اسم مبتدا واقع ہو رہا ہے وہ یا معنی ہوگا (یعنی وصف ہوگا اور ذات نہیں ہوگا) جیسے قتل، اکل وغیرہ اور یا اسم ذات ہوگا جیسے زید، شمس، ہلال، اور اس کی خبر میں جو ظرف آرہا ہے یا وہ زمان ہوگا جیسے یوم، شہر یا مکان جیسے عند، خلف وغیرہ چونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ظرف مکان کی خبر مفید ہوتی ہے چاہے اس کا اسم ذات ہو یا معنی اور اسم زمان کی خبر اس وقت اکثر مفید ہوتی ہے جب اس کا اسم صرف معنی ہو یعنی ذات نہ ہو اس وجہ سے جمہور نے حصول فائدہ کو بنیاد بنا کر کہا کہ ظرف مکان جثة یعنی جسم (خواہ کسی بھی چیز کا ہو مثلاً زید، چاند، سورج) سے بھی خبر واقع ہوتا ہے جیسے: زیدٌ عندکَ اور معنی (یعنی وصف) سے بھی جیسے: القتال عندک۔ اور ظرف زمان صرف معنی سے خبر واقع ہوتا ہے جیسے: القتالُ یوم الجمعة یا فی یومِ الجمعة۔

اور ذات، جسم سے خبر واقع نہیں ہوتا الا یہ کہ فائدہ دے جیسے: "اللیلةَ الھلالُ، الرُّطبُ شَھرَی ربیع" (یہاں چونکہ فائدہ حاصل ہوتا ہے اس وجہ سے اس کا خبر واقع ہونا صحیح ہے اگرچہ "اللیلة، الرطب" جُثَّة یعنی ذات اور جسم ہیں۔

اس لئے کہ اس کا معنی ہے رات کا چاند طلوع ہوتا ہے اور موسم بہار کے دو مہینوں میں پختہ اور تروتازہ کھجوریں ہوتی ہیں)

نیز اگر اسم زمان فائدہ نہ دے تو وہ ذات سے بھی خبر واقع نہیں ہوتا جیسے: زیدٌ الیوم. (زید آج کے دن ہے)

۲.. بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ اسم زمان مطلقاً ذات سے خبر واقع نہیں ہوتا چاہے فائدہ دے یا نہ دے اور جہاں بظاہر ذات سے اس کا خبر واقع ہونا آجائے تو اس میں معنی اور وصف کی تاویل کی جائے گی جیسے مذکورہ مثالوں میں تاویل کر کے "طلوع الھلال اللیلة، وجود الرّطب۔ شھری ربیع کہا جائے گا، طلوع اور وجود دونوں وصف ہیں نہ کہ ذات۔

لیکن جیسا کہ پہلے گذر گیا کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ اور ایک قوم کے نزدیک اگر اسم زمان فائدہ دے تو بغیر شذوذ کے اس کا خبر واقع ہونا صحیح ہے جیسے: نحن فی یوم طیّب، وفی شھرٍ کذا،

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وان یفد فاخبرا، کے ساتھ اشارہ کیا ہے، لیکن اگر فائدہ نہ دے تو پھر خبر واقع ہونا ممنوع ہے جیسے: زیدٌ یوم الجمعة میں عدم فائدہ کی وجہ سے عدم جواز ہے اور "نحنُ فی یوم طیّب" میں فائدہ ہونے کی وجہ سے جواز ہے۔

ولا یجوز الابتدا بالنکرة
مالَمْ تُفِدْ کعِنْدَ زَیْدٍ نمرة
وَهَلْ فتی فیکُمْ فَمَاخِلٌّ لَنَا
وَرَجُلٌ من الکِرَام عندنا
وَرَغْبَةٌ فی الخیر خیرٌ وعمل
بِرٍّ یَزِیْنُ ولْیُقَسْ مَالَمْ یُقَلْ

ترجمہ:...... ابتداء نکرہ پر (یعنی نکرہ کو مبتداء بنانا) جائز نہیں جب تک کہ وہ فائدہ نہ دے جیسے عند زید نمرة اور هَلْ فتی فیکم ماخلٌ لنا رجلٌ من الکرام عندنا اور رغبة فی الخیر خیر اور عمل بر یزین اور جو نہیں کہا گیا اس کو اسی پر قیاس کیا جائے (مثالوں کا ترجمہ بالترتیب یوں ہے (۱) زید کے پاس لکیر دار کپڑا ہے (۲) کیا تم میں کوئی جوان ہے (۳) ہمارا کوئی خالص دوست نہیں (۴) شریف لوگوں میں سے ہمارے پاس ایک آدمی ہے (۵) اچھائی میں رغبت بھی اچھائی ہے (۶) نیکی کا عمل زینت بخشتا ہے۔)

ترکیب:

(لایجوز) فعل (الابتداء) فاعل (بالنکرة) جار مجرور متعلق ہوا لایجوز کے ساتھ (ما) مصدریہ ظرفیہ (لم تفد) فعل

بافاعل (عند زید) خبر مقدم (نمرة) مبتدا مؤخر ای وذالک کائن کعند الخ (هل) حرف استفہام (فتی) مبتدا (فیکم) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہوکر خبر۔ (ما) نافیہ خل مبتدا (لنا) خبر (رجل) موصوف (من الکرام) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہوکر صفت، مبتدا (یزین) فعل بافاعل خبر، (هل فتی الخ) ماقبل پر عطف ہے۔ (لیقس) مضارع مجزوم بلام امر (مالم یقل) نائب فاعل۔

(ش) الاصل فی المبتدأ أن یکون معرفة وقد یکون نکرة، لکن بشرط أن تفید، وتحصل الفائدة بأحد امور ذکر المصنف فیها ستة:

أحدها: أن یتقدم الخبر علیها، وهو ظرف أو جار ومجرور، نحو: ((فی الدار رجل))، و ((عند زید نمرة))؛ فإن تقدم وهو غیر ظرف ولا جار ومجرور لم یجز نحو: قائم رجل)).

الثانی: أن یتقدم علی النکرة استفهام، نحو: ((هل فتی فیکم ؟))

الثالث: أن یتقدم علیها نفی، نحو: ((ماخل لنا)).

الرابع: أن توصف، نحو: رجل من الکرام عندنا)).

الخامس: أن تکون عاملة، نحو: ((رغبة فی الخیر خیر)).

السادس: أن تکون مضافة، نحو: ((عمل بر یزین)).

هذا ما ذکره المصنف فی هذا الکتاب، وقد أنهاها غیر المصنف إلی نیف وثلاثین موضعا (وأکثر من ذلک)، فذکر (هذه) الستة المذکورة.

والسابع: أن تکون شرطا، نحو: ((من یقم أقم معه)).

الثامن: أن تکون جوابا، نحو أن یقال: من عندک فتقول رجل)). التقدیر ((رجل عندی)).

التاسع: أن تکون عامة، نحو: ((کل یموت)).

العاشر: أن یقصد بها التنویع، کقوله:

۴۴- فأقبلت زحفا علی الرکبتین

فثوب لبست، وثوب أجر

(فقوله ((ثوب)) مبتدأ، و ((لبست)) خبره، وکذلک ((ثوب أجر))).

الحادی عشر: أن تکون دعاء، نحو: (سلام علی آل یاسین).

الثاني عشر: أن يكون فيها معنى التعجب ،نحو: ((ما أحسن زيدا!)).

الثالث عشر: أن تكون خلفا من موصوف،نحو: ((مؤمن خير من كافر))

الرابع عشر: أن تكون مصغرة،نحو: ((رجيل عندنا))؛لأن التصغير فيه فائدةمعنى الوصف،تقديرهُ((رجل حقيرعندنا)).

الخامس عشر: أن تكون في معنى المحصور،نحو: ((شر أهر ذا ناب ، وشئ جاء بک))التقدير ((ماأهرذاناب إلا شرٌّ؛ وما جاء بک إلا شئ))على أحدالقولين ، والقول الثاني(أن التقدير)((شرعظيم أهرذاناب،وشئ عظيم جاء بک))فيكون داخلا في قسم ماجاز الابتداء به لكونه موصوفا؛لأن الوصف أعم من أن يكون ظاهرا أومقدرا،وهو هُهنامقدر .

السادس عشر: أن يقع قبلها واو الحال ، كقوله :

٣٥-سرينا ونجم قد أضاء؛ فمذ بدا
محياک أخفى ضوؤه كل شارق

السابع عشر: أن تكون معطوفة على معرفة، نحو: ((زيد ورجل قائمان)).

الثامن عشر: أن تكون معطوفة على وصف،نحو: ((تميمي ورجل في الدار)).

التاسع عشر: أن يعطف عليهاموصوف،نحو: ((رجل وامرأة طويلة في الدار)).

العشرون: أن تكون مبهمة، كقول امرئ القيس:

٣٦-مرسعة بين أرساغه
به عسم يبتغي أرنبا

الحادي والعشرون: أن تقع بعد((لولا))، كقوله:

٣٧-لولا اصطبار لأودى كل ذي مقة
لما استقلت مطاياهن للظعن

الثاني والعشرون: أن تقع بعدفاء الجزاء، كقولهم: ((إن ذهب عيرفعيرفي الرباط)).

الثالث والعشرون: أن تدخل على النكرةلام الابتداء،نحو: ((لرجل قائم)).

الرابع والعشرون: أن تكون بعد ((كم)) الخبرية، نحو قوله:

٤٨- كم عمة لك يا جرير وخالة
فدعاء قد حلبت علي عشاري

وقد انهى بعض المتاخرين ذلك إلى نيف وثلاثين موضعا ، وما لم أذكره منها أسقطته؛ لرجوعه إلى ما ذكرته؛ أو لأنه ليس بصحيح.

ترجمہ وتشریح: .... مبتدا میں اصل معرفہ ہونا ہے:

مبتدا میں اصل اور اکثری قاعدہ یہ ہے کہ مبتدا معرفہ ہوگا اسلئے کہ مبتدا محکوم علیہ ہوتا ہے اور محکوم علیہ میں اصل تعریف ہے اس لئے کہ ایک چیز کو پہلے پہچانا جاتا ہے پھر اس پر حکم لگایا جاتا ہے اگر مبتدا میں تعریف نہ ہو تو پھر مجہول مطلق پر حکم لازم آئیگا جو کہ جائز نہیں۔

(واضح رہے کہ فاعل بھی محکوم علیہ ہوتا ہے لیکن اس میں تعریف کی شرط نہیں لگائی گئی ہے اسلئے کہ اس سے پہلے فعل ہوتا ہے جو کہ حکم ہے تو فعل کی وجہ سے سامع کے ذہن میں حکم مضمون ثابت ہو جاتا ہے مبتدا چونکہ پہلے ہوتا ہے اور حکم اس پر بعد میں لگتا ہے اس وجہ سے سامع کے ذہن میں پہلے سے حکم کا مضمون نہیں ہوتا تو حکم مجہول مطلق پر لازم آتا ہے۔ اگر اعتراض میں یہ کہا جائے کہ پھر تو خبر مطلق کی تقدیم سے مبتدا نکرہ واقع ہوسکتا ہے جیسے **قائمٌ رجلٌ** کیونکہ یہاں حکم پہلے ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خبر کی تقدیم بلا کسی وجہ سے خلاف اصل ہے اور فعل کی تقدیم لازمی ہے۔)

کبھی مبتدا بھی نکرہ واقع ہوتا ہے:

کبھی مبتدا نکرہ بھی واقع ہوتا ہے بشرطیکہ فائدہ دے، جیسا کہ ہدایۃ النحو میں ہے **والنكرة اذا وصفت جاز ان تقع مبتدأ الخ:**

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے چھ چیزیں ذکر کی ہیں، جہاں مبتدا نکرہ واقع ہوسکتا ہے۔

١۔ خبر مقدم ہو جائے ظرف اور جار مجرور کی صورت میں مبتدا پر جیسے: **في الدار رجل** (جار مجرور کی مثال) **عند زيد نمرة** (ظرف کی مثال)۔ یہاں **رجل** اور **نمرة** نکرہ مخصصہ مبتدا واقع ہوا ہے اس لئے کہ یہاں خبر **في الدار** اور **عند زيد** کی تقدیم کی وجہ سے تخصیص آگئی پس تقدیم خبر بمنزلہ تخصیص بالصفت کے ہے لہٰذا جب تخصیص آگئی تو اس میں ایک قسم کا تعین آگیا اور معرفہ کے قریب ہو کر اس کا مبتدا ہونا صحیح ہوا۔

(واضح رہے کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں چھ اور شارح نے چوبیس جگہیں ذکر کی ہیں اور بعض حضرات نے ان کی تعداد تیس سے اوپر بتائی ہے لیکن ان سب کا رجوع عموم وخصوص کی طرف ہے جن میں غور کرنے سے پتہ چل جاتا ہے) جیسا کہ ابوحیان رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے:

وکل ما ذکرتُ فی التقسیم
یرجع للتخصیص والتعمیم

اور مغنی میں ہے کہ ان سب کا دارومدار فائدہ کے حصول پر ہے پس جہاں بھی کوئی فائدہ حاصل ہو رہا ہو وہاں نکرہ کو مبتدا بنانا جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

۲...... نکرہ سے استفہام پہلے آجائے تو اس نکرہ کا مبتدا واقع ہونا صحیح ہے جیسے: هَلْ فتًى فيكُم۔

۳...... نکرہ سے پہلے نفی آجائے جیسے: مَا خِلٌّ لَنَا۔ (نکرہ سے پہلے جب نفی آجائے تو وہ عام ہو جاتا ہے اور عموم جب نکرہ مبتدا میں آجائے تو اس کا مبتدا واقع ہونا صحیح ہے اسلئے کہ ایک فرد غیر معین مبہم پر حکم لگانا صحیح نہیں تمام افراد پر حکم لگانا صحیح ہے، اور استفہام یا تو انکاری ہوگا یا حقیقی اگر استفہام انکاری ہے تو حرف نفی کے معنی میں ہے، اور اگر حقیقی ہے تو اس میں سوال سے مراد غیر معین فرد کی تعیین ہے اور یہ تمام افراد کو شامل ہے تو گویا حقیقت میں سوال تمام افراد سے ہے لہٰذا یہ بھی عموم کے مشابہ ہو گیا تو اس کا مبتدا واقع ہونا بھی صحیح ہوا۔

۴...... جب نکرہ کی صفت آجائے تو اس کا مبتدا واقع ہونا صحیح ہے والنكرة اذا وصفت جاز أن تقع مبتدا کا یہی مطلب ہے اسلئے کہ اس میں صفت کی وجہ سے ایک قسم کا تعین آجاتا ہے پس وہ اس وقت اگرچہ معرفہ نہیں ہوتا لیکن بوجہ صفت تخصیص آنے کی وجہ سے معرفہ کے قریب ہو جاتا ہے اور جو چیز کسی چیز کے قریب ہو جاتی ہے وہ اس چیز کا حکم لے لیتی ہے لہٰذا وہ مبتدا واقع ہو سکتا ہے۔

۵...... نکرہ عامل ہو تو اس کا مبتدا واقع ہونا صحیح ہے۔ جیسے: رغبة فی الخیر خیرٌ۔

۶...... نکرہ مضاف ہو۔ جیسے: عمل برّ یزین۔

۷...... نکرہ شرط ہو۔ جیسے: من یقم. اقُم معه یہاں بھی عموم ہے۔

۸...... نکرہ سوال کے جواب میں واقع ہو۔ جیسے: رجلٌ من عندک کے جواب، یہاں بھی تخصیص آئی ہے۔

۹...... نکرہ عام ہو۔ جیسے کلٌّ یموت (ہر ایک مرے گا) یہاں بھی تخصیص بصفۃ العموم ہے۔

۱۰...... نکرہ سے تنویع (یعنی مختلف اقسام کی طرف اشارہ کرنا) مقصود ہو۔ جیسے: شاعر کا یہ قول ہے

فَـــاَقْـبَـلْـــتُ زَحْـفًـــا عَـلَـــى الـرَّكْـبَـتَـيْـن

فَـثَـــوْبٌ لَبِـسْـــتُ وَثَـــوْبٌ اَجُـــرُّ

ترجمہ:......میں گھٹنوں کے بل اپنی محبوبہ کی طرف متوجہ ہوا ایک کپڑے کو پہنا تھا اور دوسرے کو اپنے پیچھے کھینچ رہا تھا (دوسرے کپڑے کو شاعر اسلئے پیچھے کھینچ رہا تھا تا کہ اس طرح کرنے سے اس کے چلنے کے نشانات مٹ جائیں اور کسی کو پتہ نہ چلے کہ یہ محبوبہ کے پاس گیا تھا)

تشریح المفردات:

(زحفا) از باب فتح یفتح آہستہ آہستہ سرین یا زانو پر گھسٹ کر چلنا (اجر) واحد متکلم کا صیغہ ہے بمعنی کھینچنا از نصر۔

ترکیب:

(اقبلتُ) فعل فاعل (زحفا) مفعول بہ (علی الرکبتین) جار مجرور (ثوبٌ) مبتدا (لبست) فعل فاعل خبر ثوب اجر بھی اس طرح ہے۔

محل استشہاد:

محل استشہاد (ثوب) ہے یہاں نکرہ مبتدا واقع ہوا ہے اسلئے اس سے مراد تنویع ہے اس کی وجہ سے مبتدا میں کچھ تخصیص آئی ہے۔

۱۱......نکرہ دعاء واقع ہو تو اس کا بھی مبتدا واقع ہونا صحیح ہے جیسے: سلامٌ علیٰ آل یاسین۔

۱۲......اس میں تعجب کا معنیٰ ہو جیسے: مَا اَحْسَنَ زیدًا، یہ دونوں بھی صفت کے ذیل میں آجاتے ہیں۔

۱۳......موصوف کے بعد واقع ہو جائے تو نکرہ کے باوجود مبتدا واقع ہو سکتا ہے جیسے: مؤمن خیرٌ من کافر۔

۱۴......نکرہ مصغرہ ہو جیسے: رُجیلٌ عندنا میں رُجیل نکرہ ہونے کے باوجود مبتدا واقع ہو سکتا ہے اسلئے کہ تصغیر میں وصف کا معنیٰ ہوتا ہے تقدیر عبارت یوں ہے رجلٌ حقیرٌ عندنا۔

۱۵......نکرہ حصر کے معنیٰ میں ہو جیسے: شرٌ اھرّ ذاناب، شیٌ جاءَ بِکَ تقدیر عبارت یوں ہے مَا اَھَرَّ ذَانَابٍ اِلَّاشَرٌّ مَاجَاءَ بِکَ اِلَّاشیٌ یہ ایک قول کے مطابق ہے۔ اور دوسرے قول کے مطابق شر، شی میں تنوین تعظیم کیلئے ہے پھر تقدیر عبارت

یوں ہوگی شر عظیم اهر ذاناب (بڑے شر نے بھڑ کا یا کتے کو) شئ عظیم جاء بک (بڑی چیز آپ کو لے آئی) اس صورت میں یہ مبتدا کی اس قسم میں داخل ہے جس سے ابتداء جائز ہے (یعنی اس کو مبتدا بنانا جائز ہے بایں وجہ کہ اس صورت میں یہ موصوف ہوگا اسلئے کہ وصف عام ہے ظاہری ہو یا تقدیری اور یہاں تقدیری ہے۔)

۱۶ ... نکرہ سے پہلے واؤ حالیہ واقع ہو تو اس کا مبتدا ہونا صحیح ہے جیسے: شاعر کا یہ قول ہے۔

سَرَيْنَا وَنَجْمٌ قَدْ أَضَاءَ
فَمُذْ بَدَا مُحَيَّاكَ أَخْفَىٰ ضَوْءُهُ كُلَّ شَارِقِ

ترجمہ:... ہم رات کو چلے اس حال میں کہ ستارہ روشن ہو چکا تھا تو جب آپ کا چہرہ ظاہر ہوا تو اس کی روشنی نے ہر طلوع ہونے والے ستارے کو چھپا دیا۔

تشریح المفردات:

(سَرَيْنَا) سری سے ہے رات کو چلنا، (اضاء) اضاء ة روشن ہونا۔ (محیاک) ای وجهک چہرہ (شارق) طلوع ہونے والا ستارہ۔

ترکیب:

(سرینا) فعل فاعل (و) حالیہ (نجم) مبتدا (اضاء) فعل با فاعل خبر (مذ) اسم زمان (بدا) فعل (محیاک) فاعل (مبتدا) (اخفی ضوئه) فعل فاعل کلَّ شارق مفعول بہ خبر۔

محل استشہاد:

(نَجْمٌ) نکرہ مبتدا واقع ہے اسلئے کہ اس سے پہلے واؤ حالیہ ہے۔ جس کی وجہ سے اس میں کچھ تخصیص آئی ہے۔

۱۷... نکرہ معرفہ پر عطف ہو تو اس کا مبتدا بنانا صحیح ہے جیسے زیدٌ ورجلٌ قائمان۔

۱۸......وصف پر عطف ہو جیسے: تمیمیٌ وَرَجُلٌ فی الدَّار۔

۱۹. ...موصوف اس پر عطف ہو جیسے: رَجُلٌ وامرءةٌ طَوِيلَةٌ۔

واضح رہے کہ ان آخری تینوں میں وجہ جواز ایک ہی ہے وہ یہ ہے کہ یہاں معطوف علیہ اور معطوف میں دونوں میں سے ایک کے اندر مبتدا بننے کی صلاحیت ہے اور معطوف معطوف علیہ حکم کے اعتبار سے شریک ہوتے ہیں تو کل چار صورتیں

ہوئیں۔تین صورتیں شارح نے بتادیں اور چوتھی صورت رجلٌ وزیدٌ قائمان ہے۔

۲۰۔۔ مبتدا نکرہ مبہمہ ہو تو اس کا مبتدا بنانا صحیح ہے، ابہام چونکہ بلغاء کے مقاصد میں سے اہم مقصد ہوتا ہے اسلئے اگر کوئی اور وجہ جواز نہ ہو تو اسی کو وجہ جواز بنایا جائے گا۔ جیسے امرء القیس کا شعر ہے۔

مُرَسَّعَةٌ بَيْنَ اَرْسَاغِهِ

بِهِ عَسَمٌ يَبْتَغِيْ اَرْنَبَا

ترجمہ: اس کی کلائیوں کے درمیان تعویذ ہے اور اس پر عسم کی بیماری ہے اور وہ اپنی حفاظت کیلئے خرگوش تلاش کرتا ہے۔

تشریح المفردات:

(مُرَسَّعَةٌ) تعویذ کو کہتے ہیں جس کو یہ لوگ کلائی پر باندھتے تھے تاکہ مصیبت یا نظر بد سے بچاؤ ہو۔(ارساغ) رسغ کی جمع ہے بمعنی کلائی (عسم) کلائی میں ایک مرض ہے جس سے ہاتھ ٹیڑھے ہوجاتے ہیں (ارنب) خرگوش، یہاں مضاف حذف ہے ای کعب ارنب، ان کے ہاں مشہور تھا کہ جس کے پاس خرگوش کا ٹخنا یا اس کی کوئی ہڈی ہو تو اس کے پاس جنات نہیں آتے اور وہ نظر بد اور جادو سے محفوظ ہوتا ہے۔یہاں شاعر اپنی بہن کو ایک آدمی کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کرتا ہے بایں وجہ کہ یہ آدمی ڈرپوک ہے جس کی وجہ سے کلائیوں کے درمیان تعویذ پہنتا ہے اور اس پر عسم کی بیماری ہے اور اپنی حفاظت کیلئے خرگوش کو تلاش کرتا ہے۔

ترکیب:

(مرسعة) مبتدا (بين ارساغه) خبر (به) خبر مقدم (عسم) مبتدا موخر، (يَبْتَغِيْ ارنبا) فعل فاعل مفعول ہے۔

محل استشہاد:

(مرسعة) محل استشہاد ہے یہاں نکرہ میں چونکہ ابہام ہے اس وجہ سے مبتدا واقع ہوا ہے اسلئے کہ ابہام کسی چیز میں ہونا بعض مرتبہ شعراء کے اہم ترین مقاصد میں سے ہوتا ہے لہٰذا نکرہ کا مبتدا واقع ہوجانا اس صورت میں مانع نہیں۔

۲۱… نکرہ لولا کے بعد واقع ہو تو اس کا مبتدا بنانا صحیح ہے جیسے شاعر کا یہ قول ہے۔

لَوْلَا اصْطِبَارٌ لَاَوْدٰى كُلُّ ذِيْ مِقَةٍ

لَمَّا اسْتَقَلَّتْ مَطَايَاهُنَّ لِلظَّعْنِ

ترجمہ: اگر صبر نہ ہوتا تو میرے ساتھ ہر محبت کرنے والا ہلاک ہوجاتا جب میری محبوباؤں کے اونٹ سفر کیلئے روانہ ہوئے۔

تشریح المفردات:

(اصطبار) صبر، نفس کو جزع وفزع سے روکنا، اودی از باب افعال ہلاک ہونا (مقة) محبت، از باب (ومق یمق)، تاء واؤ کے عوض آئی ہے کعدۃ استقلت نہضت اٹھناعضت چلنامطایا مراد اونٹ ہیں لانہ یرکب مطاہ ای ظھرہ اس کی پیٹھ پرسواری کی جاتی ہے الظعن سفر، کوچ کرنا، شاعر محبوباؤں کی جدائی پر اپنے صبر کی تعریف کرتا ہے۔

ترکیب:

(لَوْلَا) حرف ہے شرط کے موجود ہونے کی وجہ سے جواب کے ممتنع ہونے پر دلالت کرتا ہے (اصطبار) مبتدا (موجود) خبر محذوف۔ (لاودی) فعل (کل ذی مقة) مضاف مضاف الیہ فاعل (جواب شرط) (لما) ظرف (استقلت مطایاھن) فعل فاعل (للظعن) جار مجرور متعلق ہوا استقلت کے ساتھ۔

محل استشہاد:

اصطبار ہے چونکہ لولا کے بعد آیا ہے اسلئے نکرہ ہوتے ہوئے بھی مبتدا بنانا صحیح ہے اسلئے کہ اس کے ذریعہ سے فائدہ حاصل ہورہا ہے بتعلیق امتناع الجواب علیٰ وجود الشرط۔

۲۲۔ نکرہ فاء جزائیہ کے بعد واقع ہو تو اس کا مبتدا ہونا صحیح ہے جیسے: اِنْ ذَهَبَ عَيْرٌ فَعَيْرٌ فِي الرِّبَاطِ (اگر ایک گدھا چلا جائے تو دوسرا گدھا رسی میں بندھا ہوا ہے یہ ایک مثال ہے جو موجود چیز پر راضی اور غائب پر افسوس نہ کرنے کیلئے پیش کی جاتی ہے) یہاں فاء جزائیہ کے بعد عیر واقع ہے اور نکرہ ہونے کے باوجود مبتدا ہے اس لئے کہ یہ نکرہ مخصصہ ہے ای فعیر اخر۔

۲۳۔ ....نکرہ پر لام ابتداء آجائے تو اس کا مبتدا بنانا صحیح ہے جیسے:

كَمْ عَمَّةٌ لَكَ يَا جَرِيْرُ وَخَالَةٌ

فَدْعَاءُ قَدْ حَلَبَتْ عَلَيَّ عِشَارِيْ

ترجمہ: .....اے جریر تیری کتنی زیادہ پھوپھیاں اور خالائیں ایسی ہیں کہ ان کے ہاتھ ٹیڑھے ہیں اور انہوں نے میری دس مہینوں والی اونٹنیوں کا دودھ دوہا ہے۔

تشریح المفردات:

عمة پھوپھی، جریر شاعر ہے فرزدق شاعر یہاں اس کی مذمت کررہا ہے خالة خالہ فدعاء وہ عورت جس کی انگلیاں یا

ہاتھ کی کلائیاں زیادہ دودھ دوہنے کی وجہ سے ٹیڑھی ہو چکی ہو، حلبت حلبا دوہنا علیّ یہاں شاعر نے ھلی کے بجائے لیْ نہیں کہا تا کہ یہ معنی ہوتا کہ جریر کی خالاؤں اور پھوپھیوں نے میرے لئے دودھ دوہا ہے یہ بتانے کیلئے کہ وہ ان سے دودھ دوہنے کی خدمت کو ان کی حقارت کی وجہ سے گوارا نہیں کرتا ہے عشار عشراء کی جمع ہے دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں، شاعر فرزدق، جریر کی مذمت اس کی پھوپھیوں اور خالاؤں کی مذمت سے کر رہا ہے جو در حقیقت اسی کی مذمت ہے۔

ترکیب:

(کم) استفہامیہ بھی ہو سکتا ہے اور خبریہ بھی (عمة) میں بھی رفع نصب جر تینوں اعراب جائز ہے چونکہ (خالة) اس پر عطف ہے لہٰذا اس میں بھی تینوں جائز ہیں۔ (عمة) میں جر اس وجہ سے ہوگا کہ یہ تمیز ہے کم خبریہ کیلئے اور کم خبریہ کی تمیز مجرور ہوتی ہے اور ترکیب میں عَمَّةٌ محلًا رفع میں مبتدا ہے (قد حلبت علیّ عشاری) خبر۔ (۲) عمة کو منصوب کم استفہامیہ کی تمیز کی بناء پر بھی پڑھ سکتے ہیں اس لئے کہ کم استفہامیہ کی تمیز منصوب ہوتی ہے یہاں بھی کم محل رفع میں مبتدا ہے۔

(۳) عمة کو مرفوع بناء بر مبتدا پڑھ سکتے ہیں اس صورت میں کم خبریہ اور استفہامیہ دونوں ہو سکتے ہیں اور ان کی تمیزیں محذوف ہونگی یہی صورت یہاں مراد ہے جیسا کہ محل استشہاد میں آ رہا ہے۔

محل استشہاد:

عمة محل استشہاد ہے جب اس کو مرفوع پڑھا جائے چونکہ یہ کم خبریہ کے بعد واقع ہے اس لئے نکرہ ہونے کے باوجود مبتدا ہے ابن عقیل کے محشی نے ذکر کیا ہے کہ یہاں ایک دوسرا مسوّغ بھی موجود ہے اس لئے کہ "عمة" موصوف ہے اور "لکَ" اس کیلئے صفت، تو تخصیص بالصفۃ کی وجہ سے اس میں تخصیص آئی ہے نیز صرف کم خبریہ کو مسوّغ بنانا اس کی کوئی خاص دلیل نہیں بلکہ احقر (فاروقی) کی نظر میں پھر بھی یہ کم خبریہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ استفہامیہ کے بعد بھی آ سکتا ہے جیسا کہ ترکیب نمبر ۳ میں گزرا۔

شارح فرماتے ہیں کہ بعض حضرات نے ان جگہوں کی تعداد (جہاں نکرہ مبتدا واقع ہوتا ہے) تمیں سے اوپر بتائی ہے اور ان میں جو میں نے یہاں ذکر نہیں کیں ان کو میں نے ساقط کر دیا ہے اس لئے کہ ان کی رجع بھی ذکر کردہ وجوہ کی طرف ہوتی ہے اور کچھ میری نظر میں صحیح نہیں۔

وَالاَصْلُ فِی الاَخْبَارِ اَنْ تُؤخَرَا
وَجَوَّزُوا التَّقْدِیمَ اِذْ لاَضَرَرَا

ترجمہ:…اصل خبر میں مؤخر ہوتا ہے اور نحویوں نے ضرر موجود نہ ہونے کے وقت خبر کی تقدیم کو جائز قرار دیا ہے۔

ترکیب:

(الاصل فی الاخبر) مبتدا (ان تؤخروا) بتاویل مصدر خبر۔(جوّزوا التقدیم) فعل فاعل ومفعول بہ (اذ) ظرف زمان (لا) نفی جنس (ضررا) اس کا اسم (موجود) خبر محذوف۔

(ش) الاصل تقدیم المبتدأ وتأخیر الخبر، وذلک لأن الخبر وصف فی المعنی للمبتدأ، فاستحق التأخیر کالوصف، ویجوز تقدیمه إذا لم یحصل بذلک لبس أو نحوه، علی ماسیبین؛ فتقول: ((قائم زید، وقائم أبوه زید، وأبوه منطلق زید، وفی الدار زید، وعندک عمرو)) وقد وقع فی کلام بعضهم أن مذهب الکوفیین منع تقدم الخبر الجائز التأخیر (عند البصریین) وفیه نظر؛ فإن بعضهم نقل الإجماع –من البصریین، والکوفیین– علی جواز ((فی داره زید)) فنقل المنع عن الکوفیین مطلقا لیس بصحیح، هکذا قال بعضهم، وفیه بحث، نعم منع الکوفیون التقدیم فی مثل: ((زید قائم، وزید قام أبوه، وزید أبوه منطلق)) والحق الجواز، إذ لا مانع من ذلک، وإلیه أشار بقوله ((وجوزوا التقدیم إذ لا ضررا)) فتقول: ((قائم زید)) ومنه قولهم: ((مشنوءٌ من یشنوک)) فمن: مبتدأ، ومشنوء: خبر مقدم، و ((قام أبوه زید)) ومنه قوله:

۴۹–قد ثکلت أمه من کنت واحده
وبات منتشبا فی برثن الأسد

ف ((من کنت واحده)) مبتدأ مؤخر، و ((قد ثکلت أمه)): خبر مقدم، و ((أبوه منطلق زید))؛ ومنه قوله:

۵۰–إلی ملک ما أمه من محارب
أبوه، ولا کانت کلیب تصاهره

ف ((أبوه: مبتدأ (مؤخر)، و ((ما أمه من محارب)): خبر مقدم.

ونقل الشریف أبو السعادات هبة الله بن الشجری الإجماع من البصریین والکوفیین علی جواز تقدیم الخبر إذا کان جملة، ولیس بصحیح، وقد قدمنا نقل الخلاف فی ذلک عن الکوفیین.

ترجمہ وتشریح:..........مبتدا کا مقدم ہونا اصل ہے

مبتدا میں اکثر اور غالب یہ ہے کہ یہ مقدم ہوتا ہے اور خبر مؤخر ہوتی ہے اسلئے کہ خبر معنیٰ وصف ہوتا ہے تو وصف کی طرح یہ بھی تاخیر کا مستحق ہے (باقی رہی یہ بات کہ پھر تو خبر کی تقدیم بالکل وصف کی طرح ناجائز ہونی چاہیے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وصف من کل الوجوہ تابع ہوتا ہے اسلئے اس کی تقدیم صحیح نہیں برخلاف خبر کے اسلئے کبھی خبر کو مقدم بھی کیا جاسکتا ہے) اور خبر کی تقدیم عدم التباس کی صورت میں ناجائز ہے جیسے قائم زید الخ۔

شارح فرماتے ہیں کہ بعض کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بصرہ والوں کے ہاں جس خبر کی تقدیم جائز ہے کوفہ والوں کے ہاں اس کی تقدیم ناجائز ہے پھر شارح فرماتے ہیں کہ اس میں نظر ہے اسلئے کہ بعض حضرات نے بصریین اور کوفیین سے فی دارہ زید (بتقدیم الخبر) کا جواز نقل کیا ہے لہٰذا کوفیین کی طرف مطلقاً منع کی نسبت کرنا صحیح نہیں یہ تو بعض حضرات نے نقل کیا ہے لیکن اس میں بھی بحث ہے۔

شارح کے کلام میں پیچیدگی اور اس کا حل:

غور سے دیکھنے سے شارح کے کلام میں کچھ پیچیدگی پائی جاتی ہے جس کا حل یہ ہے کہ شارح نے پہلے بعض سے نقل کیا کہ کوفیین کے نزدیک خبر کی تقدیم ناجائز ہے پھر (وفیہ نظر) کہکر اس پر رد کیا پھر (نقل الاجماع الخ) سے بعض دیگر حضرات سے اجماع کو نقل کیا کہ کوفیین کے ہاں (فی دارہ زید) کہنا جائز ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں خبر کی تقدیم صحیح ہے لہٰذا پہلے والے ناقل کی بات علی الاطلاق باطل ہے اس لئے کہ (فی دارہ زید) اس سے مستثنیٰ ہے۔ پھر شارح نے دوسرے نقل پر بھی وفیہ بحث کہکر اعتراض کیا کہ (فی دارہ زید) کو بھی یقینی طور خبر کی تقدیم کے قبیل سے بنانا صحیح نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ زید فاعل ہو جار مجرور کیلئے اور خبر کی جگہ قائم ہو (غیر لاہ عداک، کی طرح جس کی وضاحت پہلے ہوئی ہے) اگرچہ یہاں اعتماد بر نفی یا استفہام نہیں اسلئے کہ کوفیین کے نزدیک یہ ضروری بھی نہیں (مکمل تفصیل اس مسئلہ کی گزرگئی ہے)

بہر حال شارح مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کی ترجمانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ ضرر نہ ہونے کی صورت میں تقدیم جائز ہو جیسے قائم زید (یہاں التباس وغیرہ کا خطرہ نہیں اس لئے خبر کو مقدم کیا) اور اسی سے ہے **مشنوء من یشنؤک** (جو آپ کے ساتھ بغض رکھتا ہے وہ خود مبغوض ہے) یہاں (من) مبتدا ہے (مشنوء) خبر ہے اور اسی طرح ہے قائم ابوہ زید۔

اور اسی سے شاعر کا یہ قول ہے (جن کا نام حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں)

قَدْ ثَكِلَتْ اُمُّهُ مَنْ كُنْتَ وَاحِدَهُ

وَبَاتَ مُنْتَشِبًا فِي بُرْثُنِ الْاَسَدِ

ترجمہ: ……ماں نے گم کر دیا اس شخص کو جس کے مقابلہ میں آپ اکیلے ہوں اور وہ شیر کے پنجے میں پھنس گیا۔

ترکیب:

(قد ثكلت امه) جملہ خبریہ محل رفع میں خبر مقدم (من كنت واحده) مبتدا مؤخر۔ (بات) فعل ناقص (هو) ضمیر مستتر اس کا اسم (منتشبا) خبر (فی برثن الاسد) اسی کے ساتھ متعلق۔

تشریح المفردات:

(ثكل) از باب سمع گم کرنا (بات) افعال ناقصہ میں سے صَار کے معنی میں ہے (منتشبا) پھنسا ہوا (برثن) من السباع او الطیر چنگل، پنجہ۔

محل استشہاد:

قد ثکلت امه ہے خبر مقدم آئی ہے، اسلئے کہ التباس کا خطرہ نہیں (یہاں امه کی ضمیر مابعد مَنْ کی طرف لوٹتی ہے لیکن وہ مابعد اگرچہ لفظاً مؤخر ہے لیکن مرتبۃً مقدم ہے لہٰذا اضمار قبل الذکر لازم نہیں آتا) ابوه منطلق زید بھی اسی طرح ہے۔

اور اسی سے شاعر کا یہ قول بھی ہے (جس کا نام فرزدق ہے)

اِلَى مَلِكٍ مَا اُمُّهُ مِنْ مُحَارِبٍ

اَبُوهُ وَلَا كَانَتْ كُلَيْبٌ تُصَاهِرُهُ

ترجمہ:…… میں اپنی سواری اس بادشاہ کی طرف لے جاتا ہوں جس کی دادی محارب قبیلے سے نہیں اور نہ کلیب قبیلہ اس کا سسرال ہے (یعنی وہ شریف النسب ہے)

تشریح المفردات:

(ملك) بادشاہ، ولید بن عبد الملک بن مروان مراد ہے (محارب) قبیلہ کا نام ہے (کلیب) قبیلہ، شاعر اس شعر

میں ولید بن عبدالملک کی تعریف کر رہا ہے۔

ترکیب:

(الی ملک) جار مجرور متعلق ہوا (اسوق) فعل محذوف کے ساتھ ای اسوق مطیتی (ما) نافیہ (مامه من محارب) خبر مقدم (ابوہ) مبتدا مؤخر (واو) حرف عطف (لا) نافیہ (کانت) فعل ناقص (کلیب) اسم (تصاهرہ) جملہ فعلیہ محل رفع میں اس کی خبر۔

محل استشہاد:

(مامه من محارب ابوہ) ہے خبر کو مبتدا پر مقدم کیا التباس نہ ہونے کی وجہ سے۔

شریف ابو السعادات ہبۃ اللہ بن الشجری نے بصریین اور کوفیین سے اجماع نقل کیا ہے کہ خبر جب جملہ ہو تو اس کی تقدیم جائز ہے لیکن یہ صحیح نہیں اس بارے میں بصریین اور کوفیین کے اختلاف کی تفصیل گزر گئی ہے۔

فامنعه حین یَسْتوی الجزء ان
عرفا ونکرا عادمی بیان
کذا اِذا ما الفعلُ کان الخبرا
او قُصِدَ استعمالُه منحصرًا
او کان مُسندًا لِذی لامِ ابتدا
او لازمِ الصدر کمَنْ لِیْ مُنْجِدًا

ترجمہ: ...آپ خبر کی تقدیم کو منع کریں جب دونوں جزء معرفہ اور نکرہ میں برابر ہو اس حال میں کہ ان میں کوئی بیان بھی نہ ہو۔ اسی طرح جب فعل خبر ہو یا خبر محصور استعمال ہو یا مبتدا پر لام ابتدا داخل ہو یا مبتدا اس قسم کا ہو جو صدارت کلام چاہتا ہو جیسے مَنْ لِیْ مُنْجِدًا (کون ہے میرے لئے مددگار)

ترکیب:

(امنع) فعل امر با فاعل (ہ) ضمیر مفعول بہ راجع ہے تقدیم خبر کی طرف (حین) ظرف زمان (یستوی الجزء ان) فعل فاعل (عرفا ونکرا) معطوف علیہ معطوف تمیز (عادمی بیان) حال ہے الجزء ان سے، (کذا) جار مجرور متعلق ہوا امنع کے ساتھ (اذا) ظرف زمان ما زائدۃ (الفعل) اسم کان (الخبرا) خبر کان (او) عاطفہ (قصد استعماله) فعل مجہول

یا نائب فاعل (منحصرا) حال (او) عاطفہ (كان) فعل ناقص یا اسم خود مستتر (مسندا) خبر (لذی لام ابتداء) جار مجرور متعلق ہوا مسند کے ساتھ او لازم الصّدر، ذی الخ پر عطف۔ کمن لی ای کقولک من لی منجدا (سیأتی ترکیه)

(ش) ينقسم الخبر بالنظر إلى تقديمه على المبتدأ وتأخيره عنه ثلاثة أقسام: قسم يجوز فيه التقديم والتأخير، وقد سبق ذكره، وقسم يجب فيه تأخير الخبر، وقسم يجب فيه تقديم الخبر.

فأشار بهذه الأبيات إلى الخبر الواجب التأخير، فذكر منه خمسة مواضع:

الأول: أن يكون كل من المبتدأ والخبر معرفة أو نكرة صالحة لجعلها مبتدأ، ولا مبين للمبتدأ من الخبر، نحو: ((زيد أخوك، وأفضل من زيد أفضل من عمرو)) ولا يجوز تقديم الخبر في هذا ونحوه؛ لأنك لو قدمته فقلت ((أخوك زيد، وأفضل من عمرو أفضل من زيد)) لكان المقدم مبتدأ، وأنت تريد أن يكون خبرًا، من غير دليل يدل عليه؛ فإن وجد دليل يدل على أن المتقدم خبر جاز، كقولك: ((أبو يوسف أبو حنيفة)) فيجوز تقدم الخبر -وهو أبو حنيفة- لأنه معلوم أن المراد تشبيه أبي يوسف بأبي حنيفة، لا تشبيه أبي حنيفة بأبي يوسف، ومنه قوله:

٥١- بَنُونَا بَنُو أَبْنَائِنَا، وبَنَاتُنَا
بَنُوهُنَّ أَبْنَاءُ الرِّجَالِ الأَبَاعِدِ

فقوله: ((بنونا)) خبر مقدم، و((بنو أبنائنا)) مبتدأ مؤخر، لأن المراد الحكم على بني أبنائهم بأنهم كبنيهم، وليس المراد الحكم على بنيهم بأنهم كبني أبنائهم.

والثاني: أن يكون الخبر فعلا رافعًا لضمير المبتدأ مستترا، نحو: ((زيد قام)) فقام وفاعله المقدر: خبر عن زيد، ولا يجوز التقديم؛ فلا يقال: ((قام زيد)) على أن يكون ((زيد)) مبتدأ مؤخرا، والفعل خبرًا مقدمًا، بل يكون ((زيد)) فاعلا لقام؛ فلا يكون من باب المبتدأ والخبر، بل من باب الفعل والفاعل؛ فلو كان الفعل رافعًا لظاهر -نحو: ((زيد قام أبوه))- جاز التقديم؛ فتقول: ((قام أبوه زيد))، وقد تقدم ذكر الخلاف في ذلك، وكذلك يجوز التقديم إذا رفع الفعل ضميرًا بارزًا، نحو: ((الزيدان قاما)) فيجوز أن تقدم الخبر فتقول ((قاما الزيدان)) ويكون ((الزيدان)) مبتدأ مؤخرا، و((قاما)) خبرا مقدما، ومنع ذلك قوم.

وإذا عرفت هذا فقول المصنف: ((كذا إذا ما الفعل كان الخبر)) يقتضي (وجوب) تأخير الخبر الفعلي مطلقًا، وليس كذلك، بل إنما يجب تأخيره إذا رفع ضمير المبتدأ مستترًا، كما تقدم.

الثالث أن يكونَ الخبر محصورا بإنما،نحو:((إنما زيدٌ قائم)) أو بإلا،نحو:((ما زيد إلا قائم)) وهو المراد بقوله أو قُصِدَ استعماله منحصرا))؛فلايجوز تقديم((قائم)) على((زيد)) في المثالين،وقد جاء التقديم مع((إلا)) شذوذًا،كقول الشاعر:

فَيَا رَبِّ هَلْ إِلاَّ بِكَ النَّصْرُ يُرْتَجَى
عَلَيْهِمْ وَهَلْ إِلاَّ عَلَيْكَ الْمُعَوَّلُ

الأصل((وهل المعوّل إلا عليك)) فقدم الخبر.

الرابع:أن يكون خبرًا لمبتدإ قد دخلت عليه لام الابتداء نحو:((لزيد قائم))وهو المشار إليه بقوله:((أو كان مسندا لذي لام ابتدا))فلا يجوز تقدم الخبر على اللام؛

فلاتقول:((قائم لزيد))لأن لام الابتداء لها صدر الكلام،وقد جاء التقديم شذوذًا،كقول الشاعر:

خَالِي لأَنْتَ وَمَنْ جَرِيرٌ خَالُهُ
يَنَلِ الْعَلاَءَ وَيَكْرُمِ الأَخْوَالاَ

ف((لأنتَ))مبتدأ مؤخرو خالي خبر مقدم الخامس أن يكون المبتدأ له صدر الكلام:كأسماء الاستفهام،نحو:((من لي منجدا؟))فمن:مبتدأ،ولي:خبر،ومنجدًا:حال،ولايجوز تقديم الخبر على((من))؛فلاتقول((لي من منجدا))

ترجمہ وتشریح:

خبر باعتبار تقدیم وتاخیر تین قسم پر ہے(۱) جہاں تقدیم وتاخیر دونوں جائز ہے اس کا تفصیلاً ذکر ہوا(۲) جہاں خبر کی تاخیر واجب ہے(۳) جہاں خبر کی تقدیم واجب ہے۔

جہاں خبر کی تاخیر ضروری ہے:

۱ مبتدا اور خبر میں سے ہر ایک معرفہ ہو یا وہ نکرہ ہو جس میں مبتدا بننے کی صلاحیت ہو اور بظاہر مبتدا خبر میں کوئی بیان کرنے والا نہ ہو تو چونکہ یہاں ہر ایک کو مبتدا اور ہر ایک کو خبر بنایا جا سکتا ہے تو التباس سے بچنے کیلئے ضروری ہوا کہ اس میں جو خبر ہے وہ ضرور بعد میں ہوگی جیسے:زید اخوک،افضل من زید افضل من عمرو۔یہاں خبر کی تقدیم صحیح نہیں اس لئے کہ اگر آپ اس کو مقدم کر کے اخوک زید،افضل من عمرو افضل من زید کہیں تو اخوک مبتدا ہو جائے گا(اس

لئے کہ معرفہ ہونے کی وجہ سے اس میں مبتدا بننے کی صلاحیت ہے) حالانکہ آپ کا ارادہ اس کو خبر بنانے کا ہے۔
ہاں اگر کوئی دلیل یا قرینہ ہو کہ مقدم ہی خبر ہے تو پھر خبر کو مقدم کر سکتے ہیں اسلئے کہ یہاں التباس کا خطرہ نہیں ہے۔
جیسے ابو یوسف ابو حنیفۃ یہاں پہلا مبتدا دوسرا خبر ہے اسلئے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی تشبیہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دینی ہے نہ کہ برعکس (اسلئے کہ قلیل المرتبۃ کی تشبیہ عظیم المرتبۃ کے ساتھ دی جاتی ہے) اور اسی سے شاعر کا یہ قول ہے۔

بَنُونَا بَنُو أَبْنَائِنَا وَبَنَاتُنَا
بَنُوهُنَّ أَبْنَاءُ الرِّجَالِ الأَبَاعِدِ

ترجمہ: ہمارے پوتے ہمارے بیٹے ہیں اور ہماری بیٹیاں ان کے بیٹے (یعنی ہمارے نواسے) دور کے آدمیوں کے بیٹے ہیں (یعنی ہمارے پوتے ہمارے لئے بمنزلہ بیٹوں کے ہیں کیونکہ ان کا نفع دوسروں کی بہ نسبت ہماری لئے ہے اور ہمارے نواسے دور دراز آدمیوں کے بیٹے ہیں اس لئے کہ ان کا نفع ہمارا نہیں اگرچہ ہماری بیٹیوں کی اولاد ہیں)

تشریح المفردات:

(بنونا) ہمارے بیٹے، اصل میں بَنُوْنَ لَنَا تھا لام کو تخفیف اور نون کو اضافت کی وجہ سے حذف کیا (الاباعد) ابعد کی جمع ہے بمعنی دور شاعر پوتوں کو اپنے بیٹے اور نواسوں کو اجنبیوں کے بیٹے کہتا ہے۔

ترکیب:

(بنونا) خبر مقدم (بنو ابنائنا) مبتدا موخر۔ (بناتنا) مبتدا اول (بنو ابنائنا) مبتدا ثانی (ابناء الرجال الاباعد) خبر۔

محل استشہاد:

۱......بنونا بنو ابنائنا ہے مبتدا خبر معرفہ ہونے میں برابر ہیں چونکہ التباس کا خطرہ نہیں اسلئے خبر کو مقدم کیا گیا اس لئے کہ مقصود پوتوں کی تشبیہ دینی ہے بیٹوں کے ساتھ اور بیٹوں کی پوتوں کے ساتھ تشبیہ دینے میں قوی کی تشبیہ غیر قوی سے لازم آتی ہے اور یہ جائز نہیں۔

۲......دوسری جگہ جہاں خبر کی تاخیر ضروری ہے وہ ہے جہاں خبر فعل ہو اور رفع دے مبتدا کی مستتر ضمیر کو جیسے زیدٌ قام، یہاں زید مبتدا ہے اور قام ضمیر مستتر فاعل کے ساتھ ملکر زید کیلئے خبر ہے یہاں قام کو خبر بنا کر تقدیم ناجائز ہے کیونکہ اس صورت میں یہ فعل فاعل ہو جائینگے اگر فعل خبر بن کر اسم ظاہر کو رفع دے تو پھر تقدیم جائز ہے جیسے قام ابوهٗ زید (اس میں بصریین

اور کوفیین کا اختلاف گزر گیا) اگر فعل ضمیر بارز کو رفع دے تو پھر بھی تقدیم جائز ہے جیسے قاما الزیدان' قاما خبر مقدم اور الزیدان مبتدا مؤخر ہو جائے گا (اس کی مزید تفصیل مع امثلہ فاعل کی بحث میں آئے گی انشاء اللہ)

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کذا اذا ما الفعل کان الخبر" سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر خبر فعل واقع ہو جائے تو اس کی تاخیر مطلقا واجب ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ جب فعل رفع دے مبتدا کی ضمیر مستتر کو تو اس وقت اس کی تاخیر ضروری ہے جیسا کہ ابھی گزر گیا۔

۳۔ تیسری جگہ یہ ہے کہ خبر انما کے ذریعہ محصور ہو جیسے: انما زید قائم یا الا کے ذریعہ سے جیسے: ما زید الا قائم یہاں خبر (قائم) کی تقدیم مبتدا (زید) پر جائز نہیں کبھی تقدیم الا کے ساتھ آ جاتی ہے لیکن وہ شاذ ہے جیسے شاعر کا یہ قول ہے۔

فَیَارَبِّ هَلْ اِلاَّ بِکَ النَّصْرُ یُرْتَجٰی
عَلَیْهِمْ وَهَلْ اِلاَّ عَلَیْکَ الْمُعَوَّلُ

ترجمہ......اے میرے رب آپ ہی سے دشمنوں کے خلاف مدد کی امید رکھی جا سکتی ہے اور تجھ ہی پر ہمارا اعتماد ہے۔

تشریح المفردات:

یا حرف نداء (رب) منادی منصوب اور علامت نصب فتحہ تقدیری ہے یاء متکلم کو تخفیفاً حذف کیا گیا ہے (هل) استفهام انکاری بمعنی نفی (المعوّل) الاعتماد فی الامور،

ترکیب:

(یا) حرف نداء (رب) منادی (هل) حرف استفهام (الا) حرف استثناء ملغاة (یعنی عمل نہیں کر رہا ہے) (بک) خبر مقدم (النصر) مبتدا مؤخر (یرتجی) فعل مضارع مجہول (هو) ضمیر نصر کی طرف راجع ہے۔ (هل الا علیک المعوّل) خبر مقدم و مبتدا مؤخر۔

محل استشهاد:

الا بک النصر، الا علیک المعوّل دونوں محل استشهاد ہیں اس میں بک علیک خبر محصور بالا کو مقدم کیا ہے جو کہ شاذ ہے۔

چوتھی جگہ جہاں خبر کو مؤخر کرنا ضروری ہے وہ جگہ ہے جہاں مبتدا پر لام ابتداء آ جائے جیسے لَزَیْدٌ قَائِمٌ اور کان مُسْندالذی لام ابتداء الخ سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے یہاں خبر کی تقدیم صحیح نہیں قائمٌ لزید نہیں

کہہ سکتے اس لئے کہ لام ابتداء صدارت کلام چاہتا ہے اور تقدیم خبر کی صورت میں صدارت فوت ہو جائیگی۔

بعض جگہ لام ابتداء کے ساتھ تقدیم آئی ہے مگر وہ شاذ ہے جیسے شاعر کا قول ہے۔

خَالِی لَاَنْتَ وَمَنْ جَرِیْرٌ خَالُهُ
یَنَلِ الْعَلَاءَ وَیُکْرِمُ الْاَخْوَالَا

ترجمہ:۔۔۔آپ میرے ماموں ہیں اور جریر جس کا ماموں ہو وہ بلندی حاصل کرے گا اور ماموؤں کے اعتبار سے معزز ہوگا (یہ یکرم باب افعال سے مضارع مجہول کا ترجمہ ہے اس صورت میں الاخوالا تمیز ہے باقی یہ کہ تمیز تو نکرہ ہوتی ہے یہاں معرفہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں الف لام زائد ہے یا یہ کوفیین کے مسلک کے مطابق ہے جن کے ہاں تمیز کا نکرہ ہونا ضروری نہیں (۲) یا منصوب بنزع الخافض ہے ای یکرَمُ للاخوال (اس کی عزت کی جائے گی ماموؤں کی وجہ سے)

(۳) یکرم مضارع معروف کی صورت میں الاخوالا اس کیلئے مفعول بہ ہوگا (یعنی وہ اپنے ماموؤں کی عزت کرے گا کیونکہ ان کی وجہ سے خود اس کو عزت ملی ہے۔

تشریح المفردات:

(خال) ماموں (ینل) اصل میں ینال تھا جواب شرط ہونے کی وجہ سے اجتماع ساکنین آ گیا جس کی وجہ سے الف گر گیا پھر الساکن اِذاحُرِّک حُرِّک بالکسر کی وجہ سے لام کو کسرہ دیا۔ (یکرم) معروف کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے اور مجہول کا۔

ترکیب:

(خالی) مضاف مضاف الیہ خبر مقدم (لانت) مبتدا مؤخر (من) اسم موصول (جریر خالہ) مبتدا خبر ملکر شرط ینل العلاء ویکرم الاخوالا جزاء۔

محل استشہاد:

(خالی لانت) ہے مبتدا پر لام ابتداء بھی داخل ہے لیکن پھر بھی خبر مقدم آئی ہے جو کہ شاذ ہے۔

(۴) مبتدا اگر صدارت کلام چاہتا ہو تو پھر خبر کی تقدیم جائز نہیں جیسے اسماء استفہام مثلاً (من لی منجدا) (کون ہے میرے ساتھ مدد کرنے والا) یہاں (من) اسم استفہام ہے صدارت کلام چاہتا ہے لِیْ اس کی خبر ہے منجدا حال خبر کی تقدیم کر کے لِیْ مَنْ مُنجدًا نہیں کہہ سکتے۔

وَنَحْوُ عِنْدِیْ دِرْهَمٌ وَلِیْ وَطَرْ
مُلْتَزَمٌ فِیْهِ تَقَدُّمُ الْخَبَرْ
کَذَا إِذَا عَادَ عَلَیْهِ مُضْمَرْ
مِمَّا بِهٖ عَنْهُ مُبِیْنًا یُخْبَرْ
کَذَا إِذَا یَسْتَوْجِبُ التَّصْدِیْرَا
کَأَیْنَ مَنْ عَلِمْتَهٗ نَصِیْرَا
وَخَبَرُ الْمَحْصُوْرِ قَدِّمْ أَبَدَا
کَمَا لَنَا إِلَّا اتِّبَاعُ أَحْمَدَا

ترجمہ: ..عندی درهم لی وطر جیسی ترکیبوں میں خبر کی تقدیم ضروری ہے اسی طرح اس خبر کی تقدیم بھی ضروری ہے جس کی طرف مبتدا کی ضمیر لوٹے ، ماموصولہ ہے اس سے مراد مبتدا ہے بہ میں ضمیر خبر کی طرف راجع ہے اور عنہ میں مبتدا کی طرف یعنی مبتدا کی ضمیر ہو اس لئے کہ خبر کے ذریعے سے اس سے خبر دی جاتی ہے یہ مختلف عنار محض وزن شعری برابر کرنے کیلئے لائے گئے ہیں) اسی طرح جب خبر صدارت کلام چاہتا ہو جیسے این من علمته نصیرا اور مبتدا المحصور کی خبر کو بھی ہمیشہ مقدم کریں جیسے: مالنا الا اتباع احمد۔

ترکیب:

(نحو) مضاف (عندی) خبر مقدم (درهم) مبتدا مؤخر معطوف علیہ (واو) حرف عطف (لی وطر) خبر مقدم با مبتدا مؤخر معطوف (مبتدا) (ملتزم) صیغہ اسم مفعول (فیه) جار مجرور اسی کے ساتھ متعلق (تقدم الخبر) نائب فاعل (کذا) جار مجرور متعلق ہوا محذوف کے ساتھ (اذا) ظرف (عاد) فعل (علیه) جار مجرور عاد کے ساتھ متعلق (مضمر) فاعل (ممّا ای من مابه عنه مبینا یخبر من) جار (ما) اسم موصول (به عنه) یُخبر کے ساتھ متعلق (مبینا) حال ہے (به) کی ضمیر سے (یخبر) فعل مجہول با نائب فاعل صلہ۔ (کذا) جار مجرور متعلق بمحذوف (اذا) ظرف (یستوجب التصدیرا) فعل فاعل مفعول بہ (کاین من الخ) ای کقولک اَیْنَ مَنْ (خبر المحصور) مضاف مضاف الیہ مفعول بہ مقدم (قدم) فعل با فاعل (ابدا) منصوب بنا بر ظرفیت۔

کمامالناای کقولک مالنا الخ (مالنا) خبر مقدم (الاحرف استثناء ملغاة) (یعنی عمل نہیں کر رہا ہے) (اتباع احمدا) مبتدا مؤخر۔

(ش)أشار في هذه الابيات إلى القسم الثالث،وهووجوب تقديم الخبر؛فذكرانه عجب في اربعة مواضع الاول.ان يكون المبتدأنكرة ليس لهامسوّغ الا تقدم الخبر والخبرظرف أوجارومجرور،نحو:((عندكَ رَجلٌ))، وفي الدّارامرءَةٌ فيجب تقديم الكبرهنافلاتقولُ"رَجُلٌ عندكَ"ولا((امرأة في الدار)) وأجمع النحاة العرب على منع ذلك،وإلى هذاأشاربقوله:((ونحوعندى درهم، ولى وطر-البيت)) ؛ فإن كان للنكرة مسوغ جازالأمران،نحو:((رجل ظريف عندى))،و((عندى رجل ظريف)) .

الثاني:أن يشتمل المبتدأعلى ضميريعودعلى شئ في الخبر،نحو: ((في الدار صاحبها)) فصاحبها:مبتدأ،والضميرالمتصل به راجع إلى الدار،وهوجزء من الخبر؛فلايجوز تاخير الخبر،نحو: ((صاحبهافي الدّار))؛ لئلايعودالضميرعلى متأخرلفظاورتبةً.

وهذامراد المصنف بقوله:((كذاإذاعادعليه مضمر-البيت))أي: كذايجب تقديم الخبرإذاعاد عليه مضمرممايخبربالخبرعنه،وهوالمبتدأ،فكأنه قال:يجب تقديم الخبرإذاعاد عليه ضمير من المبتدأ، وهذه عبارة ابن عصفورفي بعض كتبه،وليست بصحيحة؛لأن الضميرفي قولك((في الدّار صاحبها)) إنماهوعائدعلى جزء من الخبر،لاعلى الخبر؛فينبغي أن تقدرمضافًامحذوفًافي قول المصنف((عاد عليه))التقدير((كذاإذاعادعلى ملابسه))ثم حذف المضاف-الذى هوملابس-وأقيم المضاف إليه-وهو الهاء- مقامه؛فصاراللفظ ((وكذاإذاعادعليه)).

ومثل قولك ((في الدار صاحبها))قولهم :على التمرة مثلهازبداً وقوله :

٥٣-أَهَابُكِ إجْلالاً وَمَا بِكِ قُدْرَةٌ
عَلَيَّ ولكن ملءُ عَيْنٍ حبيبُهَا

فَحَبِيْبُهَا:مبتدأ(مؤخرا) وملء عين:خبرمقدم،ولايجوزتأخيره؛لأن الضميرالمتصل بالمبتدأ-وهو((ها))-عائدعلى ((عين))وهومتصل بالخبر؛ فلو قلت((حبيبهاملء عين)) عادالضمير على متأخرلفظاورتبة .

وقدجرى الخلاف في جواز((ضرب غلامه زيدا))مع أن الضميرفيه عائدعلى متأخرلفظاورتبةً، ولم يجرخلاف-فيماأعلم-في منع((صاحبهافي الدار))فماالفرق بينهما؟وهوظاهر،فليتأمل،والفرق (بينهما)أن ماعادعليه الضميروماأتصل به الضميراشتركافي العامل في مسألة((ضرب غلامه زيدا))

بخلاف مسألة ((في الدار صاحبها)) فإن العامل فيما اتصل به الضمير وماعاد عليه الضمير مختلف

الثالث :أن يكون الخبر له صدر الكلام ،وهو المراد بقوله:((كذاإذا يستوجب التصديرا))

نحو :((أين زيد؟)) فزيد:مبتدأ(مؤخرا)، وأين: خبر مقدم، ولا يؤخر؛فلا تقول:((زيد أين))،لأن الاستفهام له صدر الكلام،وكذلك((أين من علمته نصيرا))؟فأين:خبر مقدم،ومن: مبتدأ، مؤخر،و((علمته نصيرا)) صلة من.

الرابع:أن يكون المبتدأ محصوراً،نحو:((إنما في الدار زيد،وما في الدار إلازيد))ومثله ((مالنا إلااتباع أحمد))

ترجمہ وتشریح:.......... جہاں خبر کی تقدیم ضروری ہے:

ان اشعار میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے تیسری قسم کی طرف اشارہ کیا ہے جہاں خبر کو مقدم کرنا ضروری ہے چنانچہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے چار جگہیں ذکر کیں۔

۱... مبتدا ایسا نکرہ ہو جس میں خبر کی تقدیم کے علاوہ اورکوئی صورت جواز کی نہ ہو بایں طور کہ خبر ظرف ہو یا جار مجرور ہو جیسے عندک رجل 'في الدار امرء ة اس پر سب کا اجماع ہے۔

اگر نکرہ مخصصہ ہو اور اس میں تقدیم کی گنجائش ہو تو پھر مقدم بھی لا سکتے ہیں اور مؤخر بھی جیسے :رَجلٌ ظريفٌ عندي ، عندي رجل ظريف۔

۲.... مبتدا ایسی ضمیر پر مشتمل ہو جو خبر کے جزء کی طرف لوٹتی ہو جیسے في الدار صاحبها (گھر میں اس کا مالک ہے) یہاں صاحبُها مبتدا ہے اور اس کے ساتھ متصل ضمیر دار کی طرف راجع ہے اور وہ خبر کا جزء ہے (اسلئے کہ پوری خبر في الدار ہے) یہاں خبر کی تاخیر جائز نہیں ورنہ ضمیر لوٹے گی متاخر کی طرف لفظاً اور رتبۃً ،یعنی اگر صاحبها في الدار کہا جائے تو ھا ضمیر خبر کے جزء کی طرف لوٹے گی حالانکہ وہ لفظ میں بھی مؤخر ہے اور مرتبہ کے اعتبار سے بھی، (اسلئے کہ خبر کا مرتبہ مبتدا کے بعد ہوتا ہے) مصنف کے قول کذا اذا عاد علیہ مضمر الخ کا یہی مطلب ہے۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں اشکال اور اس کا حل:

مصنف کے قول ''کذا اذا عاد علیہ مضمر الخ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خبر کی تقدیم ضروری ہے جب اس کی طرف مبتدا کی ضمیر لوٹے اور یہی ابن عصفور رحمہ اللہ تعالیٰ کی بعض کتابوں کی عبارت ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے اس لئے کہ فی

الدار صاحبها کی مثال مصنف کے کلام سے مطابقت نہیں رکھتی کیونکہ اس میں ضمیر خبر کے ایک جزء کی طرف لوٹ رہی ہے نہ کہ مکمل خبر کی طرف، تو اس کا حل یہ ہے کہ مصنف کے کلام میں عبارت مقدر ہے اصل میں عاد علی ملابسہ تھا (یعنی ضمیر اس کے متعلق کی طرف لوٹے) پھر مضاف (ملابس) کو حذف کر کے مضاف الیہ (ضمیر) کو اس کے قائم مقام بنایا تو عاد علیہ ہوا۔ فی الدار صاحبها کی طرح علی التمرة مثلها زبدًا کی ترکیب بھی ہے (مجرور پر اسی کی مقدار مکھن ہے) اور اسی سے شاعر کا یہ قول ہے۔

اَهَابُکِ اِجْلالاً وَمَا بِکِ قُدْرَةٌ
عَلَيَّ وَلٰکِنْ مِلْءُ عَيْنٍ حَبِيْبُهَا

ترجمہ:۔ اے محبوبہ میں آپ کی عظمت کی وجہ سے آپ سے ڈرتا ہوں حالانکہ آپ میرے اوپر قادر نہیں۔ لیکن آنکھ اپنے محبوب کو دیکھ کر بھر جاتی ہے جس کی وجہ سے ہیبت آ جاتی ہے۔ (یعنی تعظیم کا سبب محبوب کو دیکھ کر آنکھوں کا بھر جانا ہے)

تشریح المفردات:

(اهاب) واحد متکلم۔ ہیبت، ڈرنا، (اجلالا) باب افعال کا مصدر ہے اِی تعظیما (قدرة) قادر ہونا (ملء عین) آنکھوں کا بھرنا۔

ترکیب:

(اهابک) فعل با فاعل ومفعول (اجلالا) مفعول لہ (واو) حالیہ (ما) نافیہ (بک) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر مقدم (قدرة) مبتدا مؤخر (علیّ) جار مجرور قدرة کے ساتھ متعلق (لکن) حرف استدراک (ملء عین) خبر مقدم (حبیبها) مبتدا مؤخر۔

محل استشہاد:

ملء عین حبیبها محل استشہاد ہے یہاں خبر مبتدا پر مقدم ہے اگر خبر یہاں مؤخر ہو جائے تو متأخر لفظاً ورتبۃً کی طرف ضمیر لوٹے گی جو کہ ناجائز ہے۔

وقدجری الخلاف الخ:

ایک اشکال اوراس کا جواب:

شارح فرماتے ہیں کہ ضرب غلامه زيدا میں بھی ضمیر متأخر کی طرف لوٹتی ہے لفظا ورتبۃ اور صاحبهافي الدار میں بھی۔

حالانکہ ضرب غلامه زيدا کے جواز عدم جواز میں اختلاف ہے اور صاحبها في الدار میں میرے علم کے مطابق کسی نے عدم جواز میں اختلاف نہیں کیا تو ان دونوں میں کیا فرق ہے۔

شارح خود جواب دے رہے ہیں کہ فرق یہ ہے کہ ضرب غلامه زيدا میں غلامه اور زیدا دونوں کا عامل ایک ہے جو کہ ضَرَبَ ہے اس لئے اس میں قدرے گنجائش کی وجہ سے اختلاف ہو گیا اور في الدار صاحبها میں دار کا عامل في اور صاحب کا عامل ابتداء ہے (على اختلاف الاقوال) تو اس کے عدم جواز میں زیادہ اجنبیت ہونے کی وجہ سے اختلاف نہیں۔ واللہ اعلم۔

(۳) خبر اگر اس قبیل سے ہو جو صدارت کلام چاہتا ہو تو اس صورت میں اس کی تقدیم ضروری ہے جیسے اينَ زيدٌ (اين) چونکہ استفہام ہے اور استفہام صدارت کلام چاہتا ہے اسلئے یہ خبر مقدم ہوگا اور زید مبتدا مؤخر، اسی طرح اينَ من علمته نصيرا بھی ہے (کہاں ہے وہ جس کو میں نے مددگار سمجھا تھا)

(۴) مبتدا محصور ہو تو بھی خبر کی تقدیم ضروری ہے جیسے انما في الدار زيد، "ما في الدار الا زيد، ما لنا الا اتباع احمد"
(نہیں ہمارے لئے مگر احمد ﷺ کی تابعداری)

وَحَذْفُ مَا يُعْلَمُ جَائِزٌ كَمَا
تَقُوْلُ زَيْدٌ بَعْدَ مَنْ عِنْدَ كُمَا

ترجمہ:۔ جو خبر معلوم ہو تو اس کا حذف کرنا جائز ہے جیسے آپ کہیں زید من عند کما کے بعد (یہاں جواب میں عندنا خبر حذف ہے)

ترکیب:

(حذف مايعلم) مبتدا (جائز) خبر (ک) جار (ما) مصدریہ (تقول) فعل فاعل (زیدای لفظ زید) مفعول بہ (بعد) منصوب بنا بر ظرفیت (من) مبتدا (عند كما) خبر۔

وفـــي جـــواب كيف زيـــدٌ قُـــلْ دَنِف

فـــزيـــدٌ اســـتـــغـــنـــي عـــنـــه اذعـــرف

ترجمہ: ...اور کیف زیدٌ کے جواب میں دنف (عشق کا مریض یا دائمی مریض) کہیں چونکہ زید معلوم ہے اس وجہ سے اس سے استغناء کیا گیا (یعنی جواب میں اس کی ضرورت نہیں رہی)

ترکیب:

(فی جواب کیف زید) جار مجرور (قل) کے ساتھ متعلق (قل) فعل امر با فاعل (دنف) ای لفظ دنف مضاف مضاف الیہ مفعول بہ (مقوله) (فاء) تعلیلیہ (زیدٌ) مبتدا (استغنی عنه) فعل با نائب فاعل و متعلق خبر (اذ) ظرف عرف فعل نائب فاعل۔

(ش) يحذف كل من المبتدا والخبر إذا دل عليه دليل: جوازا، أووجوبا، فذكر في هذين البيتين الحذف جوازا، فمثال حذف الخبر أن يقال: ((من عندكما)) فتقول ((زيد)) التقدير ((زيدعندنا)) ومثله—في رأي—((خرجت فإذالسبع)) التقدير ((فإذالسبع حاضر)) قال الشاعر:

۵۵—نحن بما عندنا، وأنت بما

عندك راض، والرأي مختلف

التقدير ((نحن بماعندناراضون)). ومثال حذف المبتدأ أن يقال: ((كيف زيد)) ؟ فتقول ((صحيح)) أي: ((هوصحيح)).

وإن شئت صرّحت بكل واحدمنهمافقلت: ((زيدعندنا، وهوصحيح)). ومثله قوله تعالىٰ: (من عمل صالحافلنفسه، ومن أساء فعليها) أي: ((من عمل صالحافعمله لنفسه، ومن أساء فإساءته عليها)).

قيل وقديحذف الجزآن—أعني المبتدأوالخبر—للدلالةعليهما، كقوله تعالىٰ: (واللائي يئسن من المحيض من نسائكم إن ارتبتم فعدتهن ثلاثة أشهر، واللائي لم يحضن) أي: ((فعدتهن ثلاثة أشهر)) فحذف المبتدأوالخبر—وهو ((فعدتهن ثلاثة أشهر))—لدلالة ماقبله عليه، وإنماحذفا لوقوعهما موقع مفرد، والظاهرأن المحذوف مفرد، والتقدير: ((واللائي لم يحضن كذلك)) وقوله: (واللائي لم يحضن) معطوف على واللائي يئسن) والأولىٰ أن يمثل بنحوقولك: ((نعم)) في جواب ((أزيد قائم)) ؟ إذالتقدير ((نعم زيدقائم)).

ترجمہ وتشریح:...........جہاں مبتدا اور خبر دونوں کا حذف جائز ہے:

مبتدا اور خبر میں سے دونوں کا حذف جائز ہے جب اس پر کوئی دلیل دلالت کرے جوازا بھی اور وجوبا بھی۔

ان دونوں اشعار میں حذف جوازی کو بیان کیا گیا۔ خبر کے حذف کی مثال جیسے کوئی کہے من عند کما (تم دونوں کے پاس کون ہے) تو جواب میں صرف زَیدٌ کہا جائے یعنی زیدٌ عندنا (عندنا خبر کو سوال میں موجود ہونے کی وجہ سے حذف کیا ہے) اسی طرح خرجت فاذا السبع۔ یہاں حاضر کو حذف کیا ہے یہ اس صورت میں جب اذا کو حرف مانا جائے۔ بعض حضرات کے ہاں اذا ظرف ہے پھر یہ خبر مقدم ہوگا اور اس کے بعد والا اسم مبتدا مؤخر، اس صورت میں عبارت میں حذف نہیں ہے۔ اور اسی سے شاعر کا قول ہے۔

نَحنُ بِمَا عِندَنَا وَانتَ بِمَا

عندک راض والرأی مختلف

ترجمہ:..... جو ہمارے پاس ہے ہم اس پر راضی ہیں اور جو آپ کے پاس ہے آپ اس پر راضی ہیں اور صرف رائے مختلف ہے۔

(تشریح المفردات واضح ہے)۔

ترکیب:

(نحن) مبتدا (راضون) خبر محذوف (بِمَا عِندَنَا) متعلق ہے راضُونَ کے ساتھ اسی طرح (انت بما عندک الخ) ہے (الرأی) مبتدا (مختلف) خبر۔

محل استشہاد:

نحن بما عندنا محل استشہاد ہے یہاں خبر راضون کو اختصار کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے اسلئے کہ مبتدا ثانی کی خبر اس پر دلالت کر رہی ہے۔ مبتدا کے حذف کی مثال جیسے۔ کوئی پوچھے کیف زید اس کے جواب میں صحیح کہا جائے ای ہو صحیح۔ دونوں کو ذکر بھی کیا جا سکتا ہے زید عندنا، ہو صحیح۔

اور اسی سے اللہ رب العزت کا یہ قول بھی ہے من عمل صالحًا فلنفسہ ومن اساء فعلیہا ای فعملہ لنفسہ واساءتہ علیہا یہاں مبتدا کو حذف کیا گیا ہے، مبتدا خبر پر اگر دلالت کرنے والا ہو تو مبتدا خبر دونوں کو حذف کر سکتے ہیں جیسے واللائی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم فعدتھن ثلاثۃ اشھر واللائی لم یحضن۔

یہاں واللائی لم یحضن ماقبل پر عطف ہے اس میں مبتدا اور خبر دونوں حذف ہیں ای فعدتھن ثلاثۃ اشھر اس

لئے کہ ماقبل اس پر دلالت کرتا ہے، اور دونوں کو اسلئے حذف کیا گیا کہ یہ مفرد کـذالک کی جگہ پر واقع ہیں۔ مبتدا اور خبر دونوں کے حذف کی اس سے آسان مثال نَعم ہے اس شخص کے جواب میں جو یہ سوال کرے اَزیدٌ قائم (کیا زید کھڑا ہے) تو جواب میں زید قائم مبتدا اور خبر دونوں کو حذف کر کے نعم پر اکتفاء کیا جائیگا۔

وَبَعدَ لَولَا غالبًا حذفُ الخبر
حتمٌ وفی نصٍّ یمینٍ ذا استقرّ
وبعدَ وَاوٍ عیّنتْ مفہومَ مَع
کمثل کل صانع وما صنع
وَقَبلَ حالٍ لایکون خبرا
عن الذی خبرہ قد اُضمرا
کضَربی العبدَ مسیئًا واتمُّ
تبیینی الحق منوطًا بالحکم

ترجمہ:۔ لولا کے بعد خبر کا حذف کرنا اکثر لازمی ہوتا ہے اور مبتدا قسم میں صریح ہو تو وہاں بھی یہ حکم برقرار ہے اور اس کے بعد بھی جو مَعَ کے مفہوم کو واضح کرے (وہاں بھی خبر کا حذف ضروری ہے) جیسے: کل صانع وماصنع (ای مقترنان) اسی طرح خبر اگر ایسے حال سے پہلے واقع ہو جو حال خبر نہ ہوتا ہو اس مبتدا سے جس کی خبر محذوف ہے جیسے: ضربی العبدَ مسیئًا اور اتمّ تبیینی الحق اذا کان منوطًا بالحکم ۔(۱) میرا غلام کو مارنا اس وقت ہوتا ہے جب وہ برا ہو (۲) میرا حق بیان کرنا مکمل طریقے سے اسوقت ہوتا ہے جب وہ حکمتوں پر مشتمل ہو)

ترکیب:

(بعدلولا) مضاف مضاف الیہ ظرف (غالبا) منصوب بنزع الخافض (حذف الخبر) مبتدا (حتم) خبر۔(فی نص یمین) جار مجرور متعلق ہوا استقر کے ساتھ (ذا) اسم اشارہ مبتدا (استقرّ) فعل فاعل خبر۔

(بعد) مضاف (واو) موصوف (عیّنت مفہوم مع) فعل فاعل مفعول صفت ہوا، موصوف صفت سے ملکر مضاف الیہ ظرف متعلق ہوا استقرّ کے ساتھ۔ کمثل کل صانع ای وذالک مثل الخ مبتدا خبر۔

(قبل) مضاف (حال) موصوف (لایکون) فعل ناقص ھو ضمیر مستتر اس کا اسم (خبرا) خبر عن جار الذی اسم موصول (خبرہ) مضاف مضاف الیہ مبتدا (قد اضمر) فعل با نائب فاعل خبر (لایکون الخ صفت (کضربی) اسم

كقولك ضربي العبد الخ مبتدأخبر.

(ش)حاصل مافي هذه الابيات أن الخبر يجب حذفه في أربعة مواضع:

الأول:أن يكون خبرالمبتدابعد((لولا))،نحو:((لولازيد لأتيتك))التقدير((لولازيد موجود لأتيتك)) واحترز بقوله:((غالبا))عماورد ذكره فيه شذوذا،كقوله:

٥٦-لولا ابوك ولو لا قبله عمر
ألقت إليك معد بالمقاليد

ف((عمر)) مبتدأ،و((قبله))خبر.

وهذاالذي ذكره المصنف في هذا الكتاب-من أن الحذف بعد((لولا))واجب إلاقليلا-هو طريقة لبعض النحويين،والطريقة الثانية:أن الحذف واجب(دائما)وأن ماوردمن ذلك بغيرحذف في الظاهرمؤول،والطريقة الثالثة:أن الخبر:إما أن يكون كونامطلقا،أوكونامقيدا؛فإن كان كونامطلقا وجب حذفه نحو:لولا زيدلكان كذا))أي:لولازيدموجود،وإن كان كونا مقيدا؛فإما أن يدل عليه دليل،اولا،فإن لم يدل عليه دليل وجب ذكره،نحو:((لولازيد محسن إلي ماأتيت)) وان دلّ عليه دليل جازاثباته وحذفه نحوان يقال(هل زيدٌ محسنٌ اليک)فتقول:((لولازيد لهلكت))أي:((لولازيد محسن إلي))،فإن شئت حذفت الخبر،وإن شئت أ ثبته،ومنه قول أبي العلاء المعري.

٥٧-يذيب الرعب منه كل عضب
فلولا الغمد يمسكه لسالا

وقداختارالمصنف هذه الطريقة في غيرهذا الكتاب

الموضع الثاني:أن يكون المبتدأ،نصًّافي اليمين نحو لعمركَ لا فعَلَنَّ التقدير لَعَمْرُكَ قَسَمِيَ فعمرُكَ مبتداوقسمِيَ خبره،ولايجوز التصريح به .

قيل:ومثله:((يمين الله لأفعلن))التقدير:((يمين الله قسمي))وهذالايعين ان يكون المحذوف فيه خبرا؛لجوازكونه مبتدأ،والتقدير:((قسمي يمين الله))بخلاف ((لعمرک))فإن المحذوف معه يتعين أن يكون خبرا،لأن لام الابتداء قد دخلت عليه، وحقها الدخول على المبتدأ.

فإن لم يكن المبتدأ نصا في اليمين لم يجب حذف الخبر،نحو:عهدالله لأفعلن))

التقدير: ((عهدالله عليَّ))فعهدالله:مبتدأ،وعليَّ:خبره،ولك إثباته وحذفه.

الموضع الثالث:أن يقع بعدالمبتدأواوهي نص في المعية،نحو:((كل رجل وضيعته))فكل مبتدأ،وقوله: ((وضيعته)) معطوف على كل،والخبرمحذوف،والتقدير:((كل رجل وضيعته مقترنان))ويقدرالخبربعد واو المعية.

وقيل:لايحتاج إلى تقدير الخبر؛لأن معنى:((كل رجل وضيعته))كل رجل مع ضيعته،وهذاكلام تام لايحتاج إلى تقديرخبر،واختارهذاالمذهب ابن عصفورفي شرح الإيضاح.

فإن لم تكن الواونصافي المعية لم يحذف الخبر وجوبا،نحو:((زيدوعمرو قائمان)).

الموضع الرابع:أن يكون المبتدأمصدرا،وبعده حال سد(ت)مسدالخبر،وهي لاتصلح أن تكون خبرا؛ فيحذف الخبروجوبا؛لسدالحال مسده،وذلك نحو:((ضربي العبد مسيئًا))فضربي: مبتدأ،والعبد: معمول لهُ ومسيئا:حال سد(ت)مسدالخبر،والخبرمحذوف وجوبا،والتقدير((ضربي العبد إذاكان مسيئا))إذاأردت الاستقبال،وإن أردت المضي فالتقدير((ضربي العبدإذكان مسيئا))فمسيئا:حال من الضميرالمستترفي((كان))المفسربالعبد)و((إذاكان))أو((إذكان))ظرف زمان نائب عن الخبر.

ونبه المصنف بقوله:((وقبل حال))على أن الخبر المحذوف مقدرقبل الحال التي سدت مسد الخبر كماتقدم تقريره.

واحترزبقوله:((لايكون خبرًا))عن الحال الّتي تصلح أن تكون خبرًاعن المبتدأالمذكور،نحو ما حكى الأخفش - رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى - من قولهم:((زيد قائما))فزيد:مبتدأ،والخبرمحذوف،والتقدير:((ثبت قائما)) وهذه الحال تصلح أن تكون خبرا؛فتقول:((زيد قائم))فلايكون الخبرواجب الحذف،بخلاف: ((ضربي العبدمسيئا))فإن الحال فيه لاتصلح أن تكون خبراًعن المبتدأالذي قبلها؛فلا تقول:ضربي العبد مسيءٌ؛لأن الضرب لايوصف بأنه مسيء.

والمضاف إلى هذاالمصدرحكمه كحكم المصدر،نحو:((أتم تبييني الحق منوطابالحكم)) فأتم:مبتدأ،وتبييني:مضاف إليه،والحق:مفعول لتبييني،ومنوطا:حال سد(ت)مسدخبرأتم،والتقدير: ((أتم تبييني الحق إذاكان—أوإذكان—منوطا بالحكم)).ولم يذكرالمصنف المواضع الّتي يحذف فيها المبتدأوجوبًا وَقَدْعدّها في غيرهذاالكتاب اربعة.

الأول: النعت المقطوع إلى الرفع: في مدح، نحو: مررت بزيد الكريم)) أو ذم، نحو: ((مررت بزيد الخبيث)) أو ترحم، نحو: ((مررت بزيد المسكين)) فالمبتدا محذوف في هذه المثل ونحوها وجوبا، والتقدير: ((هو الكريم، وهو الخبيث، وهو المسكين))

الموضع الثاني: أن يكون الخبر مخصوص ((نعم)) أو ((بئس)) نحو: ((نعم الرجل زيد، وبئس الرجل عمرو)) فزيد وعمرو: خبران لمبتدإ محذوف وجوبا، والتقدير ((هو زيد)) أي الممدوح زيد ((وهو عمرو)) أي المذموم عمرو.

الموضع الثالث: ماحكى الفارسي من كلامهم ((في ذمتي لأفعلن)) ففي ذمتي: خبر لمبتدإ محذوف واجب الحذف، والتقدير ((في ذمتي يمين)) وكذلك ماأشبهه، وهو ما كان الخبر فيه صريحا في القسم.

الموضع الرابع أن يكون الخبر مصدرا نائبا مناب الفعل، نحو: ((صبر جميل)) التقدير ((صبري صبر جميل)) فصبري: مبتدأ، وصبر جميل: خبره، ثم حذف المبتدأ – الذي هو ((صبري)) – وجوبا.

ترجمہ وتشریح: .... جہاں خبر کو حذف کرنا ضروری ہے:

ان اشعار کا حاصل یہ ہے کہ چار جگہیں ایسی ہیں جن میں خبر کو حذف کرنا ضروری ہے۔

۱ ..... جب (لولا) کے بعد مبتدا کیلئے خبر بنایا جائے تو پھر اس کا حذف ضروری ہے جیسے لَوْلَا زَیْدٌ لَاَتَیْتُکَ: یہاں موجود خبر محذوف ہے۔ (غالبًا) کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض جگہوں میں شاذ کے طور پر ذکر بھی ہوتا ہے جیسے شاعر کا یہ قول ہے۔

لَوْلَا اَبُوکَ وَلَوْلَا قَبْلَہٗ عُمَر
اَلْقَتْ اِلَیکَ مَعَدٌّ بِالْمَقَالِیدِ

ترجمہ: ...... اگر آپ کا والد اور اس پہلے آپ کا دادا عمر (ظلم کرنے والے) نہ ہوتے تو معد قبیلہ آپ کو چابیاں حوالہ کر دیتا (یعنی آپ کو والی بنا دیتے اور آپ کے تابع ہو جاتے)

تشریح المفردات:

(لولا) لامتناع الثاني لاجل وجود الاوّل (ابوک) اس میں ابن یزید بن عمر کو خطاب ہے (عمر) مخاطب کا دادا ہے (معدّ) عرب کے جدّ امجد کا نام تھا۔ یہاں قبیلہ معد مراد ہے اسی لئے اس کیلئے فعل مؤنث اَلْقَتْ کو لائے، (مقالید) مقلد (بروزن منبر) کی جمع ہے یا اقلید کی۔

ترکیب:

(لولا) حرف (ابوک) مبتدا (وَلَوْلاَقبله عمر اسی پر عطف ہے) (موجود) خبر محذوف (شرط) (القت) (الیک) اسی کے ساتھ متعلق (معدّ) فاعل (بالمقالید بھی اس کے ساتھ متعلق (جواب ہے لولا کا)

محل استشہاد:

(لولاقبله عمر) ہے یہاں (لولا) کی خبر قبلہ کوذکر کیا ہے حالانکہ لولا کی خبر کوحذف کیا جاتا ہے۔

وهـذاالـذی الخ: شارح فرماتے ہیں کہ مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے اس کتاب میں جو یہ ذکر کیا ہے کہ خبر لَوْلاَ کے بعد واجب الحذف ہے یہ بعض نحویوں کا طریقہ ہے ۔اس طریقے کے اعتبار سے جہاں خبر حذف نہیں ہوئی وہ قلیل ہے (یا نہیں) (۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ (لـولا) کے بعد حذف دائمی ہے اور جہاں حذف نہ ہوا تو اگر اس کا قائل معتبر آدمی نہ ہو اس کی غلطی ہوگی اور اگر معتبر آدمی ہے تو اس میں تاویل کی جائے گی (۳) تیسرا یہ کہ لَـــوْلاَکی خبر یا تو کون مطلق ہوگی یا اگر مطلق ہے تو حذف واجب ہے جیسے لولازیدلکان کذا، تقدیر عبارت یوں ہے لولازیدموجودالخ اور اگر مقید تو یا اس کے حذف ہونے پر دلیل ہوگی یا نہیں اگر نہیں ہے تو اس کا ذکر ضروری ہے جیسے لولازیدمحسن اِلَیَّ ماأتیتُ (اسی) طرح یہ مثال بھی ہے "لَوْلاَ زیدٌ سَالمَنَامَاسَلِمَ" اور اگر قرینہ ہے تو خبر کا اثبات اور حذف دونوں جائز ہے جیسے کوئی (سوال) کرے هَلْ زیدٌمحسنٌ الیک یہاں چونکہ سوال میں احسان کا ذکر ہے اس لئے جواب میں حذف بھی کر سکتے ہیں لولازیدٌ لهلکت ای لولازیدٌ محسن الیَّ اورذکر بھی کر سکتے ہیں اور اسی سے ابوالعلاءالمعرّی کا قول ہے (ان کا نام) احمد بن عبداللہ بن سلیمان التنوخی ہے، معرّہ گاؤں کی طرف نسبت کرنے کیلئے المعرّی کہا جاتا ہے ۴۴۹ھ کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے)

یُذیبُ الرعبُ منه کلّ عضب

فَلَوْلاالغمدُیُمْسِکُه لَسَالا

ترجمہ:... اس تلوار کا رعب ہر تیز تلوار کو پگھلاتا ہے، پس اگر میان نہ ہوتا جو اس کو روکتا ہے تو یہ تلوار بہہ جاتی۔

تشریح المفردات:

(یذیب) از باب افعال پگھلانا، (عضب) تیز تلوار او السیف القاطع (الغمد) میان (یمسکه) امسک یمسک روکنا (سال) ض سے، بہہ جانا۔

ترکیب:

(یلذیب الرعب) فعل فاعل (منه) یلذیب کے ساتھ متعلق (کل عضب) مفعول بہ (لولا) حرف (الغمد) اس کیلئے اسم (یمسکه) جملہ فعلیہ ہوکر اس کیلئے خبر (لسالا) جواب ہے لولا کا۔

محل تمثیل:

(اس شعر کو شارح نے تمثیل کے طور پر ذکر کیا ہے نہ کہ استشہاد کے طور پر)۔

یہاں (یمسکه) لولا کی خبر ہے اس پر مبتدا دلالت بھی کرتا ہے اس لئے کہ میان میں امساک ہوا کرتا ہے لیکن پھر بھی اس کو ذکر کیا جس سے معلوم ہوا کہ لولا کی خبر اگر کون مقید ہو اور اس کے حذف ہونے پر دلیل ہو تو اس کا حذف اور اثبات دونوں جائز ہیں۔

جمہور کے ہاں لولا کے بعد خبر مطلقاً واجب الحذف ہے اس شعر کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ ابو العلاء المعری کا ہے جو عرب نہیں بلکہ مولدین میں سے ہے لہٰذا اس کے کلام کا اعتبار نہیں یا خبر محذوف ہے ای لولا امساک غمده موجود لَسالاً سخ واللّٰه اعلم۔

شارح فرماتے ہیں کہ مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کے علاوہ دوسری جگہ اس تیسرے مسلک کو پسند کیا ہے۔

...دوسری جگہ یہ ہے کہ مبتدا قسم کے اندر صریح ہو جیسے لعمرک لافعلنّ ای لعمرک قسمی، عمرک مبتدا ہے قسمی اس کی خبر ہے یہاں خبر کو ذکر کرنا صحیح نہیں۔ بعض حضرات نے یمین اللّٰه لافعلنّ میں بھی خبر کو محذوف قرار دیا ہے ای یمین اللّٰه قسمی لیکن اس میں خبر کا محذوف ہونا یقینی نہیں اسلئے کہ ہوسکتا ہے کہ یہاں مبتدا حذف ہو اور تقدیر عبارت یوں ہو قسمی یمین اللّٰه، اور لعمرک میں خبر کا حذف یقینی ہے اسلئے کہ لعمرک میں لام ابتداء ہے اور لام ابتداء مبتدا ہی پر داخل ہوتا ہے نہ کہ خبر پر (اسلئے کہ لام ابتداء صدارت کلام چاہتا ہے) اگر مبتدا قسم میں صریح نہ ہو تو اس صورت میں خبر کا حذف ضروری نہیں جیسے عهد اللّٰه لافعلن تقدیر عبارت عهد اللّٰه علیّ ہے عهد اللّٰه مبتدا ہے اور علیّ اس کی خبر ہے اس کا حذف اور اثبات دونوں جائز ہے اسلئے کہ قسم کے علاوہ بھی اس کا استعمال جائز ہے جس طرح کہا جاتا ہے عهد اللّٰه یجب الوفاء به۔

......مبتدا کے بعد واو آجائے جو معیت کے معنی میں صریح ہو جیسے کل رجل وضیعته یہاں کل مبتدا ہے اور وضیعته کل پر عطف ہے اور خبر محذوف ہے تقدیر عبارت کل رجل وضیعته مقترنان ہے (ہر آدمی اپنی جائداد، سامان

اور پیشہ کے ساتھ ہوتا ہے) یہاں واو معیت کے بعد خبر مقدر ہے۔

بعض حضرات نے کہا ہے کہ اس مثال میں خبر کی تقدیر کی ضرورت بھی نہیں اسلئے کہ کل رجل وضیعته کا معنی ہے کل رجل مع ضیعته تو خبر کی تقدیر کے بغیر بھی یہ کلام تام ہو جاتا ہے، ابن عصفور رحمۃ اللہ تعالیٰ نے شرح ایضاح میں اسی توجیہ کو پسند کیا ہے۔

اگر واو معیت کے معنی میں صریح نہ ہو تو اس صورت میں خبر کا حذف واجب نہیں ہے جیسے زید و عمرو قائمان۔

۴۔ چوتھی جگہ جہاں خبر کو حذف کرنا ضروری ہے وہ ہے جہاں مبتدا مصدر ہو اور اس کے بعد حال ہو جو خبر قائمقام ہو اور قرائن کی وجہ سے اس حال میں خبر بننے کی صلاحیت نہ ہو جیسے ضَرْبِی العبد مسیئا یہاں ضربی مصدر مبتدا اور (العبد) اس کیلئے معمول ہے اور مسیئا حال ہے خبر کی جگہ واقع ہے یہاں اذا کان یا اذ کان حذف ہے اور کان کے اندر جو ضمیر مستتر ہے مسیئا اس سے حال ہے۔ اور اذ کان اذا کان ظرف زمان ہو کر خبر کے نائب ہے۔ (لایکون خبرا الخ) کہکر مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس حال سے احتراز کیا جس میں خبر بننے کی صلاحیت ہو جیسے اخفش رحمۃ اللہ تعالیٰ کی نقل کردہ مثال زیدٌ قائما ہے یہاں زیدٌ مبتدا ہے اور خبر محذوف ہے جو کہ ثبت ہے اب اس حال (قائمًا) میں خبر بننے کی صلاحیت ہے چنانچہ زیدٌ قائمٌ کہہ سکتے ہیں لہٰذا اس صورت میں خبر کو حذف کرنا ضروری نہیں۔

اور ضربی العبد مسیئا والی مثال میں مسیئا کو خبر بنا کر ضربی العبد مسئی نہیں کہہ سکتے اسلئے کہ متکلم کا مقصد یہاں غلام کی برائی بیان کرنی ہے نہ کہ مارنے کی برائی۔

قوله والمضاف الیٰ هذا المصدر الخ:

شارح فرماتے ہیں کہ جو مصدر کی طرف مضاف ہو اس کا حکم بھی مصدر کی طرح ہے یعنی اس کی خبر کو حذف کرنا ضروری ہے جیسے اتمّ تبیینی الحق منوطا بالحکم یہاں اتم مضاف ہے تبیینی مصدر کی طرف اور یہاں منوطا حال خبر کی جگہ قائم ہے تقدیر عبارت یوں ہے اتمّ تبیینی الحق اذا کان. یا اذ کان منوطا بالحِکم (میرا اکمل بیان کرنا حق کو اس وقت ہوتا ہے جب وہ حکمتوں پر مشتمل ہو) واضح رہے کہ اس صورت میں منوطًا اگرچہ اتم تبیینی کیلئے ذات کے اعتبار سے خبر کی صلاحیت رکھتا ہے لیکن یہاں متکلم نے اس کا قصد نہیں کیا ولهذا قال صاحب شرح الاشمونی اذا جعل منوطا جاریا علی الحق لاعلی المبتدأ وذکر فی حاشیة الصبّان تحته فاندفع الاعتراض بان المثال الثانی تصلح الحال فیه للخبریة۔

جہاں مبتدا کو حذف کرنا ضروری ہے:

واضح رہے کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان جگہوں کو ذکر نہیں کیا جہاں مبتدا کا حذف کرنا ضروری ہوتا ہے البتہ اس کتاب کے علاوہ دوسری جگہ ان کو ذکر کیا ہے اور وہ چار جگہیں ہیں۔

۱۔ وہ صفت ہے جس کو صفت سے قطع کر کے خبر بنایا جائے مدح میں ہو جیسے مررتُ بزیدٍ الکریمُ یا مذمت میں ہو جیسے مررتُ بزیدٍ الخبیثُ یا ترحم میں جیسے مررتُ بزیدٍ المسکینُ تو ان جیسی مثالوں میں کریم خبیث مسکین صفتیں تھیں لیکن ان کو خبر بنایا گیا اور مبتدا کو محذوف مانا گیا ای ھو الکریم ھو الخبیث ھو المسکین۔

۲۔ خبر اگر مخصوص بالمدح ہو جیسے نعم الرجل زیدٌ یا مخصوص بالذم ہو جیسے بئس الرجل عمرو تو اس صورت میں مبتدا کو حذف کرنا ضروری ہے تقدیر عبارت یوں ہوگی ھُوزید، ھُوعمرو۔

۳۔ خبر جب قسم میں صریح ہو اس کے مبتدا کو حذف کرنا ضروری ہے جیسے فارسی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نقل کردہ مثال فی ذمتی لافعلن ہے یہاں مبتدا یمینٌ حذف ہے ای فی ذمّتی یمینٌ الخ اور یہاں حذف اسلئے ضروری ہے کہ لَاَفْعَلَنَّ اس پر دلالت کر رہا ہے۔

۴۔ خبر مصدر ہو کر فعل کی جگہ آجائے تو اس کے مبتدا کو حذف کرنا ضروری ہے جیسے صبرٌ جمیل۔ یہ اصل میں اصبر صبرا تھا پھر فعل کو حذف کر کے مصدر مرفوع کو اس کے قائم مقام کیا تا کہ دوام پر دلالت کرے۔ تقدیر عبارت یوں ہے صبری صبر جمیل صبری مبتدا اور صبرٌ جمیلٌ اس کی خبر ہے مبتدا کو یہاں وجوباً حذف کیا گیا ہے۔

وَاَخْبَرُوا بِاثْنَین اَوبِاَکْثَرا
عَنْ وَاحِدٍ کَھُمْ سَرَاۃٌ شُعَرَاء

ترجمہ۔ نحویوں نے ایک مبتدا کیلئے دو یا دو سے زیادہ خبروں کو جائز قرار دیا ہے جیسے ھُمْ سراۃٌ شعراء (یہاں سراۃ (سردار) شعراء (شاعر لوگ) دو خبریں)

ترکیب:

(اخبروا) فعل فاعل (باثنین اوباکثرا عن واحد) اس کے ساتھ متعلق۔ کھم ای کقولک ھم سراۃ شعراء. ھم مبتدا (سراۃ) خبر اوّل (شعراء) خبر ثانی۔

(ش) اختلف النحویون فی جواز تعدد خبر المبتدأ الواحد بغیر عطف، نحو: زید قائم ضاحک)).

فذهب قوم-منهم المصنف-إلى جواز ذلک سواء كان الخبران فی معنی خبر واحد نحو هذا حلو حامض ای مزّ ام لم یکونا فی معنی خبر واحد کالمثال الأول.

وذهب بعضهم إلى أنه لا یتعدد الخبر إلا إذا كان الخبر ان فی معنی خبر واحد فإن لم یکونا کذلک تعین العطف؛ فإن جاء من لسان العرب شي بغیر عطف قدر له مبتدأ آخر، کقوله تعالیٰ: (وهو الغفور الودود ذو العرش المجید) وقول الشاعر:

۵۸-من یک ذابت فهذا بتی
مقیظ مصیف مشتی

وقوله:

۵۹-ینام بإحدی مقلتیه، ویتقی
بأخری المنایا؛ فهو یقظان نائم

وزعم بعضهم أنه لا یتعدد الخبر إلا إذا كان من جنس واحد، كأن یکون الخبر ان مثلا مفردین، نحو: ((زید قائم ضاحک)) أو جملتین نحو: ((زید قام ضحک)) فأما إذا کان أحدهما مفردا والآخر جملة فلا یجوز ذلک؛ فلا تقول: ((زید قائم ضحک)) هكذا زعم هذا القائل، ویقع في کلام المعربین للقرآن الکریم وغیره تجویز ذلک کثیراً، ومنه قوله تعالیٰ: (فإذا هي حیة تسعیٰ) جوزوا کون (تسعیٰ) خبرا ثانیا، ولا یتعین ذلک؛ لجواز کونه حالا.

ترجمہ وتشریح:...........تعدد خبر میں اختلاف:

نحویوں نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ ایک مبتدا کیلئے متعدد خبر بغیر حرف عطف کے آسکتے ہیں جیسے زیدٌ قائمٌ ضاحکٌ، یا نہیں اس میں کئی مسلک ہیں۔

۱.....بعض حضرات کی رائے یہ ہے (جن میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ہیں) کہ تعدد خبر ہر حال میں جائز ہے چاہے دونوں خبروں کا ایک ہی معنی ہو جیسے هذا حلو حامض حلو میٹھا اور حامض کھٹا، شارح نے مُزّ کے ساتھ اس کی تفسیر کی ہے جس کا معنی ہے متوسط بین الحلاوة والحموضة (کھٹا میٹھا یعنی کڑوا) یا الگ الگ معنی ہو جیسے زید قائم ضاحک۔

۲... بعض حضرات فرماتے ہیں کہ تعدد خبر صرف اس وقت جائز ہے جب دونوں خبر ایک خبر کے معنیٰ میں ہوں جیسے ھذا حلو حامض اگر دونوں خبر ایک خبر کے معنیٰ میں نہ ہوں تو پھر عطف متعین ہوگا اور معطوف علیہ معطوف ملکر خبر ہونگے نیز کلام عرب میں بظاہر اگر تعدد خبر بغیر حرف عطف کے پایا گیا تو اس کیلئے دوسرے مبتدا کو مقدر مانا جائے گا جیسے ھوالغفور الودود ذوالعرش المجید (یہاں ھوالودود الخ کہا جائے گا) اور اسی طرح شاعر کا یہ قول بھی ہے۔

مَنْ یَکُ ذَابَتٍّ فَھٰذَا بَتِّی
مُقَیِّظٌ مُصَیِّفٌ مُشَتِّی

ترجمہ: جو موٹی چادر والا ہے تو ہونے دو کیونکہ میری بھی یہ چادر ہے جو سخت گرمی اور عام گرمی اور سردی میں میرے لئے کافی ہے۔

تشریح المفردات:

(من یک) اصل میں من یکن تھا نون کو تخفیفاً حذف کردیا گیا۔ (بتّ) موٹی چادر (مقیظ مصیف مشتی) تینوں اسم فاعل کے صیغے ہیں ای کَافِیْنِیْ لِقَیْظِی وَصَیْفِی وَشِتَائِی، چنانچہ کہا جاتا ہے قیّظنی ھذا الشئی وصیّفنی وَشَتّانِی، (قیظ) شدت گرمی، (صیف) عام گرمی (شتاء) سردی۔

ترکیب:

(من یک) ذابت مبتدا (فھذابتی) خبر، مقیظ مصیف مشتی اخبار محذوہ ہیں مبتدا واحد (ھو) کیلئے۔

محل استشہاد:

(مقیظ مصیف مشتی) ہے یہاں کئی خبریں ہیں اور ان کا معنیٰ بھی ایک نہیں ہے لہٰذا بعض حضرات کے مسلک کے مطابق ہر ایک کیلئے الگ الگ مبتدا مقدر ہوگا ھو مقیظ ھو مصیف الخ اگرچہ صحیح یہ ہے کہ ہر ایک کیلئے الگ الگ مبتدا کو مقدر نہ مانا جائے اسلئے کہ یہ خلاف اصل ہے بلکہ اس کو تعدد خبر پر ہی محمول کیا جائے۔

اور اسی طرح شاعر کا یہ قول ہے۔

یَنَامُ بِاِحْدَیٰ مُقْلَتَیْہِ وَیَتَّقِی
بِأُخْرَیٰ الْمَنَایَا فَھُوَ یَقْظَانُ نَائِمٌ

ترجمہ: بھیڑیا اپنی ایک آنکھ سے سوتا ہے اور دوسری سے اپنی حفاظت کرتا ہے پس وہ جاگتا بھی ہے اور سوتا بھی ہے۔

تشریح المفردات:

(ینام) از سمع (مقلة) آنکھ (یتقی) از افتعال بمعنی حفاظت (منایا) جمع ہے منیة (بمعنی موت جیسا کہ شعر میں بھی آیا ہے)

وَاِذَا الْمَنِیَّةُ اَنْشَبَتْ اَظْفَارَھَا
اَلْفَیْتَ کُلَّ تَمِیْمَةٍ لَا تَنْفَعُ

ترکیب:

(ینام) فعل با فاعل (باحدی مقلیته) اس کے ساتھ متعلق (یتقی باخریٰ المنایا) فعل با فاعل و متعلق و مفعول بہ (ھو) مبتدا (یقظان نائم) خبر بعد خبر۔

محل استشہاد:...... (یقظان نائم) ہے (تفصیل گزر گئی)

(۳) بعض حضرات فرماتے ہیں کہ تعدد خبر صرف اس وقت جائز ہے جب وہ دونوں ایک جنس سے ہوں یعنی وہ دونوں مفرد ہوں جیسے زیدٌ قائمٌ ضاحكٌ یا دونوں جملہ ہوں جیسے زیدٌ قامَ ضحكَ لیکن اگر ایک مفرد اور دوسرا جملہ ہو تو پھر جائز نہیں جیسے زیدٌ قائمٌ ضحك (یہاں قائم مفرد اور ضحك جملہ ہے)

لیکن معربین کے ہاں اگر جنس مختلف ہوں تو پھر بھی جائز ہے جیسے فاذاھی حیّة تسعیٰ ان کے ہاں تسعیٰ خبر ثانی ہے۔ شارح فرماتے ہیں کہ یہ ترکیب حتمی نہیں، ہوسکتا ہے کہ تسعیٰ بجائے خبر کے حال واقع ہو، (واضح رہے کہ محشی نے شارح پر رد کیا ہے کہ حال واقع ہونا تسعیٰ کا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہاں ذوالحال حیة نکرہ ہے اور حال نکرہ سے واقع نہیں ہوتا۔ محشی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کو صحیح کرنے کیلئے یہ کہا ہے کہ اس صورت میں ہوسکتا ہے کہ جملہ اس ضمیر سے حال ہو جو کہ مبتدا واقع ہے اور سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسلک کے مطابق مبتدا سے حال کا واقع ہونا صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

کَانَ وَاَخَوَاتُھَا

تَرْفَعُ کَانَ الْمُبْتَدَأ اِسْمًا وَالْخَبَرْ
تَنْصِبُہ کَکَانَ سَیِّدًا عُمَرْ
کَکَانَ ظَلَّ بَاتَ اَضْحٰی اَصْبَحَا
اَمْسٰی وَصَارَ لَیْسَ زَالَ بَرِحَا

فتــى وانــفك ،وَهــذى الأربــعة
لشبــه نــفــى،أولــنــفــى متبعة
ومثــل كــان دامَ مسبــوقــا ب مــا
كــاعــط مــادمــت مُــصِيْبــادِرْهـمَــا

ترجمہ: کان مبتدا کو بطور اسم رفع دیتا ہے اور خبر کو نصب جیسے کان سیّدًا عمر (عمر سردار تھا) کان کی طرح ظل بات اضحی اصبح امسی صَارَلیس زال برح بھی ہیں (عمل میں) اور فتی انفك بھی، اور یہ آخری چار نفی یا شبہ نفی کے بعد آتے ہیں اور کان کی طرح دام بھی ہے اس حال میں کہ دام سے پہلے ما ہو جیسے: اعط مادُمتُ مُصیبًا درهمًا۔

ترکیب:

(ترفع کان المبتدا) فعل فاعل ومفعول بہ (اسما) حال ہے المبتداء سے (الخبر) مفعول بہ فعل محذوف کے لئے جس کی تفسیر (تنصبه) کر رہا ہے۔ كقولك كان سيدااى وذالك كائن الخ (ككان) خبر مقدم (ظل بات الخ) بحذف حرف عطف معطوف معطوف علیہ مبتدا مؤخر۔ (هذى الاربعة) مبتدا (متبعة) خبر لشبه نفى جار مجرور متعلق ہوا (متبعة) کے ساتھ (مثل كان) خبر مقدم (دام) باعتبار لفظ مبتدا مؤخر (مسبوقا) حال ہے (دام) سے كاعط اى وذالك كائن كاعط الخ.

(ش) قوله لما فرغ على المبتدأ والخبر شرع في ذكر نواسخ الابتداء، وهي قسمان: أفعال، وحروف؛ فالافعال كان واخواتها وافعال المقاربة وظنّ واخواتها والحروف ما وأخواتها، ولا التي لنفي الجنس، وإن وأخواتها.

فبدأ المصنف بذكر كان وأخواتها، وكلها أفعال اتفاقا، إلا ((ليس))، فذهب الجمهور إلى أنها فعل، وذهب الفارسي -في أحدقوليه- وأبوبكر بن شقير -في أحدقوليه- إلى أنها حرف.

وهي ترفع المبتدأ، وتنصب خبره ، ويسمى المرفوع بها اسمالها، والمنصوب بها خبرالها.

وهذه الأفعال قسمان: منها مايعمل هذاالعمل بلاشرط، وهي: كان، وظل، وبات، وأضحى، وأصبح، وأمسى، وصار، وليس، ومنها مالايعمل هذاالعمل إلا بشرط، وهو قسمان: أحدهما مايشترط في عمله أن يسبقه نفي لفظاأو تقديرا، أوشبه نفي، وهو أربعة: زال، وبرح وفتئ، وانفك؛ فمثال النفي لفظا ((مازال زيد قائما)) ومثاله تقديرا قوله تعالىٰ (قالوا تالله تفتؤ تذكر يوسف) أى: لا تفتؤ، ولايحذف النافي

معها إلا بعد القسم كالآية الكريمة، وقد شذ الحذف بدون القسم، كقول الشاعر:

٦٠ـ وأبرح ما أدام الله قومي
بحمد الله منتطقا مجيدا

أي: لا أبرح منتطقا مجيدا، أي صاحب نطاق وجواد، ما أدام الله قومي، وعنى بذلك أنه لا يزال مستغنيا ما بقي له قومه، وهذا أحسن ما حمل عليه البيت.

ومثال شبه النفي ـ والمراد به النهي ـ كقولك: ((لا تزل قائما)) ومنه قوله:

٦١ـ صاح شمر ولا تزل ذاكر المو
ت؛ فنسيانه ضلال مبين

والدعاء، كقولك: ((لا يزال الله محسنا إليك)) وقول الشاعر:

٦٢ـ ألا يا اسلمي، يا دارمي، على البلى،
ولا زال منهلا بجرعائك القطر

وهذا (هو) الذي أشار إليه المصنف بقوله: ((وهذي الأربعة ـ إلى آخر البيت)).

القسم الثاني: ما يشترط في عمله أن يسبقه ((ما)) المصدرية الظرفية، وهو ((دام)) كقولك: ((أعط ما دمت مصيبا درهما)) أي: أعط مدة دوامك مصيبا درهما؛ ومنه قوله تعالىٰ: (وأوصاني بالصلاة والزكاة ما دمت حيا) أي: مدة دوامي حيا.

ومعنى ظل: اتصاف المخبر عنه بالخبر نهارا، ومعنى بات: اتصافه به ليلا، وأضحى: اتصافه به في الضحى، وأصبح: اتصافه به في الصباح، وأمسى: اتصافه به في المساء ومعنى صار التحوّل من صفة إلى (صفة) أخرى، ومعنى ليس: النفي، وهي عند الإطلاق لنفي الحال، نحو: ((ليس زيد قائما)) أي: الآن، وعند التقييد بزمن على حسبه، نحو: ((ليس زيد قائما غدا)) ومعنى زال وأخواتها: ملازمة الخبر المخبر عنه على حسب ما يقتضيه الحال نحو: ((ما زال زيد ضاحكا، وما زال عمرو أزرق العينين)) ومعنى دام: بقي واستمر.

ترجمہ وتشریح:

اس سے پہلے مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مبتدا خبر کو ذکر کیا اس سے فراغت کے بعد اب نواسخ الابتداء

(مبتدا کو منسوخ کرنے والے کو) ذکر کر رہے ہیں اور ان کی دو قسمیں ہیں افعال (۲) حروف۔

افعال میں کان واخواتھا، افعال مقاربۃ، ظنّ واخواتُھا ہیں اور حروف میں ما واخواتھا، لانفی جنس، اِنَّ واخواتھا ہیں چنانچہ مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے پہلے کان واخواتھا کو ذکر کیا۔

کان واخواتھا کی تفصیل

واضح رہے کہ کان اور اس کے اخوات سارے افعال ہیں۔ صرف لَیسَ کے بارے میں اختلاف ہے، جمہور نحویوں کے ہاں یہ فعل ہے اور فارسی اور ابو بکر بن شقیر رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ایک قول کے مطابق یہ حرف ہے،

جو حضرات اس کو حرف مانتے ہیں ان کی دو دلیلیں ہیں۔

۱۔ یہ حرف کے ساتھ دو وجوں سے مشابہ ہے ایک وجہ تو یہ ہے کہ حرف (مثلاً ما) جس معنی پر دلالت کرتا ہے اسی پر لیس بھی دلالت کرتا ہے (جو کہ نفی ہے)

۲۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ حرف کی طرح جامد ہے جس میں عموعی گردانیں نہیں ہوتیں۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ لیس عام افعال سے ہٹ کر ہے اسلئے کہ عام افعال حدث زمان پر دلالت کرتے ہیں اور (لیس) حدث پر دلالت نہیں کرتا البتہ زمان پر دلالت کرتا ہے لیکن اس کیلئے قرینہ ضروری ہے، جمہور کی دلیل یہ ہے کہ یہ فعل کی علامات کو قبول کرتا ہے مثلاً تاء تانیث ساکن اور تاء فاعل اس کے ساتھ آتی ہے جیسے لیستُ لستُ وغیرہ۔

فارسی رحمۃ اللہ تعالیٰ وغیرہ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ محقق رضی کا مسلک یہ ہے کہ "لَیسَ" حدث پر دلالت کرتا ہے جو کہ انتفاء ہے اور اگر تسلیم کیا جائے کہ دلالت نہیں کرتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ لیس کا حدث پر دلالت نہ کرنا اصل وضع کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ عارضی ہے۔ بہر حال یہ افعال مبتدا کو رفع دیتے ہیں اور خبر کو نصب، پہلے کو اسم اور دوسرے کو ان کی خبر کہتے ہیں۔

افعال ناقصہ کے عمل کی شرائط

ان افعال کی دو قسمیں ہیں بعض وہ ہیں جو بغیر کسی شرط کے عمل کرتے ہیں جیسے کان ظل بات اضحی اصبح امسیٰ صار لیس اور بعض ایسے ہیں جن کے عمل کیلئے یہ شرط ہے کہ اس سے پہلے نفی آئی ہو لفظاً یا تقدیراً یا شبہ نفی ہو (یعنی نہی)

نفی لفظی کی مثال جیسے مَازالَ زیدٌ قائماً، نفی تقدیری کی مثال قالوا تاللہ تفتؤُ تذکر یوسُفَ ای لاتفتؤ (یہاں قسم میں حرف نفی حذف ہو چکا ہے) قسم کے بغیر حرف نفی ان سے حذف نہیں ہوتا، بغیر قسم کے حذف شاذ ہے جیسے شاعر کا یہ قول ہے۔

وابـــرح مـــادام الـلّـــه قـومـی
بـحـمـد الـلّـــه مُـنـتـطِـقـا مـجـيـدًا

ترجمہ: جب تک اللہ میری قوم کو باقی رکھے گا اس وقت تک میں ہمیشہ کمر بند اور اچھے گھوڑے والا ہوں گا۔ (یا اس وقت تک میں اپنے قوم کی اچھائی بیان کرنے والا ہوں گا) یعنی جب تک میری قوم باقی ہے اس وقت تک میں دوسروں سے بے نیاز اور مستغنی رہوں گا شعر کا یہ مطلب زیادہ صحیح ہے۔

تشریح المفردات:

(ابرح) ای لا ازال ابرح از سمع) ما مصدریہ ظرفیہ (منتطقا) صاحب نطاق (کمر بند والا) مجیدا ای منتطقا فرسًا جوادا اچھے گھوڑے والا، مذکر مؤنث دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، یا منتطقا مجیدا کا معنی ہے متکلما بکلام جید اچھی بات کہنے والا۔

ترکیب:

(ابرح) فعل ناقص مادام اللّٰہ قومی ای مدہ ادامۃ اللّٰہ قومی (بحمد اللّٰہ) جار مجرور متعلق ہوا ابرح کے ساتھ (منتطقا) اسم فاعل یعمل عمل فِعلِہ مجیدا اس کیلئے مفعول (خبر ہے ابرح کیلئے)

محل استشہاد:

(ابـــرح) محل استشہاد ہے یہاں بغیر قسم کے حرف نفی حذف ہوا ہے جو کہ شاذ ہے۔ اور شبہ نفی سے مراد نہی ہے جیسے لَاتَزَلْ قائمًا اور اسی سے شاعر کا یہ قول ہے۔

٦١- صَـاحِ شَـمِّـرْ وَلَاتَـزَلْ ذاكـر الـمو
تِ فَـنِـسْـيَــانُـــه ضَـلَالٌ مُـبِـيـن

ترجمہ: اے میرے ساتھی موت کی تیاری کر اور ہمیشہ کیلئے موت کو یاد کرنے والا ہو جا اسلئے کہ اس کا بھول جانا صریح غلطی ہے۔

تشریح المفردات:

(صاح) یہ صاحب کا منادیٰ مرخم ہے اصل میں یا صاحبی تھا، حرف ندا کو تخفیفا حذف کیا (جیسے یوسف اعرض عن هذا) لیکن یہ ترخیم غیر قیاسی ہے اس لئے کہ تاء سے خالی منادیٰ مرخم کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو اور صاح علم نہیں بلکہ صفت

ہے۔(شَمِّر) باب تفعیل سے امر حاضر کا صیغہ ہے، اصلاً نیفہ چڑھانے کے معنی میں آتا ہے جو کسی چیز کی تیاری یا بھاگ دوڑ کیلئے ہوتا ہے یہاں موت کی تیاری کرنا مراد ہے۔

ترکیب:

(صاح) ای یاصاحبی (یا) حرف ندا (صاحبی) منادیٰ ای ادعو صاحبی، (شمّر) فعل بافاعل (لاتزل) فعل ناقص اسم اس کا محذوف ہے، ذاکر الموت اس کی خبر (فنسیانہ) مضاف مضاف الیہ مبتدا (ضلال مبین) موصوف صفت خبر۔

محل استشہاد:

(لا تزل) ہے اس نے کان کی طرح عمل کیا ہے اور اس سے پہلے شبہ نفی یعنی نہی ہے۔ شبہ نفی میں دعاء بھی شامل ہے جیسے لایزال اللہ محسنا الیک اور شاعر کا قول بھی اسی قبیل سے ہے۔

۶۲- اَلَایَا اسلَمِی یا دَارَ مَیَّ علی البِلیٰ
وَلازَالَ مُنهَلاً بِجَرعَائِکَ القَطرُ

ترجمہ: اے میّۃ (محبوبہ) کے گھر تو فانی ہونے سے سلامت رہ، اور تیری بنجر زمین پر ہمیشہ کیلئے بارش ہو (دعاء ہے)

ترکیب:

(الا) حرف تنبیہ (یا) حرف ندائے (دار میۃ) منادیٰ محذوف (اسلمی) فعل امر واحد مؤنث حاضر بافاعل (علی البلی) اس کے ساتھ متعلق (لا) حرف دعاء (زال) فعل ناقص (منہلا) اس کی خبر مقدم (بجرعائک اس کے ساتھ متعلق) (القطر) اسم مؤخر۔

تشریح المفردات:

(الا) حرف تنبیہ (یا) حرف ندا، منادیٰ محذوف ہے ای دار میّۃ (اسلمی) سمع سے امر حاضر کا صیغہ ہے (میّ) بعض کے نزدیک یہ میّۃ کی ترخیم ہے۔ اور بعض کے نزدیک یہ عورت کا نام ہے میّۃ کی ترخیم نہیں ہے۔ لیکن علامہ صبّان رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کے مطابق ذوالرمۃ غیلان (جو اس شعر کا شاعر ہے) کے اشعار کی جستجو سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی محبوبہ کو میّہ کے نام سے پکارتا ہے (اس قول کے مطابق اس میں ترخیم ہوئی ہے لیکن چونکہ یہ غیر منادیٰ میں ہے اسلئے شاذ ہے) (میّۃ) غیر منصرف ہے علمیت اور تانیث کی وجہ سے (علی) من حرف جر کے معنی میں ہے (البلیٰ) پرانا ہونا فانی

ہونا (منھلا) اسم فاعل کا صیغہ ہے انھلّ المطر انھلالاً بارش تیزی سے ٹپک گئی (جرعاء) وہ زمین یا ریت جس میں کوئی چیز نہ اگے یعنی بنجر زمین (القطر) بارش۔

محل استشہاد:

(لازال منھلا) ہے یہاں زال نے کان کی طرح عمل کیا ہے اور اس سے پہلے لاء دعائیہ بھی ہے جو کہ شبہ نفی ہے۔

هذی الاربعة: کہکر مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

القسم الثانی الخ:

دوسری قسم افعال ناقصہ میں سے وہ ہے کہ جن کے عمل کیلئے ضروری ہے کہ اس سے پہلے (ما) مصدر یہ ظرفیہ آجائے جیسے اَعْطِ مَادُمْتَ مصیبًادرهمًا ای اعط مُدّة دوامک مصیبادرهما۔ قرآن کریم میں بھی ہے واوصانی بالصلوٰة والزکوٰة مادُمت حیا (یہاں دام سے پہلے ما مصدریہ ظرفیہ آیا ہے)

افعال ناقصہ کے معانی

کان کے معنی واضح ہے (ظل) کا معنی ہے خبر کا مخبر عنہ (مبتدا) کے ساتھ دن کو متصف ہونا (بات) خبر کا مخبر عنہ کے ساتھ رات کو متصف ہونا (اضحی) چاشت کے وقت ہونا (اصبح) صبح کے وقت ہونا (امسی) شام کے وقت ہونا (صار) ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونا (لیس) کا معنی نفی ہے اور جب لیس کو مطلقاً ذکر کیا جائے تو حال کی نفی کے لئے آتا ہے جیسے لیس زیدٌ قائما (زید ابھی کھڑا نہیں ہے) اور اگر کسی زمانہ کے ساتھ اس کو مقید بنایا جائے تو پھر اسی زمانے کے لئے آئے گا جیسے لیس زیدٌ قائماغدًا (زال) اور اس کے اخوات کا معنی ہے مقتضی الحال کے اعتبار سے خبر کا مخبر عنہ کے ساتھ لازم ہونا جیسے مازال زیدٌ ضاحکًا، مازال عمرو ازرق العینین، دام کا معنی بقاء و استمرار ہے۔

وَغَیرُ مَاضٍ مِثلَہُ قَدْ عَمِلا

اِنْ کَانَ غَیرُ الْمَاضِ مِنہُ اُسْتُعْمِلا

ترجمہ:... افعال ناقصہ میں سے اگر ماضی کے علاوہ آجائے تو وہ بھی ماضی کی طرح عمل کرینگے۔

ترکیب:

(غیر ماض) مضاف مضاف الیہ مبتدا (مثلہ) حال ہے ذوالحال اس کا عمل کے اندر ھو ضمیر ہے (عمل) فعل بافاعل خبر (ان) حرف شرط (کان) فعل ناقص (غیر الماض) اس کا اسم (منہ) جار مجرور متعلق ہوا استعمل کے ساتھ (استعمل) فعل

ماضی مجہول یا نائب فاعل خبر کان جواب شرط محذوف ہے ماقبل کا کلام اس پر دال ہے۔

(ش) هذه الأفعال على قسمين أحدهما مايتصرف، وهو ماعدا ليس و دام.

والثاني مالايتصرف، وهو ليس و دام، فنبه المصنف بهذا البيت على أن مايتصرف من هذه الأفعال يعمل غير الماضي منه عمل الماضي، وذلك هو المضارع، نحو: ((يكون زيد قائما)) قال الله تعالىٰ: ويكون الرسول عليكم شهيدا) والأمر، نحو: (كونوا قوامين بالقسط) وقال الله تعالىٰ: (قل كونوا حجارة أوحديدا)، واسم الفاعل، نحو: ((زيد كائن أخاك)) وقال الشاعر:

۶۳- وما كل من يبدي البشاشة كائنا
أخاك، إذا لم تلفه لك منجدا

والمصدر كذلك، واختلف الناس في ((كان)) الناقصة: هل لها مصدر أم لا؟ والصحيح ان لها مصدرا، ومنه قوله:

۶۴- ببذل وحلم ساد في قومه الفتى
وكونك إياه عليك يسير

ومالايتصرف منها- وهو دام، وليس- وماكان النفي أوشبهه شرطا فيه- وهو زال واخواتها- لايستعمل منه أمر ولا مصدر.

افعال متصرفہ وغیر متصرفہ:

ان افعال کی اجمالا دو اور تفصیلا تین قسمیں ہیں۔

۱۔۔۔ایک وہ ہیں جن میں بالکل تصرّف (گردان) نہیں ہوتا ہو اور صرف اس سے ماضی آتی ہو اور وہ دو افعال ہیں لیس، دام (باقی یَدُوم، دُم، دائم، دوام، دام تامہ کے تصرفات ہیں جو صرف فاعل کو رفع دیتے ہیں)

۲۔۔۔دوسرے نمبر پر وہ افعال ہیں جن میں ناقص تصرّف ہوتا ہے اور اس سے ماضی مضارع اسم فاعل استعمال ہوتے ہیں اور وہ چار افعال ہیں زال، فتیٔ، برح، انفک۔

۳۔۔۔تیسرے نمبر پر وہ افعال ہیں جن میں مکمل تصرّف ہوتا ہے یعنی اس سے ماضی مضارع امر مصدر اسم فاعل سب آتے ہوں۔
مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس شعر میں یہ ذکر کیا ہے کہ افعال متصرفہ میں جس طرح ان کا ماضی عمل کرتا ہے اسی طرح ماضی

کے علاوہ باقی بھی عمل کرتے ہیں جیسے یکُونُ زیدٌ قائمًا (یہاں مضارع نے عمل کیا ہے) اللہ رب العزت کا قول ہے "ویکون الرسول علیکم شهیدا" یہاں بھی مضارع نے عمل کیا ہے۔ امر کی مثال کونوا قوامین بالقسط (یہاں امر نے عمل کیا ہے یہاں کونوا میں واؤ ضمیر مرفوع متصل بارز اس کا اسم ہے اور قوّامین جمع مذکر سالم حالت نصبی ہے) اور اسی طرح رب العزت کا یہ قول "قل کونوا حجارۃً او حدیدًا" اور اسم فاعل کی مثال زیدٌ کائنٌ اخاک اور شاعر کا یہ قول بھی اسی قبیل سے ہے

۶۳—وَمَا كُلُّ مَنْ يُبدى البَشَاشَةَ كَائِنًا
اخاکَ، اِذا لَمْ تُلفِہ لک مُنجِدًا

ترجمہ:... ہر وہ بندہ آپ کا بھائی نہیں جو خندہ پیشانی کو ظاہر کرے جب تک آپ اس کو اپنے لئے (مصیبت کے وقت) مددگار نہ پائیں اس لئے کہ مصیبت کے وقت بھائی اور دوست کا پتہ چل جاتا ہے)

تشریح المفردات:

(یبدی) باب افعال سے بمعنی ظاہر کرنا (البشاشة) ای طلاقة الوجه۔ خندہ پیشانی (تلفه) الفی یلفی الفاءً پانا (منجد) مددگار۔

ترکیب:

(ما) نافیہ لیس کی طرح عمل کرتا ہے کل من یبدی البشاشة مضاف مضاف الیہ اس کا اسم کائنا اس کی خبر کائنا اسم فاعل (کان کی طرح عمل کرتا ہے) ھو ضمیر مستتر اس کا اسم اخاک اس کی خبر۔ (اذا) ظرف متضمن معنی شرط (لم تلفه) فعل فاعل و مفعول اوّل (منجدا) مفعول ثانی (لک) متعلق ہوا تلفه کے ساتھ۔

محل استشہاد:

(کائنا) اسم فاعل ہے اس نے کان کی طرح عمل کیا ہے۔

والمصدر کذالک الخ:

اور مصدر کا حکم بھی اسی طرح ہے یعنی کان کی طرح عمل کرتا ہے علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ کان ناقصہ کا مصدر ہے یا نہیں صحیح یہ ہے کہ اس کا مصدر ہے اور اسی سے شاعر کا یہ قول ہے۔

۶۴—ببذلٍ وحلمٍ سَادَ فی قومه الفتٰی
وَکَونُکَ اِیَّاهُ عَلیک یَسِیرُ

ترجمہ:... آدمی خرچ کرنے اور بردباری سے اپنی قوم میں سردار ہوجاتا ہے اور آپ کا بھی اسی طرح ہونا آپ کے لئے آسان ہے۔

تشریح المفردات:

(بذل) بمعنی عطاء خرچ کرنا، (حلم) بردباری، (ساد) سیادۃً سردار ہونا (الفتی) جوان (یسیر) آسان۔

ترکیب:

(ببذل وحلم) جار مجرور متعلق ہوا (ساد) کے ساتھ (ساد) فعل (الفتی) فاعل (فی قومه) بھی ساد کے ساتھ متعلق (کون) مصدر ہے کان کا (ک) اس کیلئے اسم (ایاہ) خبر (مبتدا) (یسیر) خبر۔

محل استشہاد:

(کونک ایاہ) ہے (کون) کان ناقصہ کا مصدر مستعمل ہے اور اس نے کان کی طرح اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیا ہے۔

وفی جمیعها توسّط الخبر
اَجِز وکُلٌّ سَبَقَهُ دام حظر

ترجمہ: اور ان تمام افعال ناقصہ میں خبر کو درمیان میں لانا جائز ہے (اجز امر کا صیغہ ہے یعنی جائز کریں) اور تمام نحویوں نے (دام) پر خبر کی تقدیم کو منع کیا ہے۔

ترکیب:

(فی جمیعها) جار مجرور متعلق ہوا (توسط) کے ساتھ (توسط الخبر) مضاف مضاف الیہ مفعول بہ مقدم (اجز) فعل امر با فاعل (باب افعال) (کل) مبتدا (سبقه) سبق مصدر یعمل عمل فعله (ہ) ضمیر اس کا فاعل (دام) باعتبار لفظ مفعول بہ (مفعول بہ مقدم) (حظر) فعل بافاعل (خبر)

(ش) مراده ان اخبار هذه الافعال -إن لم يجب تقديمها على الأسم ، ولا تأخيرها عنه- يجوز توسطها بين الفعل والاسم؛ فمثال وجوب تقديمها على الاسم قولک: ((کان فی الدّار صاحبها)) فلا یجوز ههنا تقدیم الاسم علی الخبر، لئلا یعود الضمیر علی متأخر لفظا ورتبة ، ومثال وجوب تأخیر الخبر عن الاسم قولک: ((کان أخی رفیقی)) فلا یجوز تقدیم رفیقی -علی أنه خبر- لأنه لا یعلم ذلک، لعدم ظهور الإعراب ومثال

ماتوسط فيه الخبر قولك: ((كان قائمازيد)) قال الله تعالیٰ: و(وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِين) وكذلك سائر أفعال هذا الباب—من المتصرف، وغيره— يجوز توسط أخبارها بالشرط المذكور،

ونقل صاحب الإرشاد خلافًا في جواز تقديم خبر ((ليس)) على اسمها، والصواب جوازه، قال الشاعر:

٦٥—سَلِي إنْ جَهِلْتِ النَّاسَ عَنَّا وعَنْهُم
فَلَيْسَ سَوَاءً عَالِمٌ وجهول

وذكر ابن معط أن خبر ((دام)) لايتقدم على اسمها؛ فلاتقول: ((لا اصاحبك مادام قائمازيد)) والصواب جوازه، قال الشاعر:

٦٦—لاطِيبَ لِلعَيْشِ مَادَامَتْ مُنَغَّصَة
لذاته بادكار الموت والهرم

واشار بقوله: ((وكل سبقه دام حظر)) إلى أن كل العرب—أوكل النحاة—منع سبق خبر ((دام)) عليها، وهذا إن أراد به أنهم منعوا تقديم خبر دام على ((ما)) المتصلة بها، نحو: لاأصحبك قائما مادام زيد))— وعلى ذلك حمله ولده في شرحه—ففيه نظر، والذى يظهر أنه لايمتنع تقديم خبر دام على دام وحدها؛ فتقول: ((لاأصحبك ماقائمادام زيد)) كماتقول: ((لاأصحبك مازيدا كلمت)).

ترجمہ وتشریح:

جہاں افعال ناقصہ کی خبر کی تقدیم یا تاخیر قرائن کی وجہ سے واجب نہ ہوتو وہاں اس کو فعل اوراس کے اسم کے درمیان لانا جائز ہے۔

جہاں خبر کو کان پر مقدم کرنا واجب ہے

اس کی مثال شارح نے کان فی الدار صاحبھا دی ہے یہاں کان کی خبر کی تقدیم اس کے اسم پر ضروری ہے اگر خبر کو مقدم نہ کیا جائے تو اس (صاحبھا) میں ضمیر لوٹے گی مابعد کی طرف (جولفظ اور مرتبہ کے اعتبار سے مؤخر ہے) اور یہ ناجائز ہے۔

جہاں کان کی خبر کو مؤخر کرنا واجب ہے

اس کی مثال کان اخی رفیقی ہے چونکہ یہاں اعراب تقدیری ہونے کی وجہ سے ظاہر نہیں ہے اس لئے رفیقی کو خبر بنا کر مقدم نہیں کر سکتے اس لئے کہ التباس کا خطرہ ہے۔

جہاں کان کی خبر کو درمیان میں لا سکتے ہیں:

جیسے کان قائما زید یہاں التباس نہیں اور اعراب بھی ظاہر ہے لہذا خبر کی تقدیم اسم پر صحیح ہے۔ اسی طرح کا حکم اس باب کے تمام افعال میں ہے۔

ونقل صاحب الارشاد الخ:

صاحب ارشاد نے نقل کیا ہے کہ لیس کی خبر کی تقدیم اس کے اسم پر مختلف فیہ ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ جائز ہے۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

٦٥-سَلِىْ اِنْ جَهِلْتِ النَّاسَ عَنَّا وَعَنْهُم
فَلَيْسَ سَوَاءٌ عَالِمٌ وَجَهُولٌ

ترجمہ: اگر آپ کو پتہ نہیں تو ہمارے اور ان کے بارے میں لوگوں سے پوچھ لیجئے کہ جاننے والا اور نہ جاننے والا برابر نہیں۔

تشریح المفردات:

(سلی) فتح سے واحد مؤنث امر حاضر کا صیغہ ہے جھلت سمع سے ہے (الناس) اسم جمع ہے اس کا واحد انسان من غیر لفظہ ہے جن وانس دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے انس پر اس کا استعمال غالب ہے (جھول) جاہل' مبالغہ مقصود نہیں ہے۔

ترکیب:

(سلی) فعل فاعل (الناس) مفعول بہ (ان جھلت) شرط، جزاء اس کی محذوف ہے ماقبل سلی اس پر دال ہے، (لیس) فعل ناقص (سواء) خبر مقدم (عالم وجھول) معطوف معطوف علیہ اسم مؤخر۔

شان ورود:

سموأل نامی شاعر اور ایک دوسرے آدمی نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا تھا تو وہ عورت شاعر کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف مائل ہوئی اس پر شاعر نے یہ شعر کہا۔

محل استشہاد:

(لیس سواء) محل استشہاد ہے یہاں لیس کی خبر کی تقدیم اس کے اسم پر ہوئی جو کہ جائز ہے۔

مادام کی خبر کی تقدیم:

وذکر ابن معط الخ: ابن معطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ (دام) کی خبر کی تقدیم اس کے اسم پر نہیں ہوتی لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ جائز ہے۔ جیسا کہ شاعر کا قول ہے۔

۲۲-لاطیبَ للعیش مادامتْ مُنغصة

لذاتہ بادکار الموت والھرم

ترجمہ:..... زندگی کا کوئی مزہ نہیں جب تک اس کی لذتیں موت اور بڑھاپے کے یاد کے ساتھ مکدر (خلط ملط، ملے ہوئے) ہوں۔

تشریح المفردات:

(لا) نفی جنس (طیب) لذت (عیش) زندگی، از ضرب (ما) مصدریہ ظرفیہ ای مدۃ دوام تنغیص لذاتہ. (ادکار) یاد ہونا اصل میں اذتکار تھا تاء کو دال سے تبدیل کیا (اذکر اذکر کے قانون سے) پھر ذال کو دال سے تبدیل کر کے دال کو دال میں مدغم کر دیا (الھرم) بڑھاپا، ضعف۔

ترکیب:

(لا) نفی جنس (طیب) اس کا اسم (للعیش) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر اس کی خبر (ما) مصدریہ ظرفیہ (دامت) فعل ناقص (منغصۃ) مادام کی خبر مقدم (لذاتہ) مضاف مضاف الیہ اس کا اسم مؤخر (بادکار الموت والھرم) جار مجرور متعلق ہوا (منغصۃ) کے ساتھ۔

محل استشہاد:

(مادامت منغصۃ لذاتہ) ہے یہاں دام کی خبر منغصۃ کو اس کے اسم لذاتہ پر مقدم کیا ہے جو کہ جائز ہے، اس میں ابن معطی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسلک کے تردید مقصود ہے۔

واشار بقولہ وکل سبقہ دام حظر الخ:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے (وکل سبقہ دام حظر) سے اشارہ کیا اس طرف کہ تمام عرب یا تمام نحویوں نے دام پر اس کی خبر کی تقدیم کو منع کیا ہے۔

شارح فرماتے ہیں کہ اگر مصنف کی مراد یہ ہے کہ نحویوں نے (دام) کی خبر کو اس کے ساتھ ما متصلہ سے مقدم کرنے کو منع کیا ہے تو یہ مسلّم ہے (اسلئے کہ قــائــمــا صلہ کا معمول ہے اور صلہ کے معمول کی تقدیم موصول پر جائز نہیں) اور اگر مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ خبر کی تقدیم صرف (دام) پر صحیح نہیں تو یہ محل نظر ہے (اس لئے کہ حرف مصدری (دام) اور صلہ میں فاصلہ مضر نہیں) شارح فرماتے ہیں کہ اس دوسرے احتمال پر مصنف کے بیٹے نے اپنی شرح میں اپنے والد کا قول حمل کیا ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ (دام) خبر کی تقدیم صرف دام پر جائز ہے پس آپ جیسے لا اصحبک ماقائمًا دام زیدٌ کہہ سکتے ہیں جیسے لا اصحبک ما زیدًا کلّمت جائز ہے۔

كَـذَاكَ سَبْـقُ خَبَـرٍ مَـا النَّـافِيَة
فَجِئْ بِهَـا مَتْلُوَّةً لَا تَـالِيَة

ترجمہ: اسی طرح مــا نافیہ والے افعال ناقصہ پر خبر کو مقدم کرنا جائز نہیں ہے لہٰذا آپ مــا نافیہ کو پہلے لائیں نہ کہ مؤخر۔
(متلوة جس کے پیچھے کوئی اور ہو (تالیة) جو کسی اور کے پیچھے ہو، پہلے سے مراد مقدم اور دوسرے سے مراد مؤخر ہے)

ترکیب:

(کــذاک) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر مقدم (سبــق) مصدر مضاف (فعل کی طرح عمل کرتا ہے) خبر مضاف الیہ (سبق کا فاعل) (ما النافیة) موصوف صفت مفعول بہ ہوا سبق مصدر کیلئے (مبتدا مؤخر) (جیء) فعل امر با فاعل (بها) جار مجرور (متلوة) حال ہے ضمیر مجرور سے (لا) حرف عاطف (تالیة) معطوف ہوا متلوة پر۔

(ش) يعنى انه لايجوز أن يتقدم الخبر على ما النافية، ويدخل تحت هذا قسمان؛ أحدهما: ما كان النفي شرطا في عمله، نحو: ((مازال)) وأخواتها؛ فلا تقول: ((قائما ما زال زيد)) وأجاز ذلك ابن كيسان والنحاس، والثاني: ما لم يكن النفي شرطا في عمله، نحو: ((ما كان زيد قائما)) فلا تقول: ((قائما ما كان زيد))، وأجازه بعضهم.

ومفهوم كلامه أنه إذا كان النفي بغير ((ما)) يجوز التقديم؛ فتقول: ((قائما لم يزل زيد، ومنطلقا لم يكن عمرو)) ومنعهما بعضهم.

ومفهوم كلامه أيضا جواز تقديم الخبر على الفعل وحده إذا كان النفي بما نحو: ((ما قائما زال زيد)) و((ما قائما كان زيد)) ومنه بعضهم.

ترجمہ وتشریح:..........مانافیہ والے افعال ناقصہ پر خبر کی تقدیم:

یہاں یہ بتا رہے ہیں کہ افعال ناقصہ میں جن افعال کے شروع میں مانافیہ آجائے تو وہاں خبر کی تقدیم مانافیہ پر صحیح نہیں اس کے تحت دونوں قسمیں داخل ہوئیں۔

(۱) ایک وہ قسم جن کے عمل کرنے کیلئے نفی کا ہونا شرط ہے جیسے مازال اور اس کے اخوات (جن کی تفصیل گزرگئی) لہٰذا قائما مازال زید نہیں کہہ سکتے ابن کیسان اور نحاس رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس کو جائز کہا ہے۔

(۲) دوسری قسم جن کے عمل میں نفی کا ہونا ضروری نہیں اس میں قائماما کان زیدٌ نہیں کہہ سکتے بعض حضرات نے اس کو بھی جائز کہا ہے۔ الغرض متن کا حکم دونوں قسموں کو شامل ہے۔

اختلاف کی وجہ:

واضح رہے کہ یہ اختلاف ایک دوسرے اختلاف پر مبنی ہے اور وہ یہ ہے کہ مـــا نافیہ صدارت کلام چاہتا ہے یا نہیں جمہور بصریین کا مسلک یہ ہے کہ مانافیہ صدارت کلام نہیں چاہتا لہٰذا ان کے ہاں مذکورہ بالا دونوں قسموں میں مطلقا خبر کی تقدیم مانافیہ پر جائز ہے قائمامازال زید' قائماما کان زید دونوں جائز ہیں اور ابن کیسان اور نحاس رحمہما اللہ تعالیٰ نے ان کی موافقت قسم اول میں کی ہے (یعنی ان افعال میں جن کے عمل کیلئے نفی شرط ہے) اور دوسرا مسلک مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے کہ مانافیہ صدارت کلام چاہتا ہے اس وجہ سے تقدیم خبر کی ہر صورت میں ناجائز ہے۔

مصنف کے کلام سے ایک یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اگر مـــا کے علاوہ کسی اور لفظ سے نفی ہو تو پھر تقدیم جائز ہے جیسے قائمالم یزلْ زیدٌ مطلقالم یکن عمرو بعض دیگر حضرات (جیسے سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ) نے اس کو بھی منع کیا ہے۔

دوسری بات مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب مانافیہ کے ذریعہ نفی ہو تو خبر کو اگر چہ مانافیہ پر مقدم نہیں کر سکتے مگر صرف فعل پر مقدم کر سکتے ہیں جیسے ماقائمًا کان زیدٌ حضرات نے اس کو بھی منع کیا ہے۔

وَمــنــع سبق خبــر لَیْــسَ اصطفــی
وذُوتــمَـــامٍ مَـــابــرفــع یَــکْــتَـفـی

ومـــاســواه نـــاقــصٌ والــنــقــصُ فِـیْ
فتــیٔ لَیْـــس دالٍ ـــمًـــا قُــفِــیَ

ترجمہ: .....لیس کی خبر کی تقدیم کی ممانعت پسند شدہ ہے اور ان افعال میں تام وہ کہلاتے ہیں جو رفع (یعنی اسم) پر اکتفاء

کریں۔اور جو اس کے علاوہ ہیں (یعنی جو خبر بھی چاہیں) وہ ناقص ہیں اور فتیء لیس زال میں ہمیشہ نقص آیا ہے (یعنی یہ ناقصہ مستعمل ہوتے ہیں)

ترکیب:

(منع سبق خبرلیس) مبتدا(اصطفی) فعل مجہول بانائب فاعل خبر(ذوتمام) مبتدا(مابرفع یکتفی) موصول صلہ ملکر خبر(ماسواہ) موصول صلہ ملکر مبتدا(ناقص) خبر(والنقص فی فتیء الخ) مبتدا(قُفِی) فعل بانائب فاعل خبر۔

(ش) اختلف النحويون في جوازتقديم خبر((ليس))عليها؛فذهب الكوفيون والمبرد والزجاج وابن السراج واكثر المتأخرين—ومنهم المصنف—إلى المنع، وذهب ابوعلي(الفارسي) وابن برهان إلى الجواز؛فتقول:((قائماليس زيدٌ)) واختلف النقل عن سيبويه؛فنسب قوم إليه الجواز،وقوم المنع،ولم يرد من لسان العرب تقدم خبرهاعليها،وإنماوردمن لسانهم ماظاهره تقدم معمول خبرهاعليها كقوله تعالىٰ: (الايوم ياتيهم ليس مصروفاًعنهم) وبهذااستدل من أجازتقديم خبرهاعليها،وتقريره أن((يوم ياتيهم)) معمول الخبرالذى هو((مصروفا)) وقدتقدم على((ليس)) قال:ولايتقدم المعمول إلاحيث يتقدم العامل.

وقوله:((ذوتمام—إلى آخره)) معناه أن هذه الأفعال انقسمت إلى قسمين؛أحدهما:مايكون تاما وناقصا،والثاني:مالايكون إلا ناقصا،والمرادبالتام:مايكتفي بمرفوعه،وبالناقص:مالايكتفي بمرفوعه،بل يحتاج معه إلى منصوب.

وكل هذه الأفعال يجوزأن تستعمل تامة،إلا((فتئ))،و((زال)) التى مضارعهايزال،لاالتى مضارعهايزول فإنها تامة،نحو:((زالت الشمس)) و((ليس)) فإنها لاتستعمل إلاناقصة.

ومثال التام قوله تعالىٰ:(وَإِنْ كَانَ ذُوعُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌإِلى مَيْسَرَةٍ)اى:إن وجدذوعسرة،وقوله تعالىٰ (خَالِدِيْنَ فِيهَامَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالارْضُ) وقوله تعاليٰ:(فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِين تُمسونَ وَحِينَ تُصْبِحُوْنَ)

ترجمہ وتشریح:.........لیس کی خبر کی تقدیم:

نحویوں کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ لیس پر اس کی خبر کی تقدیم جائز ہے یا نہیں،کوفیین مبرّد زجاج رحمہ اللہ تعالیٰ ابن سراج رحمہ اللہ تعالیٰ اور اکثر متأخرین (جن میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ بھی شامل ہیں) رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناجائز ہے اور ابوعلی

فارسی اور ابن برہان رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ہے سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل میں اختلاف ہے بعض حضرات نے جواز اور بعض نے منع نقل کیا ہے۔ لسان عرب میں خبر کی تقدیم وارد نہیں ہاں خبر کے معمول کی تقدیم وارد ہے جیسے باری تعالیٰ کا قول "اَلَا یَوْمَ یَاتِیھِم لَیْسَ مَصْرُوْفًا عَنْھُم" ہے یہاں یوم یاتیھم خبر (یعنی مصروفا) کا معمول ہے اور یہ لیس پر مقدم ہوا ہے۔

جو حضرات خبر کی تقدیم کو لیس پر جائز کہتے ہیں وہ حضرات اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں کیونکہ یہاں خبر کا معمول لَیْسَ پر مقدم آیا ہے اور معمول مقدم نہیں ہوتا مگر وہاں جہاں عامل بھی متقدم ہو سکتا ہو۔

لیکن محشی نے اس قاعدہ پر اعتراض کیا ہے کہ جب مبتدا کی خبر فعل واقع ہو تو اس وقت بصریین کے ہاں اس کی تقدیم مبتدا پر جائز نہیں تاکہ مبتدا کا التباس فاعل کے ساتھ لازم نہ آئے لہٰذا ضَرَبَ زیدٌ اس اعتبار سے نہیں کہہ سکتے کہ ضَرَبَ فعل با فاعل خبر مقدم اور زیدٌ مبتدا مؤخر ہو لیکن یہاں خبر کے معمول کو اس کے مبتدا پر مقدم کر سکتے ہیں جیسے عمرو ضرب زیدًا میں زیدًا عمرو ضرب کہہ سکتے ہیں اس کے علاوہ اور بھی جگہیں ہیں جہاں معمول تو مقدم ہو سکتا ہے لیکن عامل مقدم نہیں ہو سکتا لہٰذا الا یوم یاتیھم الخ سے خبر کے معمول کی تقدیم کی وجہ سے خبر کی تقدیم کے جائز ہونے پر استدلال کرنا صحیح نہیں۔

قولہ ذو تمام الخ:

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ افعال ناقصہ کی دو قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہیں جو تام اور ناقص دونوں مستعمل ہوتے ہیں اور دوسری قسم وہ ہے جو صرف ناقص مستعمل ہوتے ہیں۔

تام سے مراد وہ افعال ہیں جو اپنے مرفوع (اسم) پر اکتفاء کرتے ہیں اور ناقص سے مراد وہ ہیں جو اپنے اسم پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ منصوب (خبر) کی طرف بھی محتاج ہوتے ہیں۔

یہ سارے افعال ناقص استعمال ہونے کے ساتھ ساتھ تام بھی استعمال ہوتے ہیں سوائے فتئ زالَ اور لیس کے کہ یہ افعال صرف ناقص ہی استعمال ہوتے ہیں (زالَ جس کا مضارع یزولُ آتا ہے وہ تام استعمال ہوتا ہے۔)

تام کی مثال اللہ رب العزت کا قول ہے وَاِنْ کَانَ ذُو عُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ ای اِنْ وُجِدَ ذو عسرۃ، اور خالدین فیھا مادامت (ای بقیت) السمٰوٰت والارض، فَسُبْحَانَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ"

وَلَا یَلِیْ الْعَامِلَ مَعْمُوْلُ الْخَبَر
اِلَّا اِذَا ظَرْفًا اَتٰی اَوْ حَرْفَ جَرّ

ترجمہ: ...عامل یعنی کان واخواتھا کے ساتھ اس کی خبر کا معمول نہیں ملتا ہے الا یہ کہ خبر کا معمول ظرف یا حرف جر آ جائے۔

ترکیب:

(لایلی) فعل منفی مضارع معروف (العامل) مفعول بہ مقدم (معمول الخبر) مضاف مضاف الیہ فاعل (الا) حرف استثناء (اذا) ظرف ہے متضمن معنی شرط کو (ظرفا) حال مقدم ہے اتی کی ھو ضمیر سے، (او حرف جر) ماقبل پر عطف ہے شرط جزاء محذوف فانه یلیه۔

(ش) یعنی انه لایجوزأن یلی((کان)) وأخواتها معمول خبرها الذی لیس بظرف ولا جار ومجرور، وهذا یشمل حالین:

أحدهما: أن یتقدم معمول الخبر (وحده علی الاسم) ویکون الخبر مؤخرا عن الاسم، نحو: ((کان طعامک زید آکلا)) وهذه ممتنعة عندالبصریین، وأجازها الکوفیون.

الثانی أن یتقدم المعمول والخبر علی الاسم، ویتقدم المعمول علی الخبر، نحو: کان طعامک آکلا زید)) وهی ممتنعة عندسیبویه، وأجازها بعض البصریین.

ویخرج من کلامه أنه إذا تقدم الخبر والمعمول علی الاسم، وقدم الخبر علی المعمول جازت المسألة؛ لأنه لم یل((کان)) معمول خبرها؛ فتقول: ((کان آکلا طعامک زید)) ولا یمنعها البصریون.

فإن کان المعمول ظرفا أو جارا ومجرورا جاز إیلاؤه((کان)) عندالبصریین والکوفیین، نحو: ((کان عندک زید مقیما، وکان فیک زید راغبا)).

ترجمہ وتشریح:

بصریین کے ہاں چونکہ کان اور اس کے اخوات کی خبر کا معمول کان الخ کیلئے اجنبی ہے اور کان اور اس کے معمول کے درمیان اجنبی کا فاصلہ جائز نہیں لہٰذا کان کے ساتھ خبر کا معمول متصل آنا صحیح نہیں اور کوفیین کے ہاں چونکہ کان کی خبر کا معمول (معمول المعمول) کان کا معمول ہے لہٰذا اجنبی نہ ہونے کی وجہ اس کا کان کے ساتھ متصل آنا جائز ہے) اور یہ دو حالتوں کو شامل ہے۔

(۱) صرف خبر کا معمول اسم پر مقدم ہو جائے اور خبر اسم سے مؤخر جیسے کانَ طَعَامَکَ زیدٌ آکلاً" یہ بصریین کے ہاں منع اور کوفیین کے ہاں جائز ہے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ معمول اور خبر دونوں اسم پر مقدم ہوں اور پھر معمول خبر پر مقدم ہو جیسے کان طعامک

آکلاً زید یہ سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اور بعض بصریین' ابن سراج اور فارسی رحمہما اللہ تعالیٰ کے ہاں جائز ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ خبر کی تقدیم جب جائز ہے تو خبر کا معمول تو اس کا ایک جزء ہے لہٰذا اس کی تقدیم بھی جائز ہونی چاہئے برخلاف اس صورت کہ جہاں صرف معمول ہی مقدم ہو۔ جمہور بصریین کے نزدیک یہ صورت بالاتفاق ممنوع ہے اور کوفیین کے ہاں مطلقاً جائز ہے۔

شارح فرماتے ہیں کہ اس تقریر سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اگر خبر اور معمول دونوں اسم پر مقدم ہوں اور خبر معمول پر مقدم ہو تو پھر جائز ہے جیسے اس لئے کہ اس صورت میں کان کے ساتھ خبر کا معمول نہیں آیا ہے بلکہ بذات خود خبر آئی ہے جیسے کانَ آکلا طعامک زیدٌ اور بصریین کے ہاں یہ منع نہیں۔

ہاں اگر معمول ظرف یا جار مجرور ہو تو توسع کی بناء پر بصریین اور کوفیین سب کے ہاں اس کا اتصال کان کے ساتھ جائز ہے جیسے کان عندک زید مقیما، کان فیک زیدٌ راغبًا.

ومضمَرَ الشانِ اسماً انوِانْ وقَعْ
مُوهِمُ مَا استبانَ أنَّهُ امتنعْ

ترجمہ:۔ اگر کوئی ایسی ترکیب آجائے جس سے (اس سے پہلے والے شعر میں) واضح کردہ ممنوع صورت کے جواز کا وہم ہو تو اس صورت میں فعل ناقص میں ضمیر شان لیکر آئیں جو اس کا اسم ہو جائے۔

ترکیب:

(مضمر الشان اسما) ذوالحال وحال ملکر مفعول بہ مقدم (انو) فعل با فاعل کیلئے۔ ان حرف شرط وقع فعل (موھم ما الخ) مضاف مضاف الیہ فاعل جزاء محذوف ہے ماقبل اس پر دال ہے۔

(ش) یعنی انه إذا ورد من لسان العرب ما ظاهره أنه ولي ((كان)) وأخواتها معمول خبرها فأوله على أن في ((كان)) ضميرا مستترا هو ضمير الشان، وذلك نحو قوله:

٦٧- قَنَافِذُ هَدَّاجُونَ حَوْلَ بيوتهم
بِمَا كَانَ إِيَّاهُم عطيةُ عَوَّدَا

فهذا ظاهره أنه مثل ((كان طعامك زيد آكلا)) ويتخرج على أن في ((كان)) ضميرا مستترا هو

ضمير الشان (وهو اسم كان) ومما ظاهره أنه مثل ((كان طعامك آكلا زيد)) قوله :

۲۸-فأصبحوا والنوى عالي معرسهم
وليس كل النوى تلقي المساكين

إذا قرئ بالتاء المثناة من فوق-فيخرج البيتان على إضمار الشأن:

والتقدير في الأول ((بما كان هو)) أي الشان؛ فضمير الشان اسم كان، وعطية: مبتدأ، وعوّد: خبر، وإياهم: مفعول عوّد، والجملة من المبتدأ وخبره خبر كان؛ فلم يفصل بين ((كان)) واسمها معمول الخبر؛ لأن اسمها مضمر قبل المعمول.

والتقدير في البيت الثاني ((وليس هو)) أي: الشان؛ فضمير الشان اسم ليس، وكل (النوى) منصوب بتلقي، وتلقي المساكين: فعل وفاعل (والمجموع) خبر ليس، هذا بعض ما قيل في البيتين.

ترجمہ وتشریح:

پہلے یہ بات گزرگئی کہ کان اوراس کے اخوات کے ساتھ ان کی خبر کا معمول لانا جائز نہیں اب اگر کوئی ایسی ترکیب آجائے جس سے بظاہر خبر کے معمول کا کان کے ساتھ متصل ہونا لازم آتا ہو تو اس صورت میں (تاویلا) کان کے اندر ضمیر شان مستتر لائی جائیگی وہ ضمیر شان کان کیلئے اسم ہوجائے گا اور فاصلہ اجنبی کا ختم ہوجائے گا، جیسے شاعر کا یہ قول ہے۔

۲۷-قنافذ هداجون حول بيوتهم
بما كان اياهم عطية عوّدا

ترجمہ: . . . وہ لوگ سیہ جانور کی طرح رات کو ان کے گھروں کے اردگرد بوڑھوں کی چال چلتے ہیں (ڈاکہ کے ارادہ سے) اوراس کی وجہ یہ ہے کہ عطیہ نے ان کو اس کا عادی بنایا ہے۔

تشریح المفردات:

(قنافذ) جمع ہے قنفذکا۔ایک خاردار جانور ہے جو بلی کے برابر ہوتا ہے۔جس کے جسم پر کانٹے ہوتے ہیں اور خطرہ کے وقت ان کو پھیلا کر ان میں چھپ جاتا ہے اور رات کو سوتا نہیں ہے۔سیہ اس کو کہا جاتا ہے۔(هداج) بوڑھوں کی چال چلنے والا (عطیّة) جریر کا والد،(عوّد) باب تفعیل سے عادی بنانا۔

ترکیب:

(قنافذ) خبر مبتدا محذوف ھم کیلئے، اصل میں ھم کالقنافذ تھا حرف تشبیہ کو مبالغۃً حذف کردیا گیا (ھداجون) قنافذ کی صفت ہے (حول بیوتھم) مضاف مضاف الیہ ظرف مکان (ب) حرف جر (ما) موصول حرفی (کان) فعل ناقص (ایاھم) مفعول بہ مقدم (عوّد) فعل کیلئے۔ (عطیّۃ) کان کا اسم (عوّدا) جملہ فعلیہ خبر ہوا کان کیلئے۔

محل استشہاد:

بما کان ایاھم عطیۃ عودا محل استشہاد ہے یہاں بظاہر کوفیوں کے مسلک کی تائید ہوتی ہے کیونکہ یہاں کان کی خبر کے معمول (ایاھم) کو اس کے اسم (عطیّۃ) پر مقدم کیا ہے اور خبر (عوّد) بھی مؤخر ہے۔

اور بصریین اس کی تاویل کرتے ہیں جس کو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ذکر کیا ہے کہ عطیّۃ کان کا اسم نہیں ہے بلکہ کان کا اسم اس کے اندر ضمیر مستتر ہے جس کو ضمیر شان کہتے ہیں اس صورت میں کان کے معمول کی خبر کی تقدیم اس کے اسم پر لازم نہیں آتی کوفیین کے مسلک پر ایک اور شعر بھی ہے۔

۶۸۔ فأصبحوا والنّوى عالي مُعرَّسهم
وَلَيْسَ كلُّ النّوى تُلقِي المساكين

ترجمہ: ... ان مہمانوں نے صبح کی اس حال میں کہ کھجور کی گٹھلیاں ان کے ٹھہرنے کی جگہ سے (زیادہ ہونے کی وجہ سے) بلند ہو چکی تھیں اور مزید برآں یہ کہ ہر گٹھلی کو یہ مسکین لوگ پھینکتے بھی نہیں تھے (بلکہ کچھ کو نگل بھی جاتے)

شان ورود:...... شاعر کنجوس آدمی تھا اس کے پاس چند مہمان آئے تو اس نے ان کو کھجوریں کھلائیں اس شعر میں مہمانوں کی مذمت بیان کرکے ان کے زیادہ کھانے کو بیان کر رہا ہے۔

تشریح المفردات:

(اصبحوا) فعل تام ہے ای دخلوا فی الصباح انہوں نے صبح کی، النّوای) گٹھلی (معرّس) آخر رات میں آرام لینے کیلئے اترنے کی جگہ (مسکین) جس کے پاس کوئی چیز نہ ہو اور فقیر جس کے پاس کچھ نہ کچھ ہو بعض نے برعکس کہا ہے اور بعض نے فرق ہی نہیں کیا۔ ولکلٍّ وِجۃ، کماقالہ صاحب الھدایۃ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ترکیب:

(اصبحوا) فعل تام بافاعل (و) حالیہ (النوی) مبتدا (عالی معرّسھم) خبر (جملہ حالیہ) (لیس) فعل ناقص

(کل النوی تلقی) خبر کا معمول (المسکین) لیس کا اسم۔

محل استشہاد:

"لیس کل النوی تلقی المساکین" محل استشہاد ہے یہاں بظاہر کوفیین کے مسلک کی تائید ہوتی ہے اس لئے کہ یہاں لیس کے اسم پر خبر کے معمول کو مقدم کیا ہے۔

بصریین اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہاں المساکین لیس کا اسم نہیں بلکہ اس کا اسم اس کے اندر مستتر ہے جو کہ ضمیر شان ہے اور کل النوی تلقی کا معمول ہے (تلقی المساکین) فعل فاعل ملکر لیس کی خبر ہوئی۔

وَقَدْ تُزَادُ كَانَ فِي حَشْوٍ كَمَا
كَانَ أَصَحَّ عِلْمَ مَنْ تَقَدَّمَا

ترجمہ:..... کبھی کبھار کان کو کلام کے درمیان زائد کیا جاتا ہے جیسے ما کان الخ (پہلے لوگوں کا علم کتنا زیادہ صحیح تھا)

ترکیب:

(قد) حرف تقلیل (تزاد) فعل مضارع مجہول (کان) باعتبار لفظ نائب فاعل (فی حشو) جار مجرور متعلق ہوا تزاد کے ساتھ۔ کما کان ای و ذالک کائن کما الخ (ترکیب تفصیلاً گزر گئی)

(ما) تعجبیہ مبتدا (اصح) فعل تعجب با فاعل (علم من تقدما) مضاف مضاف الیہ مفعول بہ۔

(ش) قوله كان على ثلثة أقسام؛ أحدها: الناقصة، والثاني: التامة، وقد تقدم ذكرهما والثالث: الزائدة وهي المقصودة بهذا البيت، وقد ذكر ابن عصفور أنها تزاد بين الشيئين المتلازمين كالمبتدأ وخبره نحو: ((زيد كان قائمٌ)) والفعل ومرفوعه؛ نحو: ((لم يوجد كان مثلك)) والصلة والموصول، نحو: ((جاء الذى كان أكرمته)) والصفة والموصوف، نحو ((مررت برجل كان قائم)) وهذا يفهم ايضًا من إطلاق قول المصنف ((وقد تزاد كان فى حشو) وانما تنقاس زيادتها بين ((ما)) وفعل التعجب، نحو: ((ما كان أصحّ علم من تقدما)) ولا تزاد فى غيره إلا سماعًا.

وقد سمعت زيادتها بين الفعل ومرفوعه، كقولهم: ولدت فاطمة بنت الخرشب الأنمارية الكملة من بنى عبس لم يوجد كان افضل منهم.

و (قد) سمع أيضا زيادتها بين الصفة والموصوف كقوله:

۶۹- فـــکـيـفَ اِذَامَـــرَرْتُ بِـــدَارِ قَـــومٍ
وَجِـــرانٍ لَـــنَـــا کَـــانُـــوا کِـــرام

وشذّ زيادتها بين حرف الجر ومجروره، كقوله:

۷۰- سَـرَاةُ بَـنِـي اَبِـی بَـکـر تَسَـامٰی
عَـلٰـی کَـانَ الْـمُـسَـوَّمَةِ الْـعِـرَاب

وأكثر ما تزاد بلفظ الماضي، وقد شذت زيادتها بلفظ المضارع في قول أم عقيل ابن أبي طالب.

۷۰- سَـرَاةُ بَـنِـي اَبِـی بَـکـر تَسَـامٰی
عَـلٰـی کَـانَ الْـمُـسَـوَّمَةِ الْـعِـرَاب

ترجمہ وتشریح:

کان کی تین قسمیں ہیں (۱) ناقصہ (۲) تامہ ان دونوں کا ذکر پہلے ہو چکا (۳) زائدہ، اس شعر میں اسی کا ذکر ہے۔

کان زائدہ کی تفصیل:

ابن عصفور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ کَانَ دو متلازم (جو ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوا کرتے) چیزوں کے درمیان زائد کیا جاتا ہے مبتدا خبر میں جیسے زیدٌ کان قائم، فعل نائب فاعل میں جیسے لم یوجد کان مثلک، صلہ موصول میں جیسے جاء الذی کان اکرمتہ صفت موصوف میں جیسے مررت برجل کان قائم۔ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے اطلاق سے یہی معلوم ہوتا ہے۔

لیکن اس کی زیادت (مَا) اور فعل تعجب کے درمیان قیاسی ہے جیسے ما کان اصح علم من تقدما، اور اس کے علاوہ جہاں زائد آتا ہے وہ سماعی ہے فعل اور اس کے مرفوع (خواہ فاعل ہو یا نائب فاعل) کے درمیان زیادت بھی مسموع ہے جیسے وَلَدَتْ فاطمةُ بنت الخرشب الانمارية الكملة من بني عبس لم يوجد كان افضل منهم (یہ قیس بن غالب کا قول ہے فاطمہ بنت الخرشب کے بارے میں (انمارية) رفع کے ساتھ فاطمة کی صفت ہے عرب کے قبیلہ انمار کی طرف نسبت ہے، الکملۃ اسم فاعل جمع مکسر کا صیغہ ہے بمعنی کامل آدمی مراد اس سے اس کے بیٹے ہیں جن کا نام، ربیع الکامل قیس الحافظ، عمارة الوهاب، انس الفوارس ہے ان میں ہر ایک بڑی شان اور بہادری والا تھا خلاصہ یہ کہ قیس بن غالب فرماتے ہیں کہ فاطمہ بنت الخرشب نے کامل بیٹے جنے جن سے افضل نہیں پایا گیا) یہاں لم

یوجد کان افضلھم میں کان زائد ہے۔

صفت اور موصوف کے درمیان بھی کان کی زیادت مسموع ہے جیسے

۶۹-فــکیف اِذَامَــرَرْتُ بِـدارِ قــومٍ
وَجِیــرانٍ لَـنَـا کـــانــوا کِــرام

ترجمہ: میری کیا حالت ہوگی جب میں ایک قوم کے گھر پر اوران پڑوسیوں پر گزروں گا جو کہ عزت والے ہیں۔

تشریح المفردات:

(کیف) اسم استفہام (جیــران) جمع ہے جار کی بمعنی پڑوسی (کــرام) عزت والے مــررتُ متکلم کا صیغہ بھی مروی اور مخاطب کا بھی۔

ترکیب:

(کیف) مبنی بر فتح اکــون' انا ضمیر مستتر سے حال ہے اور محلاً منصوب ہے (اذا) ظــرف (مررت) فعل فاعل (بدار قوم) معطوف علیہ (وجیران کرام) موصوف صفت معطوف (کـانوا) زائد معطوف علیہ معطوف۔ ملکر مجرور ہو کر متعلق ہوا مررتُ کے ساتھ شرط، جزاء محذوف ہے ماقبل دال ہے ای فکیف اکــون۔

محل استشهاد:

(جیـران لـنـا کـانوا کرام) محل استشہاد ہے یہاں موصوف صفت کے درمیان کـانو ازائد آیا ہے جو کہ سماعی ہے (اصل میں تقدیر عبارت یوں تھی (وجیران کرام لنا)

اور کان کی زیادت حرف جر اور مجرور کے درمیان شاذ ہے جیسے شاعر کا یہ قول ہے۔

۷۰-سَــرَاۃُ بَـنِــی ابــی بــکــرٍ تَسَــامٰـی
عَــلــیٰ کَـــانَ الــمُســوَّمَۃِ الــعِــرَاب

ترجمہ:......بنوابوبکر کے سردار سوار ہوتے ہیں نشان زدہ عربی گھوڑوں پر۔

تشریح المفردات:

(سـراۃ) بفتح السین سری کی جمع ہے بمعنی سردار، فعیل کی جمع فعلۃ غیر قیاسی ہے، عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ فعیل کی جمع فعلۃ کے وزن پر سری سراۃ کے علاوہ کہیں نہیں آیا ہے، قیاسا فعیل کی جمع افعلۃ آتی ہے جیسے

رغیف کی جمع ارغفة، اور بفتح السین سار کی جمع ہے جیسے قضاۃ قاضٍ اور رماۃ رام کی جمع ہے (تسامی) "سمو" سے ہے بمعنی بلندی یہاں سوار ہونا مراد ہے) اصل میں تتسامیٰ تھا فال باع کے قانون سے تتسامی ہوا پھر صرفی قاعدہ کے مطابق ایک تاء کو تخفیفاً حذف کیا (المسوّمة) وہ گھوڑے جن پر نشان ہو۔ (العراب) عربی گھوڑے۔

ترکیب:

(سراۃ بنی ابی بکر) مضاف مضاف الیہ مبتدا (تسامی) فعل فاعل جملہ فعلیہ ہو کر خبر "علی" جار (المسوّمة العراب) (موصوف صفت مجرور ہوا جار کا) اور کانَ اس میں زائد ہے۔

محل استشہاد:

(علی کان المسوّمة العراب) محل استشہاد ہے یہاں جار مجرور کے درمیان کان زائد آیا ہے جو کہ شاذ ہے۔

قولہ واکثر ماتزاد الخ:

اکثر کان ماضی کے لفظ کے ساتھ زائد ہوتا ہے بعض مرتبہ شاذ کے طور پر بصیغہ مضارع بھی زائد ہوتا ہے جیسے عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا قول ہے۔

۷۱- اَنْتَ تَكُوْنُ مَاجِدٌ نَبِيْلٌ

اِذَاتَهُبُّ شَمْاَلٌ بَلِيْلٌ

ترجمہ۔۔۔آپ شریف اور فضیلت والے ہیں جب شمال کی طرف سے تروتازہ ہوا چلتی ہے۔

تشریح المفردات:

(ماجد) بمعنی کریم شریف (نبیل) نبل سے ہے بمعنی شریف (بضم النون) یانبالة سے اس کی جمع نبلاء آتی ہے جیسے شریف کی جمع شرفاء ہے (تھب) بضم الھاء شاذ ہے اور بکسر الھاء قیاس کا تقاضا ہے جیسے عفّ یعف قَلَّ یَقِلُّ شاذ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قاعدہ ہے کہ ہر وہ فعل جو لازم، مضاف ہو اور اس کا ماضی مفتوح العین ہو تو اس کا فعل مضارع مکسور ہی آئے گا وَھٰھُنَالَیْسَ کَذٰلِکَ شمال وہ ہوا جو شمال کی طرف سے آتی ہے، اس میں کل پانچ لغتیں ہیں (۱) شمال جیسے جعفر (۲) شامل (بتقدیم الھمزة) (۳) شمل (بسکون المیم) فلس کے وزن پر (۴) شمل (بتحریک المیم) سبب کے وزن پر (۵) شمال (بروزن سحاب یہ آخری اکثر استعمال ہوتا ہے۔

(بلیل) تروتازہ (اذاتهب شمال بلیل) یہ قید اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب کسی چیز کو دوام کے ساتھ متصف کرنا ہو یہاں بھی مخاطب کو دائمی فضیلت کے ساتھ شعر میں متصف کیا جارہا ہے۔

ترکیب:

(انت) مبتدا (تکون) زائد (ماجد نبیل) موصوف صفت خبر (اذاتهب) فعل (شمال بلیل) موصوف صفت فاعل۔

شان ورورو: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی عقیل کے بارے میں ان کی والدہ کہتی ہیں بچپن میں ان کے ساتھ پیار و محبت کے انداز میں ان کے ساتھ والدہ کھیلتی تھیں۔

محل استشہاد:

(انت تکون ماجدٌ) محل استشہاد ہے یہاں مبتدا اور خبر کے درمیان تکون بلفظ مضارع زائد ہے یہاں کان کے ساتھ حکم کی تخصیص سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کان کے دیگر اخوات زائد نہیں ہوتے۔ "ماا صبح ابردھا و ماضحی ادفاھا" کی مثال کوفیین نے روایت کی ہے جس میں اصبح امسیٰ زائد ہیں لیکن یہ شاذ ہے البتہ ابو علی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بعض اشعار میں اصبح امسیٰ کی زیادت کو جائز کہا ہے۔

وَیَحْذِفُوْنَهَا وَیُبْقُوْنَ الخَبَر

وَبَعْدَ اِن وَلَوْ کثیرا اذااشتهر

ترجمہ:۔ نحوی حضرات کان کو حذف کر کے اس کی خبر کو باقی رکھتے ہیں اور اِنْ اور لَوْ کے بعد یہ زیادہ مشہور ہے۔

ترکیب:

(یحذفونها) فعل فاعل ومفعول بہ (یبقون الخبر) بھی اسی طرح ہے (بعدان ولو) مضاف مضاف الیہ ظرف متعلق ہوا اشتهر کے ساتھ (کثیرًا) حال ہے اشتهر کی ضمیر سے۔

(ش) تحذف کان مع اسمها ویبقی خبرها کثیرًا بعدإنْ کقوله:

۷۲۔ قَدْ قِیلَ مَا قِیلَ اِنْ صِدْقًا وَاِنْ کذبا

فَمَا اعتذارک من قول اذاقیلا

التقدیر: ((إن کان المقول صدقًا، وإن کان المقول کذبًا))

وبعدلو کقولک ((ائتنی بدابة ولوحمارًا)) ای: ((ولو کان المأتی به حمارًا))

وقدشذحذفهابعدلدن، كقوله:

۷۳- مِنْ لَدُ شَوْلاً فَالَى اتلائِهَا

(التقدير: من لدأن كانت شولا)

تشریح المفردات:

کان کا اسم سمیت حذف:

کـان کبھی اسم سمیت حذف ہو جاتا ہے اوراس کی خبر باقی رہتی ہے اور یہ اکثر اِنْ کے بعد ہوتا ہے جیسے شاعر کا یہ قول ہے۔

۷۴-قَدْ قِيلَ مَاقِيلَ اِنْ صِدقًاوَاِنْ كذبا

فَمَااعتذارك من قول اذاقيلا

ترجمہ:... تحقیق کہا گیا جو کچھ کہا گیا وہ سچ تھا یا جھوٹ، اب کہی ہوئی بات سے آپ کیا عذر پیش کرو گے۔

تشریح المفردات:

(قد) حرف تحقیق (قیل) ماضی مجہول اصل میں قُوِلَ تھا (ان صدقا) ای ان كان المقول صدقا (اعتذار) باب افتعال کا مصدر ہے (اذاقیلا) ماضی مجہول واحد مذکر غائب (الف اشباعی ہے)

شان ورود: ...یہ شعر عرب کے بادشاہوں میں نعمان بن منذر کا ہے جو اس نے ربیع بن زیاد کے بارے میں کہا تھا۔

ہوا یوں تھا کہ بنو جعفر نعمان کے پاس آئے چونکہ ربیع نے بنو جعفر کی غیبت و چغلخوری اس کے سامنے کی تھی اس لئے نعمان نے ان سے اعراض کیا اور اس وقت ربیع نعمان کے پاس بیٹھ کر کھانا کھا رہا تھا تو بنو جعفر کے شاعر لبید نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نعمان کے سامنے ربیع کی مذمت مندرجہ ذیل اشعار سے کی۔

مَهلاأبيتَ اللّعنَ لاتاكل معه

اِنَّ استه من بَرَصٍ مُلَمَّعَة

وانّه يُولِجُ فيهااِصْبَعَه

يولجها حتى يوارى اشجعه

كانّمايطلب شيئااَوْدَعَه

جس کا مطلب یہ ہے کہ اے نعمان اس ربیع کے ساتھ کھانا مت کھاؤ اسلئے کہ اس کے دُبر پر برص کی بیماری ہے اور یہ اپنی انگلیاں اپنے دبر میں داخل کرتا ہے یہاں تک کہ مکمل انگلیاں اندر چلی جاتی ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ کوئی رکھی ہوئی چیز کو تلاش کرتا ہے۔

جب نعمان نے ربیع کے بارے میں لبید کے یہ اشعار سنے تو کہا کہ کیا یہ حقیقت ہے؟ تو ربیع نے کہا کہ اس کمینے کے بیٹے نے جھوٹ بولا ہے بہر حال نعمان نے کھانا کھانا چھوڑ دیا اور ربیع کو اپنی مجلس سے اٹھا دیا ربیع اپنے گھر چلا اور معذرت کے طور پر چند اشعار نعمان کے ہاں بھیجے، اس کے جواب میں نعمان نے اشعار کہے جس میں ایک یہ ہے **قدقیل الخ** ۔

ترکیب:

(قد) حرف تحقیق (قیل) ماضی مجہول (مَاقِیْلَ) موصول صلہ نائب فاعل (ان) حرف شرط (کان) فعل ناقص (المقول) محذوف اس کا اسم (صدقا) خبر وان کذبا اس پر عطف شرط، جزاء محذوف ماقبل کی عبارت اس پر دال ہے۔

محل استشہاد:

(ان صدقا وان کذبا) محل استشہاد ہے یہاں کان کو اسم سمیت حذف کیا گیا ہے اور خبر برقرار ہے تقدیر عبارت یوں ہے۔ ان کانَ المقول صدقا وان کان المقول کذبا (مقول صیغہ اسم مفعول ہے اصل میں مقوُوْلٌ تھا)

قوله وبعد لَوْ کَقَوْلِکَ ائتنی بدابّة ولو حمارا الخ:

اور لَوْ کے بعد کان اور اس کے اسم کو حذف کیا جاتا ہے جیسے اِیْتِنِی بِدَابَّةٍ وَلَوْ حِمَارًا ای وَلَوْ کَانَ الماتیُّ به حِمَارًا (میرے لئے سواری لیکر آؤ اگرچہ گدھا کیوں نہ ہو) (ماتی اصل میں ماتوی تھا تعلیل کے بعد ماتی ہوا چونکہ یہ لازمی ہے اس لئے باء کے ساتھ متعدی ہوتا ہے، اسم مفعول کا صیغہ ہے) یہاں کانَ اور اس کے اسم کو حذف کیا جاتا ہے۔

اور لَدُنْ کے بعد اس کا حذف شاذ ہے جیسے شاعر کا یہ قول ہے۔

۷۳- مِنْ لَدُ شَوْلاً فَإِلَى اتْلائِهَا

ترجمہ: ...میں نے اس اونٹنی کی تربیت کی اس وقت سے (یعنی جب اس کے حمل کو یا بعد وضع حمل کے سات مہینے ہو چکے تھے یا جب بغیر دودھ والی تھی) اس کے بچے کے پیچھے چلے جانے تک۔ یعنی اس وقت تک تربیت کی کہ اس قابل ہوئی کہ اب اس کا بچہ خود اس کے پیچھے جانے لگا۔

تشریح المفردات:

(من لَدُ) جار مجرور متعلق ہے (ربیتھا کے ساتھ (لد) لدن میں ایک لغت ہے، اس میں کل دس لغتیں ہیں (جیسا کہ ہدایۃ النحو میں تفصیلاً ذکر ہے) (شولا) یا تو شائل (بغیر ھاء) کا مصدر ہے اور مصدر یہاں بمعنی اسم فاعل ہے جو مستی کے وقت دم اٹھانے والی اور دودھ نہ دینے والی اونٹنی کو کہتے ہیں اور شائل اگر چہ اونٹنی (مؤنث) کی صفت ہے لیکن چونکہ یہ صفت اسی کے ساتھ خاص ہے اس لئے اس میں تاء تانیث کا نہ لانا بھی جائز ہے جیسے عورت کو حائض کہا جاتا ہے باوجودیکہ حائض کا لفظ مذکر ہے۔ اور (شائل) کی جمع شُوَّل آتی ہے جیسے راکع کی جمع رکع آتی ہے۔

دوسرا احتمال اس میں یہ ہے کہ یہ شائلۃ (ہاء کے ساتھ) کی جمع ہے غیر قیاسی طور پر (غیر قیاسی کی قید اس لئے لگائی کہ قیاساً اس کی جمع شوائل آنی چاہیے) (شائلۃ) اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کے حمل کو یا بعد وضع حمل کے سات مہینے ہو چکے ہوں اور اس کا دودھ خشک ہو گیا ہو۔ (فالی) میں فاء زائد ہے (اتلاء) کہا جاتا ہے اتلت الناقۃ اذا تبعھا ولدھا جب اونٹنی کے پیچھے اس کا بچہ جانے لگے۔

ترکیب:

(من) جار (لد) مضاف (شَوْلاً) خبر ہے (کان) اور اس کے اسم محذوف کیلئے ای ان کانت، فالی اِتلا ئِھا جار مجرور متعلق ہوا ربیت ھذہ الناقۃ کے ساتھ۔

محل استشہاد:

(من لد شولا) محل استشہاد ہے یہاں اصل میں من لدُ ان کانت شولا تھا کان کو اپنے اسم سمیت لدن کے بعد حذف کیا ہے جو کہ شاذ ہے۔

وَبَعْدَ اَنْ تَعْوِیْضُ مَا عَنْھَا ارْتُکِبْ

کَمِثْلِ "اَمَّا اَنْتَ بَرًّا فَاقْتَرِبْ"

ترجمہ۔۔۔ ان مصدریہ کے بعد کان کو حذف کر کے اس کی جگہ ما کو لایا جاتا ہے جیسے: اَمَّا انت بَرًّا فاقترب (چونکہ آپ نیک ہیں اس وجہ سے قریب ہو جائیں)

ترکیب:

(بَعْدَ اَنْ) مضاف مضاف الیہ ظرف متعلق ہوا ارتکب کے ساتھ (تعویض) مضاف (ما) باعتبار لفظ مضاف الیہ مبتدا ارتکب فعل با نائب فاعل خبر۔ کمثل امّاانتَ ای وذالک کائن کمثل امّا انت برًّافاقترب الخ.

(ش) ذكر في هذا البيت أن ((كان)) تحذف بعد ((أن)) المصدرية ويعوض عنها ((ما)) ويبقى اسمها وخبرها، نحو: ((أما أنت برًّا فاقترب)) والأصل ((أن كنت برًّا فاقترب)) فحذفت ((كان)) فانفصل الضمير المتصل بها وهو التاء، فصار ((أن أنت برًّا)) ثم أتي ب ((ما)) عوضا عن ((كان)) فصار ((أن ماأنت برا)) ثم أدغمت النون في الميم، فصار ((أما أنت برًّا))، ومثله قول الشاعر:

۷۴- اَبَا خُرَاشَةَ اَمَّا اَنْتَ ذَانَفَرٍ
فَاِنَّ قَوْمِي لَمْ تَاكُلْهُمُ الضَّبُعُ

فأن مصدرية، وما: زائدة عوضا عن ((كان))، وأنت: اسم كان المحذوفة، وذانفر: خبرها، ولايجوز الجمع بين كان وما؛ لكون ((ما)) عوضا عنها، ولايجوز الجمع بين العوض والمعوض، وأجاز ذلك المبرد فيقول ((أما كنت منطلقا انطلقت)).

ولم يسمع من لسان العرب حذف ((كان)) وتعويض ((ما)) عنها وإبقاء اسمها وخبرها إلا إذا كان اسمها ضمير مخاطب كما مثل به المصنف، ولم يسمع مع ضمير المتكلم، نحو: أماأنامنطلقا انطلقت)) والأصل ((أن كنت منطلقا)) ولا مع الظاهر، نحو: ((أمازيد ذاهبا انطلقت)) والقياس جوازهما كما جار مع المخاطب، والأصل ((أن كان زيد ذاهبا انطلقت)) وقد مثل سيبويه رحمہ اللہ تعالیٰ في كتابه ب ((أمازيدذاهبًا))

ترجمہ وتشریح:............ کانَ کوحذف کر کے اس کی جگہ مَا کولانا جائز ہے:

اس شعر میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ یہ بتا رہے ہیں کہ کبھی (ان) مصدریہ کوحذف کر کے اس کی جگہ (ما) کولایا جاتا ہے اور اسم اور خبر اس کے برقرار رہتے ہیں جیسے اَمَّاانت برًّا فاقترب اصل میں اِنْ کُنْتَ بَرًّافَاقْتَرِبْ تھا کَانَ کوحذف کیا تو چونکہ اس کے ساتھ ضمیر متصل تھی اور وہ اکیلی بغیر کسی کے ملائے نہیں آسکتی اس لئے ضمیر متصل کی جگہ ضمیر منفصل کولایا تو اَنْ انت برًّا ہوا پھر کان محذوف کے عوض (ما) لیکر آئے تو اَنْ ماانت الخ ہوا تو پھر نون کو میم میں مدغم کر دیا تو امّاانت برًّافاقترب ہوا اور اسی قبیل سے شاعر کا یہ قول بھی ہے۔

۷۴-اَبَا خُرَاشَةَ اَمَّا اَنْتَ ذَانَفَرٍ
فَاِنَّ قَومِی لَمْ تَاکُلهُمُ الضَّبُعُ

ترجمہ: ... اے ابوخراشہ اگر آپ بڑی جماعت والے ہیں (تو کوئی پرواہ نہیں میں بھی بڑی جماعت والا ہوں) اس لئے کہ میری قوم کو قحط سالی نے ہلاک نہیں کیا ہے۔

تشریح المفردات:

(ابا خراشة) منادیٰ ہے حرف نداء محذوف ہے ای یا اباخراشۃ، أبو خراشۃ خفاف بن ندبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے، اوراس شعر میں عباس مرداس السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو فتح مکہ سے چندروز پہلے مسلمان ہوئے تھے) ان کومخاطب کر رہے ہیں، (نفر) جماعت، تین سے لیکردس تک یا سات تک (بشمول سات) اس کا اطلاق ہوتا ہے (ضبع) بجو معروف حیوان ہے یہاں قحط سالی والا سال مراد ہے اوراکل اھلاک سے مستعار ہے۔

ترکیب:

(اَبَاخُرَاشَةَ) ای اباخراشۃامااَنت ذانفر شرط فان قومی الخ جزاء۔ یہاں اصل میں تقدیر عبارت یوں تھی لان کنت ذانفرافتخرت علیَّ فانّ قومی الخ.

محل استشہاد:

(امااَنت ذانفر) محل استشہاد ہے یہاں کان کوحذف کرکے اس کی جگہ (ما) کولایا گیا ہے (امااَنت برًا) میں تفصیل گذرگئی)

قوله ولایجوز الجمع الخ:

یہاں چونکہ کان کی جگہ ما کوعوضا لایا گیا ہے تو کان معوض اور ما عوض ہوا اسلئے عوض اور معوض دونوں کوایک جگہ جمع کرنا جائز نہیں لہٰذا امّا کنت منطلقًاانطلقتُ صحیح نہیں، مبرد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جائز کہا ہے۔

ولم یسمع الخ:

مذکورہ تفصیل اور مثالوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کان کوحذف کرکے اس کی جگہ ما کالانا اوراس کے اسم اور خبر کو برقرار رکھنا صرف اسی وقت جائز ہے جب اس کا اسم ضمیر مخاطب ہو جیسے امااَنت الخ (یعنی مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کی پیش کردہ

مثال میں) اور اگر اس کا اسم ضمیر متکلم ہو تو پھر وہ کلام عرب سے مسموع نہ ہونے کی وجہ سے جائز نہیں جیسے اما انا منطلقا انطلقت بایں طور کہ اس کی اصل ان کنت منطلقا ہو۔

اسی طرح ماانت الخ کی مثال سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جب اس کا اسم ضمیر ہوگا تب کان کو حذف کر کے اس کی جگہ ما لایا جائے گا اور اگر اس کا اسم ظاہر ہوگا تو پھر جائز نہیں جیسے امّا زیدٌ ذاهبًا انطلقت بایں طور کہ اصل اس کی ان کا ن زیدٌ ذاهبا انطلقت ہو سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں چونکہ یہ بھی جائز ہے اس وجہ سے انہوں نے اپنی کتاب میں امّا زیدٌ ذاهبا کی مثال دی ہے۔

وَمِنْ مُضَارِعٍ لِكَانَ مُنْجَزِمْ
تُحْذَفُ نُونٌ، وَهْوَ حَذْفٌ مَا الْتُزِمْ

ترجمہ: ..... کان کے مضارع مجزوم (جیسے لم یکن) سے نون کو حذف کیا جاتا ہے لیکن یہ حذف لازمی نہیں بلکہ جائز ہے)

ترکیب:

(مِنْ) جار (مُضارِعٍ) موصوف (لِكانَ) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر صفت اوّل (مُنْجَزِمٍ) صفت ثانی، مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا (تحذف نُونٌ فعل نائب فاعل) کے ساتھ (هو) مبتدا (حذف) موصوف (ما) نافیہ (التزم) فعل با نائب فاعل صفت موصوف صفت ملکر (خبر)

(ش) اذا جزم الفعل المضارع من ((كان)) قيل: لم يكن، والأصل يكون، فحذف الجازم الضمة التي على النون، فالتقى ساكنان: الواو، والنون؛ فحذف الواو لالتقاء الساكنين؛ فصار اللفظ ((لم يكن)) والقياس يقتضي أن لا يحذف منه بعد ذلك تخفيفًا لكثرة الاستعمال؛ فقالوا: ((لم يك)) وهو حذف جائز، لا لازم، ومذهب سيبويه ومن تابعه أن هذه النون لا تحذف عند ملاقاة ساكن؛ فلا تقول: ((لم يك الرجل قائما)) وأجاز ذلك يونس، وقد قرئ شاذا (لم يك الذين كفروا) وأما إذا لاقت متحركا فلا يخلو: إما أن يكون ذلك المتحرك ضميرا متصلا، أو لا، فإن كان ضميرا متصلا لم تحذف النون اتفاقا، كقوله ﷺ لعمر رضي الله عنه في ابن صياد: ((إن يكنه فلن تسلط عليه، وإلا يكنه فلا خير لك في قتله)) فلا يجوز حذف النون؛ فلا تقول: ((إن يكه وإلا يكه))، وإن كان غير ضمير متصل جاز الحذف والإثبات، نحو: ((لم يكن زيد قائما، ولم يك زيد قائما))

وظاهر كلام المصنف أنه لا فرق في ذلك بين ((كان)) الناقصة والتامة، وقد قرئ: (وإن تك حسنة يضاعفها) برفع حسنة وحذف النون، وهذه هي التامة.

ترجمہ وتشریح:............ کان کے مضارع مجزوم میں نون کو حذف کرنا جائز ہے:

کان کا فعل مضارع جب مجزوم ہو تو اس کی مثال لم یکن ہے یہ اصل میں یکون تھا لم داخل ہوا تو آخر کو جزم دیا پھر واؤ اور نون میں اجتماع ساکنین ہونے کی وجہ سے واؤ گرا دیا تو لَمْ یکن ہوا۔ اب قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ اس کے بعد اور کوئی حرف اس سے حذف نہ ہو لیکن پھر بھی نحویوں نے کثرت استعمال کی وجہ سے نون کو اس کے آخر سے حذف کیا تو لم یک ہوا (قرآن کریم میں فلاتک فی مریۃ میں بھی نون کو آخر سے حذف کیا گیا ہے) لیکن یہ حذف وجوبی نہیں بلکہ جائز ہے۔

اب فعل مضارع مجزوم کے آخر میں جو نون ہے اس کے بعد والا حرف یا تو ساکن ہوگا یا متحرک اگر ساکن ہے تو سیبویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ اور ان کے متبعین کے ہاں نون کا حذف صحیح نہیں تو ان کے ہاں لم یک الرجل قائما کہنا صحیح نہیں (اس لئے کہ یہاں نون کے بعد پہلی را ساکن ہے) ہاں یونس رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کو جائز قرار دیا ہے اور ایک شاذ روایت لم یک الذین کفروا منفکین الخ اس کی تائید کرتی ہے (یہاں نون کے بعد پہلا لام ساکن ہے پھر بھی نون کو حذف کیا گیا ہے، اگرچہ مشہور قراءت لم یکن الذین کفروا ہے)

اور اگر نون کے بعد متحرک ہے تو متحرک ضمیر متصل ہوگی یا نہیں اگر ضمیر متصل ہے تو بالاتفاق نون کو حذف کرنا صحیح نہیں۔ جیسے نبی کریم ﷺ کے قول إِنْ يَكُنْهُ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ وَإِلَّا يكنه فلا خَيْرَ لَكَ فی قتلہ میں ان یکہ، ان لایکہ (بحذف النون) پڑھنا جائز نہیں۔ (یہ کلمات نبی اکرم ﷺ نے ابن صیاد کے بارے میں کہے تھے جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا مشکوۃ باب قصہ ابن صیاد میں اس کی مکمل تفصیل موجود ہے)

اور اگر نون کے ساتھ متحرک ضمیر متصل کے علاوہ ہو تو حذف نون اور اثبات نون دونوں جائز ہیں جیسے لم یکن زیدٌ قائما، لم یک زیدٌ قائم۔

وظاهر كلام المصنف الخ:

مصنف کے کلام سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مضارع مجزوم کے آخر سے نون کا حذف کان ناقصہ میں بھی جائز ہے اور کان تامہ میں بھی۔ کان ناقصہ سے حذف نون کی مثالیں تو گزر گئیں اور کان تامہ کی مثال۔ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةٌ ہے (اس قراءت میں حسنۃٌ مرفوع ہے اور یہاں کان تامہ ہے اور پھر بھی نون حذف ہو چکا ہے۔

واضح رہے کہ مشہور قراءت میں حسنۃ منصوب ہے پھر کان اس قراءت میں ناقصہ ہوگا اور کان تامہ کی مثال نہیں بنے گی فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

فصل

فی مَا وَلاَ وَلاتَ وإنْ الْمُشَبَّهَاتِ بِلَيسَ

إِعْمَالَ لَيْسَ أُعْمِلَتْ مَا دُوْنَ إِنْ
مَعَ بَقَا النَّفِي وَتَرْتِيبِ زُكِنْ
وَسَبْقَ حَرْفِ جَرٍّ اَوْ ظَرْفٍ كَ ((مَا
بِي أنْتَ مَعْنِيًّا اَجَازَ الْعُلَمَاءُ

ترجمہ:.... لیس کا عمل ما نافیہ کو دیا گیا ہے اس حال میں کہ جب ما ان کے ساتھ مقترن نہ ہو اور اس کی نفی باقی ہو اور معلوم شدہ ترتیب (کہ اسم خبر پر مقدم ہو) بھی برقرار ہو۔ البتہ حرف جر اور ظرف کی تقدیم کو علماء نے جائز قرار دیا ہے جیسے مابی انت معنیًا۔

ترکیب:

اِعْمَالَ لَيْسَ' مضاف مضاف الیہ مفعول مطلق (اعمِلَتْ) کیلئے (اعملت) فعل ماضی مجہول (مَا) باعتبار لفظ نائب فاعل (دُوْنَ اِنْ) ظرف محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر حال ہے (ما) سے (مع) مضاف (بَقَا النَّفِي) مضاف مضاف الیہ معطوف علیہ (تَرْتِيبِ زُكِنْ) موصوف صفت معطوف (ظرف) (سَبْقَ حَرْفِ جَرٍّ اَوْظَرْفٍ) مفعول بہ مقدم (اَجَازَ الْعُلَمَاءُ) فعل با فاعل۔

(ش) تقدم في أول باب((كان)) وأخواتها أن نواسخ الابتداء تنقسم إلى أفعال وحروف،وسبق الكلام على((كان)) وأخواتها،وهي من الأفعال الناسخة،وسياتي الكلام على الباقي،وذكر المصنف في هذا الفصل من الحروف(الناسخة)قسما يعمل عمل(كان) وهو:ما،ولا،ولات،وإن.

أما((ما))فلغة بني تميم أنها لا تعمل شيئا؛فتقول:((مازيد قائم))فزيد:مرفوع بالابتداء،وقائم: خبره،ولاعمل لما في شئ منهما؛وذلك لأن((ما))حرف لايختص؛ لدخوله على الاسم نحو:((مازيد قائم)) وعلى الفعل نحو:((مايقوم زيد)) ومالايختص فحقه أن لايعمل.

ولغة أهل الحجاز أعمالها كعمل ((ليس)) لشبهها بها في أنها لنفي الحال عند الأطلاق؛ فيرفعون بها الاسم، وينصبون بها الخبر، نحو: ((مازيد قائما)) قال الله تعالىٰ: (ماهذا بشرا)) وقال تعالىٰ: (ماهن أمها تهم) وقال الشاعر:

٧٥- أبناؤها متكنفون أباهم
حنقو الصدور وما هم أولادها

لكن لا تعمل عندهم إلا بشروط ستة، ذكر المصنف منها أربعة:

الاول: أن لا يزاد بعدها ((إن)) فإن زيدت بطل عملها، نحو: ((ما إن زيد قائم)) برفع قائم، ولا يجوز نصبه، وأجاز ذلك بعضهم.

الثاني: أن لا ينتقض النفي بإلا، نحو: ((ما زيد إلا قائم))، فلا يجوز نصب ((قائم)) برفع قائم، ولا يجوز نصب ((قائم)) و(كقوله تعالىٰ: (ما أنتم إلا بشر مثلنا) وقوله: (وما أنا إلا نذير) خلافا لمن أجازه.

الثالث: ألا يتقدم خبرها على اسمها وهو غير ظرف ولا جار ومجرور؛ فإن تقدم وجب رفعه، نحو: ((ما قائم زيد)) فلا تقول: ((ما قائما زيد)) وفي ذلك خلاف.

فإن كان ظرفًا أو جارًا ومجرورًا فقدمت فقلت: ((ما في الدار زيد))، و((ما عندك عمرو)) فاختلف الناس في ((ما)) حينئذ: هل هي عاملة أم لا؟ فمن جعلها عاملة قال: إن الظرف والجار والمجرور في موضع نصب بها، ومن لم يجعلها عاملة قال: إنهما في موضع رفع على أنهما خبران للمبتدأ الذي بعدهما، وهذا الثاني هو ظاهر كلام المصنف؛ فإنه شرط في إعمالها أن يكون المبتدأ مقدما والخبر مؤخرا، ومقتضاه أنه متى تقدم الخبر لا تعمل ((ما)) شيئًا، سواء كان الخبر ظرفا أو جارا ومجرورًا، أو غير ذلك وقد صرح بهذا في غير هذا الكتاب.

الشرط الرابع: ألا يتقدم معمول الخبر على الاسم وهو غير ظرف ولا جار ومجرور؛ فإن تقدم بطل عملها، نحو: ((ما طعامك زيد آكل)) فلا يجوز نصب ((آكل)) ومن أجاز بقاء العمل مع تقدم الخبر يجيز بقاء العمل مع تقدم المعمول بطريق الأولى؛ لتأخر الخبر، وقد يقال: لا يلزم ذلك؛ لما في الاعمال مع تقدم المعمول من الفصل بين الحرف ومعموله، وهذا غير موجود مع تقدم الخبر.

فإن كان المعمول ظرفًاأوجارًاومجرورًالم يبطل عملها،نحو:((ماعندك زيدمقيما،ومابي أنت معنيا))؛لأن الظروف والمجرورات يتوسع فيهامالايتوسع في غيرها.

وهذاالشرط مفهوم من كلام المصنف؛؛لتخصيصه جوازتقديم معمول الخبربماإذاكان المعمول ظرفاأوجاراومجرور.

الشرط الخامس ألاتتكرر((ما))؛فإن تكررت بطل عملها،نحو: ((مازيد قائم(فالأولىٰ نافية، والثانية لنفت النفي؛فبقي إثباتا)فلايجوزنصب((قائم)) وأجازهُ بعضهم.

الشرط السادس:ألا يبدل من خبرهاموجب،فإن أبدل بطل عملها ،نحو:((مازيد بشيء إلا شيء لايعبأبه)) فبشيء في موضع رفع خبرعن المبتدأالذي هوَ((زيد))ولايجوز أن يكون في موضع نصب خبرًا عن((ما)) وأجازه قوم ، وكلام سيبويه— رحمه الله تعالى—في هذه المسألة محتمل للقولين المذكورين— أعني القول باشتراط ألايبدل من خبرهاموجبٌ،والقول بعدم اشتراط ذلك—فإنه قال بعد ذكرالمثال المذكور—وهو((مازيدبشيء ،إلى آخره))—استوت اللغتان، يعني لغةالحجازولغة تميم واختلف شراح الكتاب فيمايرجع إليه قوله:((استوت اللغتان))فقال قوم:هوراجع إلى الاسم الواقع قبل((إلا)) والمراد أنه لاعمل لِ((ما))فيه، فاستوت اللغتان في أنه مرفوع،وهؤلاء هم الذين شرطوا في إعمال ماألاّ يبدل من خبرهاموجب وقال قوم هورَاجع إلى الإسم الواقع بعدإلاّ،والمرادأنّه يكون مرفوعًا سواء جعلت مَا حجازية أوتميميّة وهؤلاء هُم الذين لم يشترطوافي إعمال((ما))ألا يبدل من خبرهاموجب، وتوجيه كل من القولين، وترجيع المختار منهما—وهوالثاني— لايليق بهذاالمختصر.

ترجمہ وتشریح:..........ماولاالمشبهتين بليس کی بحث:

اس سے پہلے کان واخواتھا کے باب میں یہ بات گزرگئی کہ نواسخ ابتداء کی دوقسمیں ہیں افعال اور حروف۔

پھرافعال ناسخہ میں سے کان واخواتھا کے متعلق تفصیل گزرگئی اور باقی افعال کے متعلق وضاحت آگے آرہی ہے انشاءاللہ، یہاں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ حروف ناسخہ کی ایک قسم کوذکرفرمارہے ہیں جو کان کی طرح عمل کرتی ہےاوروہ ما، لا، لات، اوراِنْ ہے۔

ما کے عمل میں بنو تمیم اور اہل حجاز کا اختلاف:

پہلے یہاں ما کے بارے بتایا جاتا ہے (اور لا کے متعلق آگے تفصیل آرہی ہے)

بنو تمیم ما کو عمل نہیں دیتے اس لئے کہ ما حرف غیر مختص ہے اسم پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے ما زیدٌ قائم اور فعل پر بھی جیسے مایقوم زید، اور غیر مختص عمل نہیں کرتا اور اہل حجاز ما کو لیس کی طرح عمل دیتے ہیں اس لئے کہ مالیس کے ساتھ مشابہ ہے حال کی نفی میں جب اس کو مطلق ذکر کیا جائے، اس وجہ سے وہ اس کے ذریعے سے اس کے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں جیسے ما زیدٌ قائما، قرآن کریم کی آیات میں (جو اہل حجاز کی لغت کی مؤید ہیں) ما کو عمل دیا گیا ہے جیسے ما ھذا بشرا، ما ھُنَّ امھاتھم (اگرچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت ما ھذا بشر بالرفع ہے نیز عاصم سے ایک روایت امہات کے رفع کے ساتھ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ (ما) کو عمل نہیں دیا گیا) اور اسی سے شاعر کا یہ قول ہے۔

۷۵- ابناؤُھا متکنفُوْنَ اَبَاھُمْ
حَنِقُوا الصّدورِ وَمَا ھُم اولادَھَا

ترجمہ: لشکر کے بیٹے اپنے سردار کو گھیرے ہوئے غصہ سے بھرپور سینوں والے ہیں اور حقیقت میں یہ اس کے بیٹے نہیں ہیں۔

تشریح المفردات:

(ابنائھا) ای ابناء الحرۃ ضمیر حرّۃ کی طرف راجع ہے جو اس سے پہلے شعر میں مذکور ہے (حرۃ) بفتح الحاء سیاہ پتھروں والی زمین و بکسر الحاء پیاس کو کہتے ہیں، (ابناء) سے مراد لشکر کے حمایت کنندہ افراد ہیں ان کو مجازاً بیٹوں کے نام سے پکارا گیا ہے۔ (متکنفون) باب تفعّل سے اسم فاعل کا صیغہ ہے احاطہ کرنے اور گھیرنے کے معنی میں ہے۔ (متکنفون آباء ھم) بعض نسخوں میں نون نہیں ہے اضافت کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے، اور بعض نسخوں میں نون ذکر ہے اس صورت میں اضافت مراد نہیں ہوگی بلکہ آباء ھم، متکنفون کیلئے مفعول ہوگا۔ (الحنق) غصہ۔ وماھم اولادھا ای حقیقۃ بل مجازا.

ترکیب:

(ابناؤُھَا) مضاف مضاف الیہ مبتدا (مُتکنّفُوْنَ اَبَاھُمْ) خبر اول (حَنِقُو الصّدورِ) خبر ثانی (مَا) نافیہ حجازیہ (ھُم) اس کا اسم (اولادھا) خبر۔

محلِ استشہاد:

(ماھم اولادھا) ہے یہاں اہل حجاز کی لغت کے مطابق (ما) نافیہ نے (لیس) کی طرح اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیا ہے۔

ما نافیہ حجازیہ کے عمل کی شرائط:

اہل حجاز والوں کے ہاں (ما) نافیہ مشابہ بلیس مطلقًا عمل نہیں کرتا بلکہ اس کیلئے چند شرائط ہیں۔ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے چار شرطیں ذکر کی ہیں۔

۱۔ پہلی شرط یہ ہے کہ اس کے بعد اِن زائدہ نہ ہو ورنہ اس کا عمل باطل ہو جائے گا۔ جیسے ما اِنْ زیدٌ قائمٌ، واجازہ بعضھم یہاں عمل کا باطل ہونا اس وجہ سے ہے کہ ما عمل میں ضعیف ہے تو جب (ما) اور اس کے معمول کے درمیان فاصلہ ہو گا تو وہ عمل نہیں کر سکے گا واضح رہے کہ صرف ما کے بعد ان زائدہ آتا ہے لا کے بعد نہیں۔

۲...... (الاّ) کے ذریعہ سے نفی کا معنی ختم نہ ہوا ہو جیسے "ما زید الا قائم" یہاں اس وجہ سے عمل باطل ہے کہ ما لیس کی مشابہت کی وجہ سے عمل کرتا ہے اور یہ مشابہت نفی میں ہے پس جب نفی کا معنی منتقض ہو تو مشابہت باقی نہ رہنے کی وجہ سے عمل نہیں کرے گا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول " ماانتم الا بشرٌ مثلنا، ماانا الانذیر"۔

۳... تیسری شرط یہ ہے کہ اس کی خبر اس کے اسم پر مقدم نہ ہو ورنہ پھر یہ عمل نہیں کرے گا جیسے ماقائمٌ زیدٌ میں ماقائما زید نہیں کہہ سکتے' اس کی وجہ یہ ہے کہ ما عامل ضعیف ہے اور عامل ضعیف اس وقت عمل کرتا ہے جب اس کے معمول بالترتیب ہوں یعنی پہلے اس کا اسم اور پھر اس کی خبر ہو۔

یہ تو اس صورت میں ہے جب خبر ظرف اور جار مجرور نہ ہو۔ اگر خبر ظرف یا جار مجرور ہو اور اس کو مقدم کیا جائے جیسے ما فی الدار زیدٌ، ما عندک عمروٌ اس صورت میں (ما) میں اختلاف ہے بعض حضرات نے اس کو عاملہ قرار دیا ہے اور وہ حضرات کہتے ہیں کہ اس صورت میں ظرف اور جار مجرور منصوب ہو کر خبر مقدم بنیں گے اور بعض نے عاملہ نہیں بنایا ان کے ہاں ظرف اور جار مجرور مرفوع ہو کر خبر مقدم بنیں گے مبتدا مؤخر کیلئے۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے دوسرے مذہب کی تقویت معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے " وترتیب زکن " کہکر اس شرط کی طرف اشارہ کیا ہے کہ (ما) تب عمل کرے جب اس کے معمول بالترتیب ہوں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر خبر مقدم آجائے (چاہے ظرف ہو یا جار مجرور) تو شرط مفقود ہونے کی وجہ سے ما عمل نہیں کرے گا چنانچہ اس

کتاب کے علاوہ انہوں نے اپنے اس مسلک کو صراحۃً ذکر کیا ہے (واضح رہے کہ پہلا مسلک صحیح ہے اور وہ جمہور کا ہے اس لئے کہ ظروف میں توسع ہے)

۴... چوتھی شرط یہ ہے کہ خبر (جو ظرف اور جار مجرور نہ ہو) کا معمول اس کے اسم پر مقدم نہ ہو، اگر مقدم ہو جائے تو عمل باطل ہو جائے گا جیسے: ماطعامک زیدا آکلٌ" یہاں خبر آکل کا معمول (ما) کے اسم زیدٌ پر مقدم ہوا ہے اس لئے آکل کو منصوب نہیں پڑھ سکتے۔

ومن اجاز بقاء العمل الخ:

شارح فرما رہے ہیں کہ جن حضرات کے ہاں خبر کی تقدیم کی صورت میں عمل برقرار رہتا ہے ان کے ہاں معمول کی تقدیم کی صورت میں عمل بطریق اولیٰ جائز ہے اس لئے کہ اس صورت میں خبر مؤخر ہوتی ہے۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کے مسلک سے معمول کی تقدیم کا جواز لازم نہیں آتا اس لئے یہاں عمل کی صورت میں **ما** اور اس کے معمول (خبر) کے درمیان فاصلہ آتا ہے۔ اور صرف خبر کی تقدیم میں فاصلہ نہیں۔

ہاں اگر معمول ظرف اور جار مجرور ہے پھر اس کا عمل باطل نہیں ہوگا جیسے **ما عندک زیدٌ مقیما، مابی انت معنیًا،** اس لئے کہ ظروف اور مجرورات میں ایسا توسع ہے جو اوروں میں نہیں۔

اور یہ شرط مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام "**مابی انت معنیًا اجاز العلماء**" سے معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ اس میں انہوں نے معمول کی تقدیم کے جواز کو خاص کیا ہے اس صورت کے ساتھ جب معمول ظرف یا جار مجرور ہو۔

۵... پانچویں شرط یہ ہے کہ **ما** مکرر نہ ہو ورنہ عمل باطل ہو جائے گا جیسے: **ما ما زیدٌ قائمٌ** ۔ پہلا ما نافیہ ہے اور دوسرے نے پہلی نفی کو ختم کیا ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ نفی جب نفی پر داخل ہو جاتی ہے تو اثبات کا فائدہ دیتی ہے تو **لیس** کے ساتھ نفی میں مشابہت ختم ہونے کی وجہ اس کا عمل ختم ہو گیا۔

۶... چھٹی شرط یہ ہے کہ **ما** کی خبر سے کلام موجب بدل واقع نہ ہو (کلام موجب اس کو کہتے ہیں جس میں نفی نہی استفہام نہ ہو) ورنہ اس کا عمل باطل ہو جائے گا جیسے: **ما زیدٌ بشی الا شیٌ لا یعبأ به**، زید کوئی چیز نہیں مگر ایسی چیز ہے جس کی پرواہ نہیں کی جاتی) اب یہاں **بشیٍ** محلاً مرفوع ہو کر زید کے لئے خبر ہے اور چونکہ یہ مبدل منہ ہے اور کلام موجب اس کا بدل ہے اس لئے کہ **الا شیٌ لا یُعبأ به** میں نفی موجود نہیں ہے، اس وجہ سے شرط مفقود ہونے کی وجہ سے (شی) محلاً منصوب ہو کر ما کی خبر نہیں بن سکتی۔

شارح فرماتے ہیں کہ سیبویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے کلام سے مذکورہ دونوں احتمالات معلوم ہوتے ہیں کہ کلام موجب کا ما کی خبر سے بدل آنا شرط ہے یا نہیں اس لئے کہ سیبویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ما زید بشیء الخ کی مثال ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ "استوت اللغتان" دونوں لغتیں اس میں برابر ہیں۔

اب شارحین کتاب سیبویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے کلام کی تشریح میں اختلاف کر رہے ہیں بعض نے کہا ہے کہ ان کا کلام الاّ سے پہلے واقع ہونے والے اسم کی طرف راجع ہے اور ان کی مراد یہ ہے کہ (ما) کا اس میں کوئی عمل نہیں اور لغت حجاز اور لغت تمیم اس کے مرفوع ہونے میں برابر ہیں، یہ ایسے حضرات کی رائے ہے جنہوں نے یہ شرط لگائی ہے کہ ما کی خبر کیلئے ضروری ہے کہ کلام موجب اس کی خبر سے بدل نہ آئے (چونکہ یہاں خبر کا بدل کلام موجب آیا ہے اس وجہ سے ما نے عمل نہیں کیا)

اور بعض نے کہا ہے کہ سیبویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا کلام "استوت اللغتان" الاّ کے بعد واقع ہونے والے اسم کی طرف راجع ہے اور ان کی مراد یہ ہے کہ یہ اسم مرفوع ہوگا چاہے (ما) حجازیہ ہو یا تمیمیہ۔ اور یہ وہ حضرات ہیں جن کے ہاں ما کے عمل میں اس کی خبر سے کلام موجب کا بدل نہ لانے کی شرط نہیں ہے۔ دونوں قولوں کی توجیہ اور مختار قول (جو کہ دوسرا ہے) کی ترجیح اس مختصر کے لائق نہیں (واضح رہے کہ پانچویں اور چھٹی شرط مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ہاں ضعیف ہیں اس وجہ سے ان کو ذکر نہیں کیا)

وَرَفْعَ مَعْطُوفٍ بِلٰكِنْ اَوْ بَلْ
مِنْ بَعْدِ مَنْصُوبٍ بِمَا الْزَمْ حَيْثُ حَلّ

ترجمہ: ما کے ذریعے جو منصوب ہے اس کے بعد لکن اور بل کے ساتھ معطوف کے رفع کو لازم کریں جہاں بھی وہ آ جائے۔

ترکیب:

(رفعَ معطوفٍ بلٰكنْ اوبَلْ) مفعول بہ مقدم (من بعد منصوب بما) جار مجرور متعلق ہوا رفع کے ساتھ (الزم) فعل فاعل (حيثُ حلّ) ظرف متعلق ہوا الزم کے ساتھ۔

(ش) اذا وقع بعد خبر ما عاطفٌ فلا يخلو اما ان يكون مقتضيا للايجاب أو لا.

فان كان مقتضيا للايجاب تعيّن رفع الاسم الواقع بعده — وذالك نحو "بل ولكن" — فتقول "ما زيد قائما لكن قاعد" أو "بل قاعد" فيجب رفع الاسم على انّه خبر مبتدأ محذوف و التقدير "لكن هو قاعد، وبل هو قاعد" ولا يجوز نصب "قاعد" عطفًا على خبر "ما" لان "ما" لا تعمل في الموجب.

وان کان الحرف العاطف غیرمقتض للایجاب-کالواوونحوهاجاز النصب والرفع، والمختار النصب، نحو "مازیدقائماولاقاعدا" ویجوزالرفع فتقول "ولاقاعد" وهو خبر لمبتدأمحذوف، والتقدیر "ولاهوقاعد"

ففهم من تخصیص المصنف وجوب الرفع بمااذاوقع الاسم بعد "بل ولکن، انه لایجب الرفع بعدغیرهما.

ترجمہ وتشریح:..........ما کی خبر کے بعد حرف عاطف کا آنا:

جب ما کی خبر کے بعد حرف عاطف آجائے تو وہ دو حال سے خالی نہیں ہوگا یا تو حرف عاطف مقتضی للایجاب ہوگا نہیں اگر مقتضی للایجاب ہے تو اس کے بعد والے اسم کا رفع متعین ہے جیسے بل، لکن چنانچہ کہا جائے گا "مازیدقائمالکن قاعداوبل قاعد (زید کھڑا نہیں ہے بلکہ بیٹھا ہے) یہاں لکن، بل حروف عطف ہیں اور مقتضی للایجاب ہیں اس لئے کہ ان کے دخول کے بعد معنی ہوگا کہ زید بیٹھا ہے (ایجاب سلب کے مقابل ہے) اور یہ اسم مرفوع بنا بر خبریت ہوگا اور مبتدا اس کے محذوف ہے ای لکن هوقاعد' بل هوقاعد اس صورت میں قاعد کو ما کی خبر پر عطف کر کے منصوب نہیں پڑھ سکتے اس لئے کہ یہ کلام موجب میں عمل نہیں کرتا (اس کی وجہ پہلے گزر گئی کہ ما لیس کے ساتھ نفی میں مشابہت کی وجہ سے عمل کرتا ہے اور کلام موجب میں نفی نہیں ہوتی بلکہ اثبات ہوتا ہے) اور اگر حرف عاطف مقتضی للایجاب نہیں ہے جیسے واو وغیرہ تو نصب بھی جائز ہے اور رفع بھی لیکن نصب اولیٰ ہے جیسے مازیدقاعداولاقائما یہاں رفع کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں اس صورت میں یہ مبتدا محذوف ہوگا ای "ولاهوقاعد"

بل اور لکن کے بعد رفع کی تخصیص مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے علاوہ میں واجب نہیں۔

وَبَعْدَمَاوَلَيْسَ جَرَّ الْبَا الْخَبَرْ

وَبَعْدَلَا وَنَفْيِ كَانَ قَدْيُجَرّْ

ترجمہ:.....ما اور لَیْسَ کے بعد خبر کو باء زائدہ جر دیتی ہے اور لا اور کان منفی کی خبر کو بھی کبھی جر دیتی ہے۔

ترکیب:

(بَعدمَاوَلَيسَ) ظرف متعلق ہوا(جِئ) کے ساتھ۔(جِئ) فعل (البا) باعتبار لفظ فاعل (الخبرَ) مفعول بہ۔(بَعْدَلاَ وَنَفِي كَان) ظرف (يُجَئ) فعل بافاعل کے متعلق۔

(ش) تـزاد الباء كثيرا فى الخبر "بعدليس وما" نحو قوله تعالىٰ: (اليس الله بكافٍ عبده) و (اليس الله بعزيز ذى انتقام و (مااربك بغافل عمايعمَلُون) (ومااربك بظلامٍ للعبيد)

ولاتختص زيادة الباء بعدماعن بنى تميم فلا التفات الىٰ من منع ذالك وهوموجودفى اشعار هم.

وقداضطرب راى الفارسى رحمه الله تعالى فى ذالك فمرة قال لاتزادالباء الابعد الحجازية ومرة قال تزادفى الخبر المنفى.وقدوردت زيادة الباء قليلافى خبر لاكقوله.

٧٦-فَكُنْ لِىْ شَفِيعًا يَوْمَ لاذُو شَفَاعةٍ
بِمُغْنٍ فتيلاً عَنْ سَوادِ بنِ قَارِبِ

وفى خبر(مضارع) كانَ المنفية بلم كقوله.

٧٧-وَاِنْ مُدَّتِ الايدى اِلَى الزّادِ لَمْ اَكُنْ
بِاَعجَلِهم اِذْاَجْشَعُ القَومِ اَعْجَلُ

ترجمہ وتشریح:............لیس اور ما کی خبر میں باء کا زائد ہونا:

بسا اوقات لیس اور ما کی خبر میں باء زائد ہوتی ہے جیسے الیس اللّٰہ بکاف عبدہ،الیس اللہ بعزیز ذی نتقام ومااربک بظلام للعبید. یہاں بکاف،بعزیز،بظلام خبر ہیں اوران میں باء زائد ہے۔

نیز باء کا زائد آنا صرف ما حجازیہ کے بعد خاص نہیں ہے بلکہ ما تمیمیہ کے بعد بھی آتی ہے یہی وجہ ہے کہ سیبویہ اور فراء رحمہما اللہ تعالیٰ نے بنوتمیم سے بھی باء کی زیادت کونقل کیا ہے اس لئے کہ وہ ان کے اشعار میں موجود ہے جیسا کہ ذیل کے شعر میں فرزدق،معن بن اوس کی مدح کرتے ہوئے ما کی خبر میں باء کوزائد لا رہا ہے۔

لَعَمْرُكَ مَامَعنٌ بِتَارِكِ حقِّه
وَلاَمُنسِي مَعنٌ وَلامُتَيَسِّرُ

لہٰذا جن حضرات نے ماتمیمیہ کے بعد باء کی زیادت کو منع کیا ہے ان کی بات کا اعتبار نہیں۔

فارسی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی رائے اس بارے میں مضطرب ہے۔

لا کی خبر میں باء کی زیادت قلیل ہے جیسے شاعر کا یہ قول ہے۔

۷۶- فَكُنْ لِيْ شَفِيْعًا يَوْمَ لَاذُو شَفَاعَةٍ

بِمُغْنٍ فتيلاً عَنْ سَوَادِ بنِ قَارِبِ

ترجمہ: آپ میرے لئے اس دن سفارش کرنے والا بنیں جس دن کوئی سفارش والا سواد بن قارب کو کھجور کی گٹھلی کے شگاف کے دھاگے کے برابر نفع دینے والا نہیں ہوگا۔

تشریح المفردات:

(کُنْ) نصر ینصر سے امر حاضر کا صیغہ ہے۔ (شفیعًا) سفارش کرنے والا (فتح) سے ہے (یوم) بمعنی وقت (مغن) ای نافع باب افعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے (فتیل) کھجور کی گٹھلی کے شگاف کی باریک بتی / دھاگہ۔ ایک قطمیر ہے کھجور کی گٹھلی کے شگاف کا باریک چھلکا، ایک نقیر ہے کھجور کی گٹھلی کا گڑھا، عرب ان تینوں کو قلت کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ (عن سواد بن قارب) یہاں التفات من التکلم الی الغیبۃ ہے (جس کا تفصیلی ذکر مختصر المعانی میں انشاء اللہ آئے گا) ورنہ تو عنّی (بصیغہ متکلم) ہونا چاہئے تھا یہاں مضمر کی جگہ مظہر کو لائے۔

ترکیب:

(کُنْ) فعل امر ناقص (انت) ضمیر مستتر اس کیلئے اسم (شفیعًا) خبر، (لی) اس کے ساتھ متعلق (یَوْمَ) مضاف منصوب بنا بر ظرفیت، (لا) نافیہ (ذُو شفاعةٍ) اس کا اسم (بمغن) باء زائدہ (مغن) خبر ہوا (لا) کیلئے (مغن) صیغہ اسم فاعل، فاعل کو رفع، مفعول کو نصب دیتا ہے ضمیر مستتر اس کا فاعل (لاذو شفاعة) مجموعہ مضاف الیہ ہوا (یوم) کیلئے (فتیلا) مفعول بہ (عَنْ سَوَادِ بنِ قَارِبِ) جار مجرور متعلق ہوا (مغن) کے ساتھ۔

محل استشہاد:

(بمغن) محل استشہاد ہے اس لئے کہ یہاں لا نافیہ کی خبر میں باء زائد آئی ہے، کان کے مضارع منفی بلم کی خبر میں باء زائدہ کی مثال جیسے شاعر کا یہ قول ہے۔

۷۷۔ وَاِنْ مُدَّتِ الایدی اِلَی الزَّادِ لَمْ اکُنْ
بِـاعـجَـلِهِـم اِذْاَجْشَـعُ الـقَـوْمِ اَعْـجَـلُ

ترجمہ:۔۔ جب ہاتھ کھانے کی طرف بڑھائے جاتے ہیں تو میں جلدی کرنے والا نہیں ہوتا اس لئے کہ قوم میں حریص جلدی کرنے والا ہوتا ہے۔

تشریح المفردات:

(مدت) نصر سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے اصل میں مُدِدَتْ تھا پہلے دال کی حرکت حذف کر کے اس کو ساکن کر دیا پھر دال کو دال میں مدغم کر دیا الایدی یَد کی جمع قلت ہے من اطراف الاصابع الی الکف کو ید کہا جاتا ہے جو اصل میں یدیٌ تھا۔ (الزاد) توشہ، راستے کا خرچ اور یہاں بمعنی طعام یا غنیمت ہے اس کی جمع ازواد آتی ہے (اعجل) زیادہ جلدی کرنے والا، مگر یہاں قرائن کی وجہ سے اسم تفضیل مراد نہیں اذ تعلیلیہ اجشع زیادہ حریص۔

ترکیب:

(اِنْ) حرف شرط (مُدَّتِ الایدی اِلَی الزَّادِ) فعل با فاعل و متعلق شرط (لَمْ اکُنْ بِـاعـجَـلِهِم) جواب شرط۔ (اِذْ) تعلیلیہ (اَجْشَعُ القَومِ) مضاف مضاف الیہ مبتدا (اَعْجَلُ) خبر۔

محل استشہاد: (باعجلهم) محل استشہاد ہے یہاں کان کے مضارع منفی بلم کی خبر میں باء زائدہ آئی ہے۔

فِـی الـنَّـكِـرَاتِ اُعـمِـلَـتْ كـلَيْـسَ "لَا"
وَقَـدْ تَـلِـیْ "لَاتَ" وَ"اِنْ" ذَا الـعَـمَـلاَ
وَمَـالِ ((لَاتَ)) فِـیْ سِوَی حِیْـنٍ عَـمَـل
وَحَـذْفُ ذِی الـرَّفْـعِ فَشَـا، وَالـعَـكْـسُ قَلْ

ترجمہ:۔۔ اسماء نکرات میں (لیس) کی طرح (لا) کو بھی عمل دیا گیا ہے اور کبھی (لات) اور ان بھی اس عمل کے ساتھ متصل ہوتے ہیں (یعنی کبھی لیس کی طرح لاتَ اور ان بھی عمل کرتا ہے) اور حین کے علاوہ میں لات کا عمل نہیں اور اس کے مرفوع (یعنی اسم) کو حذف کرنا زیادہ ہے اور اس کا عکس کم ہے (یعنی خبر کو حذف کر کے اسم کو برقرار رکھنا)

ترکیب:

(فی النکرات) جار مجرور (اعملت) کے ساتھ متعلق ہوا (اعملت) فعل ماضی مجہول (لا) باعتبار لفظ نائب فاعل (کلیس) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر حال ہوا (لا) سے (تلی) واحد مؤنث غائب فعل ماضی (از باب ضرَبَ) (لات وان) معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر فاعل (ذاالعملا) مفعول. (و) حرف عطف ما ثانیہ (للات فی سوی حین) خبر مقدم (عمل) مبتدا مؤخر (حذف ذی الرفع مبتدا) (فشا) فعل فاعل خبر، (العکس قلّ) بھی اسی طرح ہے۔

(ش) تقدّم أن الحروف العاملة عمل ((لیس)) أربعة، وقد تقدم الکلام علی ((ما)) و ذکرھنا ((لا)) و ((لات)) و ((إنّ)).

أما ((لا)) فمذھب الحجازیین إعمالھا عمل ((لیس)) ومذھب تمیم إعمالھا ولا تعمل عند الحجازیین إلا بشروط ثلاثة:

أحدھا: أن یکون الاسم والخبر نکرتین، نحو: ((لا رجل افضل منک))، ومنه قوله:

۷۸- تَعَزَّ فَلاَ شیءٌ عَلَى الأرْضِ بَاقِياً
وَلا وَزَرٌ مِمَّا قَضَى اللّٰهُ وَاقِيا

وقوله:

۷۹. نَصَرْتُکَ إِذْ لاَصَاحِبٌ غیرَ خَاذِلٍ
فَبُوِّئْتَ حِصناً بِالكُمَاةِ حَصِيْنا

وزعم بعضھم أنھا قد تعمل فی المعرفة، وأنشد للنابغة:

۸۰- بَدَتْ فِعلَ ذی وُدٍ فَلَمَّا تبعْتُھا
تَوَلَّتْ، وَبَقَّتْ حَاجَتی فی فؤادیَا
وَحَلَّتْ سَوَادَالقَلْبِ، لااَنَا بَاغِیًا
سِوَاھا، وَلا عَنْ حُبِّھَا مُتَرَاخِیًا

واختلف کلام المصنف فی (ھذا) البیت، فمرة قال: إنه مؤول، ومرة قال: إن القیاس علیه سائغ

الشرط الثاني: ألا يتقدم خبرها على اسمها، فلا تقول: ((لا قائما رجل)).

الشرط الثالث: ألا ينتقض النفي بإلا، فلا تقول: ((لا رجل إلا أفضل من زيد)) بنصب ((أفضل))، بل يجب رفعه. ولم يتعرض المصنف لهذين الشرطين.

وأما ((إن)) النافية فمذهب أكثر البصريين والفرّاء أنها لا تعمل شيئا ومذهب الكوفيين. خلا الفراء. أنها تعمل عمل ((ليس))، وقال به من البصريين أبو العباس المبرد، وأبو بكر بن السراج، وأبو علي الفارسي، وأبو الفتح بن جني، واختاره المصنف رحمه الله تعالى. وزعم أن في كلام سيبويه رحمه الله تعالى اشارة الى ذالک، وقد ورد السماع به، قال الشاعر:

٨١-إنْ هُوَ مُسْتَوْلِيًا عَلَى أَحَدٍ
إلاّ عَلَى أضْعَفِ المَجَانِيْنِ

وقال آخر:

٨٢-إنِ المَرءُ ميتًا بانقِضَاءِ حَيَاتِه
ولٰكِنْ بِأنْ يُبْغَى عَلَيْهِ فَيُخْذَلا

وذكر ابن جني. في المحتسب. ان سعيد بن جبير رضي الله عنه: اقرأ (إن الذين تدعون من دون الله عبادًا أمثالكم) بنصب العباد.

ولا يشترط في اسمها وخبرها أن يكونا نكرتين، بل تعمل في النكرة والمعرفة، فتقول: ((إن رجل قائما، (وإن زيد القائم)، وإن زيد قائما))

وأما ((لات)) فهي ((لا)) النافية زيدت عليها تاء التأنيث مفتوحة، ومذهب الجمهور أنها تعمل عمل ((ليس)) فترفع الاسم، وتنصب الخبر، لكن اختصت بأنها لا يذكر معها الاسم والخبر معا، بل (إنما) يذكر معها أحدهما، والكثير في لسان العرب حذف اسمها وبقاء خبرها، ومنه قوله تعالى (ولات حين مناص) بنصب الحين، فحذف الاسم وبقي الخبر، والتقدير ((ولات الحين حين مناص)) فالحين: اسمها، وحين مناص: خبرها، وقد قرئ شذوذًا (ولات حينُ مناص) برفع الحين على أنه اسم ((لات)) والخبر محذوف، والتقدير ((ولات حينُ مناص لهم)) أي: ولات حين مناص كائنا لهم، وهذا هو المراد بقوله: ((وحذف ذي الرفع. إلى آخر البيت))

وأشار بقوله:((وما للات فی سوی حین عمل))إلی ماذکره سیبویه من أن((لات))لاتعمل إلا فی الحین،واختلف الناس فیه،فقال قوم:المراد أنهالا تعمل إلافی أسماء الزمان،فتعمل فی لفظ الحین وفیمارادفه کالساعة ونحوها،وقال قوم:المرادأنهالا تعمل إلا فی أسماء الزمان،فتعمل فی لفظ الحین وفیمارادفه من أسماء الزمان،ومن عملهافیمارادفه قول الشاعر:

۸۳.نَـدِمَ الْبُـغَـاةُ وَلَاتَ سَـاعَةَ مَـنْـدَمِ
وَالْبَـغْـيُ مَـرْتَـعُ مُبْتَغِيْـهِ وَخِيْـمُ

وکلام المصنف محتمل للقولین وجزم بالثانی فی التسهیل ومذهب الأخفش أنهالا تعمل شیئاً ،وأنه إن وجدالاسم بعدهامنصوبافناصبه فعل مضمر،والتقدیر ((لات أری حین مناص)) وإن وجد مرفوعافهومبتدأ والخبر محذوف،والتقدیر((لات حین مناص کائن لهم))والله أعلم .

ترجمہ وتشریح:.........لا کا عمل اوراس میں حجازیین اور بنوتمیم کا اختلاف:

اس سے پہلے یہ بات گذرگئی کہ جوحروف لیس کی طرح عمل کرتے ہیں (یعنی اسم کورفع خبرکونصب دیتے ہیں) وہ چار ہیں۔ان میں (ما) کے متعلق تفصیل گذرگئی یہاں اب باقی کاذکر ہے(ما) کے متعلق جواختلاف حجازیین اور تمیمین کے درمیان تھا وہی اختلاف (لا) میں بھی ہے۔حجازیین کہتے ہیں کہ یہ لیس کی طرح عمل کرتا ہےاور بنوتمیم کے ہاں یہ بالکل عمل نہیں کرتا۔پھر حجازیین کے ہاں اس کے عمل کے لئے تین شرائط ہیں۔

ا.....پہلی شرط یہ ہے کہ اسم اورخبر دونوں نکرہ ہوں جیسے "لا رَجلَ افضلَ منک"(اس کی وجہ یہ ہے کہ ما اور لاکولیس کے ساتھ نفی میں مشابہت کی وجہ سے اس کاعمل دیا گیالیکن چونکہ لیس کے ساتھ ما کی مشابہت قوی ہے اسلئے کہ لیس بھی حال کی نفی کیلئے آتا ہےاور ما بھی،لہذا ما معرفہ میں بھی عمل کرے گااور نکرہ میں بھی۔اور (لا) چونکہ مطلق نفی کے لئے آتا ہےتو ما کی بنسبت لیس کے ساتھ اس کی مشابہت کم ہونے کی وجہ سے اس کے عمل میں بھی فرق آیااوروہ یہ کہ (لا) صرف نکرہ میں عمل کرے گا)اوراسی سے شاعر کایہ قول بھی ہے۔

۸۴.تَـعَـزَّ فَلَا شَـيْءٌ عَلَـى الْأَرْضِ بَـاقِيًـا
وَلَا وَزَرٌ مِـمَّـا قَضَـى الـلّٰـهُ وَاقِيَـا

ترجمہ:.... آپ صبر کیجئے اس لئے کہ کوئی بھی چیز زمین پر باقی رہنے والی نہیں اور نہ کوئی پناہ گاہ ہے جو اللہ کے فیصلہ سے بچائے۔

تشریح المفردات:

(تعز) تفعل سے بمعنی صبر و تسلی۔(وزر) پناہ گاہ (قضی اللہ) ترکیبی اعتبار سے صلہ ہے عائد محذوف ہے ای قضاہ اللہ.

ترکیب:

(تعز) فعل بافاعل (لا) نافیہ لیس کی طرح عمل کرتا ہے (شئ) اس کا اسم (باقیا) خبر (علی الارض) جار مجرور متعلق ہوا باقیا کے ساتھ۔(لا) نافیہ (وزر) اس کا اسم (من) جار (ماقضی اللہ) موصول صلہ مجرور متعلق ہوا (واقیا) خبر کے ساتھ۔

محل استشہاد:

(لا شیء باقیا) (لا وزر واقیا) دونوں محل استشہاد ہیں یہاں لا نے دونوں جگہوں میں لیس کی طرح عمل کیا ہے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیا ہے اور اس کا اسم نکرہ ہے۔اور اسی طرح شاعر کا یہ قول بھی ہے۔

۷۹. نَصَرْتُکَ اِذْ لَا صَاحِبٌ غیرَ خَاذِلٍ
فَبُوِّئْتَ حِصْنًا بِالْکُمَاۃِ حَصِیْنًا

ترجمہ: میں نے آپ کی مدد کی اس وقت کہ جب رسوا کرنے والے کے سوا آپ کا کوئی ساتھی نہیں تھا پس آپ کو ایسے مضبوط قلعے میں جگہ دی گئی جو مسلح ہتھیار والوں کی وجہ سے محفوظ تھا۔

تشریح المفردات:

(خاذل) نصر سے بمعنی ترک نصرت (چھوڑنا) (بوئت) ماضی مجہول ہے رہائش دینا۔(حصن) مضبوط جگہ حصن حصین مضبوط قلعہ کو کہتے ہیں ۔(الکماۃ) کمی کی جمع ہے بہادر اور ہتھیار بند کو کہتے ہیں۔

ترکیب:

(نصرتک) فعل بافاعل ومفعول بہ (اذ) ظرف (لا) نافیہ (صاحب) اس کا اسم (غیر خاذل) خبر۔

(فا) عاطفہ (یوئت) فعل با نائب فاعل (حصنا حصینا) موصوف صفت مفعول بہ (بالکماۃ) جار مجرور متعلق ہوا (حصینا) کے ساتھ۔

محل استشہاد:

اس میں (لاصاحب غیر خاذل) محل استشہاد ہے یہاں بھی (لا) نے (لیس) کی طرح عمل کیا ہے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیا ہے اور اس کا اسم بھی نکرہ ہے اور خبر بھی۔

بعض حضرات کے زعم کے مطابق یہ (لا) معرفہ میں بھی عمل کرتا ہے جیسا کہ نابغہ کے اشعار میں ذکر ہے۔

۸۰۔ بَدَتْ فِعلَ ذی وُدٍّ فَلَمَّا تَبِعْتُهَا
تَوَلَّتْ ،وَبَقَّتْ حَاجَتی فِی فُؤادِیَا
وَحَلَّتْ سَوَادَ القَلْبِ ،لاانَا بَاغِیًا
سِوَاهَا ،وَلا عَنْ حُبِّهَا مُتَرَاخِیَا

ترجمہ:...... میری محبوبہ نے محبت کا فعل ظاہر کیا جب میں اس کے پیچھے جانے لگا۔ تو وہ پھر گئی اور اس نے میری حاجت کو میرے دل ہی میں چھوڑا۔ اور وہ دل کی گہرائیوں میں اتر گئی میں اس کے علاوہ کسی ور کو تلاش کرنے والا نہیں ہوں اور نہ اس کی محبت سے پیچھے ہٹنے والا۔

تشریح المفردات:

(بَدَتْ) واحد مؤنث غائب از نصر (فِعلَ ذی وُدّ) منصوب بنزع الخافض ای کفعل ذی ود، (ود) محبت (تبعتُهَا) پیچھے چلنا از سمع (بَقَّتْ) باب تفعیل سے واحد مؤنث غائب ہے اصل میں بقَّیَتْ تھا قال باع کے قانون کے تحت بقَّتْ ہوا (حاجۃ) اس کی جمع حاجات، حوائج آتی ہے۔

(فؤاد) بمعنی دل، جمع اس کی افئدۃ آتی ہے بعض اہل لغت کے ہاں قلب اور فواد دونوں ایک شئی ہے اور بعض کے ہاں اس میں فرق ہے اور وہ یہ کہ قلب کی صفت رِقّۃ آتی ہے جو کہ ضد ہے غلظۃ کی اور "فواد" کی صفت (لینۃ) آتی ہے جو کہ ضد ہے خشونت کی۔ جیسے کہ حدیث شریف میں ہے اتاکم اھل الیمن ھم ارقّ قلوبا والین افئدۃ.

(حَلَّتْ نَزَلَتْ) اترنا (سَوَادَ القَلْبِ) دل کے درمیان، دل کا سیاہ نقطہ۔ یعنی محبوبہ دل کی گہرائیوں میں اتر گئی

(باغیا) طلب کرنے والا۔ (متراخیا) سستی کرنے والا، پیچھے ہٹ جانے والا۔

ترکیب:

(بَدَتْ) فعل بافاعل (فِعلَ ذی وُدٍّ) منصوب بنزع الخافض ای کفعل ذی ود، (لَمَّا تبِعتُهَا) فعل بافاعل ومفعول شرط (تولت) جملہ فعلیہ معطوف علیہ (بَقَتْ حَاجتی فی فؤادیا وَحَلَّتْ سَوَادَ القلبِ) معطوف۔ (لا) نافیہ (انا) اس کا اسم باغیا سِوَاھا) خبر (وَلاعَنْ حُبِّهَا مُتَرَاخِیًا) ماقبل پر عطف۔

محل استشہاد:

یہاں (لا انا باغیا) محل استشہاد ہے یہاں لا نافیہ نے لیس کی طرح عمل کیا ہے حالانکہ اس کا اسم (انا) معرفہ ہے۔ نحویین نے اس میں کئی تاویلات کی ہیں۔

۱.....ایک یہ کہ (انا) لا کا اسم نہیں ہے اور اصل عبارت لا اریٰ باغیًا ہے فعل کو حذف کر کے (انا) نائب فاعل کو لائے۔

۲ .....دوسری یہ کہ تقدیر عبارت یہ ہے (لا انا اریٰ باغیا) انا مبتدا ہے اور باغیًا فعل محذوف کے نائب فاعل سے حال ہے، فعل با نائب فاعل محلا مرفوع خبر ہے مبتدا کیلئے۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں اس شعر کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے انہوں نے تاویل کا بھی کہا ہے، اور کبھی یہ کہا ہے کہ اس پر قیاس کی گنجائش ہے۔

۳.....دوسری شرط یہ ہے کہ اس کی خبر اس کے اسم پر مقدم نہ ہو پس لا قائما رجل نہیں کہہ سکتے۔

۴.....تیسری شرط یہ ہے کہ نفی الاّ کے ذریعے سے نہ ٹوٹے لہٰذا لا رجلٌ الا افضل منک (افضل کے نصب کے ساتھ) نہیں پڑھ سکتے۔ (ان دونوں شرطوں کی وجہ (مـــا) کی بحث میں گزر گئی) مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں شرطوں کی طرف تعرض نہیں کیا ہے۔

ان نافیہ کے عمل کے بارے میں اختلاف:

اکثر بصریین اور فراء رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ ان نافیہ کوئی عمل نہیں کرتا اور کوفیین کا مذہب یہ ہے کہ یہ بھی (لیس) کی طرح عمل کرتا ہے اور بصریین میں سے یہی مسلک ابو العباس المبرّد، ابوبکر بن السراج رحمہ اللہ تعالیٰ، ابوعلی فارسی رحمہ اللہ تعالیٰ، ابو الفتح بن جنی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی ہے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے، اور ان کے زعم کے مطابق سیبویہ

رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے، شاعر نے بھی کہا ہے۔

۸۱-اِنْ ھُوَ مُسْتَوْلِیًا عَلٰی اَحَدٍ
اِلَّا عَلٰی اَضْعَفِ الْمَجَانِیْنِ

ترجمہ: ......اس کو کسی پر بھی ولایت حاصل نہیں مگر کمزور پاگلوں پر۔

تشریح المفردات:

(مُسْتَوْلِیًا) استفعال سے ولایت حاصل کرنے والا (المجانین) جمع ہے مجنون کی بمعنی پاگل۔

ترکیب:

(ان) نافیہ (ھو) اس کا اسم (مستولیا) اس کی خبر (عَلٰی اَحَدٍ) جار مجرور متعلق ہوا مُسْتَوْلِیًا، کے ساتھ (اِلَّا) حرف استثناء (علٰی اَضْعَفِ الْمَجَانِیْن) جار مجرور۔

محل استشہاد:

(ان ھو مستولیا) محل استشہاد ہے ان نافیہ نے عمل کیا ہے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیا ہے۔ اور اسی طرح دوسرے شاعر کا قول ہے۔

۸۲-اِنِ الْمَرْءُ مَیْتًا بِانْقِضَاءِ حَیَاتِہٖ
وَلٰکِنْ بِاَنْ یُبْغٰی عَلَیْہِ فَیُخْذَلَا

ترجمہ:......انسان اپنی زندگی کے ختم ہو جانے پر نہیں مرتا، لیکن جب اس پر ظلم کیا جائے اور اس کو رسوائی ہو جائے (یعنی زندگی ختم ہو جانے کی وجہ سے جو موت آتی ہے اس کی وجہ سے تو انسان دنیا کی تکالیف اور پریشانیوں سے بچتا ہے اس لئے یہ کوئی بڑی چیز نہیں ہے بلکہ موت تو یہ ہے کہ اس پر ظلم ہو رہا ہو اور اس کا مدد کرنے والا کوئی نہ ہو کیونکہ اس صورت میں انسان پریشانیوں میں مبتلا ہو کر تنگ زندگی گزارتا ہے)

ترکیب:

(اِنِ) نافیہ (اَلْمَرْءُ) اس کا اسم (میتا) خبر (بِانْقِضَاءِ حَیَاتِہٖ) جار مجرور (میتا) کے ساتھ متعلق ہوا (وَلٰکِنْ) حرف استدراک (بِاَنْ یُبْغٰی عَلَیْہِ) ای بالبغی علیہ معطوف علیہ (فاء) عاطفہ (یُخْذَلَا) فعل مضارع مجہول، معطوف۔

تشریح المفردات:

(المرء) آدمی، انسان (المیت) میم کے فتحہ اور یاء کے سکون کے ساتھ اس کو کہتے ہیں جس کی روح جسد سے نکل چکی ہو اور میّت (یاء کی تشدید اور کسرہ کے ساتھ) اس کو کہتے ہیں جو مرنے والا ہو اور یہ استعمال غالب و اکثر ہے۔

محل استشہاد:

(ان المرء میتا) محل استشہاد ہے یہاں ان نافیہ نے عمل کر کے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیا ہے۔

ابن جنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے محتسب میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قراءت ان الذین تعبدون من دون اللہ عباداً امثالکم (عباد کے نصب کے ساتھ) نقل کی ہے ان کی اس قراءت میں ان نافیہ ہے اور اس نے عمل کیا ہے۔

اور اس کے اسم اور خبر کیلئے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ دونوں نکرہ ہوں بلکہ وہ معرفہ میں بھی عمل کرتا ہے اور نکرہ میں بھی لہٰذا ان رجلٌ قائماً اور ان زیدٌ قائماً دونوں صحیح ہیں۔

لات اور اس کا عمل:

(لات) اصل میں لا نافیہ پر ہی تاء تانیث مفتوح کو زائد کر کے بنایا گیا ہے، جمہور کے مسلک کے مطابق یہ بھی لیس کی طرح عمل کر کے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے لیکن اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ساتھ اسم اور خبر دونوں ذکر نہیں ہوتے بلکہ دونوں میں سے ایک ذکر ہوتا ہے۔ اور زیادہ تر اس کا اسم حذف ہوتا ہے اور خبر باقی رہتی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے "ولاتَ حینَ مناصٍ" اصل میں لاتَ الحینُ حینَ مناصٍ تھا اسم کو حذف کر کے خبر کو باقی رکھا۔

اور ایک شاذ قراءت میں لاتَ حینُ مناصٍ ہے اس میں اسم کو برقرار کر کے خبر کو حذف کیا گیا ہے ای لاتَ حینُ مناصٍ کائناً لَھم، مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول "حذف ذی الرفع فشا" سے یہی مراد ہے۔ "وما لِلاتَ فی سوی حین عمل" سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ اس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ لاتَ صرف حین میں عمل کرتا ہے اس کی مراد میں علماء کا اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ صرف لفظ حین میں عمل کرتا ہے اور اس کے ہم معنی میں عمل نہیں کرتا جیسے ساعۃ (وقت)۔ اور بعض نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ تمام اسماء زمان میں عمل کرتا ہے حین میں بھی اور اس کے ردیف (ہم معنی) میں بھی، ردیف میں اس کے عمل کی مثال۔

۸۳۔ نَدِمَ الْبُغَاةُ وَلَاتَ سَاعَةَ مَنْدَمِ
وَالْبَغْيُ مَرْتَعُ مُبْتَغِيهِ وَخِيمُ

ترجمہ:۔۔۔ باغی لوگ پشیمان ہوگئے حالانکہ وہ وقت پشیمانی کا نہیں تھا، اور ظلم ایسی چراگاہ ہے کہ اس کو تلاش کرنے والے کا انجام برا ہوتا ہے۔

تشریح المفردات:

نَدِمَ ندمًا سمع سے ہے بمعنی پشیمان ہونا، البغاۃ اسم فاعل جمع مکسر کا صیغہ ہے بغاوت کرنے والے لوگ مرتع چراگاہ، وخیم بمعنی ثقیل۔

ترکیب:

(نَدِمَ الْبُغَاةُ) فعل با فاعل (ولات) واؤ حالیہ (لا) نافیہ ہے (لیس) کی طرح عمل کرتا ہے اسم اس کا محذوف ہے (ساعة مندم) اس کی خبر ہے (الْبَغْيُ) مبتدا (مَرْتَعُ مُبْتَغِيهِ) مبتدا ثانی (وَخِيمُ) خبر (خبر ہوئی مبتدا اول کیلئے)

محل استشہاد:۔۔۔۔۔۔ لاتَ ساعةَ مندمِ محل استشہاد ہے یہاں لات نے حین کے ہم معنی ساعۃ میں عمل کیا ہے اور مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کا کلام دونوں قولوں کا احتمال رکھتا ہے۔

تسہیل میں دوسرے قول کو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے یقین کے ساتھ ذکر کیا ہے اور امام اخفش رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے یہ ہے کہ لاتَ کوئی عمل نہیں کرتا اور جہاں اس کے بعد منصوب اسم پایا جائے تو اس کو نصب دینے والا فعل مضمر ہی ہوگا جیسے "لاتَ أرىٰ حينَ مَنَاص" (اس صورت میں حین منصوب بنا بر مفعولیت ہے لات کے اسم ہونے کی وجہ سے منصوب نہیں ہے) اور اگر اس کے بعد اسم مرفوع ہو تو وہ مبتدا ہوگا اور خبر اس کی محذوف ہوگی تقدیر عبارت یوں ہوگی "وَلاتَ حينُ مناصٍ كائنًا لهم" واللہ اعلم۔

افعال المُقَارَبة

كَكَانَ كَادَ وَعَسَىٰ، لٰكِنْ نَدَرْ
غَيْرُ مُضَارِعٍ لِهٰذَيْنِ خَبَرْ

ترجمہ۔۔۔۔۔ کانَ کی طرح کادَ اور عسیٰ بھی ہے لیکن ان کی خبر غیر مضارع کم ہے۔

ترکیب:

(کـ) جار (کَـانَ) باعتبار لفظ مجرور، جار مجرور ملکر محذوف کے ساتھ متعلق ہوکر خبر مقدم (کـادَ وعسیٰ) مبتدا مؤخر (لکن) حرف استدراک (نَدَر) فعل (غَيرُمُضارِعٍ لِهٰذَينِ) فاعل (خبر) حال ہے نَدَرَ کی ضمیر سے۔

(ش) هـذاهـو الـقسـم الـثـانـي من الأفـعـال الـنـاسـخة (للابتداء)، وهو ((كاد)) وأخواتها وذكر المصنف منهـا أحـدعشر فعلا، ولاخلاف في أنها أفعال، إلاعسى، فنقل الزاهد عن ثعلب أنها حرف، ونسب أيضا إلى ابن السـراج، والـصـحـيـح أنها فـعـل؛ بدليل اتصال تاء الفاعل وأخواتها بها، نحو: ((عسيتُ، وعسيتِ، وعسيتما، وعسيتم، وعسيتن))

وهـذه الأفعال تسمّى أفعال المقاربة، وليست كلها للمقاربة، بل هي على ثلاثة أقسام: أحدها: مادل على المقاربة، وهي: كاد، وكربَ، وأوشك.

والـثانـي: مـادلّ عـلـى الـرجاء، وهي عَسٰى وحرى واخلَوْلَقَ. والثالث: مادل على الانشاء، وهي: جعل، وطفق، وأخذ، وعلق، وأنشأ، فتسميتها أفعال المقاربة من باب تسمية الكل باسم البعض.

وكـلها تدخل على المبتدأ والخبر، فترفع المبتدأ اسمالها، ويكون خبره خبرًا لها في موضع نصب، وهـذاهـو المراد بقوله: ((ككان كادو عسى)) لكن الخبر في هذا الباب لايكون إلامضارعًا، نحو: ((كاد زيد يقوم، وعسىٰ زيدأن يقوم)) وندر مجيئه اسمابعد ((عسى، وكاد)) كقوله:

۸۴- أكثَـرتَ فـي الـعَـذلِ مُـلِـحًـا دائـمًـا
لاتُـكْـثِـرَنْ إنّـي عَسَيـتُ صَـائِـمًـا

وقوله:

۸۵- فـأبـتُ إلـىٰ فَهـمٍ، وَمَـا كِـدتُ آئِبًـا
وَكَـمْ مِثـلُهَـا فَـارَقتُهَـا وَهِـي تَـصـفِـرُ

وهـذاهـو مراد المصنف بقوله: ((لكن ندر- إلى آخره)) لكن في قوله ((غير مضارع)) إبهام؛ فإنه يدخل تحته: الاسم، والظرف، والجار والمجرور، والجملة الاسمية، والجملة الفعلية بغير المضارع، ولم

يندر مجي هذه كلها خبرًا عن ((عسى، وكاد)) بل الذى ندر مجي الخبر اسمًا، وأما هذه فلم يسمع مجيئها خبرًا عن هذين.

ترجمہ وتشریح:............افعال مقاربہ اوران کا عمل:

افعال ناسخة للابتداء کی دوسری قسم کاد واخواتها ہے، مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں گیارہ افعال ذکر کئے ہیں، اوران کے افعال ہونے میں اختلاف نہیں صرف عسٰی کے متعلق اختلاف ہے زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ثعلب رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ یہ حرف ہے اورابن السراج رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف بھی یہ مسلک منسوب ہے لیکن صحیح قول کے مطابق یہ بھی فعل ہے اس لئے کہ تاء فاعل اس کے ساتھ متصل آتی ہے جیسے عسیتُ وغیرہ۔ اور یہ جوافعال ہیں ان کوافعال مقاربہ کہا جاتا ہے اس لئے کہ یہ اپنی خبرکواسم کے قریب کرتے ہیں پھر یہ سارے افعال مقاربت کیلئے نہیں بلکہ ان کی تین قسمیں ہیں۔

۱. ایک وہ افعال ہیں جومقاربت پردلالت کرتے ہیں جیسے کادَ، کربَ، اوشکَ۔

۲..... دوسری قسم ان افعال کی ہے جورجاء پر دلالت کرتے ہیں یعنی ان میں خبر کے قریب ہونے کی امید ہوتی ہے جیسے عسٰی، حریٰ، اخلولقَ۔

۳. تیسری قسم ان افعال کی ہے جودلالت کرتے ہیں انشاء پر، یعنی کسی کام میں شروع کرنے پر، یہی وجہ ہے کہ ان کوافعال شروع بھی کہا جاتا ہے الغرض ان سب کوافعال مقاربہ کہنا تسمیة الکل باسم الجزء کے قبیل سے ہے یعنی جزء کا نام کل کیلئے رکھا گیا ہے۔ وہ مبتدااور خبر پرداخل ہوتے ہیں مبتدا کورفع اور خبرکونصب دیتے ہیں۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول "كَكَانَ كَادَ وَعسٰی" کا یہی مطلب ہے۔

لیکن اس باب میں خبراکثر مضارع کی شکل میں ہوتی ہے جیسے: کادزیدیقومُ، عسٰی زیدٌان یقومَ۔

وندرالخ:

عسٰی اور کَادَ کی خبر اکثر فعل مضارع آتی ہے:

عسٰی اور کادَ کے بعد خبر کا اسم آنا نادر ہے جیسے شاعرکا یہ قول ہے۔

۸۳-اكثَرتَ فی العَذلِ مُلِحًّا دائمًا

لاتُكْثِرَنْ اِنّی عَسَيْتُ صَائِمًا

ترجمہ:...... آپ نے ہمیشگی اور اصرار کے ساتھ ملامت کرنے میں زیادتی کی، آپ زیادہ ملامت نہ کریں ہوسکتا ہے کہ میں رک جاؤں (یہاں عسیٰ امر مکروہ کے واقع ہونے کے لئے ہے یعنی شاعر یہ نہیں چاہتا کہ اپنی محبوبہ کی محبت سے باز آ جائے اس لئے یہاں مخاطب کو یہ کہتا ہے کہ آپ زیادہ ملامت نہ کریں کیونکہ آپ زیادہ ملامت کرینگے تو میں اس کی محبت سے رک جاؤں گا جو کہ مجھے پسند نہیں، (شعر کا یہ مطلب زیادہ اچھا ہے)

ترکیب:

(اکثرت فی العذل) فعل بافاعل ومتعلق (ملحا دائما) موصوف صفت حال (لاتکثرن) فعل بافاعل (انی عسیت) عسیٰ فعل ناقص بااسم (صائما) اس کی خبر، عسیٰ اپنے اسم اور خبر سے ملکران کی خبر (یا ءضمیر اس کا اسم ہے)

محلِ استشہاد:

عسیتُ صائما محل استشہاد ہے یہاں عسیٰ کی خبر اسم مفرد استعمال ہوئی ہے جب کہ اس کی خبر اکثر فعل مضارع آتی ہے۔ اور اسی سے شاعر کا یہ قول ہے:

۸۵۔ فَأُبْتُ إِلَىٰ فَهْمٍ، وَمَا كِدتُّ آئِبًا
وَكَمْ مِثْلُهَا فَارَقْتُهَا وَهِيَ تَصْفِرُ

ترجمہ:...... پس میں اپنے قبیلے فہم کی طرف لوٹا اور میں لوٹنے والا نہیں تھا (اس لئے کہ موت کے ظاہری اسباب موجود تھے) اور ان جیسے بہتوں کو میں نے چھوڑا ہے اور وہ سیٹی بجاتے رہے۔

شانِ ورود:..... ھذیل کے قبیلے بنو لحیان کے چند لوگوں نے شاعر (جس کا لقب تابّط شرًّا ہے گویا اس نے شر کو اپنے بغل میں چھپایا ہے) کو کسی قوم کے شہد کی چوری کرتے وقت پایا، وہ لوگ اس کی نگرانی کرنے لگے تاکہ اس کو پکڑ سکیں ان کے پنجے سے خلاصی حاصل کرنے کیلئے وہ ان سے دور جا کر ایک پتھر کے قریب جا پہنچا اور شہد کو پتھر پر ڈال کر اس پر پھسلنے لگا یہاں تک کہ وہ نیچے پہنچ گیا اور ان سے چھٹکارا حاصل کر کے اپنے قبیلہ پہنچا اس شعر میں اس واقعہ کا ذکر ہے۔

محلِ استشہاد:

ما کدتُ آئبا محلِ استشہاد ہے اس لئے کہ یہاں کادَ کی خبر اسم مفرد آئی ہے، بعض حضرات نے اس شعر کی صحت کا انکار کیا ہے ان کے ہاں صحیح وما کِدتُ آئبا، یا ما کدتُ اَنْ اکونَ آئبا ہے پھر اس صورت میں محلِ استشہاد نہیں۔

مصنف رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی کے قول لکن ندر الخ سے بھی یہی مراد ہے۔

شارح کا ماتن پر اعتراض اور اس کا جواب:

(شارح فرماتے ہیں کہ غیر مضارع سے معلوم ہوتا ہے کہ مضارع کے علاوہ جو خبر آتی ہے وہ سب نادر ہے اس غیر میں اسم ظرف، جار و مجرور، جملہ اسمیہ اور بغیر مضارع والا جملہ فعلیہ بھی آجاتا ہے حالانکہ ان میں سے کسی کا بھی کاد اور عسی کی خبر بن کر آنا نادر نہیں کیونکہ نادر میں یہ ہوتا ہے کہ کبھی کبھار آتا ہے حالانکہ ان (یعنی ظرف جار مجرور وغیرہ) کا عسی اور کاد سے خبر آنا تو سرے سے سنا ہی نہیں گیا لہٰذا ان پر نادر کا حکم لگانا صحیح نہیں ہاں جو چیز یہاں نادر ہے وہ خبر کا اسم بن کر آنا ہے۔

شارح کے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہاں عبارت میں واؤ محذوف ہے فتقدیر العبارۃ ندر غیر مضارع لہٰذین واخواتھا خبر پھر مطلب یہ ہوگا کہ کاد اور عسی اور اس کے دیگر اخوات کی خبر فعل مضارع کے علاوہ نادر ہے اور یہ بات صحیح ہے اس لئے کہ عسی کاد کے دیگر اخوات مثلاً جعل کی خبر میں جملہ اسمیہ بھی آیا ہے جیسے:

وَقَدْ جَعَلَتْ قَلُوصُ بَنِی زِیَادٍ
مِنَ الاکوار مرتعھا قریب

اور جملہ فعلیہ بغیر مضارع کے بھی آیا ہے جیسے عبداللہ ابن عباس رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا کا یہ قول۔"فجعل الرجل اذالم یستطع ان یخرج ارسل رسولاً" اور یہ دونوں نادر ہیں اب صرف ایک اعتراض اور باقی رہ جاتا ہے وہ یہ کہ غیر مضارع میں ظرف اور مجرور بھی آجاتا ہے حالانکہ کاد اخوات کی خبر میں ظرف، اور مجرور کا آنا ثابت نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ بعض افراد (مثلاً جملہ اسمیہ فعل ماضی) پر نادر کا حکم ثابت ہو جانا کافی ہے اگرچہ تمام افراد کیلئے ثابت نہ ہو۔

۲......ایک دوسرا آسان جواب ہے وہ یہ کہ یہ غیر نکرہ ہے اور نکرہ جب اثبات کے سیاق میں واقع ہو جائے تو اس کا عموم نہیں ہوتا لہٰذا یہاں بھی (غیر مضارع) میں عموم مراد نہیں فلا اعتراض. واللہ اعلم۔

وَکَوْنُهُ بِدُوْنِ اَنْ بَعْدَ عَسٰی
نَزْرٌ وَکَادَ الامرُ فِیْهِ عُکِسَا

ترجمہ: مضارع کا اَنْ کے بغیر عسی کے بعد آنا کم ہے اور کاد میں معاملہ برعکس ہے۔

ترکیب:

(کونُہ بِدُوْنِ اَنْ بَعْدَعَسٰی) کون اپنے اسم اورخبر سے مل کر مبتدا (نَزْرٌ) خبر (کَادَ) باعتبار لفظ مبتدا اوّل (الامرُفیہ عُکِسَا) مبتدا خبر مل کر خبر ہوا مبتدا اوّل کیلئے۔

(ش) ای اقتران خبرعسی بِ((أن)) کثیر، وتجریدہ من ((أن)) قلیل وھذامذھب سیبویہ، ومذھب جمھور البصریین أنہ لایتجردخبرھامن ((أن)) إلافی الشعر، ولم یرد فی القرآن إلامقترنابِ((أن)) قال اللّٰہ تعالیٰ: (فَعَسَی اللّٰہُ أن یأتِی بالفتح)، وقال عزوجل: (عَسَی رَبُّکم ان یرحمکم) ومن ورودہ بدون ((أن)) قولہ:

۸۶–عَسَی الکَربُ الَّذی اَمْسَیْتَ فِیہِ
یَکُونُ وراءہ فَرَجٌ قَریبُ

وقولہ:

۸۷–عَسَی فَرَجٌ یاتِی بِہِ اللّٰہُ، إنَّہُ
لَہُ کُلَّ یَومٍ فی خلیقتہِ امرُ

واما ((کاد)) فذکر المصنف أنھاعکس ((عسی))، فیکون الکثیر فی خبرھاان یتجردمن ((أن)) ویقلُّ اقترانہ بھا، وھذابخلاف مانص علیہ الأندلسیون من أن اقتران خبرھاب((أن)) مخصوص بالشعر؛ فمن تجریدہ من ((أن)) قولہ تعالیٰ: (فَذبحوھاوماکادوایفعلون) وقال: (من بعدماکادتزیغ قلوب فریق منھم) ومن اقترانہ ب((أن)) قولہ ﷺ: ((ماکدت أن اصلی العصرحتی کادت الشمس أن تغرب)) وقولہ:

۸۸–کَادَتِ النَّفسُ ان تفیضَ عَلَیہِ
إذْغَدَاحَشْوَرَیْطَۃٍ وبُرُودِ

ترجمہ وتشریح:.............عسٰی کی خبر میں اَنْ کا آنا:

اس میں اختلاف ہے سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہ ہے کہ عسٰی کی خبر کے ساتھ ان کا آنا کثیر ہے اوران کا نہ

ہونا قلیل ہے، لیکن جمہور بصریین کا مسلک یہ ہے کہ صرف شعر میں اس کے ساتھ ان نہیں آتا اس کے علاوہ آتا ہے۔اور قرآن کریم میں بھی جہاں عسٰی آیا ہے اس کے ساتھ اس کی خبر میں ان بھی آیا ہے جیسے عَسَی اللّٰہُ ان یاتی بالفتح، عسٰی ربکم ان یرحمکم۔اور بغیر ان کی مثال:

۸۶-عَسَی الکربُ الّذی اَمْسَیْتَ فیہ
یکونُ وراءہ فَرَجٌ قریبُ

ترجمہ: ہوسکتا ہے کہ جس مصیبت میں آپ ہیں اس کے بعد عنقریب خوشحالی آجائے۔

ترکیب:

(عَسٰی) فعل مقارب (الکربُ) اس کا اسم (اَمْسَیْتَ فیہ) فعل ناقص (وراءہ) خبر مقدم (فَرَجٌ قریبٌ) موصوف صفت اسم مؤخر۔

تشریح المفردات:

(الکرم)، مصیبت وغم، (امسیت) تاء کے ضمہ اور فتحہ دونوں کے ساتھ مروی ہے (فرج) کشادگی، آسانی۔

محل استشہاد:

یکون وراءہ محل استشہاد ہے یہاں عسٰی کی خبر فعل مضارع آئی ہے اور اس کے ساتھ اَن مصدریہ ہے جو کہ قلیل ہے۔اور اسی طرح شاعر کا یہ قول بھی ہے۔

۸۷-عَسَی فَرَجٌ یاتی بہ اللّٰہ، اِنّہ
لَہٗ کلَّ یومٍ فی خلیقتہ امرٌ

ترجمہ: ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کشادگی اور آسانی لیکر آئے اس لئے کہ اس کو ہر دن اپنی مخلوق میں کچھ کام کرنا ہوتا ہے۔

تشریح المفردات:

خلیقۃ بمعنی مخلوق امر کام۔

ترکیب:

(عَسَی) فعل (فَرَجٌ) اس کا اسم (یاتی به الله) جملہ فعلیہ محلاً مرفوع اس کی خبر (انَّ) حرف تاکید (ہ) ضمیر اس کا اسم (له) جار مجرور محذوف کیساتھ متعلق ہو کر خبر مقدم کلَّ یومٍ منصوب بنا بر ظرفیت، (فی خلیقته) جار مجرور، یہ دونوں محذوف کے ساتھ متعلق ہیں۔ (امرٌ) مبتدا مؤخر، مبتدا خبر مل کر محل رفع میں خبر ہوئی انَّ کیلئے۔

محل استشہاد:

یاتی به الله محل استشہاد ہے یہاں بھی عسی کی خبر فعل مضارع آئی ہے اور اس کے ساتھ ان نہیں۔

قوله واما کادَ الخ:

کادَ کی خبر میں ان کا آنا:

کادَ کو چونکہ اس لئے وضع کیا گیا ہے کہ یہ دلالت کرے خبر کے قریب ہونے پر اس وجہ سے حال کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کی خبر میں ان کا نہ آنا کثیر ہے (اس لئے کہ ان استقبال کیلئے آتا ہے) اور مقترن ہونا قلیل ہے۔ اگرچہ اندلسیین کے ہاں ان کا مقترن ہونا صرف شعر کے ساتھ خاص ہے۔

بغیر ان کے آنے کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ قول "فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ" اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ تَزِيغُ قُلُوْبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ

اور انَّ کے ساتھ آنے کی مثال نبی اکرم ﷺ کا قول ہے۔ "ما کدتُ ان اصلّی العصر حتّٰی کَادَتِ الشمسُ ان تغرُبَ"

اور اسی طرح شاعر کا یہ قول بھی ہے:

۸۸- كَادَتِ النَّفْسُ ان تفيضَ عَلَيهِ
إذْ غَدَا حَشْوَ رَيْطَةٍ وبُرُودِ

ترجمہ: قریب تھا کہ روح میری نکل جاتی جب وہ کفن کے کپڑوں میں لپیٹا گیا۔

ترکیب:

(کَادَت) فعل مقارب (النفس) اس کا اسم (أن تفیض عَلَیهِ) مضارع بتاویل مصدر خبر (إذ) ظرف (غَدَا) فعل ناقص، ضمیر مستتر اس کیلئے اسم (حَشوَ رَیطَةٍ وبُرُودِ) خبر۔

تشریح المفردات:

نفس یہاں بمعنی روح ہے اس صورت میں یہ مؤنث ہے اور اگر شخص کے معنی میں لیا جائے تو پھر مذکر ہوتا ہے، تفیض فیضًا بدن سے روح کا نکلنا، علیہ میں ضمیر اس میت کی طرف راجع ہے جس کے بارے میں شاعر یہ مرثیہ پڑھتا ہے غدا بمعنی صار، ریطۃ وہ کپڑا جو چادر کی طرح ہو یا کفن، برود جمع ہے برد کی، دھاری دار کپڑے کو کہتے ہیں۔

محل استشہاد:

ان تفیض محل استشہاد ہے یہاں عسٰی کی خبر میں فعل مضارع کے ساتھ ان آیا ہے۔

وکَعَسٰی حَرٰی، ولٰکن جُعِلا
خبرُهَا حَتمًا بِ"ان" مُتَّصِلا
وَالزَمُوا اخلَولَقَ "انْ" مِثلَ حرٰی
وبَعدَاوشَکَ انتِفَا "انْ" نَزَرَا

ترجمہ: ....کسی کام کی امید پر دلالت کرنے میں عسٰی کی طرح حرٰی بھی ہے لیکن حرٰی کی خبر کے ساتھ اَن کا اتصال ضروری ہے۔ اور نحویوں نے حرٰی کی طرح اخلولق کے ساتھ بھی اَن کا لانا ضروری قرار دیا ہے اور اوشک کے بعد اَن کا نہ آنا کم ہے۔

ترکیب:

(کَعَسٰی) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر مقدم (حَرٰی) باعتبار لفظ مبتدا مؤخر (لٰکن) حرف استدراک (جعل) فعل ماضی مجہول (خبرُهَا) نائب فاعل (حَتمًا) صفت ہے موصوف محذوف (اتصالًا) کیلئے، (بان) جار مجرور مابعد (متصلا) کے ساتھ متعلق متصلاً جَعَلَ کیلئے مفعول ثانی ہے۔ (اَلزَمُوا) فعل بافاعل (اِخلَولَقَ) باعتبار لفظ مفعول اوّل (اَن) مفعول ثانی (مِثلَ حرٰی) حال (بَعدَاوشَکَ) ظرف ہے متعلق ہوا انتفا کے ساتھ (انتِفَاء ان) مبتدا (نَزَرَا) فعل با فاعل خبر۔

(ش) يعني انّ "حرى" مثلُ ((عسى)) في الدلالة على رجاء الفعل، لكن يجب اقتران خبرها ب((أن)) نحو: ((حرى زيد ان يقوم)) ولم يجرد خبرها من ((أن)) لا في الشعر ولا في غيره، وكذلك ((اخلولق)) تلزم ((أن)) خبرها نحو: ((اخلولقتِ السماءُ أن تمطر)) وهو من أمثلة سيبويه، وأما ((أوشك)) فالكثير اقتران خبرها ب((أن)) ويقل حذفها منه؛ فمن اقترانه بها قوله:

۸۹–وَلَوْ سُئِلَ النَّاسُ التُّرابَ لأوشَكُوا
إِذَا قِيلَ هَاتُوا ان يَمَلُّوا وَيَمنَعُوا

ومن تجرده منها قوله:

۹۰–يُوشِكُ مَنْ فَرَّ مِنْ مَنِيَّتِهِ
فِي بَعْضِ غِرَّاتِهِ يُوَافِقُهَا

ترجمہ وتشریح:............حریٰ، اِخلَولَق، اوشکَ کی خبر میں ان کا آنا:

جس طرح عسٰی فعل رجاء پر دلالت کرتا ہے اسی طرح حریٰ بھی کرتا ہے لیکن حریٰ کی خبر میں انْ کا لانا واجب ہے جیسے حریٰ زیدٌ ان یقُومَ، اور اَن اس سے الگ نہیں ہوتا، نہ تو شعر میں اور نہ غیر شعر میں۔

اور حریٰ کی طرح اخلولق فعل بھی ہے اس کے ساتھ بھی اَن زیادہ آتا ہے جیسے اخلولقت السمآء أن تمطرَ، سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ مثال دی ہے۔ اوشک کی خبر میں اَن کا آنا کثیر ہے اور نہ آنا قلیل، اقتران اَن کی مثال شاعر کا یہ قول ہے۔

۸۹–وَلَوْ سُئِلَ النَّاسُ التُّرابَ لأوشَكُوا
إِذَا قِيلَ هَاتُوا ان يَمَلُّوا وَيَمنَعُوا

ترجمہ:... اگر لوگوں سے مٹی بھی مانگی جائے تو قریب ہے کہ وہ اکتا جائیں اور منع کریں یعنی مٹی کی کوئی قیمت نہیں لیکن لوگوں کی طبیعت ایسی بن گئی ہے کہ اگر ان سے مٹی بھی مانگی جائے تو بھی نہیں دیتے شاعر نے خوب کہا ہے۔

اللهُ يَغضَبُ ان تَرَكتَ سُؤَالَهُ
وابنُ آدمَ يَغضَبُ حِينَ يُسْئَلُ

تشریح المفردات:

(التراب) مٹی (ھاتوا) فعل امر اس کا مفعول بہ محذوف ہے ای ھاتوا التراب (ان یملوا) سمع سے ہے بمعنی تھک جانا۔

ترکیب:

(لو) شرطیہ (سُئِلَ النَّاسُ) فعل مجہول با نائب فاعل (التُّرابَ) مفعول بہ (لام) لو کے جواب میں واقع ہے (اوشکوا) فعل مقارب واؤ جمع اس کا اسم۔(ان یملُّوا ویمنعُوا) اس کی خبر (اذاقیل ھاتوا) جملہ معترضہ۔

محل استشہاد:

ان یملوا محل استشہاد ہے یہاں اوشک کی خبر جملہ فعلیہ آئی ہے اور ان کے ساتھ مقترن ہے جو کہ کثیر ہے۔ اوشک کی خبر کا ان کے ساتھ متصل نہ ہونے کی مثال شاعر کا یہ قول ہے۔

۹۰- یُوشِکُ مَنْ فَرَّ مِنْ مَنِیَّتِہٖ

فِی بَعْضِ غِرَّاتِہٖ یُوَافِقُھَا

ترجمہ: قریب ہے کہ جو بندہ اپنی موت سے بھاگے وہ اپنی کسی غفلت کی حالت میں کسی وقت اس سے جا ملے۔

ترکیب:

(یُوشِکُ) فعل ہے افعال مقاربہ سے (مَنْ فَرَّ مِنْ مَنِیَّتِہٖ) موصول صلہ اس کا اسم (یوافقھا) خبر، (فِی بعض غِرَّاتِہٖ) اس کے متعلق۔

تشریح المفردات:

(یوشک) اوشک کا مضارع ہے بمعنی قریب ہونے کے ہیں (فرّ) از ضرب بھاگنا۔ (منیّۃ) بروزن عطیّۃ موت کو کہتے ہیں جیسا کہ شعر میں ہے۔

وَاِذَا الْمَنِیَّۃُ اَنْشَبَتْ اَظْفَارَھَا

اَلْفَیْتَ کُلَّ تَمِیْمَۃٍ لَاتَنْفَعُ

محلِ استشهاد:

یو الفھا محلِ استشہاد ہے یہاں یوشک کی خبر ان کے بغیر آئی ہے جو کہ نادر ہے۔

وَمِثْلُ كَادَ فِی الاصحّ کَرَبَا

وَتَرْکُ أَنْ مَعَ ذِی الشُّرُوعِ وَجَبَا

کَأَنْشَا السَّائِقُ یَحْدُوْ، وطَفِقْ

کَذَا جَعَلْتُ، وَاخَذْتُ، وَعَلِقْ

ترجمہ:...... کادَ کی طرح اصحّ قول کے مطابق کرب بھی ہے اور جو فعل شروع کے معنی پر دلالت کرتا ہے اس کے ساتھ ان کا نہ آنا واجب ہے جیسے انشا السائقُ یَحْدو اوطَفِقَ (وہ گا کر ہانکنے لگا) اسی طرح جعلتُ ، اخذتُ علِقَ بھی ہے۔

ترکیب:

(مِثْلُ کَادَ) مضاف مضاف الیہ خبر مقدم (فی الاصحّ) جار مجرور متعلق ہوا (مثل) کے ساتھ (کرب) باعتبار لفظ مبتدا مؤخر، (ترک أن) مبتدا (مَعَ ذِی الشُّرُوعِ وَجَبَ) خبر (کَأنْشَا) ای وذالک کائن کانشا السَّائقُ الخ (کذا) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر مقدم (جَعلتُ، وَاخَذْتَ، وَعَلِق) معطوف علیہ معطوف باعتبار لفظ مبتدا مؤخر۔

(ش) لم يذكر سيبويه في ((كرب)) إلا تجرد خبرها من ((أن)) وزعم المصنف أن الأصح خلافه، وهو أنها مثل ((كاد))، فيكون الكثير تجريد خبرها مِنْ "أن" وَيقلّ اقترانه بها فمن تجريده قوله:

۹۱- كَرَبَ الْقَلْبُ مِنْ جَوَاهُ يَذُوبُ

حِيْنَ قَالَ الْوُشَاةُ: هِنْدٌ غَضُوبٌ

وسمع من اقترانه بها قوله:

۹۲- سَقَاهَا ذَوُو الاَحْلامِ سَجْلاً عَلَى الظَّمَا

وَقَدْ كَرَبَتْ أعْنَاقُهَا أنْ تَقَطَّعَا

والمشهور في ((كرب)) فتح الراء، ونقل كسرها أيضًا

ومعنى قوله: ((وترك أن مع ذي الشروع وجبا)) أن مادل على الشروع في الفعل لايجوز اقتران خبره بِ((أن)) لما بينه وبين ((أن)) من المنافاة؛ لأن المقصود به الحال، و((أن)) للاستقبال، وذلك نحو: أنشأ السائق يحدو، وطفق زيد يدعو، وجعل يتكلم، وأخذ ينظم، وعلق يفعل كذا))

ترجمہ وتشریح:............ کربَ کی خبر میں ان کا آنا:

افعال مقاربہ میں سے ایک کربَ بھی ہے جس کے بارے میں سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہ ہے کہ اس کی خبر میں أن نہیں آتا جبکہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے زعم کے مطابق اس میں أن کا نہ آنا کثیر ہے اور ان کا آنا قلیل ہے۔ تجرید (بغیر ان کے آنے کی) مثال شاعر کا یہ قول ہے۔

۹۱- كَرَبَ الْقَلْبُ مِنْ جَوَاهُ يَذُوبُ

حِيْنَ قَالَ الْوُشَاةُ: هِنْدٌ غَضُوبٌ

ترجمہ:... قریب تھا کہ میرا دل زیادہ غم کی وجہ سے پگھل جاتا جب چغلخوروں نے مجھے کہا کہ ہند (شاعر کی محبوبہ ہے) آپ پر غصہ ہے۔

تشریح المفردات:

(کرب) نصر اور سمع سے آتا ہے (جواہ) ای شدۃ الحزن، ذاب یذوب ذوبًا 'پگھلنا' (الوشاۃ) جمع ہے واشٍ کی (بمعنی چغلخور) جیسے قُضاۃ جمع ہے قاضٍ کی (غضوب) بروزن صبور اس میں مذکر ومؤنث دونوں برابر ہیں۔

ترکیب:

(کربَ) فعل ہے افعال مقاربہ ہے (القلب) اس کا اسم (یذوب) فعل بافاعل خبر (من جواہ) جار مجرور متعلق ہوا یذوب کے ساتھ حین منصوب بنا بر ظرفیت (قال الوشاۃ) فعل فاعل (ہند غضوب) مبتدا خبر جملہ اسمیہ مقولہ ہوا قول کا۔

محل استشہاد:

یذوب محل استشہاد ہے کرب کی خبر یہاں فعل مضارع آئی ہے اور اس کے ساتھ ان نہیں ہے۔

کَرُبَ کی خبر میں ان کے آنے کی مثال شاعر کا یہ قول ہے۔

۹۲-سَقَاهَا ذَوُو الاَحْلامِ سَجْلاً عَلی الظَمَا
وَقَدْ کَرُبَتْ اعنَاقُهَا ان تَقَطَّعَا

ترجمہ:......اس قوم کی رگوں کو عقل والوں نے پیاس کی حالت میں پانی کا بھرا ہوا ڈول پلایا اور قریب تھا کہ اس پیاس کی وجہ سے ان کی گردنیں کٹ جاتیں (یہاں شاعر مذکورہ قوم کی ہجو، برائی بیان کررہا ہے کہ اگر چہ فی الحال ان کے اوپر آسانی اور مالدار ہے لیکن ایک وقت ایسا تھا کہ ان کو کھانے پینے کی کوئی چیز میسر نہیں تھی اور دیگر اچھے لوگ ان کی مدد کرتے تھے)

تشریح المفردات:

(سقاها) سقی واحد مذکر غائب ھا ضمیر (عروق) کی طرف راجع ہے جو اس سے پہلے والے شعر میں ذکر ہے اور یہ (عروق) کی جمع ہے رگوں کو کہتے ہیں قوم کی رگیں مقصود قوم کی مذمت بیان کرنی ہے۔) (ذوو الاحلام) عقل والے، (سجلاً) پانی سے بھرا ہوا ڈول (الظما) سخت پیاس (تقطعا) اصل میں تتقطعا تھا دو تاء میں سے ایک کو جوازی طور پر حذف کیا۔

ترکیب:

(سَقَی) فعل ماضی واحد مذکر غائب ھا مفعول اول (ذوُو الاَحْلامِ) فاعل (سَجلاً) مفعول ثانی (عَلی الظَمَا) جار مجرور متعلق ہوا سقیٰ کے ساتھ (واو) حالیہ قد حرف تحقیق (کَرَبَت) فعل ہے افعال مقاربہ سے (اعناقُهَا) اس کا اسم (أن تَقطَّعَا) فعل مضارع بتاویل مصدر اس کی خبر۔

محل استشہاد:

ان تقطعا محل استشہاد ہے یہاں کَرُبَ کی خبر فعل مضارع مقرون بأن آئی ہے جو کہ قلیل ہے۔ کرب کے اندر را کا فتحہ مشہور ہے اور کسرہ بھی نقل کیا گیا ہے۔

شروع پر دلالت کرنے والے افعال کی خبر میں ان کا لانا:

مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ کے قول "وترک أن مَعَ ذِی الشروع وَجَبَا" کا مطلب یہ ہے کہ افعال مقاربہ میں سے جو افعال فعل کے شروع ہونے پر دلالت کرتے ہیں (جیسے اَخَذَ طَفِقَ وغیرہ) ان کی خبر میں أن کا لانا جائز نہیں اس لئے کہ ان میں منافات ہے کیونکہ اس قسم کے افعال سے حال مقصود ہوتا ہے اور ان استقبال کیلئے آتا ہے جیسے انشأ السایق یحدوا الی آخرہ۔

واستعملوا مضارعا لأوشكا
وكاد لا غير وزادوا موشكا

ترجمہ: نحوی حضرات نے اوشک اور کاد کے مضارع کو استعمال کیا ہے فقط، اور موشک کو بھی زیادہ کیا ہے (یعنی اوشک سے اسم فاعل کو بھی استعمال کیا ہے)

ترکیب:

(استعملوا مضارعا) فعل بافاعل ومفعول (لأوشكا) اس کے ساتھ متعلق (اوشک) معطوف علیہ (کاد) معطوف (لا) عاطفہ (غیرُ) اوشک کا معطوف (زادوا موشكا) فعل بافاعل ومفعول۔

(ش) افعال هذا الباب لا تتصرف، إلا ((كاد، وأوشك)) ؛ فإنه قد استعمل منهما المضارع، نحو قوله تعالىٰ: (يكادون يسطون) وقول الشاعر: ..."يوشك من فر من منيته"

وزعم الأصمعي أنه لم يستعمل ((يوشك)) إلا بلفظ المضارع (ولم يستعمل ((أوشك)) بلفظ الماضي) وليس بجيد، بل قد حكى الخليل استعمال الماضي، وقد ورد في الشعر، كقوله:

وَلَوْ سُئِلَ النَّاسُ التُّرابَ لأوشكوا
إذا قيل هاتوا أن يملوا ويمنعوا

نعم الكثير فيها استعمال المضارع (وقل استعمال الماضي) وقول المصنف: ((وزادوا موشكا)) معناه أنه قد ورد أيضا استعمال اسم الفاعل من ((أوشك)) كقوله:

۹۳- فَمُوشِكَةٌ أرْضُنَا أنْ تَعُودَ
خِلافَ الأنِيسِ وُحُوشًا يَبَابَا

وقد يشعر تخصيصه ((أوشك)) بالذكر أنه لم يستعمل اسم الفاعل من ((كاد))، وليس كذلك، بل قد ورد استعماله في الشعر، كقوله:

۹۴- أمُوتُ أسًى يَوْمَ الرِّجَامِ، وَإنَّنِي
يَقِينًا لَرَهْنٌ بِالَّذِي أنا كَائِدُ

وقد ذكر المصنف هذا في غير هذا الكتاب

وأفهم كلام المصنف أن غير ((كاد، وأوشك)) من أفعال هذا الباب لم يرد منه المضارع ولا اسم الفاعل وحكىٰ غيره خلاف ذالک فحكى صاحب الانصاف استعمال المضارع واسم الفاعل من ((عسى)) قال: عسى يعسى فهو عاس، وحكى الجوهري مضارع ((طفق))، وحكى الكسائي مضارع ((جعل))

ترجمہ وتشریح:............افعال مقاربہ کا ماضی کے بغیر استعمال ہونا:

واضح رہے کہ افعال مقاربہ غیر متصرفہ ہیں یعنی ان میں باقاعدہ عمومی تصرف (تصرف کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے) نہیں ہوتا صرف کادَ ،اوراوشک دوایسے فعل ہیں کہ ان سے مضارع استعمال ہوتا ہے جیسے ربّ العزت کا قول "یَکَادُوْنَ یَسْطُوْنَ" اور شاعر کا یہ قول یُوشکُ مَنْ فَرَّ من منیته (اس شعر کی تفصیل گذر گئی)

امام اصمعی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالیٰ کے زعم کے مطابق یوشک صرف مضارع کے لفظ کے ساتھ استعمال ہوا ہے لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ خلیل رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالیٰ نے اس کے ماضی کے استعمال کی بھی حکایت کی ہے جیسا کہ شعر میں وارد ہے (لاوشکوا) یہاں ماضی استعمال ہوا ہے، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ مضارع کا استعمال اس میں بنسبت ماضی کے کثیر ہے۔

وَقولُ المصنف "وَزادُوا موشكًا" الخ:

مصنف رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالیٰ کے قول "وزادُوا موشکًا" کا مطلب یہ ہے کہ اوشکَ سے اسم فاعل بھی استعمال ہوتا ہے جیسے شاعر کا یہ قول ہے۔

۹۳- فَمُوشِکَةٌ أرْضُنَا أنْ تَعُوْدَ

خِلافَ الأنِيسِ وُحُوشًا يَبَابًا

ترجمہ:- قریب ہے کہ ہماری زمین محبوب کے بعد جدا ہونے کے وحشت والی اور خراب ہو جائے۔

ترکیب:

(فَمُوشِکَةٌ) خبر مقدم (أرْضُنَا) مبتدا مؤخر (أنْ تَعُوْدَ) مضارع بتاویل مصدر (خِلافَ الأنِيسِ) منصوب بنابر ظرفیت (وُحُوشًا) حال اوّل ہے تعود کی ضمیر سے، (يَبَابًا) حال ثانی۔

تشریح المفردات:

(تعود) بمعنی تصِیرَ (خلاف الانیس) ای بعد المؤانس" انس (محبت) کرنے والے کے بعد (وحوشا) وحشت والی (یبابا) بمعنی خراب، جہاں کوئی بھی نہ ہو۔

محل استشهاد:

فموشكة محل استشہاد ہے یہاں اوشک کا اسم فاعل استعمال ہوا ہے۔

وقد يُشعر الخ:

شارح فرمارہے ہیں کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے صرف اوشکَ کے اسم فاعل کا ذکر کیا ہے اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ "کاد" کا اسم فاعل استعمال نہیں ہوتا حالانکہ کادَ کا اسم فاعل بھی استعمال ہوتا ہے جیسے شاعر کا یہ قول ہے۔

۹۴- امُوتُ اسًی یَوْمَ الرِّجامِ، وَاِنَّنِی
یَقِیْنًا لَرَهْنٌ بالَّذِی انا کَائِدُ

ترجمہ: قریب تھا کہ میں رجام کی لڑائی کے دن غم کی وجہ سے مرجاتا اور میرا یقین تھا کہ میں گروی ہوں اس چیز کے بدلے جس سے میں ملنے والا ہوں (یعنی موت سے)

تشریح المفردات:

(اموت) جملہ فعلیہ ہوکر خبر واقع ہے کدت کیلئے (جو کہ پہلے شعر میں ذکر ہے) اسًی مفعول لہ ہے ای لاجل الحزن (رجام) اس جگہ کا نام ہے جہاں جنگ ہوئی تھی (رهن) بمعنی مرهون گروی (کائد) اس کی خبر آتیہ محذوف ہے۔

ترکیب:

(أمُوْتُ) فعل با فاعل (أسی) مفعول لہ (یَوْمَ الرِّجامِ) منصوب بنا ظرفیت خبر ہے (کدت) کیلئے جو کہ پہلے شعر میں مذکور ہے (ان) حرف ہے حروف مشبہ بالفعل سے (ی) اس کا اسم (یقیناً) مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا ای اُوقِنُ یقیناً (لام) تاکید (رَهْنٌ بالَّذِی أنا کَائِدُ) خبر ہے انّ کیلئے۔ کائد کی خبر محذوف ہے ای انا کائد آتیہ.

محل استشہاد:

انا کائد، محل استشہاد ہے یہاں "کاد" کا اسم فاعل استعمال ہوا ہے۔ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کے علاوہ دوسری کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے۔ نیز مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کاد، اوشک، کے علاوہ جو افعال ہیں ان سے مضارع، اسم فاعل واقع نہیں ہوتا لیکن دیگر حضرات نے اس کے خلاف حکایت کی ہے۔

چنانچہ صاحب انصاف نے عسٰی سے فعل مضارع اور اسم فاعل دونوں کو استعمال کیا ہے اور کہا ہے عسٰی یعسِیْ فھو عاسٍ، اور جوہری (ابونصر اسماعیل بن حماد متوفی ۲۹۳) رحمہ اللہ تعالیٰ نے "طفق" کا مضارع اور کسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جَعَلَ کا مضارع نقل کیا ہے۔

بَعْدَ عَسَى اخلولقَ اوشک قَدْ یَرِد
غِنًى بِ"أن یفعَل" عَنْ ثانٍ فُقِد

ترجمہ:...... عسٰی، اخلولق اور اوشک کے بعد کبھی ان یفعل (مضارع بتاویل مصدر) کے ساتھ دوسرے غیر موجود (خبر) سے بے احتیاطی پیدا ہوتی ہے۔ (یعنی عسٰی وغیرہ کے بعد جب ان یفعل آجائے تو اس کو خبر کی ضرورت باقی نہیں رہتی)

ترکیب:

(بَعْدَ عَسَى الخ) ظرف متعلق ہے (یرد) فعل کے ساتھ (غِنًى) فاعل (بان یفعل) جار مجرور متعلق ہوا (غِنًى) کے ساتھ (عن) جار (ثان فقد) موصوف صفت ملکر مجرور۔ جار مجرور مل کر یہ بھی متعلق ہوا غنًى کے ساتھ۔

(ش) اختصت ((عسى، واخلولق، وأوشك)) بأنها)) تستعمل ناقصة وتامة. فأما الناقصة فقد سبق ذكرها. وأما التامة فهي المسندة إلى ((أن)) والفعل، نحو: ((عسى أن يقوم، واخلولق أن يأتي، وأوشك أن يفعل)) ف((أن)) والفعل في موضع رفع فاعل ((عسى، واخلولق، وأوشك)) واستغنت به عن المنصوب الذي هو خبرها.

وهذا إذا لم يل الفعل الذي بعد ((أن)) اسم ظاهر يصح رفعه به، فإن وليه نحو ((عسى أن يقوم زيد)) فذهب الأستاذ أبو علي الشلوبين إلى أنه يجب أن يكون الظاهر مرفوعا بالفعل الذي بعد ((أن)) ف((أن)) وما بعدها فاعل لعسى، وهي تامة، ولا خبر لها، وذهب المبرد والسيرافي والفارسيُّ إلى تجويز

ماذكره الشلوبين وتجويز: أن يكون مابعدالفعل الذى بعد((أن)) مرفوعابعسى اسما لها، و((أن)) والفعل في موضع نصب بعسى، وتقدم على الاسم، والفعل الذى بعد((أن)) فاعله ضمير يعود على فاعل ((عسى)) وجازعوده عليه—وإن تاخر—لإنه مقدم فى النية.

وتظهر فائدة هذاالخلاف فى التثنية والجمع والتأنيث.

فتقول —على مذهب غير الشلوبين—((عسى أن يقوماالزيدان،وعسى أن يقوموا الزيدون، وعسى أن يقمن الهندات)) فتأتى بضميرفى الفعل؛لأن الظاهرليس مرفوعًابه،بل هومرفوع ب ((عسى))

وعلى رأى الشلوبين يجب أن تقول:((عسى ان يقوم الزيدان،وعسى أن يقوم الزيدون،وعسى أن تقوم الهندات))فلا تأتى فى الفعل بضمير؛لإ نه رفع الظاهر الذى بعده.

ترجمہ وتشریح:............عَسٰی، اخلولَقَ ، اوشکَ کا تامہ استعمال ہونا:

افعال مقاربہ میں سے عسٰی،اخلولق،أوشک کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ناقصہ بھی استعمال ہوتے ہیں اور تامہ بھی۔

ناقصہ کا ذکر پہلے گزر چکا،تامہ وہ ہے جس کی اسناد ان اور اس کے فعل کی طرف ہو چکی ہو جیسے عسٰی أن یقُومَ، اخلولق أن یأتي،أوشک ان یفعل یہاں أن اپنے مابعد فعل مضارع کے ساتھ بتاویل مصدر ہو کر فاعل ہے عسٰی الخ کیلئے،اس صورت میں عسٰی کے لئے خبر کی ضرورت نہیں،غَنِی بان یفعل عن ثانٍ فقد سے یہی مراد ہے۔

لیکن یہ توجیہ اس صورت میں ہے جب ان کے بعد والے فعل کے ساتھ کوئی اسم ظاہر نہ ہو جس کو اس فعل کا رفع دینا صحیح ہو اور اگر ان کے بعد والے فعل کے ساتھ کوئی اسم ظاہر ہو تو اس صورت میں وجوبی طور پر اسم ظاہر اس فعل کے ساتھ مرفوع ہوگا اور عسٰی کیلئے فاعل بنے گا جیسے عسٰی ان یقومَ زیدٌ ای عسٰی قیام زید عسٰی اس صورت میں تامہ ہے اور اس کی خبر نہیں ہے یہ استاذ ابوعلی الشلوبین رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک ہے (ان کا نام عمر بن محمد ہے اندلس میں نحو ولغت کے امام تھے ۶۴۵ھ کو انتقال کر گئے مزید تفصیل مقدمہ میں گزری ہے)

امام مبرد، سیرافی فارسی رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں شلوبین رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک بھی صحیح ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ أن کے بعد

والے فعل کے بعد اسم ظاہر کو مرفوع قرار دیا جائے اور ان اپنے فعل سمیت محلاً منصوب ہو کر خبر ہو، عسیٰ ان یقوم زیدٌ میں زیدٌ عسیٰ کا اسم اور ان یقوم اس کی خبر ہوگی۔

یہاں اس ترکیب پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ان یقوم میں ضمیر زید کی طرف لوٹ رہی ہے جو کہ مؤخر ہے تو اضمار قبل الذکر لازم آئے گا جو کہ ناجائز ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں زید (اسم) اگرچہ لفظوں میں مؤخر ہے لیکن نیت اور رتبہ میں مقدم ہے۔

اختلاف کا ثمرہ

غیر شلوبین رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب کے مطابق عَسیٰ ان یقوما الزیدان، عسیٰ أن یقوموا الزیدون، عسیٰ ان یقُمنَ الھنداتُ کہا جائے گا اس لئے کہ الزیدان الزیدون فعل مذکور کی وجہ سے مرفوع نہیں ہیں بلکہ وہ عسیٰ کی وجہ سے مرفوع ہیں یعنی الزیدان' الزیدون عسیٰ کے اسم ہیں اور ان یقوما، ان یقوموا خبر، (ضمیر مرجع کے مطابق ہوگی)

اور شلوبین رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسلک کے مطابق عسیٰ ان یقوم الزیدان، عسیٰ ان یقوم الزیدون، عسیٰ أن تقومَ الھنداتُ (فعل کو مفرد لاکر) پڑھنا واجب ہے اس لئے کہ یہاں الزیدان، الزیدون فعل مذکور ان یقوم کی وجہ سے مرفوع ہے اور الزیدان الزیدون اس فعل کے فاعل ہیں اور یہ قاعدہ ہے کہ فاعل جب اسم ظاہر تو فعل کو ہمیشہ کیلئے واحد لایا جائے گا چاہے فاعل تثنیہ ہو یا جمع۔

وَجَرِّدَنْ عسیٰ، أوِارْفَعْ مُضْمَرا

بِھَا، إذا اسْمٌ قَبْلَھَا قَدْ ذُكِرَا

ترجمہ: ...آپ عسیٰ کو خالی مانیں یا اس کے ذریعہ سے آپ ضمیر کو رفع دیں جب اس سے پہلے اسم مذکور ہو۔

ترکیب:

(جرِّدَنْ) فعل امر با فاعل (عسیٰ) باعتبار لفظ مفعول بہ۔ (ارفع) فعل امر با فاعل (مُضمَرا بِھَا) مفعول بہ و متعلق (اذا) ظرف ذُکِر کے ساتھ متعلق (اسمٌ) نائب فاعل ذکر کیلئے۔

(ش) اختصّت عسیٰ من بین سائر افعال ھذا الباب بأنھا إذا تقدم علیھا اسم جاز أن یضمر فیھا ضمیر یعود علی الاسم السابق، وھذہ لغة تمیم، وجاز تجریدھا عن الضمیر، وھذہ لغة الحجاز، وذلک نحو: ((زیدٌ

عسی ان یقوم فعلی لغة تمیم یکون فی((عسی)) ضمیر مستتر یعود علی((زید))و((أن یقوم))فی موضع نصب بِعَسَی:وعلی لغة الحجاز لاضمیرَفی"عسی" و"اَنْ یقومَ" فی موضع رفع بعسی.

وتظهر فائدة ذلک فی التثنیة والجمع والتأنیث.

فتقول–علی لغة تمیم–:((هندعست أن تقوم، والزیدان عسیا أن یقوما،والزیدون عسوا أن یقوموا،والهندان عستاأن تقوما،والهندات عسین أن یقمن))

وتقول– علی لغة الحجاز–:((هندعسی أن تقوم،والزیدان عسیاأن یقوما،والزیدون عسوا أن یقوموا، والهندان عستاأن تقوما،والهندات عسین أن یقمن))–وتقول علی لغة الحجاز"هندعسٰی أن تقوم والزیدان عسٰی ان یقوما ، والزیدون عسٰی ان یقوموا والهندان عسٰی ان تقومَا،والهنداتُ عسٰی ان یقمن"

واماغیر((عسی)) من أفعال هذاالباب فیجب الإضمارفیه؛فتقول:((الزیدان جعلایَنظمان)) ولایجوزترک الإضمار،فلاتقول:((الزیدان جعل ینظمان)) کماتقول:((الزیدان عسی أن یقوما))

ترجمہ وتشریح:.........عسٰی کی خصوصیت:

باقی افعال سے ہٹ کر عسٰی کے اندر یہ خصوصیت ہے کہ جب اس سے پہلے اسم واقع ہو جائے تو اس کے اندر دو احتمال ہیں ایک تمیم کی لغت ہے اور ایک حجاز کی لغت ہے۔ تمیم والوں کی لغت یہ ہے کہ جب عسٰی سے پہلے اسم ہو تو اس میں ضمیر ہوگی جو لوٹے گی سابق اسم کی طرف۔ اور حجاز والوں کی لغت یہ ہے کہ عسٰی کے اندر اس صورت میں ضمیر نہیں ہوگی، الغرض تمیم کی لغت کے مطابق عسٰی میں ضمیر ہے جو لوٹ رہی ہے زید کی طرف اور وہ اس کا اسم ہے اور ان یقوم محلاً منصوب ہے جو اس کی خبر ہے اور حجاز والوں کے ہاں عسٰی میں ضمیر نہیں اور ان یقومَ عسٰی کی وجہ سے مرفوع ہے۔

ثمرہ اختلاف:

اس اختلاف کا ثمرہ اور فائدہ تثنیہ جمع تانیث میں ظاہر ہوتا ہے، تمیم کی لغت کے مطابق هندٌ عَسَتْ أنْ تَقُومَ، الزیدان عَسَیاأن یقوما، الزیدون عَسَوا أن یقومُوا، الهندان عَسَتَاأن تقُومَا، الهنداتُ عَسَینَ ان یقُمْنَ پڑھا جائے گا، اور حجاز کی لغت کے مطابق هندٌ عسٰی أن تقومَ، الزیدان عسٰی أن یقوما، الزیدون عَسَوا أن یقوموا۔

الهندان عَسَتَاأن تقوما، الهنداتُ عَسَينَ أن يقُمْنَ پڑھاجائے گا۔

اورعسٰی کے علاوہ دیگر افعال میں اضمار واجب ہے جیسے الـزيـدان جَـعَـلَايـنظِمَـان یہاں الزيدان جَعَلَ يَنظِمَان کہنا غلط ہے۔

وَالْــفَـتْـحَ والــكَسْـرَ اجِــزْ فِــي السّيْـنِ مِـنْ
نــحـوِ "عَـسَـيْــتُ" وَانـتـقَــا الــفَـتـحِ زُكِـن

ترجمہ: ۔ عَسَيْتُ کی جیسی مثالوں میں فتح اور کسرہ دونوں جائز قرار دیں اور فتح کا مختار ہونا معلوم ہے۔

ترکیب:

(وَالْفَتْحَ وَالكَسْرَ) معطوف علیہ معطوف مفعول بہ مقدم (اجِزْ) فعل با فاعل کیلئے (فِي السّيْنِ) جار مجرور متعلق ہوا أجز کے ساتھ (مِنْ نحوِ "عَسَيْتُ) جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر حال ہے (السّين) سے (انتقاء الفتح) مضاف مضاف الیہ مبتدا (زُكِن) ماضی مجہول با نائب فاعل خبر۔

(ش) أذا اتّصل بِ((عسى)) ضمير موضوع للرفع، وهو لمتكلم، نحو: ((عسيتُ)) أو لمخاطب، نحو: ((عسيتَ، وعسيتِ، وعسيتما، وعسيتم، وعسيتنّ)) أو لغائبات، نحو: ((عَسَينَ)) جاز كسر سينها وفتحها، والفتح أشهر، وقرأ نافع: (فهل عسيتم إن توَلَّيْتُم) بكسر السين، وقرأ الباقون بفتحها.

ترجمہ وتشریح:..........عسٰی کے باب میں سین کا کسرہ اور فتح کب جائز ہے؟

جب عسٰی کے ساتھ ضمیر مرفوع آجائے چاہے متکلم کی ہو یا مخاطب کی یا غائب کی تو اس صورت میں اس میں سین کا کسرہ اور فتح دونوں جائز ہے اور فتح زیادہ مشہور ہے، جیسے عَسَيْتُ الخ۔

اور نافع رحمہ اللہ تعالیٰ نے سین کے کسرہ کو پڑھا ہے ان کی قراءت فَهَلْ عَسِيتُمْ ان تولَّيتُمْ ہے جبکہ دیگر حضرات نے اس قراءت میں سین پر فتحہ پڑھا ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

وصلتُ الیٰ هذاالمقام ليلة ۲۶ من ذی القعدة ۱۴۲۳ھ فللّٰه الحمد.

إِنَّ وَأَخَوَاتُها

لإنَّ ،اَنَّ لَيْتَ، لٰكِنَّ لَعَلّْ

كَأَنَّ ،عَكْسُ مَالِكَانَ مِنْ عَمَلْ

كَإِنَّ زَيْدًا عَالِمٌ بِأَنِّي

كُفءٌ ،وَلٰكِنَّ ابْنَهُ ذُو ضِغْنِ

ترجمہ: إنَّ أنَّ ليتَ لٰكنَّ لعلَّ اور كأنَّ کا عمل کان کے عمل کے برعکس ہے (یعنی یہ اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں) جیسے انَّ زیدًا عالمٌ الخ (زید جاننے والا ہے کہ میں برابر کا آدمی ہوں لیکن اس کا بیٹا حسد و بغض والا ہے۔ (یہاں انَّ اور لکنَّ کی مثال دی ہے)

ترکیب:

(لإنَّ ،اَنَّ لَيْتَ، لٰكِن لَعَلّْ) معطوف علیہ معطوف۔ بحذف حرف عطف، جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر مقدم (عَكْسُ) مبتدا مضاف (مَا) موصولہ (لِكَانَ مِنْ عمل) دونوں جار مجرور متعلق ہوئے فعل محذوف استقرَّ کے ساتھ۔ (كَأنَّ اى كقولك إنّ (انَّ) حرف مشبہ بالفعل (زيد) اس کا اسم (عالم بانّى كفٌ) خبر (ولكنَّ) حرف استدراک (ابنه) اس کا اسم ذوضغن) خبر۔

(ش) هٰذا هو القسم الثاني من الحروف الناسخة للابتداء، وهي ستة أحرف: إنَّ، وأنَّ، ولكنَّ، وليتَ، ولعلَّ، وعدَّها سيبويه خمسة؛ فأسقط ((أنَّ)) المفتوحة لأن أصلها ((إنَّ)) المكسورة، كما سيأتي.

ومعنى ((إنَّ، وأنَّ)) التوكيد، ومعنى ((كأنَّ)) التشبيه، و((لكنَّ)) للاستدراك، و((ليتَ)) للتمنّي، و((لعَلَّ)) للترجي والإشفاق، والفرق بين الترجّي والتمني أن التمنّي يكون في الممكن، نحو: ((ليت زيدا قائم)) وفي غير الممكن، نحو: ((ليت الشباب يعود يومًا))، وأن الترجي لايكون إلافي الممكن؛ فلا تقول ((لعلَّ الشباب يعود)) والفرق بين الترجي والإشفاق أن الترجي يكون في المحبوب، نحو: ((لعل الله يرحمنا)) والإشفاق في المكروه نحو: ((لعل العدو يقدم))

وهذه الحروف تعمل عكس عمل((كان))فتنصب الاسم،وترفع الخبر،نحو:((إنَّ زيدًاقائمٌ))؛ فهي عاملةفي الجزء ين،وهذامذهب البصريين.

وذهب الكوفيون إلى أنهالاعمل لهافي الخبر،وإنماهوباق على رفعه الذي كان له قبل دخول ((أنَّ)) وهو خبرالمبتدا.

ترجمہ وتشریح:..........حروف مشبہ بالفعل اوران کی وجہ تسمیہ:

حروف کی دوسری قسم جوناسخ للابتداء ہے وہ چھ ہیں۔ اِنَّ ،اَنَّ ، کَاَنَّ ،لٰکِنَّ لیتَ، لعلَّ، سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پانچ شمار کیا ہے انہوں نے اَنَّ مفتوحہ کو ساقط کیا ہے اس لئے کہ اس کی اصل اِنَّ مکسورہ ہی ہے جیسا کہ آگے ذکر آئے گا (ان حروف کو حروف مشبہ بالفعل کہا جاتا ہے اس لئے کہ یہ حروف فعل متعدی کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں جس طرح فعل متعدی فاعل اور مفعول کو چاہتا ہے اسی طرح یہ حروف بھی دو اسموں کو چاہتے ہیں' اور دوسری مشابہت یہ ہیکہ فعل کی طرح یہ حروف بھی ثلاثی رباعی ہیں اور تیسری مشابہت یہ ہے کہ فعل ماضی کی طرح یہ بھی مبنی برفتحہ ہیں)

حروف مشبہ بالفعل کے معانی:

اِنَّ اَنَّ دونوں تاکید کے معنی کیلئے آتے ہیں اور کاَنَّ تشبیہ کیلئے آتا ہے۔

اور لٰکِنَّ استدراک کیلئے آتا ہے، استدراک کا معنی اس وہم کو دور کرنا ہے جو کلام سابق سے پیدا ہو مثلاً کسی نے کہا "ماجاء نی زیدٌ" تو اس سے وہم ہوا کہ شاید عمرو بھی نہ آیا ہو تو اس کو دفع کر دیا کہ لٰکِنَّ عمرًا قدجاء، لیتَ تمنّی (آرزو) اور لعلَّ ترجّی اور اشفاق کیلئے آتا ہے۔ ترجی (امید) اور تمنّی میں فرق یہ ہے کہ تمنّی ممکن میں بھی ہوتی ہے جیسے لیتَ زیدًا قائم، یہاں قیام زید ممکن ہے، اور غیر ممکن میں بھی جیسے لیتَ الشباب یعودُ چنانچہ جوانی لوٹ کر آنا ممکن نہیں اور ترجّی صرف ممکن میں ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ لَعَلَّ الشبابَ یعودُ یوماً صحیح نہیں۔

پھر ترجّی اور اشفاق میں فرق یہ ہے کہ ترجّی محبوب چیز میں ہوتی ہے جیسے 'لَعَلَّ اللّٰہ یرحمنا' اور اشفاق مکروہ (ناپسندیدہ چیز) میں ہوتا ہے جیسے لَعَلَّ العدوّ یقدمُ (شاید کہ دشمن آجائے) چنانچہ دشمن کا آنا ناپسندیدہ ہے۔

قوله وهذه الحروف الخ:

حروف مشبہ بالفعل کا عمل

یہ حروف کان کے برعکس عمل کرتے ہیں یعنی اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں جیسے اِنَّ زیدًاقائم یہاں دونوں جزء میں انَّ، عامل ہے اور یہ بصریین کا مسلک ہے۔اور کوفیین کا مسلک یہ ہے کہ یہ خبر میں عمل نہیں کرتے اور خبر مرفوع ہوگی اس رفع کی وجہ سے جو پہلے تھا یعنی پہلے مبتدا کیلئے خبر بننے کی صورت میں جو رفع تھا وہ اب بھی برقرار رہے گا یہ عمل ان حروف کی وجہ سے نہیں ہوگا۔

وَرَاعِ ذَاالتــرتيــبَ إلاّ فــى الّــذى

كــلَيْــتَ فيهَــا أو هُـنَـــا غيرَ البـذى

ترجمہ:۔۔ اور انَّ واخواتہا کے اسم اور خبر میں ترتیب کی رعایت کیجئے (یعنی پہلے اسم اور پھر خبر کو لائیے) مگر اس ترکیب میں جو لَيْتَ فيهَا يا هُنَا غير البذى کی طرح ہے (اس ترکیب میں چونکہ خبر جار مجرور، اور ظرف ہے اس وجہ سے ترتیب کے بغیر ہے۔ترجمہ کاش وہاں فحش گو کے علاوہ کوئی ہوتا)

ترکیب:

(رَاعِ) فعل امر با فاعل (از باب مفاعلہ) (ذا) مبدل منہ (الترتيب) بدل (مفعول بہ) (إلاّ فى الّذى) (تقدیر عبارت یوں ہے رَاعِ ذاالترتيب فى كلّ تركيب الاّفى التركيب الذى) جار مجرور (كلَيْتَ) اى وذالک كائن كليتَ الخ (ليت) حرف مشبہ بالفعل (فيهَا أو هُنَا غير البذى) ليت کا اسم مؤخر۔

(ش) اى يلزم تقديم الاسم فى هذا الباب وتأخير الخبر، إلا إذا كان الخبر ظرفًا، او جارًا ومجرورًا؛ فإنه لايلزم تأخيره، وتحت هذا قسمان:

احدهما: أنه يجوز تقديمه وتأخيره، وذالک نحو: ((ليتَ فيهاغير البذى)) أو ((ليت هنا غير البذى)) أى الوقح؛ فيجوز تقديم ((فيها وهنا)) على ((غير)) وتاخيرهما عنها.

والثانى: أنه يجب تقديمه، نحو: ((ليت فى الدار صاحبها)) فلايجوز تأخير ((فى الدار)) لئلا يعود الضمير على متأخر لفظاورتبة.

ولايجوز تقديم معمول الخبر على الاسم إذا كان غير ظرف ولامجرور، نحو: ((إن زيدًا آكل طعامك)) فلايجوز ((إن طعامك زيدا آكل)) وكذا إن كان المعمول ظرفًا أوجارًا ومجرورًا، نحو: ((إن زيدا واثق بك)) أو ((جالس عندك)) فلايجوز تقديم المعمول على الاسم؛ فلاتقول: ((إن بك زيدا واثق)) أو ((إن عندك زيدا جالس)) وأجازه بعضهم، وجعل منه قوله:

۹۵- فَلَا تَلْحَنِي فِيهَا، فَإِنَّ بِحُبِّهَا
أَخَاكَ مُصَابُ الْقَلْبِ جَمٌّ بَلَابِلُه

ترجمہ وتشریح:

انّ اور اس کے اخوات کے باب میں اسم کو مقدم اور خبر کو مؤخر کرنا ضروری ہے:

مصنف رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَىٰ یہاں یہ بتارہے ہیں کہ انّ واخواتها میں اسم کو مقدم اور خبر کو مؤخر کرنا ضروری ہے الّا یہ کہ خبر ظرف یا جار مجرور ہو تو خبر کو مؤخر کرنا ضروری نہیں۔ اور اس تفصیل کے تحت خبر کی دو قسمیں ہیں۔

۱ ... ایک قسم خبر کی وہ ہے جہاں تقدیم بھی جائز ہو اور تاخیر بھی جیسے لیتَ فیها غیرَ البذی، لیتَ هُنَا غیر البذی (بذی کا معنیٰ شارح نے الوقح سے کیا ہے جس کا معنیٰ ہے قلیل الحیاء (کم حیاء والا) یہ بذی کی تفسیر ہے باللازم) یہاں فیها اور هُنَا کی تقدیم بھی جائز ہے اور تاخیر بھی۔

۲ ... دوسری قسم خبر کی وہ ہے جہاں تقدیم خبر واجب ہے جیسے لیتَ فی الدارِ صَاحِبُها یہاں فی الدار خبر کی تاخیر جائز نہیں تاکہ لفظاً اور مرتبۃً مؤخر چیز کی طرف ضمیر کا لوٹنا لازم نہ آئے اسی طرح خبر جب ظرف یا جار مجرور ہو تو اس کے معمول کی تقدیم اس کے اسم پر جائز نہیں جیسے اِنَّ زیدًا آکِلٌ طَعَامَکَ یہاں طَعَامَکَ آکلٌ خبر کا معمول ہے اور ظرف اور جار مجرور نہیں لہٰذا اِنَّ طعامک زیدًا آکلٌ ہنا صحیح نہیں۔

اور اگر معمول ظرف یا جار مجرور ہو تو بعض حضرات کے ہاں اس میں بھی تقدیم جائز نہیں چنانچہ انَّ زیدًا واثقٌ بک، جَالِسٌ عندکَ میں اِنَّ بِکَ زیدًا واثقٌ، اِنَّ عندکَ زیدًا جالِسٌ نہیں کہہ سکتے جب کہ بعض دیگر حضرات کے ہاں جائز ہے اور اسی سے شاعر کا یہ قول ہے۔

۹۵- فَلَا تَلْحَنِیْ فیها، فإنَّ بِحُبِّهَا
أخاکَ مُصَابُ القلبِ جَمٌّ بَلَابِلُه

ترجمہ: ... اے مخاطب آپ مجھے اس محبوبہ کی محبت میں ملامت نہ کر، اس لئے کہ آپ کا بھائی (یعنی شاعر خود) اس کی محبت کی وجہ سے غم دل ہے اور اس کے وساوس زیادہ ہیں۔

تشریح المفردات:

لاتلحنی واحد مذکر حاضر نہی کا صیغہ ہے، علامت جزم الف کا حذف ہوتا ہے از فتح بمعنی ملامت کرنا، فیہا ای فی حبها، اخاک شاعر کا مقصود یہاں اپنا نفس ہے، مصاب القلب یہاں صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہوئی ہے۔ مصاب وہ آدمی ہے جس پر کوئی حادثہ وغیرہ نازل ہو جائے جمّ ضرب سے بمعنی کثیر ہے بلابل بلبال کی جمع ہے وسوسوں کو کہا جاتا ہے۔

ترکیب:

(لا) ناھیہ (تَلْحَنِیْ) فعل مضارع مجزوم بلا (انت) ضمیر مستتر اس کا فاعل (ن) وقایہ (ی) ضمیر متکلم مفعول (فیها) جار مجرور متعلق ہوا (لاتلحنی) کے ساتھ۔ (فاء) تعلیلیہ إنَّ حرف مشبہ بالفعل (بحبها) جار مجرور مصاب کے ساتھ متعلق (اخاک) اس کا اسم (مصاب القلب) خبر اوّل (جمّ بلابله) خبر ثانی۔

محلّ استشہاد:

بحبها محلّ استشہاد ہے یہاں انّ کی خبر (مُصَاب القلب) کے معمول (بحبها) کو اس کے اسم (أخاک) پر مقدم کیا ہے جو کہ بعض حضرات کے نزدیک جائز ہے۔

وَهَمْزَ إنَّ افْتَحْ لِسَدِّ مَصْدَرِ
مَسَدَّهَا وَفِي سِوَى ذَاكَ اكْسِرْ

ترجمہ: . إنَّ کے ہمزہ کو آپ مفتوح کریں جب مصدر اس کی جگہ قائم ہو، اس کے علاوہ میں کسرہ دیں۔

ترکیب:

(هَمْزَ إِنَّ) مفعول بہ مقدم، (افتح) فعل با فاعل کیلئے، (لِسَدِّ مَصْدَرٍ مَسَدَّهَا) جار مجرور (افتح) کے متعلق ہوا (وَفِی سِوَیٰ ذاکَ) جار مجرور بعد والے فعل (اکْسِرْ) کے متعلق ہوا۔

(ش) انَّ لَهَا ثلاثة أحوال: وجوب الفتح، ووجوب الكسر، وجواز الأمرين:

فيجب فتحها إذا قدرت بمصدر، كما إذا وقعت في موضع مرفوع فعل، نحو ((يعجبني أنك قائم)) أي: قيامك، أو منصوبه، نحو: ((عرفت أنك قائم)) أي: قيامك، أو في موضع مجرور حرف، نحو: ((عجبت من أنك قائم)) أي: من قيامك، وإنما قال: ((لسد مصدر مَسَدَّها)) ولم يقل: ((لسد مفرد مسدها)) لأنه قد يسد المفرد مسدها ويجب كسرها، نحو: ((ظننت زيدًا إنه قائم))؛ فهذه يجب كسرها وإن سد مسدها مفرد؛ لأنها في موضع المفعول الثاني، ولكن لا تقدر بالمصدر؛ إذ لا يصح ((ظننت زيدًا قيامه))

فإن لم يجب تقديرها بمصدر لم يجب فتحها، بل تكسر: وجوبا، أو جوازًا، على ما سَنُبَيِّنُ، وتحت هذا قسمان؛ أحدهما: وجوب الكسر، والثاني: جواز الفتح والكسر؛ فأشار إلى وجوب الكسر بقوله:

ترجمہ وتشریح:

إِنَّ کی تین حالات ہیں بعض میں اس کے ہمزہ پر فتحہ لانا واجب ہے اور بعض میں کسرہ اور بعض میں دونوں جائز ہیں۔

جہاں أَنَّ (بفتح الهمزه) پڑھنا واجب ہے:

جب انَّ فعل کے مرفوع (یعنی فاعل) یا منصوب (یعنی مفعول) یا حرف کے مجرور کی جگہ واقع ہو بایں طور کہ وہ اپنے مدخول سمیت ایسی جگہ واقع ہو جس کی جگہ مصدر کو لایا جاسکتا ہو تو اس صورت میں انَّ ہمزے کے فتحہ کے ساتھ پڑھنا واجب ہے۔

مثال کے طور پر یعجبنی انک قائم، عرفت انک قائم، عجبت من انکَ قائم جیسی مثالوں میں یعجبنی قیامک (موضع رفع میں واقع ہونے کی مثال) عرفت قیامک (موضع نصب) عجبتُ من قیامک (موضع مجرور بحرف) پڑھا جاسکتا ہے یہاں ان اور اس کے مدخول کی جگہ مصدر کو لایا جاسکتا ہے اس لئے یہاں انَّ (بفتح الهمزة) پڑھنا ہی واجب ہے۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے "لِسَدِّ مَصْدَرٍ مَسَدَّهَا" کہا اور لسد مفرد مسدھا نہیں کہا اس لئے کہ بعض مرتبہ انّ اور اس کے مدخول کی جگہ مفرد تو آتا ہے لیکن پھر بھی فتح نہیں آتا بلکہ کسرہ واجب ہوتا ہے جیسے: ظننتُ زیدًا قائمٌ یہاں انّ مکسورہ پڑھنا واجب ہے اگر چہ اس کی جگہ مفرد آتا ہے اس لئے کہ انّہ قائم مفعول ثانی کی جگہ پر واقع ہے جو کہ مفرد ہے لیکن یہاں مصدر کو مقدر ماننا جائز نہیں چنانچہ ظننتُ زیدًا قیامہ پڑھنا صحیح نہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ مصدر کے ذریعے سے اسم ذات (زید) سے بغیر تاویل کے خبر دینا صحیح نہیں اور ظنّ کا مفعول ثانی اصل کے اعتبار سے خبر ہوا کرتا ہے۔ مثلاً ظننتُ زیدًا قائمًا میں اگر ظننتُ نہ ہوتا تو زید مبتدا اور قائم خبر تھے۔ ہاں اگر اس میں مصدر کو مقدر ماننا واجب نہ ہو تو پھر فتح واجب نہیں، پھر یا تو کسرہ واجب ہوگا یا جائز۔ (آگے اس کی تفصیل آئے گی) کسرہ کے واجب ہونے کی طرف مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول سے اشارہ کیا ہے۔

فَاكْسِرْ فِي الابْتِدَا، وَفِي بَدْءِ صِلَةْ
وَحَيْثُ إِنَّ لِيَمِينٍ مُكْمِلَةْ
أَوْ حُكِيَتْ بِالْقَوْلِ، أَوْ حَلَّتْ مَحَلّ
حَالٍ، كَزُرْتُهُ وَإِنِّي ذُو أَمَلْ
وَكَسَرُوا مِنْ بَعْدِ فِعْلٍ عُلِّقَا
بِاللَّامِ، كَاعْلَمْ إِنَّهُ لَذُو تُقَى

ترجمہ: جب انّ ابتداء میں ہو یا صلہ کے شروع میں تو وہاں انّ کے ہمزہ کو کسرہ دو اور وہاں بھی جہاں انّ قسم کو پورا کرنے والا ہو (یعنی جواب قسم واقع ہو) یا ایسے جملہ میں ہو جس کی حکایت کی جائے قول کے ساتھ یا ایسے جملہ میں ہو جو حال کی جگہ واقع ہو جیسے زرتُه وانّی ذو امل (میں نے اس سے ملاقات کی اس حال میں کہ میں امیدوار تھا، وانی ذو امل جملہ حالیہ میں انّ مکسورہ کی مثال ہے) اور نحویوں نے انّ کے ہمزہ کو مکسور پڑھا ہے اس فعل کے بعد جو معلّق باللام ہو (اس کی وضاحت آگے آرہی ہے) جیسے اعلم انّه لذو تقی (جان لو کہ یہ آدمی تقویٰ والا ہے)

ترکیب:

(اکسِرْ) فعل بافاعل (فی الابتداء) جار مجرور اکسر کے ساتھ متعلق (وَفِی بدءِ صِلَةٍ) ماقبل پر عطف (حیث)

ظرف (انّ) باعتبار لفظ مبتدا (مُكمِلَة) خبر (لِيمين) اس کے ساتھ متعلق (أوْ) حرف عطف (حُكِيَتْ) فعل با نائب فاعل (بالقولِ) جار مجرور فعل مذکور کے ساتھ متعلق (او) حرف عطف (حلّتْ) فعل با فاعل (محلّ حالٍ) مفعول فیہ۔ (كزُرْتُه اى وذالک كائن كقولک زرته وانى ذُوَامَلٍ) (كسروا) فعل فاعل (مِن) جار (بَعْدِ) مضاف (فعلٍ) موصوف (عُلّقا باللام) جملہ فعلیہ صفت کاعلم الخ۔

(ش) فذكر انّه يجب الكسر فى ستّةِ مواضع:

الأول: إذا وقعت ((إنّ)) ابتداء أى: فى أول الكلام، نحو: ((إنّ زيدًا قائمٌ)) ولايجوز وقوع المفتوح ابتداء، فلا تقول: ((أنك فاضل عندى)) بل يجب التاخير، فتقول: ((عندى أنك فاضل)) وأجاز بعضهم الابتداء بها.

الثانى: أن تقع ((إنّ)) صدر صلة نحو: ((جاء الذى إنه قائم))، ومنه قوله تعالىٰ: ﴿وآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاإِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوْءُ﴾

الثالث: أن تقع جوابًا للقسم وفى خبرها اللام، نحو: ((واللّٰه إن زيدًا لقائم)) وسيأتى الكلام على ذلك.

الرابع: أن تقع فى جملة محكيّة بالقول، نحو: ((قلت إنّ زيدًا قائم)) (قال تعالىٰ: ﴿قَالَ إِنّى عَبْدُاللّٰهِ﴾) فإن لم تحك به – بل أجرى القول مجرى الظن – فتحت، نحو: ((أتقول أن زيدا قائم؟))

الخامس: أن تقع فى جملة فى موضع الحال، كقوله: ((زرته وإنى ذو أمل)) ومنه قوله تعالىٰ: ﴿كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًامِّنَ المؤمنين لَكَارِهُوْنَ﴾ وقول الشاعر:

٩٦ – مَا أَعْطَيَانِى وَلَاسَأَلْتُهُمَا
إِلَّا وَإِنّى لَحَاجِزِى كَرَمِى

السادس: أن تقع بعد فعل من أفعال القلوب وقد علق عنها باللام، نحو، "علمتُ إِنَّ زيدًا لقائمٌ" وسَنُبَيِّنُ هذا فى باب "ظنّ" فإنْ لم يكن فى خبرها اللامُ فُتِحَتْ. نحو: ((علمت إنّ زيدًا قائم))

هذاماذكره المصنف، وأورد عليه أنه نقص مواضع يجب كسر ((إنّ)) فيها:

الأوّل: إذا وقعت بعد ((ألا)) الاستفتاحية، نحوه ((ألا إنّ زيدًا قائم)) ومنه قوله تعالىٰ: ﴿أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ﴾

الثاني: إن وقعت بعد ((حيث))، نحو: ((اجلس حيث إن زيداً جالس)).

الثالث: إذا وقعت في جملة هي خبر عن اسم عين نحو زيدٌ إِنَّهُ قَائِمٌ ولا يرد عليه شي من هذه المواضع؛ لدخولها تحت قوله: ((فاكسر في الابتداء)) لأن هذه إنما كسرت لكونها أوّل جملة مبتدأبها.

ترجمہ وتشریح:............ جہاں انّ کے ہمزہ کو مکسور پڑھا جاتا ہے:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں چھ جگہیں ذکر کیں ہیں جہاں انّ کو مکسور پڑھا جاتا ہے،

۱......جب انّ کلام کے شروع سے واقع ہو جائے جیسے إِنَّ زيداً قائمٌ اوران مفتوحہ کا کلام کے ابتداء میں واقع ہونا جائز نہیں چنانچہ أنّک فاضل عندی (بالفتح) نہیں کہہ سکتے بلکہ اس میں تاخیر واجب ہے فتقول عندی انک فاضل۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ابتداء میں ان مفتوحہ آجائے تو ان مکسورہ کے ساتھ خطًا اور لَعَلّ کی لغت (کے ساتھ لفظاً اور خطًا التباس آجائے گا (اس لئے کہ لعلّ کے اندر تقریباً دس لغت ہیں ایک ان میں أنّ بھی ہے جس کا ذکر ہدایۃ النحو میں ہے) اگر چہ بعض حضرات نے اس کو بھی جائز کہا ہے۔

۲......جب إنّ صلہ کے شروع میں واقع ہو جیسے جاء الذی انه قائم اوراسی سے اللہ ربّ العزت کا یہ قول ہے "و آتیناہ مِنَ الكُنُوزِ مَا إِنَّ مفَاتِحَه لَتَنُوءُ بالعصبة" سورۃ قصص/۶

۳.... انّ ایسے جملہ میں ہو جو جواب قسم واقع ہو اوراس کی خبر میں لام ہو جیسے واللّٰہ ان زیداً لَقَائمٌ اس پر مزید تفصیل آگے آئے گی۔

۴.... انّ ایسے جملہ میں واقع ہو جو قول کی حکایت ہو جیسے قلتُ إنَّ زيداً قائم قرآن کریم میں بھی ہے قَالَ انّی عبدُ اللّٰہ۔ اگر حکایت نہ ہو اور قول کا ظن کے معنی میں لیا گیا ہو تو پھر ان مفتوحہ ہوگا جیسے أتقولُ أنّ زیداً قائم ای أتظُنّ۔

۵ ... انّ ایسے جملے میں واقع ہو جو حال کی جگہ ہو جیسے زرته وَانّی ذُوَامَلٍ اوراسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے "كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَانَّ فَرِيقًا مِّنَ المؤمنِيْنَ لكرِهُون۔

اوراسی سے شاعر کا یہ قول ہے۔

۹۶ـ مَـا أَعْـطَـيَـانِـي وَلَا سَـأَلْتُـهُـمَـا

اِلَّا وَانِّـي لَـحَـاجِـزِي كَـرَمِـي

ترجمہ:... میرے ان دوستوں نے نہ مجھے کچھ دیا اور نہ میں نے ان سے مانگا مگر اس حالت میں کہ میری شرافت میرے لئے مانع تھی۔

ترکیب:

(مَا) نافیہ (أَعْطَیَانِی) فعل بافاعل ومفعول اوّل (وَلاسَأَلْتُهُمَا) اس پر عطف (اِلَّا) حرف استثناء مستثنیٰ منہ محذوف ہے ای ولاسألتهما فی حالةٍ من الاحوال (واو) حالیہ (ان) حرف مشبہ بالفعل (ی) ضمیر اس کا اسم (لَحَاجِزِی) لام تاکیدیہ (حاجزی کَرَمِی) مذکورہ بالاتفصیل کے مطابق انّ کی خبر۔

تشریح المفردات:

مااعطیانی ماضی معلوم باب افعال سے تثنیہ کا صیغہ ہے الف ضمیر بارز مرفوع متصل اس کا اسم ہے جو اس سے پہلے والے شعر میں دو دوستوں کی طرف راجع ہے حاجز از ضرب منع کرنے والا کرم شرافت حاجزی اس میں اسم فاعل کی اضافت مفعول کی طرف ہے کرمی اس کیلئے فاعل ہے۔

محل استشہاد:

الا وانی محل استشہاد ہے یہاں انّ کا ہمزہ مکسور آیا ہے اس لئے کہ یہ حال کی جگہ واقع ہے۔

۶......انّ افعال قلوب کے فعل کے بعد واقع ہو جائے اور وہاں لام کی وجہ سے تعلیق ہو (اس کی وضاحت آگے آئے گی کہ تعلیق اس کو کہتے ہیں جہاں لفظاً مانع کی وجہ سے عمل نہ ہوسکا ہو) جیسے: علمتُ اِنّ زیدًا لقائمٌ ہاں اگر خبر میں لام نہ ہو تو پھر انّ مفتوحہ ہوگا جیسے: علمت انّ زیدًا قائم (واللہ یعلم انک لرسولہ میں بھی تعلیق ہے)

یہ تو وہ جگہیں تھیں جن کو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیں ہیں۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض:

لیکن ان پر یہ اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے بعض جگہیں چھوڑ دی ہیں جن میں انّ کو مکسور پڑھنا واجب ہے اور وہ یہ ہیں۔

۱.... جب انّ اَلا استفتاحیہ کے بعد واقع ہو جیسے الا انّ زیدًا قائمٌ اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی ہے الا اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ۔

۲......جب انّ حیث کے بعد واقع ہو جیسے: اجلس حیثُ انَّ زیدًا جالسٌ۔

۳......جب وہ ایسے جملہ میں ہو جو اسم ذات سے خبر واقع ہو جیسے: زیدٌ إنّه قائم۔

شارح کی طرف سے اس کا جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ درحقیقت مصنف رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے "فاکسر فی الابتداء" کہہ کر ان جگہوں کی طرف اشارہ کر دیا ہے اس لئے کہ ان میں بھی انّ اس لئے مکسور ہے کہ وہ جملہ کے ابتداء میں آیا ہے لہٰذا ان جگہوں کو مستقل ذکر کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔

بَعْدَ إذا فُجَاءَةٍ او قَسَمٍ
لاَلاَمَ بَعْدَهُ بِوَجْهَيْنِ نُمِي
مَعَ تِلْوِ فَا الجزاءِ، وَذَا يَطَّرِدُ
فِي "نَحوِ خيرُ القولِ إنِّي احْمَدُ"

ترجمہ: اذا فجائیہ (جو اچانک کے معنی میں ہو) اور ایسی قسم کے بعد جس کے جواب میں لام نہ ہو انّ اور أنّ (کسرہ، فتحہ) دونوں منسوب ہیں اور فاء جزائیہ کے بعد بھی اور "خیر القول انّی احمد" جیسی مثالوں میں یہ قیاسی ہے۔

ترکیب:

(بَعْدَ) مضاف (إذا فُجَاءَةٍ) مضاف مضاف الیہ معطوف علیہ (او) حرف عطف (قَسَمٍ لاَلاَمَ بَعْدَهُ) موصوف صفت معطوف (بِوَجْهَيْنِ) جار مجرور متعلق ہوا، فعل مجہول نُمِي کے ساتھ (مَعَ تِلْوِ فَا الجزاءِ) یہ بھی ماقبل پر عطف ہے (ذَا) اسم اشارہ مبتدا (يَطَّرِدُ) فعل فاعل خبر (فِي نَحوِ الخ) جار مجرور متعلق ہوا (یطرد) کے ساتھ۔

(ش) یعنی أنه یجوز فتح ((إنّ)) و کسرها إذا وقعت بعد إذا الفجائیة، نحو: ((خرجت فإذا إن زیدا قائم)) فمن کسرها جعلها جملة، والتقدیر: خرجت فإذا زیدٌ قائمٌ، ومن فتحها جعلها مع صلتها مصدرا، وهو مبتدأ خبره إذا الفجائیة، والتقدیر ((فإذا قیام زید)) أی ففی الحضرة قیام زید ویجوز أن یکون الخبر محذوفا والتقدیر ((خرجت فإذا قیام زید موجود))، ومما جاء بالوجهین قوله:

٩٧- وَكُنْتُ أرى زيدًا كَمَا قِيلَ سَيِّدًا
إذا أنّه عَبْدُ القَفَا واللَّهَازِمِ

روى بفتح ((أنّ)) وكسرها؛ فمن كسرها جعلها جملة (مُسْتَأنفة)، والتقدير: ((إذا هو عبد القفا واللهازم)) ومن فتحها جعلها مصدرا مبتدأ، وفي خبره الوجهان السابقان والتقدير على الاول ((فإذا عبوديته)) أي: ففي الحضرة عبوديته، وعلى الثاني: ((فإذا عبوديته موجودة))

وكذا يجوز فتح ((إنّ)) وكسرها إذا وقعت جواب قسم، وليس في خبرها اللام، نحو: ((حلفت أن زيدًا قائم)) بالفتح والكسر؛ وقد روى بالفتح والكسر قوله:

٩٨- لتقْعُدِنّ مَقْعَدَ القَصِيِّ
مِنّي ذِي القَاذُورَةِ المَقْلِيِّ
أوتَحْلِفِي بِرَبِّكَ العَلِيِّ
أنّي أبُو ذَيَّالِكِ الصَّبِيِّ

ومقتضى كلام المصنف أنه يجوز فتح ((إنّ)) وكسرها بعد القسم إذا لم يكن في خبرها اللام، سواء كانت الجملة القسم بها فعلية، والفعل فيها ملفوظ به، نحو: ((حلفت أنّ زيدًا قائم)) أو غير ملفوظ به، نحو: ((والله انّ زيدًا قائم)) أو اسمية، نحو: ((لعمرك إن زيدًا قائم))

وكذلك يجوز الفتح والكسر إذا وقعت ((إنّ)) بعد فاء الجزاء، نحو: ((من يأتني فإنّه مكرمٌ)) فالكسر على جعل ((إنّ)) ومعموليها جملة أجيب بها الشرط، فكأنه قال: مَنْ يأتني فهو مكرم، والفتح على جعل ((أنّ)) وصلتها مصدرًا مبتدأ والخبر محذوف، والتقدير: ((من يأتني فإكرامه موجود)) ويجوز أن يكون خبرًا والمبتدأ محذوفًا، والتقدير: ((فجزاؤه الإكرام))

ومما جاء بالوجهين قوله تعالى: (كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنكُمْ سُوءً بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِن بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ) قرئ (فإنه غفور رحيم) بالفتح (والكسر، فالكسر على جعلها جملة جوابًا لمن، والفتح) على جعل أن وصلتها مصدرًا مبتدا خبره محذوف، والتقدير: ((فالغفران جزاؤه)) أو على جعلها خبرًا المبتدأ محذوف، والتقدير: ((فجزاؤه الغفران))

وكذلك يجوز الفتح والكسر اذا وقعت ((أنّ)) بعد مبتدأ هو في المعنى قولٌ وخبر ((إنّ)) قول، والقائل واحدٌ، نحو: "خير القول إني أحمد الله" فمن فتح جعل ((إنّ)) وصلتها مصدرًا خبرًا عن ((خير))، والتقدير: ((خير القول حمد الله)) فـ((خير)): مبتدأ، و((حمد الله)): خبره ،ومن كسر جعلها جملة خبرًا عن ((خير)) كما تقول: ((أول قراءتي: (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى)) فأولُ مبتدأ، و((سبح اسم ربك الأعلى)) جملة خبر عن ((أول)) وكذلك ((خير القول)) مبتدأ، و((إني أحمد الله)) خبره، ولا تحتاج هذه الجملة إلى رابط؛ لإنها نفس المبتدأ في المعنى؛ فهي مثل ((نطقي الله حسبي)) ومثل سيبويه هذه المسألة بقوله: ((أول ما أقول أنّي احمد الله)) وخرّج الكسر على الوجه الذي تقدم ذكره، وهو أنه من باب الإخبار بالجمل، وعليه جرى جماعة من المتقدمين والمتأخرين: كالمبرد، والزجاج، والسيرافي، وأبي بكر بن طاهرٍ وعليه اكثر النحويين.

ترجمہ وتشریح: .... جہاں انّ کا فتح اور کسرہ دونوں جائز ہیں۔

ا..... جب انّ اذا فجائیہ کے بعد واقع ہو تو انّ کو مفتوح اور مکسور دونوں طرح پڑھنا جائز ہے جیسے خرجتُ فاذا إنّ زيدًا قائم۔ جنہوں نے اس کو کسرہ دیا ہے ان کے ہاں انّ اپنے مابعد کے ساتھ جملہ ہوگا اور تقدیر عبارت یوں ہے خرجت فاذا زيدٌ قائم، اور جنہوں نے فتح دیا ہے ان کے ہاں انّ اپنے مابعد سمیت بتاویل مصدر مبتدا ہوگا اور خبر اس کی اذا فجائیہ ہے والتقدير فاذا قيامُ زيد اى ففي الحضرة یا اس کی خبر محذوف ہوگی والتقدير خرجتُ فاذا قيامُ زيد موجودٌ.
شاعر کا یہ قول بھی اس قبیل سے ہے۔

۹۷۔ وَكُنْتُ ارى زيدًا كَمَا قِيلَ سَيِّدًا
إذا انّه عَبْدُ الْقَفَا وَاللَّهَازِمِ

ترجمہ:... میں تو زید کو سردار سمجھتا تھا جیسا کہ لوگوں میں مشہور تھا اچانک پتہ چلا کہ وہ تو گدی اور جبڑے پر مار کھانے والا غلام ہے۔

ترکیب:

(كُنْتُ) فعل ناقص (تُ) ضمیر بارز مرفوع متصل اس کیلئے اسم (ارى زيدًا كَمَا قِيلَ سيِّدًا) جملہ فعلیہ

خبر (إذا) فجائیہ (انّ) حرف مشبہ بالفعل (ہ) ضمیر اسم (عَبْدُ القَفَا و اللّهَازِمِ) خبر۔

تشریح المفردات:

(سیدا) سردار (القفا) سر کا پچھلا حصہ، گدی، یہ مذکر ومؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اقفٍ، اقفیۃ اقفاء قُفِیّ قِفِیّ اس کی جمعیں آتی ہیں۔ اللھازم جمع ہے اس کا مفرد لھزمۃ ہے کان کے نیچے جبڑے کی ابھری ہوئی ہڈی کو کہا جاتا ہے عبد کی اضافت قفا اور لھازم کی طرف ادنی ملابست کی وجہ سے ہے اس لئے کہ جس طرح غلام کو ذلت وخست کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ٹھیک اس طرح گدی تھپڑ اور کان کے نیچے ابھری ہوئی ہڈی مکا لگنے کی وجہ سے ذلت کے شکار ہوتے ہیں (مقصود زید کی ذلت کو بتانا ہے)

محل استشہاد:

اذاانّــہ محل استشہاد ہے یہاں انّ مفتوحہ پڑھنا بھی جائز ہے اور مکسورہ بھی، جن حضرات نے مکسورہ کہا ہے ان کے ہاں یہ جملہ مستانفہ ہے تقدیر عبارت یہ ہے۔ اذاھُوَ عبدُ القفاو اللھازم، اور جنہوں نے مفتوحہ کہا ہے ان کے ہاں یہ مصدر مبتدا ہے اور اس کی خبر (شروع میں ذکر کی گئی دو توجیہوں میں سے) پہلی توجیہ کے مطابق فاذاعبودیتہ ہے ای ففی الحضرۃ عبودیتہ، اور دوسری توجیہ کے مطابق فاذاعبودیتہموجودۃ ہے۔

۲......اسی طرح جب انّ جواب قسم واقع ہو اور اس کی خبر میں لام نہ ہو پھر بھی انّ کو مفتوحہ پڑھنا جائز ہے اور مکسورہ بھی۔ جیسے حلفتُ انّ زیدًا قائمٌ۔

اور اسی سے شاعر کا یہ قول بھی ہے۔

۹۸- لَتَقْعُدِنَّ مَقْعَدَ القَصِيِّ

مِنِّی ذِی القَاذُورَةِ المَقْلِیِّ

اوتَحْلِفِی بِرَبِّکَ العَلِیِّ

أنّی ابوذَیّالِکِ الصَّبِیِّ

ترجمہ: ...تم ضرور بیٹھو گی مجھ سے اس دور آدمی کی جگہ جو کہ میل کچیل، گندگی والا ہے اور لوگوں کے ہاں مبغوض ہے، یا تو پھر تم قسم کھاؤ گی اپنے بلند رب کی کہ میں اس بچے کا باپ ہوں۔

تشریح المفردات:

لَتَقْعُدِنَّ واحد مونث حاضر بحث اثبات در فعل مستقبل معروف لام تاکید با نون ثقیلہ کا، اصل میں تقعدین تھا شروع میں لام تاکید اور آخر میں نون تاکید بڑھا دینے سے لتقعدینّ ہوا پھر توالی الامثال (پے در پے ایک جیسے حروف کا آنا) کی وجہ سے ایک نون کو حذف کیا اور یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی۔ مقعد ظرف مکان ہے بیٹھنے کی جگہ القصی دور آدمی منّی بمعنی عنّی ہے، القاذورۃ میل کچیل، گندگی، زنا، اور اس آدمی پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جس سے لوگ بد خلقی کی وجہ سے کم ملتے ہوں المقلی ضوب سے بمعنی مبغوض، اسم مفعول کا صیغہ ہے اور بمعنی الیٰ کے ہے۔ ذیالک یہ ذالک کی تصغیر ہے جو کہ شاذ ہے اس لئے کہ یہ مبنی ہے اور مبنیات میں تصغیر نہیں ہوتی کیونکہ یہ اسمائے متمکنہ کے خواص میں سے ہے جو کہ معرب ہیں۔

شان ورود:......مذکورہ بالا اشعار کا شاعر ایک مرتبہ سفر سے واپس آیا دیکھا تو اس کی بیوی اپنے گود میں بچے کو اٹھائی ہوئی ہے تو شاعر نے اس بچے کے نسب کا انکار کیا اور اس کو مذکورہ بالا دو شعر کہے۔

اس کے بعد بیوی نے اس کو جواب میں مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

لا وَالَّذِی رَدَّکَ یَا صَفِی
مَا مَسَّنِی بَعْدَکَ مِنْ اِنْسِی
غیرَ غلامٍ واحدٍ قَیْسِی
بَعْدَ امرأینِ مِنْ بنی لؤی
وآخرین من بنی عَدِیّ
وَخمسۃٍ کانُوا علی الطَّوی
وستۃٍ جاءُ وا علَی العَشِی
وغیرُ ترکی وبصرانی

ان اشعار میں عورت نے اقرار کیا ہے کہ شوہر کی جدائی کے بعد اس کے ساتھ بہت لوگوں نے بدکاری کی ہے۔

ترکیب:

(لَتقعُدِنَّ) فعل بافاعل (مَقعَدَالقَصِیِّ) مفعول مطلق (منّی) متعلق ہوا (تقعدنّ) کے ساتھ (ذِی القاذورۃِ) صفت اوّل قصیّ کیلئے (المقلیّ) صفت ثانی (او) حرف عطف بمعنی الیٰ ان (تَحلِفِی بِرَبِّک) فعل بافاعل ومتعلق (العَلِیِّ) صفت ہے ربّ کی (اَنّ) حرف مشبہ بالفعل (ی) اس کا اسم (ابو ذَیّالِکِ الصَّبِیِّ) مضاف مضاف الیہ خبر ہوا انّ کیلئے۔

محل استشہاد:

انی ابو ذیالک الخ محل استشہاد ہے یہاں انّ مکسورہ بھی پڑھا جاتا ہے اور مفتوحہ بھی اسلئے کہ یہ ایسے فعل کے بعد واقع ہے جس کے بعد لام نہیں ہے۔

ومقتضی کلام المصنف الخ:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ انّ مکسورہ اور مفتوحہ دونوں پڑھنا (جب قسم کے بعد واقع ہو اور اس کی خبر میں لام نہ ہو) جائز ہے چاہے قسم والا جملہ فعلیہ ہو اور فعل لفظوں میں ہو جیسے حلفتُ إنّ زیدًا قائم یا لفظوں میں نہ ہو جیسے وَاللہِ إنّ زیدًا قائم اور چاہے جملہ اسمیہ ہو جیسے لَعمرکَ إنّ زیدًا قائم.

۳.....تیسری جگہ یہ ہے کہ جب انّ فاء جزائیہ کے بعد واقع ہو جائے تو وہاں اس کو مکسورہ بھی پڑھ سکتے ہیں اور مفتوحہ بھی جیسے مَنْ یاتنی فانہ مکرم۔ کسرہ کی صورت میں انّ اپنے معمول سمیت جملہ ہے جو شرط کے جواب میں واقع ہے والتقدیر من یاتنی فھو مکرمٌ، اور فتح کی صورت میں انّ اپنے مابعد کے ساتھ مل کر مصدر مبتدا اور خبر اس کی محذوف ہوگی والتقدیر من یاتنی فاکرامہ موجودٌ یا پھر یہ خبر ہوگی اور اس کا مبتدا محذوف ہوگا والتقدیر فجزاؤہ الاکرام.

اسی طرح تفصیل کتب ربکم الیٰ قولہ تعالیٰ فانّہ غفور رحیم میں بھی ہے یہی وجہ ہے کہ وہاں بھی یہ دونوں وجہیں جائز ہیں۔

۴.....اسی طرح فتح اور کسرہ وہاں بھی جائز ہے جہاں انّ ایسے مبتدا کے بعد واقع ہو جو معنی کے اعتبار سے قول ہو اور انّ کی خبر بھی معنًی قول ہو اور دونوں کا قائل ایک ہو جیسے خیرُ القول انّی احمدُاللہ (بہترین قول یہ ہے کہ میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں) ۔فتح کی صورت میں انّ اپنے مابعد سمیت مصدر خبر ہے والتقدیر خیرُ القول حمدُاللہ اور کسرہ کی صورت میں یہ جملہ بن کر خبر ہوگا خیر القول مبتدا اور انی احمداللہ اس کی خبر ہوگی اسی طرح ہے اوّل قراءتی (سبّح اسمَ ربک الاعلیٰ)

واضح رہے کہ چونکہ مبتدا خبر میں باہمی ربط ہوتا ہے اور جملہ من حیث الجملۃ مستقل ہوا کرتا ہے اسلئے خبر اگر جملہ واقع ہو تو اس میں ضمیر کا ہونا ضروری ہوتا ہے جو لوٹتی ہے مبتدا کی طرف لیکن خیر القول انی احمدُ اللّٰہ جیسے جملوں میں رابطہ کی ضرورت نہیں اس لئے کہ یہ معنی کے اعتبار سے بعینہ مبتدا ہے (مثلاً احمدُ اللّٰہ معنی کے اعتبار سے خیر القول ہے کیونکہ (احمد اللّٰہ) کا معنی ہے "میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں اور یہی "خیر القول" (بہترین قول) ہے وکذالک علی العکس ـ) تو یہ نطقی اللہ حسبی کی طرح ہو گیا جس کا تفصیلی ذکر مبتدا خبر کی بحث میں گزر گیا (کہ اس میں بھی جملہ ہونے کی وجہ سے رابطہ کی ضرورت نہیں)

ومثل سيبويه الخ:

سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کی مثال اوّلُ ما اقول انی احمد اللہ، سے دی ہے اور کسرہ کی وجہ وہی بتائی ہے جو پہلے گزر چکی کہ یہاں جملہ خبر واقع ہوا ہے، متقدمین اور متاخرین کا مسلک بھی یہی ہے جیسے امام مبرد، زجاج سیرانی، ابوبکر بن طاہر اور یہی اکثر نحویوں کا مسلک ہے۔

وَبَعْدَ ذَاتِ الْكَسْرِ تَصْحَبُ الْخَبَرَ

لَامُ الابْتِدَاءِ، نَحْوُ: إِنِّي لَوَزَرْ

ترجمہ: . . انّ مکسورہ کے بعد خبر کے ساتھ لام ابتداء آتا ہے جیسے انّی لوزر (بے شک میں جائے پناہ ہوں)

ترکیب:

(وَبَعْدَ ذاتِ الكسرِ) ظرف متعلق ہوا (تصحَب) کے ساتھ (تصحب) فعل (الخبرَ) مفعول بہ مقدم (لامُ الابتداءِ) فاعل مؤخر، (نحوُ :إنّي لَوَزَرای وذالک کائن کقولک انّی)

(ش) يجوز دخول لام الابتداء على خبر((إن))المكسورة، نحو:((إنّ زيدا لقائم))

وهذه اللام حقها أن تدخل على أول الكلام؛لإن لها صدر الكلام؛ فحقها أن تدخل على((إن)) نحو((لإن زيدًا قائم))لكن لما كانت اللام للتاكيد،وإن للتاكيد؛ كرهوا الجمع بين حرفين بمعنى واحد، فأخروا اللام إلى الخبر.

ولا تدخل هذه اللام على خبر باقي أخوات((إن))؛فلا تقول((لعلّ زيدًا لقائم)) واجاز الكوفيون

دخولها فی خبر ((لکن)) وأنشدوا:

۹۹-یَلُومُونَنِی فی حُبِّ لَیلَی عَواذِلِی
وَلٰکِنَّنِی مِنْ حُبِّهَا لَعَمِیدُ

وخرج علی أن اللام زائدة، کما شذ زیادتها فی خبر ((أمسی)) نحو قوله:

۱۰۰-مرّوا عجالی، فقالوا کیف سیّدکم
فَقَالَ مَنْ سألوا: أمسی لمجهودا

أی أمسی مجهودًا، وکما زیدت فی خبر المبتدا شذوذًا، کقوله:

۱۰۱-أُمُّ الحُلَیسِ لَعَجوزٌ شَهرَبة
تَرضَی مِنَ اللَّحمِ بِعَظمِ الرَّقَبة

وأجاز المبرّد دخولها فی خبر أن المفتوحة، وقد قرئ شاذا: (إلا أنهم لیأکلون الطّعام) بفتح ((أن))، ویتخرج أیضا علی زیادة اللام.

ترجمہ وتشریح:..........لام ابتداء کہاں آتا ہے؟

انَّ مکسورہ کی خبر پر لام ابتداء کالانا جائز ہے جیسے اِنَّ زیداً لَقَائمٌ، اب چونکہ لام ابتداء صدارت کلام چاہتا ہے اس لئے ہونا یہ چاہیے تھا کہ یہ انَّ پر داخل ہوتا لیکن چونکہ لام بھی تاکید کیلئے ہے اور انّ بھی اس وجہ سے نحویوں نے مکروہ (ناپسند) جانا کہ دوحرف ایک معنٰی والے جمع ہوجائیں تو انہوں نے لام کو مؤخر کرکے خبر کی طرف منتقل کردیا۔

ولا تدخل هذه اللام الخ:

لام ابتداء انّ کے دیگر اخوات انّ، لکن وغیرہ پر نہیں آتا چنانچہ لعلّ زیدالقائم نہیں کہہ سکتے لیکن کوفیین نے لکنّ کی خبر میں داخل ہونے کو جائز کہا ہے، شاعر کا یہ قول انہوں نے دلیل میں پیش کیا ہے۔

۹۹-یَلُومُونَنِی فی حُبِّ لَیلَی عَواذِلِی
وَلٰکِنَّنِی مِنْ حُبِّهَا لَعَمِیدُ

ترجمہ:.....ملامت کرنے والے مجھے لیلیٰ کی محبت کی وجہ سے ملامت کرتے ہیں لیکن (میں ان کو توجہ نہیں دیتا اس لئے کہ) میں اس کی محبت کی وجہ سے سخت غمزدہ ہوں۔

تشریح المفردات:

(یلوم) از نصر ملامت کرنا، لیلیٰ محبوبہ کا نام ہے تانیث لفظی اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہے عواذل عاذلة کی جمع ہے چونکہ یہ جمع تکسیر ہے اسلئے اس کے فعل کو مذکر و مؤنث دونوں طرح لایا جاتا ہے عمید بخت غمزدہ شخص، جس کو عشق نے شکستہ خاطر کر دیا ہو۔

ترکیب:

(یَلُومُونَنِی) فعل و مفعول (فی حُبِّ لَیلی) اس کے ساتھ متعلق (عَواذِلِی) مضاف الیہ، فاعل (عواذلی) یا بدل کل ہے یلومونی کے واؤ سے، یا اس میں بھی اکلونی البراغیث والی لغت ہے (جس کا تفصیلی ذکر پہلے گذر چکا) (لٰکِنَّنِی) لکنّ حرف مشبہ بالفعل یا اسم (لعمید) خبر (مِنْ حُبِّهَا) اس کے ساتھ متعلق۔

محل استشہاد:

لعمید محل استشہاد ہے اس لئے کہ یہاں لام ابتداء لکنّ کی خبر پر آیا ہے اور یہ کوفیین کے ہاں جائز ہے۔

بصریین اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہ شعر صحیح نہیں اور کسی ثقہ آدمی نے اس کو نقل بھی نہیں کیا لہٰذا اس سے حجت تام نہیں۔

دوسرا جواب شارح نے دیا ہے کہ یہاں لام زائد ہے اور لام ابتداء نہیں۔ جس طرح اس کی زیادت امسیٰ کی خبر میں بھی شاذ آئی ہے۔ جیسے شاعر کا یہ قول ہے۔

۱۰۰ - مَرّوا عجالی، فقالوا کیف سیّدکم
فَقَالَ مَنْ سَألُوا: أمسٰی لَمَجْهُودا

ترجمہ: ...سردار کے ساتھی جلدی گزرے اور انہوں نے پوچھا کہ تمہارا سردار کیسا ہے تو جس آدمی سے انہوں نے سوال کیا اس نے جواب دیا کہ وہ تو (عشق کے مرض کی وجہ سے) بہت تکلیف میں ہے۔

تشریح المفردات:

(عجالیٰ) عین کے ضمہ کے ساتھ جمع ہے عجلان کی جیسے سُکاریٰ جمع ہے سکران کی (من سالوا) اس میں دو روایتیں ہیں اگر معروف پڑھا جائے تو موصول کی طرف لوٹنے والی عائد ضمیر محذوف ہوگی ای فقال الذی سالوہ، اور مجہول کی صورت میں عائد واؤ جمع ہوگا باعتبار معنی ای فقال الذین سئلوا (مجہود) جس کو مشقت منتہیٰ تک پہنچادے۔

ترکیب:

(مــرّوا) فعل بافاعل (عــجــالــی) حال (فَــقــالُــوا) فعل بافاعل (کیف) اسم استفہام خبر مقدم (سیّد کم) مبتدامؤخر (فَقالَ) فعل (مَنْ سالُوا) فاعل (امسٰی) فعل ناقص (هو) ضمیر مستتر اس کیلئے اسم (لمجهُودا) خبر۔

محل استشہاد:

لمجهودا محل استشہاد ہے یہاں امسٰی کی خبر میں لام زائد آیا ہے جوکہ شاذ ہے اور مبتدا کی خبر میں بھی کبھی بطور شاذ کے لام زائد آتا ہے جیسے شاعر کا یہ قول ہے۔

۱۰۱-أُمُّ الــحُــلَيْــسِ لَــعَــجُــوزٌ شَهْــرَبَةْ

تَــرْضَــى مِنَ الــلَّــحْــمِ بِــعَــظْــمِ الــرَّقَبَةْ

ترجمہ: ...ام حلیس تو ایک بوڑھی اور کمزور عورت ہے وہ گوشت میں سے گردن کی ہڈی کے گوشت کو زیادہ پسند کرتی ہے (اس لئے کہ یہ بنسبت دوسرے گوشت کے چبانے میں نرم ہوتا ہے) یا یہ کہ وہ گوشت کے بدلے گردن کی ہڈی کے شوربہ کو پسند کرتی ہے (اس لئے کہ وہ غریب ہونے کی وجہ سے گوشت خرید نہیں سکتی یا گوشت تو خرید سکتی ہے لیکن بڑھاپے کی وجہ سے چبا نہیں سکتی)

تشریح المفردات:

(ام الــحــلــيــس) یہ گدھی کی کنیت ہے یہاں شاعر نے گدھی کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے عورت کی کنیت "امّ الحلیس" رکھ دی ہے عجوز بڑی عمر والی، بوڑھی، ابن السکیت رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک (عجوز) تاء کے ساتھ مؤنث استعمال نہیں ہوتا اور ابن الانباری رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عجوزۃ پڑھ سکتے ہیں، اس کی جمع عجائز، عجز آتی ہے شهربة بمعنی فانیة من اللحم یا من تبعیض کے لئے ہے ای ترضی ببعض اللحم بلحم عظم الرقبة یا من بدل کے معنی میں ہے (جیسا کہ قرآن کریم میں ہے لَجَعَلْنَا مِنكم مَلائكة ای بدلكم) ای ترضی بدل اللحم بعظم الرقبة۔

محل استشہاد:

لعجوز محل استشہاد ہے اس لئے کہ یہاں مبتدا کی خبر پر لام زائد آیا ہے جوکہ شاذ ہے یا اس میں یہ تاویل بھی ہوسکتی ہے کہ لام اصل میں مبتدا پر داخل ہوا ہے جوکہ محذوف ہے۔ والتقدیر لهی عجوز:

اور مبرد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں انّ مفتوحہ کی خبر میں بھی لام زائدہ آتا ہے ان کی دلیل ایک شاذ قراءت ہے الا انّهم لیاکلونَ الطعامَ (انّ مفتوحہ کے ساتھ) یہاں انّ کی خبر لیاکلون میں لام زائد آیا ہے، اس کا بھی وہی جواب ہے کہ یہ لام ابتداء کا نہیں بلکہ زائدہ ہے۔ واللہ اعلم۔

وَلاَ يَلِي ذِى اللاَّمَ مَا قَدْ نُفِيَا
وَلاَ مِنَ الأَفْعَالِ مَا كَرَضِيَا
وَقَدْ يَلِيهَا مَعَ قَدْ كَإِنَّ ذَا
لَقَدْ سَمَا عَلَى العِدَا مُسْتَحْوِذَا

ترجمہ: ..انّ کی منفی خبر پر لام نہیں آتا اور اس خبر پر بھی نہیں آتا جو رضِیَ (ماضی متصرف) کی طرح ہو۔ اور کبھی قد والی ماضی کے ساتھ لام آتا ہے جیسے انّ ذا الخ (بے شک یہ آدمی غلبہ حاصل کر کے اپنے دشمنوں پر بلند ہوا)۔

ترکیب:

(لاَ نافیہ (يَلِى) واحد مذکر غائب مضارع معلوم از ضرب (ذِى اللاَّمَ) مفعول بہ مقدم (مَا قَدْ نُفِيَا) موصول صلہ فاعل (وَلاَ مِنَ الأَفْعَالِ الخ) اس پر عطف، (قَدْ) حرف تحقیق (يَلِى) فعل ضمیر اس میں مستتر ہے جو راجع ہے (ما) ماضی کی طرف (ها) ضمیر مفعول (كَإِنَّ ذَا الخ) اى كقولك انّ ذا الخ، (انّ) حرف مشبہ بالفعل (ذا) اس کا اسم (لَقَدْ سَمَا عَلَى العِدَا) اس کی خبر (مُسْتَحْوِذَا) حال ہے سَمَا (فعل) کی ضمیر سے۔

(ش) اذا كان خبر "إنّ" منفيًا لم تدخل عليه اللام؛ فلا تقول: ((إن زيدا لمايقوم)) وقد ورد في الشعر، كقوله:

۱۰۲ - وَأَعْلَمُ إنَّ تَسْلِيمًا وَتَرْكًا
لَلاَ مُتَشَابِهَانِ وَلاَ سَوَاء

وأشار بقوله: ((ولا من الأفعال ما كرضيا)) إلى أنه إذا كان الخبر ماضيًا متصرفا غير مقرون بقد لم تدخل عليه اللام؛ فلا تقول ((إن زيدا لرضى)) وأجاز ذلك الكسائي، وهشام؛ فإن كان الفعل مضارعا دخلت اللام عليه، ولا فرق بين المتصرف نحو: ((إن زيدًا ليرضى)) وغير المتصرف، نحو: ((إن زيدًا

لیذر الشر)) هذا إذا لم تقترن به السين أو سوف؛ فإن اقترنت (به)، نحو: ((إن زيدًا سوف يقوم)) او ((سيقوم)) ففي جواز دخول اللام عليه خلاف؛ (فيجوز إذا كان ((سوف)) على الصحيح، وأما إذا كان السين فقليل)

وإذا كان ماضيًا غير متصرف فظاهر كلام المصنف (جواز) دخول اللام عليه؛ فتقول: ((إن زيدًا لنعم الرجل، وإنّ عمرًا لبئس الرجل)) وهذا مذهب الأخفش والفراء، والمنقول أن سيبويه لا يجيز ذلك.

فإن قرن الماضي المتصرف ب((قد)) جاز دخول اللام عليه، وهذا هو المراد بقوله: ((وقد يليها مع قد)) نحو: إن زيدًا لقد قام)).

ترجمہ وتشریح:

جب انّ کی خبر منفی ہوتو اس صورت میں اس پر لام کالانا صحیح نہیں جیسے إنّ زيدًا للايقوم اسلئے کہ اس صورت میں دو لام آتے ہیں جو کہ ناپسندیدہ ہے نیز یہ لام اثبات کی تاکید کیلئے آتا ہے جو کہ نفی کی ضد ہے، ہاں بعض مرتبہ شعر میں آیا ہے جیسے شاعر کا یہ قول ہے۔

۱۰۲ – وَاَعلَمُ انَّ تَسلِيمًا وَتَركًا
لَلاَمُتَشَابِهَانِ وَلاَسَوَاءُ

ترجمہ: میں جانتا ہوں کہ کسی کے ذمہ کام حوالہ کرنا اور نہ کرنا ایک جیسے ہیں اور نہ برابر۔

ترکیب:

(أعلَمُ) فعل مضارع (انا) ضمیر مستتر اس کا فاعل (ان) حرف مشبہ بالفعل (تَسلِيمًا وَتَركًا) معطوف علیہ معطوف اس کا اسم (لَلاَمُتَشَابِهَانِ الخ) خبر۔

تشریح المفردات:

تسليمًا اى تسليم الامر کسی کو کام حوالہ کرنا ترکا اى ترك التسليم کسی کو کام حوالہ نہ کرنا بلکہ خود کرنا، سواء مصدر ہے تثنیہ سے اس کا خبر واقع ہونا صحیح ہے اس لئے کہ مصدر تثنیہ وجمع واقع نہیں ہوتا لاسواء کو ضرورت شعری کی وجہ سے مؤخر کیا ورنہ پہلے ہونا چاہیے تھا۔

محلِ استشہاد:

للامُتَشَابِھَانِ محلِ استشہاد ہے انّ کی خبر منفی بلا پر لام آیا ہے جو کہ شاذ ہے۔

واشار بقوله وَلامِنَ الافعال الخ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں یہاں چند جزئیات ہیں۔

۱... جب خبر ماضی متصرف ہو اور قد کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو تو اس صورت میں اس پر لام ابتداء نہیں آتا چنانچہ انّ زیدًا لَرَضِیَ نہیں کہہ سکتے اس کی وجہ یہ ہے کہ لام میں اصل یہ ہے کہ وہ اسم پر داخل ہو اور ماضی متصرف اسم کے ساتھ کسی طرح بھی مشابہ نہیں۔

امام کسائی اور ہشام رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جائز کہا ہے وہ یہاں قد کو مقدر مانتے ہیں جس کے جواز کی وجہ آگے آرہی ہے۔

۲... اگر فعل مضارع ہو تو اس پر لام ابتداء داخل ہوتا ہے اسلئے کہ لام ابتداء اسم پر داخل ہوتا ہے اور فعل مضارع اسم کے ساتھ کئی وجوہ سے مشابہت رکھتا ہے (جیسا کہ پہلے معرب مبنی کے بحث میں گزر چکا) واضح رہے کہ اس میں فعل مضارع کا متصرف ہونا ضروری نہیں متصرف ہو جیسے إنّ زیدًا الیرضٰی یا غیر متصرف جیسے انّ زیدًا الیذرُ الشرّ (تصرف سے تصرف تام مراد ہے نہ کہ ناقص ورنہ تو یذر کا امر بھی استعمال ہوتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں فذرھم آیا ہے متصرف اور غیر متصرف کی تفصیل کان واخواتھا میں گزر گئی ہے من شاء فلیراجع الیہ۔

۳... اگر مضارع کے ساتھ "سین" یا "سوف" ہو تو اس پر لام کے داخل ہونے میں اختلاف ہے صحیح قول کے مطابق "سوف" کی صورت میں لام ابتداء کا داخل ہونا صحیح اور "سین" کی صورت میں قلیل ہے۔

۴... جب ماضی غیر متصرف ہو تو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے ظاہر سے اس پر لام کے داخل ہونے کا جواز معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ انہوں نے (رَضِیَ) (فعل متصرف) پر داخل ہونے کو منع کیا ہے یہ اخفش اور فراء رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک ہے اور سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے عدم جواز منقول ہے۔

۵. اگر ماضی متصرف کے ساتھ ہو تو اس پر لام کا داخل ہونا صحیح ہے اس لئے کہ قد اس کو حال کے قریب کرتا ہے تو اس کی مشابہت فعل مضارع کے ساتھ ہو جائے گی اور فعل مضارع پر لام کا داخل ہونا صحیح تھا لہٰذا یہاں بھی صحیح ہے۔

وَتَصْحَبُ الواسطَ معمُولَ الخبر

وَالفصلَ واسمًا حَلَّ قبلَهُ الخبر

ترجمہ: اور یہ لام اس خبر کے معمول پر آتا ہے جو درمیان میں ہو اور ضمیر فصل اور اس اسم پر بھی آتا ہے جس سے پہلے خبر آجائے۔

ترکیب:

(تصحبُ) فعل (هی) ضمیر مستتر جو راجع ہے لام کی طرف وہ اس کا فاعل (الواسطَ معمولَ الخبر) مبدل منہ اور بدل مفعول بہ (وَالفصلَ واسمًا الخ) ماقبل پر عطف ہے۔

(ش) تدخل لام الابتداء على معمول الخبر إذا توسط بين اسم إن والخبر، نحو: ((إن زيدا لطعامك آكل)) وينبغي أن يكون الخبر حينئذ مما يصح دخول اللام عليه كما مثلنا فإن كان الخبر لا يصح دخول اللّام عليه لم يصح دخول اللام على المعمول، كما إذا كان (الخبر) فعلا ماضيًا متصرفا غير مقرون ب((قد)) لم يصح دخول اللام على المعمول؛ فلا تقول ((إن زيدا لطعامك آكل)) وأجاز ذلك بعضهم، وإنما قال المصنف: ((وتصحب الواسط)) أی: المتوسط -تنبيها على أنها لا تدخل على المعمول إذا تأخر؛ فلا تقول ((إن زيدا آكل لطعامك))

وأشعر قوله بان اللام إذا دخلت على المعمول المتوسط لا تدخل على الخبر، فلا تقول ((إن زيد الطعامك لآكل))، وذلك من جهة أنه خصص دخول اللام بمعمول الخبر المتوسط، وقد سمع ذلك قليلا، وحكى من كلامهم ((إنى لبحمد الله لصالح))

وأشار بقوله: ((والفصل)) إلى أن لام الابتداء تدخل على ضمير الفصل، نحو: ((إن زيدا لهو القائم)) وقال الله تعالىٰ: (إن هذا لهو القصص الحق) ف((هذا)) اسم ((إن))، و((هو)) ضمير الفصل، ودخلت عليه اللام، و((القصص)) خبر ((إن)).

وسمى ضمير الفصل لانه يفصل بين الخبر والصفة، وذلك إذا قلت ((زيد هو القائم)) فلو لم تأت ب((هو)) لاحتمل أن يكون ((القائم)) صفة لزيد، وأن يكون خبرًا عنه، فلما أتيت ب ((هو)) تعين أن يكون ((القائم)) خبرًا عن زيد.

وشرط ضمير الفصل أن يتوسط بين المبتدأ والخبر، نحو: ((زيد هو القائم)) أو بين ما أصله المبتدأ والخبر، نحو: ((إن زيدا لهو القائم)).

وأشار بقوله:((واسما حل قبله الخبر))إلى أن لام الابتداء تدخل على الاسم إذا تأخر عن الخبر، نحو:((إن في الدار لزيدًا)) قال الله تعالى:(وَإِنَّ لَكَ لَاجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ)

وكلامه يشعر (أيضًا) بأنه إذا دخلت اللام على ضمير الفصل أو على الاسم المتأخر لم تدخل على الخبر وهو كذالك فلا تقول "إِنَّ فِي الدَّارِ لَزَيْدًا" ومقتضى إطلاقه في قوله إنّ لام الابتداء تدخل على المعمول المتوسط بين الاسم والخبر أنّ كل معمول إذا توسط جاز دخول اللام عليه؛ كالمفعول الصريح، والجار والمجرور، والظرف، والحال، وقد نص النحويون على منع دخول اللام على الحال؛ فلا تقول: ((إن زيدا لضاحكا راكب))

ترجمہ وتشریح:

۱ .. جب خبر کا معمول اسم اور خبر کے درمیان آجائے تو اس صورت میں اس معمول پر لام ابتداء آتا ہے جیسے إنّ زیــــدًا لطعامَكَ آكلٌ " لیکن اس صورت میں بھی خبر کا ایسا ہونا ضروری ہے جس پر لام کا داخل ہونا صحیح ہو جیسے گزری ہوئی مثال 'اور اگر خبر اس قبیل سے ہو جس پر لام کا داخل ہونا صحیح نہ ہو مثلاً خبر فعل ماضی متصرف غیر مقرون بقد ہو جیسے رضـــي' آكل تو پھر اس قسم کی خبر کے معمول پر بھی لام ابتداء کا داخل ہونا صحیح نہیں لہٰذا "انّ زیدًا لطعامَكَ آكل" کہنا صحیح نہیں اگرچہ بعض حضرات نے اس کو جائز کہا ہے۔

۲ .. نیز مصنف رَحِمَهُ اللهُ تَعَالیٰ نے 'تصحب الواسط " کہکر اس بات پر تنبیہ فرمائی کہ اگر معمول درمیان کے بجائے بعد میں آجائے پھر بھی لام ابتداء داخل نہیں ہوگا چنانچہ "انّ زیدًا آكلٌ لطعامك " صحیح نہیں۔

۳ .. "والفصل" کے ساتھ مصنف رَحِمَهُ اللهُ تَعَالیٰ نے اس طرف اشارہ کیا کہ لام ابتداء ضمیر فصل پر بھی داخل ہوتا ہے۔ جیسے إنّ زیدًا لھُوَ القائم ،اور قرآن کریم میں بھی ہے إنّ هـذا لَهُوَ القصص الحق،اس کو ضمیر فصل اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ خبر اور صفت میں فرق کرنے کیلئے آتی ہے اس لئے کہ اگر زید ھو القائم میں ھو کو نہ لایا جائے تو یہ احتمال ہوسکتا ہے کہ قائم زید کی صفت ہو یا خبر ہو لیکن ھو ضمیر سے متعین ہوگیا کہ القائم 'زید کی خبر ہے نہ کہ صفت اس لئے کہ موصوف صفت میں اجنبی کا فاصلہ نہیں ہوتا۔

ضمیر فصل کی شرط یہ ہے کہ وہ مبتدا اور خبر کے درمیان واقع ہو جیسے زیدٌ ھو القائم یا اس میں واقع ہو جو باعتبار اصل کے

مبتدا خبر تھے جیسے انَّ زَیدًا لَھو القائم یہاں زید، القائم اگر چہ فی الحال مبتدا خبر نہیں اس لئے کہ زیدان کا اسم اور القائم اس کی خبر ہے لیکن اصل کے اعتبار سے انَّ کے داخل ہونے سے پہلے یہ مبتدا، خبر تھے۔

۴... واسمًا حلّ قبله الخبر کے ذریعے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشارہ کیا ہے اس بات کی طرف کہ لام ابتداء انَّ کے اسم پر داخل ہوتا ہے جب وہ خبر سے مؤخر ہو جیسے انَّ فی الدّار لَزیدًا ،اور قرآن کریم میں بھی ہے إنَّ لك لَاَجرًا غیرَ ممنون، (اس طرح کی مثالیں قرآن وحدیث میں بہت زیادہ ہیں)

۵... مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے ضمنی طور پر یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ جب لام ضمیر فصل یا اسم مؤخر پر داخل ہو تو پھر وہ خبر پر داخل نہیں ہوگا لہٰذا انَّ زیدًا لَھُو لَقائمٌ ،انَّ لَفِي الدّار لزيدًا کہنا صحیح نہیں۔

۶ . مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے اطلاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر معمول جب درمیان میں آجائے اس پر لام کا داخل ہونا صحیح ہے جیسے صریح مفعول، جار مجرور، ظرف، حال' لیکن نحویوں نے تصریح کی ہے کہ لام کا داخل ہونا حال پر صحیح نہیں جیسے انَّ زیدًا لَضَاحِكًا راكبٌ۔ (حال اور تمیز کا حکم علماء نے ایک لکھا ہے)

وَوَصـلُ مَـا بِـذِی الـحـروفِ مُـبـطـلُ
إعـمَــالَهَـــا،وَقَـــدْيُـبْـقَـــی الــعَــمَــل

ترجمہ: ...اور ماغیر موصولہ کا ان حروف مشبہ بالفعل کے ساتھ ملنا ان کے عمل کو باطل کرتا ہے، اور کبھی ان کا عمل باقی بھی رہتا ہے۔

ترکیب:

(وَصـلُ مَـابِذی الحروفِ) مضاف مضاف الیہ مبتدا (مُبطـلُ إعمَالَهَا) خبر (قَدْ) حرف تقلیل (يُبقَى العَمل) فعل مضارع مجہول با نائب فاعل۔

(ش) اذا اتـصـلـت ((مـا)) غير الموصولة بإن وأخواتها كفتها عن العمل، إلا ((ليت)) فإنه يجوز فيها الإعمال (والإعـمـال) فتقول: ((إنـمـا زيـدقـائـم)) ولا يجوز نصب ((زيد)) وكذلك أن (وكان) ولكنّ ولعلّ، وتـقـول: ((ليتـمـا زيد قائم)) وإن شئت نصبت ((زيدًا))، فقلت ((ليتما زيدًا قائم)) وظاهر كلام المصنف– رحمه الله تعالى!– أن ((مـا)) إن اتصلت بهذه الأحرف كفتها عن العمل، وقد تعمل قليلا، وهذا مذهب جماعة من الـنـحـويـيـن (كـالـزجـاجي، وابن السراج) وحكى الأخفش والكسائي ((إنما زيدًا قائمٌ)) والصحيح

المذهب الأول، وهو أنه لايعمل منها مع ((ما)) إلا ((ليت))، وأما ما حكاه الأخفش والكسائي فشاذ، واحترزنا بغير الموصولة من الموصولة؛ فإنها لاتكفها عن العمل، بل تعمل معها، والمراد من الموصولة التي بمعنى ((الذي))، نحو: ((إن ما عندك حسن)) أي: إن الذي عندك حسن، والتي هي مقدرة بالمصدر، نحو: ((إن ما فعلت حسن)) أي: إن فعلك حسن.

ترجمہ وتشریح:............حرف مشبہ بالفعل کے ساتھ ما کافہ کا آنا:

۱...جب غیر موصولہ یعنی کافہ انّ اور اس کے اخوات کے ساتھ آجائے تو وہ ان کو عمل سے روکتا ہے۔ چنانچہ انما زیدٌ قائم پڑھنا صحیح ہے اور زید کو منصوب پڑھنا صحیح نہیں اسی طرح انّ کانّ وغیرہ میں بھی ہے (ما غیر موصولہ کو ما زائدہ اور ما کافہ بھی کہتے ہیں اس لئے کہ یہ زائد ہوتا ہے اور عمل سے روکتا ہے)

۲...حروف مشبہ بالفعل میں سے صرف لیتَ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ساتھ اگر ما کافہ آجائے تو اس صورت میں عمل دینا بھی جائز ہے اور نہ دینا بھی جائز ہے چنانچہ آپ لیتما زیدٌ قائم اور لیتما زیدًا قائم دونوں پڑھ سکتے ہیں (اس کی علت نحویوں نے یہ بیان کی ہے کہ ان حروف کو عمل ہی اس وجہ سے دیا گیا ہے کہ یہ اسماء کے ساتھ خاص ہیں اب جب ان پر ما زائدہ آجائے تو یہ اختصاص ختم ہوجاتا ہے اس لئے کہ ما افعال پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے باری تعالیٰ کا یہ قول ہے قُلْ انما یوحیٰ الیّ الخ، اور کانّما یُساقون الی الموت، البتہ صرف لیتَ کے ساتھ ما زائدہ آنے میں عمل دینا اور نہ دینا دونوں جائز ہیں)

۳...مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان حروف کے ساتھ ما کافہ آجائے تو ان کو مکمل طور پر عمل سے روکتا ہے، لیکن (شارح فرماتے ہیں کہ) نحویوں کی ایک جماعت زجاجی، ابن السراج رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ کبھی کبھار ما کے باوجود عمل کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اخفش اور کسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے انما زیدًا قائم کی حکایت کی ہے جس میں ما کے داخل ہونے کے باوجود زیدًا کو عمل دیا گیا ہے لیکن شارح کے نزدیک پہلا مذہب صحیح ہے اور وہ یہ ہے کہ لیتَ کے علاوہ حروف کے ساتھ اگر ما زائدہ آجائے تو وہاں عمل نہیں ہوگا اور اخفش اور کسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمل کی جو حکایت نقل کی ہے وہ شاذ ہے۔

۴...غیر موصولہ کہا تو موصولہ سے احتراز کیا اسلئے کہ ما موصولہ آنے کی صورت میں ان حروف کا عمل برقرار رہتا ہے جیسے إنّما عندکَ حَسَنٌ (موصولہ وہ ہے جو بمعنی الذی کے ہو)

اسی طرح موصولہ کہکر اس ما سے بھی احتراز کیا جو تقدیراً مصدر کے معنیٰ میں ہو جیسے إنَّ مَا فَعَلْتَ حَسَنٌ ای إن فِعلَکَ حَسَنٌ.

وَجَائِزٌ رَفْعُکَ مَعْطُوفًا عَلَىٰ
مَنْصُوبِ "إنَّ" بَعْدَ اَنْ تَسْتَکْمِلاَ

ترجمہ:۔ انّ کے اسم پر معطوف کو آپ رفع بھی دے سکتے ہیں بشرطیکہ یہ معطوف انّ کے دونوں معمولوں کے بعد آ جائے۔

ترکیب:

(جَائِزٌ) خبر مقدم (رَفْعُکَ) مبتدا مؤخر (یہاں مصدر کی اضافت فاعل کی طرف ہے، اور مصدر فعل جیسا عمل کرتا ہے) (مَعطوفًا علیٰ منصُوبِ إنَّ) مفعول بہ (بَعْدَ اَنْ تَسْتَکْمِلاَ بتاویل مصدر، اور مصدر کا مفعول محذوف ہے ای بعد استکمالھامعمولیھا (ظرف)

(ش) ای إذا اتی بعد اسم ((إنّ)) وخبرھا بعاطف جاز فی الاسم الذی بعدہ وجھان؛ أحدھما: النصب عطفًا علی اسم ((إنّ زیدًا قائمٌ وعمرًا))

والثانی: الرفع نحو: ((إنّ زیدًا قائمٌ، وعمرو)) واختلف فیہ فالمشھور أنہ معطوف علی محل اسم ((إنّ)) فإنہ فی الأصل مرفوع لکونہ مبتدأ، وھذا یشعر بہ (ظاھر) کلام المصنف، وذھب قوم إلی أنہ مبدأ وخبرہ محذوف، والتقدیر: وعمرو کذلک، وھو الصحیح.

فإن کان العطف قبل أن تستکمل ((إنّ)) –أی قبل أن تاخذ خبرھا– تعیّن النصب عند جمھور النحویین؛ فتقول: إن زیدًا وعمرًا قائمان، وإنک وزیدًا ذاھبان؛ وأجاز بعضھم الرفع.

ترجمہ وتشریح:..........انّ کے اسم پر معطوف کا اعراب:

جب انّ کے بعد اس کا اسم اور خبر آ جائے اور پھر اس اسم پر کوئی چیز معطوف کرنا چاہیں تو اس صورت میں معطوف کے اعراب میں دو وجہیں جائز ہیں۔

ا......عطف کی وجہ سے منصوب پڑھنا جیسے انّ زیدًا قائمٌ وعمرًا یہاں عمرًا کو زیدًا پر عطف کر کے منصوب پڑھ سکتے ہیں۔

۲...مرفوع پڑھنا۔ پھر اس رفع کی وجہ میں اختلاف ہے مشہور تو یہ ہے کہ یہ انَّ کے محل پر معطوف ہے اور وہ اصل میں مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع تھا مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ کے کلام سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے، اور بعض حضرات کے ہاں اس مرفوع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے والتقدیر وعمرو کذالك اور یہی صحیح ہے۔ یہ تفصیل تو اس صورت میں ہے جب معطوف مذکور انَّ کے اسم اور خبر دونوں کے بعد آجائے اگر صرف انَّ کے اسم کے بعد آجائے اور خبر سے پہلے ہو تو پھر جمہور بصریین کے ہاں نصب متعین ہے۔ جیسے: انَّ زیدًا وَعمرًو اقائمان، اگرچہ بعض نے یہاں بھی رفع کو جائز کہا ہے۔ والتفصیل فی المطوّلات:

وَأُلْـحِـقَـتْ بِـأَنَّ لَـكِـنَّ وأَنّْ ... مِـنْ دُوْنِ لَيْـتَ وَلَـعَـلَّ وَكَـأَنّْ

ترجمہ: ۔ لکنَّ اور انَّ عطف کے حکم میں اِنَّ کے ساتھ ملحق ہیں سوائے لیت لعلَّ اور کانَّ کے (یعنی آخری تینوں کا حکم اِنَّ کی طرح نہیں)

ترکیب:

(أُلحِقَتْ) فعل ماضی مجہول (بانَّ) اس فعل مذکور کے ساتھ متعلق (لکِنَّ و انَّ) معطوف علیہ معطوف نائب فاعل (مِنْ دُوْنِ الخ) جار مجرور الحقت کے متعلق ہوا۔

(ش) حکم أن المفتوحة و((لکنّ)) فی العطف علی اسمهما حکم((إنّ)) المکسورة، فتقول: ((علمت أن زیدًا قائم وعمرو)) برفع((عمرو)) ونصبه، وتقول: ((علمت أن زیدًا وعمرًا قائمان)) بالنصب فقط عند الجمهور، وکذلك تقول: ((مازید قائمًا، لکنّ عمرًا منطلق وخالدا)) بنصب خالد ورفعه، و((مازید قائمًا لکن عمرا وخالدًا منطلقان، بالنصب فقط.

وأما((لیت ولعلّ وکأن)) فلایجوز معها إلا النصب، (سواء تقدم المعطوف، أو تأخر) فتقول: لیت زیدا وعمرًا قائمان، ولیت زیدًا قائم وعمرًا، بنصب((عمرو)) فی المثالین، ولا یجوز رفعه، وکذلك ((کأن، ولعل))، وأجاز الفرّاء الرفع فیه -مقدمًا ومتأخرًا- مع الأحرف الثلاثة.

ترجمہ وتشریح: ....انّ کے خوات کے اسم پر معطوف کا حکم:

ا......اس سے پہلے اِنّ کے اسم پر معطوف کے اعراب کا تفصیل سے ذکر ہوا اب یہاں یہ بتا رہے ہیں کہ اَنّ مفتوحہ اور لٰـکـنّ دونوں کے اسم پر معطوف کے اعراب کا حکم بھی اِنّ کے اسم پر معطوف کے اعراب کا ہے چنانچہ عَلِمتُ اَنّ زیدًا قائم وعمرو میں عمرو کو مرفوع اور منصوب دونوں طرح پڑھنا جائز ہے اور علمتُ انّ زیدًا وعمرا قائمان صرف نصب کے ساتھ ہی جائز ہے جو کہ جمہور کا مسلک تھا اسی طرح اعراب لکنّ میں بھی ہے۔

۲......لیتَ لعَلَّ کانّ کا حکم اس مسئلے میں اِنّ مکسورہ کی طرح نہیں لہٰذا اس میں صرف نصب جائز ہے چاہے معطوف مقدم ہو یا مؤخر۔ چنانچہ آپ لیتَ زیدًا وعمرًا قائمان لیتَ زیدًا قائم وعمرا عمرو کے نصب کے ساتھ ہی پڑھینگے اسی طرح کانّ اور لَعَلّ کی مثالوں میں) بعض علماء نحو نے اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ چونکہ لیت وغیرہ جملے کو انشاء کے معنی میں کرتے ہیں اس وجہ سے رفع کی صورت میں خبر کا عطف لازم آئے گا انشاء پر جو کہ مستحسن نہیں ہے۔ اور فراء رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان میں بھی رفع کو جائز کہا ہے۔ ولِکُلّ وِجہَۃ۔

وَخُـفِّـفَـتْ إنَّ فَـقَـلَّ الـعَـمَـل
وَتَـلْـزَمُ الـلامُ إذامَـاتُـهْـمَـل
وَرُبَّـمَـا اسْـتُـغْـنِـيَ عَـنْـهَـا إنْ بَـدَا
مَـا نَـاطِـقٌ أرادَهُ مُـعْـتَـمِـدا

ترجمہ:......انّ میں کبھی تخفیف کی جاتی ہے (جیسے اِنْم) تو اس کا عمل قلیل ہوتا ہے اور عمل نہ ہونے کی صورت میں پھر اس کی خبر پر لام کا لانا ضروری ہوتا ہے۔ اور کبھی اس لام کی ضرورت نہیں ہوتی اگر متکلم کی مراد اعتماد کی وجہ سے ظاہر ہو۔

ترکیب:

(خُفِّفَتْ) ماضی مجہول (اِنَّ) باعتبار لفظ نائب فاعل (فاء) عاطفہ (قَلَّ العَمل) فعل فاعل (تَلزَمُ اللامُ) فعل فاعل (إذا) ظرف متضمن معنی شرط ما زائدہ (تُهمَل) فعل نائب فاعل شرط جزاء محذوف ہے ای لزمتها اللام (واو) عاطفہ (ربَّ) حرف تقلیل (مَا) کافہ (استُغنِیَ) فعل ماضی مجہول (عَنها) جار مجرور نائب فاعل (اِنْ) حرف شرط (بَدَا) فعل (ما ناطِقٌ ارادهُ) موصول صلہ فاعل (معتمدا) حال ہے ارادکی مستتر ضمیر سے۔ جزاء محذوف ہے اور ما قبل کی عبارت اس پر دال ہے۔

(ش) إذا خففت ((إنّ)) فالأكثر فى لسان العرب إهمالها فتقول: ((إن زيد لقائم)) وإذا أهملت لزمتها اللام فارقة بينها وبين ((إن)) النافية، ويقل اعمالُها فتقول: ((إن زيدا قائم)) وحكى الإعمال سيبويه، والأخفش، رحمهما الله تعالى، فلا تلزمها حينئذ اللام، (لأنها لا تلتبس — والحالة هذه — بالنافية) لأن النافية لا تنصب الاسم وترفع الخبر، وإنما تلتبس بان النافية إذا أهملت ولَمْ يظهر المقصود (بها) فإن ظهر المقصود (بها) فقد يستغنى عن اللام، كقوله:

١٠٣ — وَنَحْنُ أُبَاةُ الضَّيْمِ مِنْ آلِ مَالِكٍ
وَإنْ مَالِكٌ كَانَتْ كِرَامَ الْمَعَادِنِ

التقدير: وإن مالك لكانت، فحذفت اللام؛ لأنها لا تلتبس بالنافية؛ لأن المعنىٰ على الاثبات، وهذا هو المراد بقوله: ((وربما استغنى عنها إن بدا — إلى اخر البيت))

واختلف النحويون فى هذه اللام: هل هى لام الابتداء أُدخلت للفرق بين ((إن)) النافية و((إن)) المخففة من الثقيلة، أم هى لام أخرى اجتلبت للفرق وكلام سيبويه يدل على أنها لام الابتداء دخلت للفرق .

وتظهر فائدة هذا الخلاف فى مسألة جرت بين ابن أبى العافية وابن الأخضر؛ وهى قوله صلّى اللّٰه عليه وسلم: ((قد علمنا إن كنت لمؤمنا)) فمن جعلها لام الابتداء أوجب كسر ((إن)) ومن جعلها لام أخرى — اجتلبت للفرق — فتح أن، وجرى الخلاف فى هذه المسألة قبلهما بين أبى الحسن على بن سليمان البغدادى الأخفش الصغير، وبين أبى على الفارسى؛ فقال الفارسى: هى لام غير لام الابتداء اجتلبت للفرق، وبه قال ابن أبى العافية، وقال الأخفش الصغير: إنما هى لام الابتداء أدخلت للفرق، وبه قال ابن الأخضر.

ترجمہ وتشریح: .... اِنْ مخففہ کے متعلق چند جزئیات:

۱...... اِنّ (بتشدید النون) کو جب مخفف (یعنی بغیر شد کے) بنایا جائے تو لغت عرب میں اکثر یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنا عمل (یعنی اسم کو نصب اور خبر کو رفع دینا) نہیں کرتا ایسی صورت میں پھر اس کی خبر میں لام کا لانا ضروری ہوتا ہے تا کہ ان مخفف عن المثقل

اوران نافیہ کے درمیان فرق آجائے جیسے إِنْ زَيدٌ لَقائمٌ ۔اگر یہاں لام نہ لایا جائے اوران زیدٌ قائمٌ پڑھا جائے تو انْ نافیہ کے ساتھ التباس ہو جائے گا پھر اس کا معنی نفی کی صورت میں یہ ہوگا کہ زید کھڑا نہیں' جو کہ خلاف مقصود ہے۔(اس لئے کہ یہاں زید کے قیام کو ثابت کرنا ہے)

۲......امام سیبویہ اور اخفش رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان اگر مخفف ہو جائے پھر بھی یہ عمل کرے گا جیسے اِنْ زیدًا قائمٌ ،ان کے مسلک کے مطابق عمل کی صورت میں پھر ان مخفف کی خبر پر لام کالانا ضروری نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ عمل کی صورت میں ان نافیہ کے ساتھ اس کا التباس نہیں آتا اس لئے کہ ان نافیہ عمل ہی نہیں کرتا۔

۳...پہلے مسلک کے مطابق (کہ ان مخفف عمل نہیں کرتا) ان نافیہ کے ساتھ التباس کی وجہ سے خبر میں لام کالانا ضروری تھا تا کہ پتہ چلے کہ یہ ان مخفف ہے نافیہ نہیں یہ اس صورت میں ہے جب مقصود متکلم کا ظاہر نہ ہو مثلاً ان زیدٌ قائمٌ میں مخفف کی صورت میں یہ احتمال ہے کہ متکلم زید کے قیام کو ثابت کر رہا ہے اور نافیہ کا لحاظ کرتے ہوئے یہ احتمال ہے کہ متکلم زید کے قیام کی نفی کر رہا ہے۔لیکن اگر متکلم کا مقصود ظاہر ہو یعنی ظاہری قرائن سے پتہ چلتا ہو کہ یہاں متکلم کی مراد واضح ہے تو پھر چونکہ علت التباس باقی نہیں رہتی اس وجہ سے ان مخفف کی خبر میں لام کالانا ضروری نہیں۔جیسے شاعر کا یہ قول ہے۔

۱۰۳-وَنحنُ اُباةُ الضَّيمِ مِنْ آلِ مَالكٍ
وَإِنْ مَالِكٌ كَانَتْ كِرَامَ المَعَادِنِ

ترجمہ: ...ہم ظلم کو ماننے والے نہیں اور ہم آل مالک میں سے ہیں اور تحقیق مالک قبیلہ تو شریف الاصل تھا۔

تشریح المفردات:

(اباۃ) آبٍ کی جمع ہے ازابی یابی انکار کرنے والے ،جیسے قُضاۃٌ ،قاضٍ کی جمع ہے (الضیم) ظلم کو کہتے ہیں ،مالک شاعر کے قبیلے کے بڑے کا نام ہے یہاں اس سے مراد شاعر نے قبیلہ لیا ہے کرام جمع کریم کی بمعنی شریف المعادن معدن کی جمع ہے اصل کو کہتے ہیں۔

محل استشہاد:

وان مالکٌ کانت الخ محل استشہاد ہے یہاں ان مخفف عن المثقل غیر عامل ہے اور اس کی خبر میں لام لایا جاتا ہے تا کہ اس میں اور ان نافیہ میں فرق آجائے لیکن یہاں خبر میں لام کو نہیں لائے اسلئے کہ یہاں سامع کے ذہن پر اعتماد کیا گیا ہے کیونکہ یہ

مقام مقام مدح ہے اس لئے کہ شاعر نے شروع میں کہا کہ ہم ظلم کو ماننے والے نہیں اور یہ اچھی صفت ہے جیسا کہ شروع کلام سے مستفاد ہوتا ہے اب اگر یہاں ان نافیہ مراد لیا جائے تو وہ مذمت پر دلالت کرتا ہے پھر معنی یوں ہوگا کہ کرام قبیلہ شریف الاصل نہیں جس کی وجہ سے ایک ہی کلام میں تناقض آ جائے گا۔

لام ابتداء اور لام فارقہ میں فرق:

یہ بات پہلے گذر گئی کہ إنْ جب مخفف عن المثقل ہو جائے تو لغت عرب میں وہ عمل نہیں کرتا اور عمل نہ کرنے کی صورت میں اس کی خبر میں لام کا لانا ضروری ہے تاکہ اس کے اور ان نافیہ کے درمیان فرق آ جائے۔

اب اس لام میں اختلاف ہے کہ آیا یہ لام ابتداء ہے یا کوئی دوسرا لام ہے جو محض فرق کرنے کیلئے لایا گیا ہے، سیبویہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لام ابتداء ہے۔

ثمرہ اختلاف

اس اختلاف کا ثمرہ ابن ابی العافیہ اور ابن اخضر رحمہما اللہ تعالیٰ کے درمیان زیر بحث ہونے والے نبی اکرم ﷺ کے اس قول میں معلوم ہوتا ہے کہ جو کہ "قد علِمنا إنْ كنتَ لمؤمنًا" ہے جو حضرات اس کو لام ابتداء کہتے ہیں ان کے ہاں یہاں إن کا کسرہ ضروری ہے اور یہ مخفف عن المثقل ہوگا۔ اس صورت میں تعلیق ہے (یعنی لفظوں میں عمل نہیں ہوا ہے) تو یہاں لام ابتداء ان کی خبر میں آیا ہے تاکہ ان مخفف اور ان نافیہ کے درمیان فرق آ جائے کیونکہ إنْ نافیہ کی خبر میں لام نہیں آتا۔

اور جن حضرات کے ہاں یہ لام ابتداء نہیں بلکہ یہ ایک دوسرا لام ہے جو محض فرق کیلئے لایا گیا ان کے ہاں یہاں أنْ کو مفتوح پڑھا جائے گا یہاں بظاہر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ جب أنْ مفتوحہ مخفف ہو تو اس صورت میں چونکہ یہ مفتوح ہے اور إن نافیہ مکسور ہے اس لئے ان کے درمیان فرق ظاہر ہے تو پھر لام کو ان دونوں کے درمیان فرق کے لئے لانے کا کیا فائدہ ہے، تو اس کا آسان جواب یہ ہے کہ کبھی لام فرق ویسے بغیر احتیاج کے بھی لایا جاتا ہے جیسا کہ انْ مکسور میں بھی قرینہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ان نافیہ نہیں پھر بھی لام فرق آ جاتا ہے اگرچہ اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔

قوی مسلک:

پہلے یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ لام ابتداء صرف مبتداء پر داخل ہوتا ہے یا اس پر جو اصل کے اعتبار سے مبتدا ہو نیز یہ إنّ مکسورہ کے باب میں خبر اور معمول خبر اور ضمیر فصل پر داخل ہوتا ہے جب وہ مثبت، مؤخر، غیر ماضی متصرف اور قد سے خالی نہ ہو لیکن

یہ لام جو ان نافیہ اور ان مخفف کے درمیان فرق کیلئے لایا جاتا ہے اس میں یہ شرائط ملحوظ نہیں اس لئے کہ یہ ایسے مفعول پر داخل ہوتا ہے جو اصل کے اعتبار سے مبتداء خبر نہیں۔ جیسے إِنْ قَتَلْتَ لَمُسْلِمًا میں مُسْلِمًا پر لام فارقہ (فرق کرنے والا) آیا ہے حالانکہ یہ باعتبار اصل نہ مبتدا ہے نہ خبر، اسی طرح یہ لام فارقہ اس ماضی متصرف (اس کی تفصیل گذری ہے) پر بھی داخل ہوتا ہے جس سے پہلے قد نہ ہو جیسے ان زید لقامَ وغیرہ لہٰذا معلوم ہوا کہ لام ابتداء الگ ہے اور یہ لام جو محض فرق کیلئے لایا جاتا ہے الگ ہے اور یہی مسلک صحیح ہے۔ واللہ علم۔

والفعلُ ان لَمْ يكُ ناسخًا فَلا

تُلفِهِ غالبًا بانِ ذِي موصلا

ترجمہ: فعل اگر ناسخ للابتداء نہ ہو تو اکثر اس کو ان مخفف عن المثقل کے ساتھ ملا ہوا نہیں پائیگے۔

ترکیب:

(الفعلُ) مبتدا ((ان لَمْ يكُ ناسخًا) شرط (فلا تلفه) جزاء (غالبًا) حال ہے تلفہ کی (ہ) ضمیر سے بان ذی) جار مجرور (موصلا) مفعول ثانی کے متعلق۔

(ش) إذا خففت ((إنّ)) فلا يليها من الأفعال إلاّ الأفعال الناسخة للابتداء، نحو: كان وأخواتها، وظن وأخواتها، قال الله تعالىٰ: (وإن كانت لكبيرة إلاعلى الّذين هدى اللّٰه) وقال الله تعالىٰ: (وإن يكادُ الّذينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِأَبْصَارِهِمْ) وقال الله تعالىٰ: (وإن وجدنا اكثرهم لفاسقين) ويقل ان يليها غير الناسخ، وإليه أشار بقوله: ((غالبا)) ومنه قول بعض العرب: ((إن يزينك لنفسك، وإن يشينك لهيه)) وقولهم: ((إن قنعت كاتبك لسوطًا) وأجاز الأخفش ((إن قام لأنا)) ومنه قول الشاعر:

۲۰۴- شَلَّتْ يَمِيْنُكَ إِنْ قَتَلْتَ لَمُسْلِمًا

حَلَّتْ عَلَيْكَ عُقُوْبَةُ الْمُتَعَمِّدِ

ترجمہ وتشریح: .... إن مخفف عن المثقل کے بعد آنے والے افعال:

جب إنْ مخفف عن المثقل ہو تو اس کے بعد صرف وہی افعال آئیںگے جو ناسخ للابتداء ہوں جیسے کان وغیرہ، جیسا کہ قرآن شریف میں ہے وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً الخ، وان يكاد الذين الخ وَإِنْ وَجَدْنَا اكثرهُم الخ (ناسخ کی تفصیل

گزر چکی ہے)، غیر ناسخ کا ان کے ساتھ آنا قلیل ہے غالبًا کہکر مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اور اسی قبیل سے بعض عرب کا یہ قول بھی ہے اِن یزینکَ لنفسُکَ واِن یشینُکَ لَہِیہ (تیرا نفس تجھے خوبصورت بھی بناتا ہے اور عیب دار بھی) اور یہ قول بھی ہے "اِن قنعتَ کاتبکَ لَسوطًا" (آپ نے اپنے غلام کو ایک کوڑا لگایا) اور اخفش رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِنْ قَامَ لَانَا (تحقیق میں کھڑا ہوا) کو جائز کہا ہے ان تمام مثالوں میں ان مخفف عن المثقل کے بعد ایسے افعال آئے ہیں جو ناسخ للابتداء نہیں۔ اور اسی سے شاعر کا یہ قول ہے۔

۲۰۴- شَلَّتْ یَمِینُکَ إِنْ قَتَلْتَ لَمُسْلِمًا
حَلَّتْ عَلَیْکَ عُقُوبَةُ المتَعَمِّدِ

ترجمہ: آپ کا دایاں ہاتھ شل ہو جائے تحقیق آپ نے تو ایک مسلمان کو قتل کیا ہے جس کی وجہ سے قصداً قتل کرنے والے کی سزا آپ پر نازل، (واجب) ہو چکی ہے۔

تشریح المفردات:

(شلّت) بفتح الشین، اصل میں عین کلمہ مکسور ہے از سَمِعَ، ہاتھ کی حرکت کا بند ہو جانا۔ (حلّت) نَزَلتْ، نازل ہونا (عقوبة المتعمّد) قصداً قتل کرنے والے کی سزا جو کہ قرآن کریم میں ذکر ہے ومن قتل مؤمنًا متعمدا فجزاءہ جھنّم خالدًا فیھا الخ۔

ترکیب:

(شَلَّتْ یَمِینُکَ) فعل فاعل (إنْ) مخفف عن المثقل (قَتَلْتَ) فعل فاعل (لَمُسْلِمًا) میں لام فارقہ ہے اور (مسلما) مفعول بہ ہے۔ (حَلَّتْ) فعل (عَلَیْکَ) اس کے ساتھ متعلق (عُقُوبَةُ المتَعَمِّدِ) فاعل۔

شان ورود: ... عمرو بن جرموز نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا، اس شعر میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ ان پر مرثیہ پڑھ رہی ہیں اور ان کے قاتل کو بددعا دے رہی ہیں۔

محل استشہاد:

إن قَتَلتَ لَمُسْلِمًا محل استشہاد ہے یہاں ان مخفف عن المثقل کے ساتھ فعل آیا ہے جو کہ قَتَلْتَ ہے لیکن غیر ناسخ للابتداء ہے۔

وَإِنْ تُخَفَّفْ أَنَّ فَاسْمُهَا اسْتَكَنّْ
وَالْخَبَرَ اجْعَلْ جُمْلَةً مِنْ بَعْدِ أَنْ

ترجمہ: اگر انّ (مفتوحہ) کو مخفف کر دیا جائے تو اس کا اسم محذوف ہوگا اور اس کے بعد اس کی خبر کو جملہ بنائیں۔

ترکیب:

(اِنْ) حرف شرط (تُخففْ أنّ) فعل با نائب فاعل شرط (فَاسمُها استكنْ) مبتداء خبر جزاء (اجْعَلْ) فعل با فاعل (الخبر) اس کیلئے مفعول اوّل مقدم (جملةً) مفعول ثانی (مِنْ بَعْدِ أنْ) اجعل کے ساتھ متعلق ہوا۔

(ش) اذا خففت إنّ (المفتوحة) بقيت على ما كان لها من العمل، لكن لا يكون اسمها إلا ضمير الشأن محذوفًا، وخبرها لا يكون إلا جملة، وذلك نحو: ((علمتُ إنْ زيدٌ قائم)) جملة في موضع رفع خبر أنّ)) ((والتقدير)) ((علمت أنه زيدٌ قائم)) وقد يبرز اسمها وهو غير ضمير الشأن كقوله:

۱۰۵- فَلَوْ أَنْكِ فِي يَوْمِ الرَّخَاءِ سَأَلْتِنِي
طَلَاقَكِ لَمْ أَبْخَلْ وَأَنْتِ صَدِيقُ

ترجمہ وتشریح:

(أن) مفتوحہ مخففہ کے متعلق چند جزئیات:

۱..... جب أن مخفف عن المثقل ہو تو اس صورت میں اس کا عمل پہلے کی طرح برقرار رہے گا لیکن فرق یہ ہے کہ اس کا اسم ضمیر شان محذوف ہوگا اور خبر صرف جملہ ہوگی جیسے عَلِمتُ أنْ زيدٌ قائمٌ یہاں أن مخفف عن المثقل ہے (ہ) ضمیر اس کی حذف ہے جو اس کا اسم ہے اور زیدٌقائم محل رفع میں جملہ ان کی خبر ہے۔ اور تقدیر عبارت عَلِمتُ انه زيدٌ قائم ہے۔

اور کبھی ضمیر شان کے علاوہ اس کا اسم ظاہر ہوتا ہے جیسے شاعر کا یہ قول ہے۔

۱۰۵- فَلَوْ أَنْكِ فِي يَوْمِ الرَّخَاءِ سَأَلْتِنِي
طَلَاقَكِ لَمْ أَبْخَلْ وَأَنْتِ صَدِيقُ

ترجمہ:..... اگر آپ نکاح سے پہلے مجھ سے سوال کرتیں کہ میں آپ کا راستہ (یعنی آپ کو) چھوڑ دوں تو میں اس پر بخل نہ کرتا (یعنی آپ کو چھوڑ دیتا) حالانکہ آپ میری دوست ہو (شاعر اپنی سخاوت وزندہ دلی بتا رہا ہے کہ میں اتنا سخی آدمی ہوں کہ

بعض مرتبہ اپنے قریب کے دوستوں سے بھی جدائی اختیار کرنے کو تیار ہو جاتا ہوں جو ہر کسی کیلئے ممکن نہیں)

تشریح المفردات:

(لَوْ انكِ) میں خطاب اپنی بیوی کو ہے (رخاء) فراخی (طلاقك ای اخلاء سبیلك) چھوڑ دینا، (لم ابخل ای بـه (صدیق) بروزن فعیل بمعنی مفعول ہے اس میں مذکر و مؤنث دونوں برابر ہیں بعض کے ہاں یوم الرخاء سے مراد نکاح کا وقت ہے۔

ترکیب:

(لَوْ) شرطیہ غیر جازمہ (اَنْ) مخفف عن المثقل (كِ) ضمیر اس کا اسم (فِي يَوْمِ الرَّخَاءِ) جار مجرور (سالتنی) کے ساتھ متعلق (سَالْتنِیْ طَلاَقَكِ) فعل بامفعولین، شرط (لَمْ ابْخَلْ به) جواب شرط (وَانْتِ صَدِيقٌ) جملہ حالیہ۔

محل استشہاد:

لو انك محل استشہاد ہے یہاں أن مخفف عن المثقل کا اسم کاف ضمیر بارز کی شکل میں آیا ہے حالانکہ اس کا اسم محذوف اور ضمیر شان ہوتا ہے۔

وَاِن يَكُنْ فِعلاً وَلَمْ يَكُنْ دُعَا
وَلَمْ يَكُنْ تَصرِيفُهُ مُمْتَنِعَا
فَالأحسَنُ الفَصْلُ بِقَدْ، اَوْ نَفيٍ، اَو
تَنفِيسٍ، اَوْ لَوْ، وَقَلِيلٌ ذِكْرُ لَوْ

ترجمہ: ۔۔اگر خبر فعل ہو اس حال میں کہ بمعنی دعا نہ ہو اور اس کی تصریف ممتنع نہ ہو (یعنی وہ فعل متصرف ہو) تو اس صورت میں قد، نفی، حرف تنفیس (سین، سوف) یا لَوْ کے ساتھ فاصلہ اچھا ہے لیکن لَوْ کا ذکر کرنا قلیل ہے۔

ترکیب:

(اِنْ) حرف شرط (يكُن) فعل ناقص ضمیر مستتر اس کا اسم (فعلاً) خبر (وَلَمْ يَكُنْ دُعا) جملہ حالیہ معطوف علیہ (وَلَمْ يكُن تصريفُه مُمْتَنِعاً) جملہ معطوف (شرط) (فالأحسَنُ) مبتدا (الفَصْلُ بِقَدْ، اَوْ نفيٍ، أو تنفِيسٍ الخ) خبر (قليلٌ) خبر مقدم (ذِكْرُ لَوْ) مبتدا مؤخر۔

(ش)إذاوقع خبر "ان" المخففة جملةاسمية لم يحتج إلى فاصل،فتقول:((علمت أن زيدقائم)) من غير حرف فاصل بين((أن))وخبرها،إلا إذاقصدالنفي،فيفصل بينهمابحرف(النفي) كقوله تعالىٰ:(وأن لاإلٰه إلا هوفهل أنتم مُسْلِمُون)

وإن وقع خبرهاجملة فعلية،فلايخلوا:إماأن يكون الفعل متصرفا ،أو غير متصرف ،فإنكان غيرمتصرف لم يؤت بفاصل،نحوقوله تعالىٰ :(وأن ليس للإنسان إلاماسعىٰ)وقوله تعالىٰ:(وان عسىٰ أن يكون قد اقترب أجَلُهُمْ)وإن كان متصرفا،فلايخلوا:إماأن يكون دعاء،أولا،فإن كان دعاء لم يفصل،كقوله تعالىٰ:(والخامسة أن غضب اللّٰه عليها)في قراء ة من قرأ(غَضِبَ)بصيغةالماضي،وإن لم يكن دعاء فقال قوم:يجب أن يفصل بينهماإلا قليلا،وقالت فرقةمنهم المصنف:يجوزالفصل وتركه والأحسن الفصل،والفاصل أحدأربعة أشياء :

الأول:((قد)) كقوله تعالىٰ:(ونعلم أن قد صدقتنا).

الثاني:حرف التنفيس،وهوالسين أوسوف،فمثال السين قوله تعالىٰ:(عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى)ومثال((سوف))قول الشاعر :

واعلم فعلم المرء ينفعه

أن سوف يأتي كلّ ماقُدِرَا

الثالث:النفي، كقوله تعالىٰ:(افلايَرَوْنَ اَنْ لايَرجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلاً).وقوله تعالىٰ:(أيحسبُ الإنْسَانُ أنْ لَنْ نَجْمَعَ عِظَامَه) وقوله تعالىٰ:(اَيَحْسَبُ اَنْ لَمْ يَرَهُ اَحَدٌ)

الرابع:((لو))وقل من ذكر كونها فاصلة من النحويين—ومنه قوله تعالىٰ:(وأن لَوِاسْتَقَامُوا على الطريقة) وقوله:(أوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الأرضَ مِنْ بَعْدِ اَهْلِهَاأنْ لَوْنَشَاء أصَبْنَاهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ)ومماجاء بدون فاصل قوله:

١٠٧ -عَلِمُوا أنْ يُؤَمَّلُوْنَ فَجَادُوا

قَبْلَ أن يُسْألوابِأعْظَم سُؤْلِ

وقوله تعالىٰ (لِمَنْ أرَادَأنْ يُتِمَّ الرَّضاعَةَ)في قراءةٍ من رفع (يتم) في قول،والقول الثاني:أن((أن))

لیست مخففة من الثقیلة من الثقیلة،بل هی الناصبة للفعل المضارع،وارتفع(یتم)بعده شذوذًا.

ترجمہ وتشریح:..........أن مخفف عن المثقل کے بعد فاصلہ کا آنا:

یہاں بھی چند جزئیات ہیں۔

۱.....أن مخفف عن المثقل کی خبر اگر جملہ اسمیہ ہے پھر فاصلہ کی ضرورت سرے سے نہیں جیسے :علمتُ أنْ زیدٌقائمٌ یہاں ان اور اس کی خبر میں کسی بھی چیز کا فاصلہ نہیں۔

۲... ہاں اگر جملہ اسمیہ میں نفی مقصود ہو تو پھر حرف نفی کے ذریعہ سے فاصلہ واجب ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے "وَأنْ لاالٰهَ اِلاَّ هُوَالخ"

۳.....اگر خبر جملہ فعلیہ ہو تو یا وہ فعل متصرف ہوگا یا غیر متصرف، اگر فعل غیر متصرف ہے تو پھر فاصلہ نہیں ہوگا جیسے: وَاَنْ لَیْسَ للانسان إلامَاسَعٰی ،اور اَنْ عَسٰی اَن یکُونَ قَدِاقْتَرَبَ اَجَلُهُم (یہاں لَیْسَ،عَسٰی دونوں فعل غیر متصرف ہیں اس لئے فاصلہ نہیں)

۴.....اگر خبر جملہ فعلیہ ہے اور فعل متصرف ہے تو یا وہ دعا کے معنی میں ہوگا (یعنی اس میں دعا یا بددعا ہوگی) یا نہیں اگر دعاء نہیں تو پھر فاصلہ کی ضرورت نہیں۔ جیسے اللہ جل جلالہ کا یہ قول ہے "والخامسة أن غضِبَ اللّٰه علیها" (ماضی والی قراءت میں، اگرچہ مشہور قراءت یہ نہیں ہے)

۵.....اگر دعا نہ ہو تو اس میں اختلاف ہے ایک قوم کی رائے یہ ہے کہ فاصلہ واجب ہے إلاّ قلیلاً، اور ایک قوم کے ہاں (جن میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ہیں) اس صورت میں فاصلہ کا ہونا نہ ہونا دونوں جائز ہے لیکن فاصلہ زیادہ اچھا ہے۔ اور فاصل ان چار چیزوں میں سے ایک ہوگی۔

۱... قَدْ جیسے قرآن کریم میں ہے وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا۔

۲... حرف تنفیس: اور وہ سین اور سوف ہے، سین کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے "عَلِمَ اَنْ سَیَكُوْنُ منكم مَرضٰی" اور سَوْفَ کی مثال شاعر کا یہ قول ہے۔

واعلم فعلم المرء ینفعه
أن سوف یاتی کلّ ماقُدِرَا

ترجمہ: ...جان لو (اس لئے کہ آدمی کا جاننا اس کو نفع دیتا ہے) کہ عنقریب وہی واقع ہوگا جو اللہ کے ہاں مقدر ہے۔

تشریح المفردات:

اعلم فعل امر بمعنی تیقن ہے (یأتی) ای یقعُ قدرًا ای قدره اللّٰہ تعالیٰ۔

ترکیب:

(اعلم) فعل بافاعل، (علم المرء) مبتدا (ینفعه) جملہ فعلیہ خبر (ان) مخفف عن المثقل ضمیر شان محذوف اس کا اسم ہے (سوف) حرف تنفیس (یأتی کلّ ماقُدِرًا) مضاف مضاف الیہ فاعل، فعل بافاعل خبر ہوا (ان) مخفف کیلئے (علم المرء ینفعه جملہ معترضہ ہے)

محل استشہاد:

أن سوف یأتی محل استشہاد ہے یہاں ان مخفف عن المثقل کی خبر جملہ فعلیہ بغیر دعاء کے آئی ہے اور أن اور اس کی خبر کے درمیان سوف حرف تنفیس فاصل ہے۔

۳۔ أن مخفف اور اس کی خبر میں فاصل آنے والی تیسری چیز نفی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول "افلا یَرَوْنَ ان لایَرجِعُ الیهم قولاً" أیحسبُ الإنسانُ انْ لَنْ نجمعَ عِظامه، ایَحْسَبُ انْ لَمْ یَرَهٗ اَحَدٌ۔

۴۔ ایک فاصل لَو بھی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول وَان لَوِ استقاموا عَلَی الطَّرِیقةِ، اَوَلَمْ یَهْدِ لِلّذینَ یَرِثُوْنَ الارض مِن بعد اهلِها ان لَوْ نشآء اصبناهُمْ بِذُنُوبِهِمْ (یہاں لَوْ فاصل آیا ہے)

لیکن نحویوں میں سے اکثریت لَـو کے فاصل ہونے کی قائل نہیں۔ واضح رہے کہ ان چار حروف کا فاصلہ دو وجہ سے ضروری ہے (ا) ایک تو اس لئے کہ أن (مشددہ) میں دو نون تھے تخفیف کی وجہ سے ایک کو حذف کیا اس وجہ سے اس کے عوض فاصل کو لے آئے، دوسری وجہ نفی کے علاوہ باقی تینوں میں یہ ہے کہ سین اور سوف أن مصدریہ کے ساتھ جمع نہیں ہوتے، اس وجہ سے کہ یہ دونوں استقبال کیلئے آتے ہیں اور أن مصدریہ بھی استقبال کیلئے آتا ہے اور حروف استقبال کے درمیان اجتماع جائز نہیں۔

باقی رہا قَـد تو اس کی وجہ یہ ہے کہ قـد تحقیق کیلئے ہے اور أن مصدریہ میں طمع کا معنی ہوتا ہے اور تحقیق اور طمع میں منافات ہے و التفصیل المزید فی الخادمة۔

بغیر فاصل کی مثال شاعر کا یہ قول ہے:

۱۰۷ — عَلِمُوا أَنْ يُؤَمَّلُوْنَ فَجَادُوا
قَبْلَ أَنْ يُسْأَلُوا بِأَعْظَمِ سُؤْلِ

ترجمہ: . . یہ ایسے لوگ ہیں کہ جب انہوں نے جانا کہ ان سے (مال وغیرہ کی) امید کی جاتی ہے تو انہوں نے ان کے سوال کرنے سے پہلے بڑی چیز کی سخاوت کی۔

تشریح المفردات:

(یؤملون) مضارع مجہول کا صیغہ ہے بمعنی امید (جادوا) از (نصر) بخشش وغیرہ میں غالب ہونا (سؤل) بمعنی مسؤل۔

ترکیب:

(عَلِمُوا) فعل فاعل (أنْ) مخفف من المثقل ،اور اس کا اسم محذوف ہے۔ (يُؤَمَّلُوْنَ) فعل مجہول با نائب فاعل خبر (فا) عاطفہ (جَادُوا) فعل فاعل (قَبْلَ أنْ يُسْأَلُوا) مضاف مضاف الیہ ظرف (بِأَعْظَمِ سُؤْلِ) متعلق ہوا جَادُوا کے ساتھ۔

محل استشہاد:

علموا أن يؤملون محل استشہاد ہے یہاں أن مخفف عن المثقل کی خبر جملہ فعلیہ، فعل متصرف غیر دعاء کے ساتھ آئی ہے اور اس کے باوجود یہاں أن مخفف اور اس کی خبر میں کسی چیز کا بھی فاصلہ نہیں۔ بغیر فاصل کے آنے کی دوسری مثال اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے "لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمُّ الرَّضَاعَةَ" (اس قراءت میں یتمّ مرفوع ہے اس لئے کہ یہاں بھی ان مخفف عن المثقل ہے اور فاصلہ کی تمام شرطوں کے پائے جانے کے باوجود فاصل نہیں آیا یہ تو ایک قول ہے) دوسرا قول یہ ہے کہ یہاں أن مخفف عن المثقل نہیں بلکہ ناصبہ ہے اور یتمّ شاذ ہونے کی بناء پر مرفوع ہے۔

وَخُفِّفَتْ كَأَنَّ أَيْضًا فَنُوِي
مَنْصُوبُهَا، وَثَابِتًا أَيْضًا رُوِي

ترجمہ: اور کأنّ کو بھی مخفف بنایا جاتا ہے اور اس کا اسم محذوف ہوگا اور ثابت (برقرار) بھی مروی ہے۔

ترکیب:

(خُفِّفَتْ) فعل ماضی مجہول (کَانَّ) لفظا نائب فاعل (أیضًا) مفعول مطلق ہے فعل محذوف آض کیلئے (فا) عاطفہ (نُوِی منصوبُها) فعل با نائب فاعل (ثابتًا) حال مقدم ہے (نُوِی) کی ضمیر مستتر سے۔

(ش) إذا خُفِّفَتْ ((كَانَّ)) نوى اسمها، وأخبر عنها بجملة اسمية، نحو: ((كأن زيدٌ قائمٌ)) أو جملة فعلية مصدرة بـ((لم)) كقوله تعالىٰ: (كأن لم تغن بالأمس) أو مصدرة بـ((قد)) كقول الشاعر:

أفِدَ الترحُّلُ غيرَ أنّ رِكابَنا

لَمّا تَزُلْ بِرِحالِنا، وكأنْ قَدِ

أي: ((وكأن قد زالت)) فاسم ((كأن)) في هذه الأمثلة محذوف، وهو ضمير الشأن، والتقدير ((كأنه زيدٌ قائمٌ، وكأنه لم تغن بالأمس، وكأنه قد زلت))

والجملة التي بعدها خبر عنها، وهذا معنى قوله: ((فنوى منصوبها)) وأشار بقوله: ((وثابتًا أيضا روي)) إلى أنه قد روي إثبات منصوبها، ولكنه قليل ومنه قوله:

۱۰۸ – وَصَدْرٍ مُشْرِقِ النَّحْرِ

كَأَنْ ثَدْيَيْهِ حُقَّانِ

فـ((ثدييه)) اسم كان، وهو منصوب بالياء لأنه مثنى، و((حقان، خبر كان، وروي ((كأن ثدياه حقان)) فيكون اسم ((كأن)) محذوفًا وهو ضمير الشأن، والتقدير ((كأنه ثدياه حقان)) و((ثدياه حقان)): مبتدأ وخبر في موضع رفع خبر كان، ويحتمل أن يكون ((ثدياه)) اسم ((كأن)) وجاء بالألف على لغة من يجعل المثنى بالألف في الأحوال كلها.

ترجمہ وتشریح:............ کأنّ مخففہ کی وضاحت:

إنّ اور أنّ کی تخفیف کا ذکر ہو گیا اب کأنّ کی تخفیف کے متعلق بتا رہے ہیں، جب کأن مخفف ہو تو اس صورت میں اس کا اسم محذوف ہوگا اور اس کی خبر جملہ ہوگی چاہے اسمیہ ہو جیسے کأن زیدٌ قائمٌ یا وہ جملہ فعلیہ ہو جس کے شروع میں لَمْ ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول "کأنْ لَمْ تَغْنَ بالأمس" یا اس کے شروع میں قَدْ ہو جیسے:

أَفِدَ التَّرَحُّلُ غَيْرَ أَنَّ رِكَابَنَا

لَمَّا تَزُلْ بِرِحَالِنَا، وَكَأَنْ قَدِ

اس شعر کی پوری تفصیل کتاب کے شروع میں گذری ہے یہاں لانے کا مقصد یہ ہے کہ کان قد میں کان مخفّف عن المثقّل ہے اور ضمیر محذوف اس کا اسم ہے اور قد زالت جملہ فعلیہ اس کی خبر ہے، اسی طرح باقی مثالوں میں بھی ہے، مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ کے قول فنوی منصوبُها کا یہی مطلب ہے۔

"وثابتا ایضا رُوی" کہکر مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ یہ بتا رہے ہیں کہ کبھی اس کا اسم (منصوب) حذف نہیں ہوتا بلکہ برقرار رہتا ہے جیسے شاعر کا یہ قول ہے۔

۱۰۸- وَصَدْرٍ مُشْرِقِ النَّحْرِ

كَأَنْ ثَدْيَيْهِ حُقَّانِ

ترجمہ:......اور بہت زیادہ سینے ایسے ہیں کہ ان کے سینہ کے اوپر کا حصہ چمک رہا ہوتا ہے گویا کہ اس کی دونوں چھاتیاں ہاتھی دانت کے بنے ہوئے دو برتن ہیں (تشبیہ چھوٹے ہونے اور گول ہونے میں ہے)

تشریح المفردات:

(وصدر) ای وربّ صدر (مشرق) باب افعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے چمکنا' النحر مافوق الصدر سینہ کے اوپر کا حصہ جہاں ہار وغیرہ پہنا جاتا ہے (کأن) مخفّف عن المثقل (ثدییه) کان کا اسم ہے ضمیر صدر (سینے) کی طرف راجع ہے اور ایک روایت "ووجه مشرق اللون" کی ہے اس صورت میں کلام میں حذف ہے ای کأن ثدیَیْ صاحبه' (ثديين) ثدى کا تثنیہ ہے چھاتی کو کہتے ہیں یہ مذکر بھی استعمال ہوتا ہے اور مؤنث بھی (حُقّان) حقۃ کا تثنیہ ہے جو برتن کو کہتے ہیں یہاں ہاتھی دانت کے دو برتن مراد ہیں (ہاتھی دانت' جس سے کئی چیزیں بنتی ہیں) اس لئے کہ عرب دونوں چھاتیوں کی تشبیہ ہاتھی دانت کے برتن سے دیتے ہیں اور یہ تشبیہ چھوٹے اور گول ہونے میں ہے، یہاں حقّان کہنا چاہئے تھا لیکن معنیٰ کے اعتبار سے چونکہ یہ اناء (برتن) کو کہتے ہیں جو کہ مذکر ہے اس وجہ سے حُقّان مذکر کا صیغہ استعمال کیا گیا۔

ترکیب:

(صَدرٍ) ای وربّ صدر مبتدا (مُشرقِ النّحرِ) خبر (كأن) مخفّف عن المثقل (ثدیَيه) اس کا اسم (حُقّان) خبر۔

محلِ استشہاد:

کان ثدییہ محلِ استشہاد ہے یہاں **کان** کے مخفف ہونے کے باوجود اس کا اسم مذکور ہے جو کہ (**ثدییہ**) ہے چونکہ یہ تثنیہ ہے اس لئے حالت نصبی میں یاء ماقبل مفتوح ہے۔

اور اس میں **کان ثدیاہ حُقّان** بھی مروی ہے اس صورت میں **کان** کا اسم محذوف ہے جو کہ ضمیر شان ہے تقدیر عبارت **کانہ ثدیاہُ حُقّانِ** ہے، **ثدیاہ حقان** محلاً مرفوع ہے اور **کان** کیلئے خبر ہے لیکن اس دوسری روایت میں یہ بھی احتمال ہے کہ **ثدیاہ** **کان** کا اسم ہو اور **حقان** خبر ہو لیکن یہ ان حضرات کی لغت کے مطابق ہے جو تثنیہ کی حالت رفعی نصبی جری تینوں میں الف ہی کو لاتے ہیں (جس کا تفصیلی ذکر تثنیہ کی بحث میں گذر چکا ہے) **فقط واللہ اعلم**.

احادیث کا عظیم ذخیرہ

اثمار الہدایۃ

شرح اردو الہدایۃ

شارح

مولانا ثمیر الدین قاسمی صاحب دامت برکاتہم

ہدایہ اولین کی مکمل شرح پانچ جلدوں میں

جس میں ہر ہر مسئلے کو انتہائی آسان انداز میں کئی طریقوں سے سمجھایا گیا ہے، اور تمام مسائل و احادیث کی مکمل تحقیق کی گئی ہے۔ ایسی کامل شرح جس کے بعد مزید کسی شرح کی تشنگی باقی نہیں رہتی۔

جملہ حقوق تحریری اجازت کے ساتھ
پاکستان میں بحق زمزم پبلشرز محفوظ ہیں

زم زم پبلشرز کی مطبوعات
ایک نظر میں

۱)	روضة الطالبين في حل زاد الطالبين	مولانا محمد حسین صدیقی صاحب
۲)	رياض الصالحين مترجم كامل	مولانا محمد حسین صدیقی صاحب
۳)	خلاصة الحواشي شرح اصول الشاشي	حضرت مولانا مفتی ابراہیم صاحب
۴)	شرح اردو نخبة الفكر	محمد عمر صاحب
۵)	ارشاد اصول الحدیث	مولانا مفتی ارشاد قاسمی صاحب
۶)	روضة الصالحين مكمل ۵ جلد	مولانا محمد حسین صدیقی صاحب
۷)	روضة المسلم شرح مقدمه مسلم	مولانا محمد حسین صدیقی صاحب
۸)	حلال وحرام کے احکام المعروف بہ عطر ہدایہ	حضرت مولانا فتح محمد لکھنویؒ
۹)	آیات متعارضہ اور اُن کا حل	حضرت مولانا انور گنگوہی صاحب
۱۰)	روضة الازهار شرح كتاب الاثار	مولانا محمد حسین صدیقی صاحب
۱۱)	النحو اليسير تسهيل نحو مير (عربی)	مولانا فاروق حسن زئی صاحب
۱۲)	بداية النحو تسهيل هداية النحو	مولانا محمد عثمان صاحب
۱۳)	جواهر الفوائد شرح اردو شرح عقائد	مولانا مفتی محمد یوسف صاحب